مؤلف خالد عبد الرحمن العک ترجمہ فضیلۃ الشیخ سلیم اللہ زمان حفظہ اللہ

عورتوں پر
ظلم
مگر کیا؟

دارالابلاغ
DARULIBLAGH

کتاب و سنت کی اشاعت کا مثالی ادارہ

عورتوں پر حرام مگر کیا؟

مؤلف .... خالد عبدالرحمن العک

ترجمہ .... فضیلۃ الشیخ سلیم اللہ زمان حفظہ اللہ

اعداد: .... محمد طاہر نقاش

پہلا ایڈیشن .... مارچ 2009ء

پاکستان میں ہماری کتب مندرجہ ذیل اداروں سے مل سکتی ہیں

• لاہور۔ دارالاندلس۔ مرکز القادسیہ 7230549۔ دارالسلام شوروم 7232400۔ مکتبہ قدوسیہ 7230585۔ مکتبہ سلفیہ 7237184۔ کتاب سرائے 7320318۔ اسلامی اکیڈمی 7357587۔ نعمانی کتب خانہ 7321865۔ مکتبہ رحمانیہ 7224228۔ مکتبہ دارالھدیٰ 7639557۔ البلاغ۔

• راولپنڈی۔ تجلیات طیبہ کشمیری بازار۔ 5535168۔ • اسلام آباد۔ مسعود اسلامک بکس 2261356۔ البلاغ۔

• کراچی۔ دی بک ڈسٹری بیوٹرز 7787137، مکتبہ دارالقرآن، 021-2211998 علمی کتب خانہ اردو بازار۔

• فیصل آباد۔ مکتبہ اسلامیہ بیرون امین پور بازار، 631204۔ مکتبہ اہلحدیث امین پور بازار 041-2629292، 0300-6628021

• پشاور۔ معراج کتب خانہ 214720۔ • حیدر آباد۔ مکتبہ دعوت السلفیہ 0333-2607264

• سیالکوٹ۔ مکتبہ رحمانیہ، ناصر روڈ سیالکوٹ 052-4591911

دارالابلاغ پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹرز

رحمان مارکیٹ، غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور فون: 0300-4453358, 042-7361428

دار الابلاغ
DARULIBLAGH
قل تعالوا اتل ما حرم ربكم عليكم
عورتوں پر حرام
مگر کیا؟
مومنات خواتین پر اللہ اور رسول کی طرف سے حرام کئے گئے امور
کتاب و سنت کی روشنی میں
خالد عبد الرحمن العک
فضیلۃ الشیخ سلیم اللہ زمان حفظہ اللہ
دار الابلاغ پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹرز لاہور پاکستان
فون: 0300- 4453358
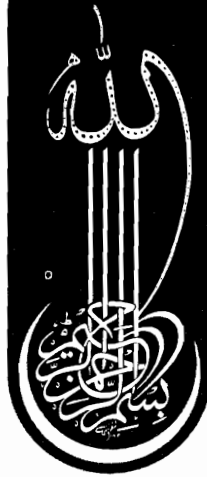
بسم اللہ الرحمن الرحیم
اللہ
کے نام سے شروع کرتا ہوں
جو بڑا ہی مہربان نہایت رحم کرنیوالا ہے۔

آئینہ

عورتوں پر حرام مگر کیا.....؟

باب : ۱

مومنات کا نواقض ایمان سے محتاط رہنا

باب : ۲

عبادات میں مومنات پر حرام کیے گئے کام

باب : ۳

خاتون اسلام کا کبائر، معاصی اور منکرات سے محتاط رہنا

باب: ۴

مومنات کے لباس میں حرام چیزیں

باب : ۵

اسلام کا برے اخلاق و آداب سے محتاط رکھنا

باب : ٦

قطع رحمی اور بری ازدواجی زندگی

باب: ۷

زیادتی کرنا، فساد پیدا کرنا اور تکلیف پہنچانا

باب : ۸

خاتون اسلام کے بعض ازدواجی معاملات

باب : ۹

مومنات کی عدت کے بعض مسائل اور محرمات ابدیہ

باب : ۱۰

احکامِ حجاب' اس کے آداب اور احکام طلب اجازت

حرف تمنا

فکر مند عورتیں

آج کل میڈیا کی طاقت واثر انگیزی کا دور دورہ ہے۔جس کو دیکھو پرنٹ میڈیا کی چھاپ کا مقتول نظر آتا ہے۔ ہنود و یہود اور صلیبیوں کے میڈیا کا وار اتنا کاری ہے کہ کلمہ گو مسلمانوں کے اذہان وقلوب سوچ وفکر اور طرز عمل پر غیر مسلموں کی مشابہت واضح طور پر نظر آتی ہے۔کبھی تو دیکھنے کو ایسا نظر آتا ہے کہ یہ آدمی جو سامنے کھڑا ہے نام تو اس کا مسلمانوں جیسا ہے لیکن یہ کر کیا رہا ہے!!؟ یعنی ہم نام کے مسلمان اور عمل کے کچھ اور ہی نظر آتے ہیں۔

لوگ شام کو جو کچھ ٹی وی کی سکرین پر دیکھتے ہیں صبح اسی چیز کو بازار جا کر طلب کرتے ہیں۔اور اپنے عمل کو بھی پردہ سکرین پر دیکھے گئے مناظر کے سانچے میں ڈھالنے کی کوشش کرتے ہیں۔اس مسئلہ میں وہ جدید' ماڈرن اور روشن خیال بننے سے پہلے یہ بھول جاتے ہیں کہ ہم پہلے مسلمان ہیں پھر کچھ اور۔

اس معاملہ میں صنف نازک خاص طور پر میڈیا کی یلغار کا شکار اور کفار کے پھیلائے گئے جال میں پھنسی نظر آتی ہے۔ دنیا کی چکا چوند' بناؤ سنگھار اور خوب سے خوب تر بننے کے جذبے نے حرمت وحلت کے معیار اور لوازمات واحکامات یکسر بھلا کر رکھ دیئے ہیں۔اب ان کے اکل وشرب' لباس وملبوسات' رہن سہن' لین دین' عقائد اور معاملات ہر طرح سے غیر مسلم تہذیبوں سے متاثر ہو کر رہ گئے ہیں۔

''عورت'' کہ جس کا نام ہی اس کے مکمل طور پر ہر طرح ساتر ومستور اور چھپے ہوئے ہونے کا تقاضا کرتا ہے' شرم وحیاء' حجاب' آواز' آنکھ' کان اور دیگر اعصائے جسم کا پردہ اس کا لازمی جزو ہے۔لیکن آج کل یہ چیزیں ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملتیں' اگر کہیں ایسی روایات و افکار کے حامی لوگ مل بھی جائیں تو ان کی پاکیزہ زندگیاں بھی روشن خیالی اور جدید افکار کی آلودگیوں سے لتھڑی نظر آتی ہیں۔عورت چونکہ معاشرہ میں ۵۵ فیصد کے حساب سے موجود ہے' یوں ۴۵ مرد اور ۵۵ عورتیں فی کس زندگی گزار رہی ہیں۔اب ان اکثریت پر مبنی جنس کو کسی

صورت میں نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ ان کی رہنمائی آئندہ آنے والی نئی نسل اور قوم کی رہنمائی ثابت ہوگی۔

دارالابلاغ نے اس مقصد کو ہمیشہ اپنی اولین ترجیحات میں شامل رکھا ہے۔ زیر نظر کتاب بھی خواتین کی ایسی ہی تربیت کے مقصد کو پورا کرنے کے لیے منظر عام پر لائی جا رہی ہے۔ خواتین آج کل اپنے فیشن، بناؤ سنگھار اور رہن سہن میں ایسے معاملات کو نہایت تیزی سے اختیار کرتی چلی جا رہی ہیں جو کہ شریعت اسلامیہ کے مطابق اللہ کریم کے اور رسول رحمت کے فرمان کے مطابق حرام ہیں۔ ان نیک خواتین کو یا تو ان کے حرام ہونے کا علم نہیں، یا وہ کسی شک وشبہہ اور تشکیک کا شکار ہیں، یا پھر سستی، کاہلی اور تساہل کا مظاہرہ کرتے ہوئے ایسے حرام امور کو جن سے اللہ اور اس کے رسول نے منع کر دیا ہے، اور ایسے اعمال سے وہ بندے سے ناراض ہو جاتے ہیں، ایسے امور کو آج کل کی خاتون بے دریغ اختیار کرتی چلی جا رہی ہے۔ یہ کتاب ہم ایسی مومنات صالحات، پاکباز، عابدات خواتین اسلام کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں کہ جو ہر وقت اس فکر میں مبتلا رہتی ہیں کہ وہ کوئی ایسا کام نہ کر بیٹھیں جو اللہ و رسول کی طرف سے حرام ہو۔ وہ اپنی آخرت کو کامیاب بنانے کے لیے حرام امور سے ایسے بچنے کی کوشش کرتی ہیں جیسے کوئی آگ کے شعلوں سے اپنے دامن کو بچاتا ہے۔

اس کتاب میں روز مرہ زندگی میں پیش آنے والے ایسے امور، عقائد اور دوسرے مسائل کی نشاندہی کی گئی ہے کہ جن کی شریعت اسلامیہ میں ذرہ بھر گنجائش نہیں ہے۔ وہ صریحاً حرام ہیں۔ یہ امور مرد و زن دونوں سے تعلق رکھتے ہیں لیکن ان میں ایسے امور کو ترجیحاً کھول کھول کر بیان کیا گیا ہے کہ جن کا تعلق خاص طور پر صنف نازک سے ہے، یعنی وہ احکام جو عورت پر حرام ہیں کہ اے مومن عورتو! تم پر یہ یہ کام کرنے حرام ہیں، بیان کیے گئے ہیں، ان احکام کی روشنی میں ہر عورت اپنے گھر سے لے کر بازار تک کے اور پیدائش سے لے کر وفات تک کے تمام امور سے آگاہی حاصل کر لے گی اور پھر اللہ اور رسول کے احکامات پر عمل پیرا ہوتے ہوئے ان امور سے اپنے دامن کو بچا کر رضائے الٰہی کا سرٹیفکیٹ حاصل کر کے جنتیوں کی حقدار ٹھہرے گی ان شاء اللہ۔

اللہ کریم کے حضور دعا ہے کہ وہ مومنات کو اس کتاب سے راہنمائی لیتے ہوئے خود بھی

اپنی اصلاح کی توفیق دے اور معاشرے کی دوسری شیطان کے پھندے میں پھنسی بھولی بھالی مخلص مگر نادان بہنوں کو بھی اس کتاب کو پڑھنے کی ترغیب دیں، یوں اپنا دامن بھی حرام سے بچائیں۔ اور دوسروں کے لیے بھی باعث رحمت بن جائیں اللہ کریم ہماری اس کاوش کو خواتین اسلام کی اصلاح کا ذریعہ اور ہماری نجات کا باعث بنائے۔ آمین۔

اخوکم فی اللہ

خادمِ کتاب و سنت

محمد طاہر نقاش

۸ اپریل ۲۰۰۸ء لاہور

مقدمہ

اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ، وَمَنْ یُّضْلِلْ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَأَشْھَدُ أَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ، وَأَشْھَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ .

''یقیناً سب تعریفیں اللہ تعالیٰ ہی کو سزاوار ہیں، ہم اسی کی تعریفیں بیان کرتے ہیں، اسی سے مدد مانگتے ہیں اور اسی سے گناہوں کی بخشش طلب کرتے ہیں اور ہم اپنے نفس کی شرارتوں اور اپنے برے اعمال (کے برے نتائج) سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ پناہ پکڑتے ہیں، جسے اللہ تعالیٰ ہدایت سے نوازتا ہے کوئی اسے گمراہ نہیں کر سکتا اور جسے وہ گمراہ کر دیتا ہے کوئی اسے راہ راست پر نہیں لا سکتا اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک و ساجھی نہیں ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔''

﴿ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ حَقَّ تُقٰتِہٖ وَ لَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۱۰۲﴾ ﴾ (آل عمران : ۳/۱۰۲)

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ سے اس طرح ڈرو جس طرح اس سے ڈرنے کا حق ہے اور تمہیں موت نہ آئے مگر اس حالت میں کہ تم مسلمان ہو۔''

﴿ یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَۃٍ وَّ خَلَقَ مِنْھَا زَوْجَھَا وَ بَثَّ مِنْھُمَا رِجَالًا کَثِیْرًا وَّ نِسَآءً وَ اتَّقُوا اللّٰہَ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ بِہٖ وَ الْاَرْحَامَ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلَیْکُمْ رَقِیْبًا ﴿۱﴾ ﴾ (النساء : ۴/۱)

''اے لوگو!...... اپنے پروردگار سے ڈرو، جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا (دنیا میں) اور اسی سے اس کی بیوی کو پیدا کر کے ان دونوں سے بہت سے مرد اور

عورتیں پھیلا دیں' اس اللہ سے ڈرو جس کے نام پر ایک دوسرے سے مانگتے ہو اور رشتے ناتے توڑنے سے بھی بچو' بے شک اللہ تعالیٰ تم پر نگہبان ہے۔''

﴿يَآيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ قُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ۝﴾

(الاحزاب: ۷۰-۷۱)

''اے ایمان والو!...... اللہ تعالیٰ سے ڈرو' اور سیدھی سیدھی سچی باتیں کیا کرو' تاکہ اللہ تعالیٰ تمہارے کام سنوار دے اور تمہارے گناہ معاف فرما دے اور جس نے بھی اللہ اور اس کے رسول کی تابعداری کی اس نے بڑی مراد پا لی۔''

((أَمَّا بَعْدُ: فَإِنَّ أَصْدَقَ الْحَدِيثِ كِتَابُ اللّٰهِ تَعَالٰى' وَخَيْرَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ ﷺ وَشَرَّ الْأُمُورِ مُحْدَثَاتُهَا' وَكُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ' وَكُلَّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ))

''اللہ تعالیٰ کی تعریف و ستائش کے بعد: بلاشبہ سب سے زیادہ سچی بات اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے اور سب سے بہترین سیرت محمد رسول اللہ ﷺ کی سیرت ہے' اور کاموں میں سے بدترین نئے ایجاد شدہ کام ہیں' ہر نیا ایجاد شدہ کام بدعت ہے اور ہر بدعت ضلالت ہے اور ہر ضلالت دوزخ میں لے جائے گی۔''

یہ ایسی کتاب ہے جس میں میں نے ان حرام کردہ امور کو جمع کر دیا ہے جن میں سے ہر ایک فعل سے اپنے آپ کو بچانا ہر مسلمان خاتون پر لازم اور واجب ہے اور ان میں سے ہر ایک کام سے جتنا ہو سکے دور رہنا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان گرامی ہے:

((إِنَّ الْحَلَالَ بَيِّنٌ وَإِنَّ الْحَرَامَ بَيِّنٌ وَبَيْنَهُمَا مُشْتَبِهَاتٌ لَا يَعْلَمُهُنَّ كَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ فَمَنِ اتَّقَى الشُّبُهَاتِ اسْتَبْرَأَ لِدِينِهِ وَعِرْضِهِ وَمَنْ وَقَعَ فِي الشُّبُهَاتِ وَقَعَ فِي الْحَرَامِ كَالرَّاعِي يَرْعَى حَوْلَ الْحِمَى يُوشِكُ أَنْ يَرْتَعَ فِيهِ أَلَا وَإِنَّ لِكُلِّ مَلِكٍ حِمًى أَلَا وَإِنَّ حِمَى اللّٰهِ مَحَارِمُهُ أَلَا وَإِنَّ فِي الْجَسَدِ مُضْغَةً إِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ كُلُّهُ وَإِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهُ أَلَا وَهِيَ الْقَلْبُ)) [1]

''بلاشبہ حلال ظاہر ہے اور بلاشبہ حرام (بھی) ظاہر ہے اور ان دونوں کے مابین

[1] صحيح البخاري' برقم ۵۲' وصحيح مسلم برقم ۱۵۹۹

کچھ مشتبہ چیزیں ہیں جنہیں لوگوں کی کثیر تعداد نہیں جانتی۔ پس جو ان مشتبہ امور سے بچ کر رہا اس نے اپنے دین و ایمان اور اپنی عزت و آبرو کو بچالیا اور جو کوئی ان مشتبہ کاموں میں پڑ گیا وہ حرام میں جا پڑا' اس چرواہے کی مثل جو چراگاہ کے آس پاس جانوروں کو چرائے' ہو سکتا ہے کہ اس کا جانور چراگاہ میں چرنے لگ جائے۔ خبردار! ہر بادشاہ کی ایک چراگاہ ہوتی ہے اور آگاہ رہنا اللہ تعالیٰ کی چراگاہ اس کی حرام کردہ چیزیں ہیں۔ آگاہ رہو! کہ جسم میں گوشت کا ایک ٹکڑا ہے جب وہ سنور جائے تو سارے کا سارا جسم ہی سنور جاتا ہے اور جب وہ خراب ہو جائے تو سارا جسم ہی خراب ہو جاتا ہے۔ یاد رکھنا! وہ دل ہے۔"

"ظاہر حرام" سے مراد وہ چیزیں ہیں جن کی تحریم اللہ تبارک وتعالیٰ کی کتاب اور اس کے رسول مقبول ﷺ کی سنت سے ثابت ہو۔ اور مشتبہ امور سے مراد وہ کام ہیں جو نئے پیدا شدہ ہوں' جن کے حلال ہونے یا حرام ہونے میں شک و شبہ ہو۔ ایسے کاموں سے دور رہنے ہی میں دین اور آبرو کی سلامتی ہے۔ تو جو کام صریح اور واضح حرام ہیں ان سے دور رہنے میں کس قدر سلامتی ہوگی؟ یقیناً یہی تو ہلاکتوں' قباحتوں' رذالتوں اور خرابیوں سے نجات کی ضامن ہے۔!!

بے شک سب حرام کام جن کی حرمت (حرام ہونا) کتاب الٰہی اور سنت مصطفوی (علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) سے ثابت ہے درحقیقت یہی سب کام خبیث' ہلاک کرنے والے' ناجائز' گندے' بے عزتی کا سبب اور فساد پیدا کرنے والے ہیں۔ یہی کام ہلاکتوں' تباہیوں اور بدبختیوں کا مصدر ہیں۔ ان کو حرام رکھنے ہی میں انسان اور انسانی زندگی کی حفاظت ہے' انسان کو اس زندگانی میں ان وسائل و ذرائع کو لازماً اختیار کرنا چاہیے جو اسے ہلاکتوں سے بچانے والے اور خرابیوں سے محفوظ رکھنے والے ہوں' وگرنہ یہ خطرات اسے چاروں اطراف سے گھیر لیں گے۔

اللہ تعالیٰ نے جو ہم پر ان غلط اور خبیث کاموں کو حرام ٹھہرایا ہے تو اس سے مقصود بندوں کے فوائد اور ان کی مصلحتوں کی نگہداشت کرنا ہے' کیونکہ ان فوائد اور مصلحتوں کو حرام کردہ امور سے اجتناب کرتے ہوئے ہی حاصل کیا جا سکتا ہے' اسی لیے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَا نَهَيْتُكُمْ عَنْهُ فَاجْتَنِبُوهُ)) [1]

"جس کام سے بھی میں تمہیں روک دوں اس سے اجتناب کیا کرو۔"

---

[1] صحیح مسلم ۱۳۳۷ و ۲۳۵۷

مسلمان عورت تو اپنے دین' اپنی نیک بختی اور اپنی سلامتی کی خواہاں ہوتی ہے اور وہ ان تمام حرام کردہ کاموں سے انتہائی دور رہنے والی ہوتی ہے جن سے اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب عزیز میں اور اپنے رسول کریم ﷺ کی سنت میں ہمیں روک دیا ہے۔ وہ ان عورتوں کی مانند نہیں ہوتی جن کے دلوں میں کمزور سا ایمان ہوتا ہے' جو حرام کردہ امور اور منع شدہ کاموں کا جا بجا ارتکاب کرتی رہتی ہیں۔ ان حرام کاموں کی خباثتوں اور خرابیوں سے ہم اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتے ہیں۔

تمام حرام کاموں کے دینی' دنیوی اور ذاتی انتہائی خطرناک نقصانات ہیں۔ مال' عزت اور مرتبہ پر بھی ان کی زد پڑتی ہے۔ حرام کاموں میں کچھ تو بڑے ہیں اور کچھ سب سے بڑے۔ کچھ بد ہیں اور کچھ سب سے بدترین' کچھ قبیح ہیں اور کچھ سب سے بڑھ کر قبیح' کچھ فساد برپا کرنے والے ہیں اور کچھ سب سے زیادہ فساد انگیز' غرضیکہ سب حرام کام پلید' گندے' خبیث اور خرابیوں سے بھرپور ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس امت پر ان سب حرام کاموں سے دور رہنا واجب اور ضروری قرار دیا ہے۔ اور ان سے بچاؤ کرنے اور دور رہنے کا صرف یہی راستہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا تقویٰ اور ڈر اختیار کیا جائے اور اس کے نبی معظم ﷺ کی کما حقہ اتباع اور پیروی اختیار کی جائے۔ بس اسی راستے پر گامزن ہونے ہی میں عصمت اور عظمت کا دفاع ہے' ان حرام کاموں کی میل کچیل' نقصانات اور گراں بوجھ سے بچاؤ کا یہی واحد راستہ ہے' ہم اللہ تعالیٰ سے ان محرمات سے بچنے کے لیے سوال کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اپنی خاص عنایت اور نظر کرم سے ان سے بچائے رکھے۔

رسول اللہ ﷺ کا پیغام رسالت کی تبلیغ کرنے کے بعد اہم ترین فریضہ یہی تھا کہ اپنی امت کے لیے پاکیزہ چیزوں کو حلال ٹھہرائیں اور گندی چیزوں کو حرام قرار دیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس عظیم حقیقت کو یوں بیان فرمایا ہے:

﴿ الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ الَّذِي يَجِدُونَهُ مَكْتُوبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَالْإِنْجِيلِ يَأْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَاهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ وَالْأَغْلَالَ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ ۚ فَالَّذِينَ آمَنُوا بِهِ وَعَزَّرُوهُ وَنَصَرُوهُ وَاتَّبَعُوا النُّورَ الَّذِي أُنْزِلَ مَعَهُ ۙ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿١٥٧﴾ ﴾

(الاعراف : ۱۵۷/۷)

''جو لوگ ایسے رسول نبی امی کا اتباع کرتے ہیں جن کو وہ لوگ اپنے پاس تورات وانجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں وہ ان کو نیک باتوں کا حکم فرماتے ہیں اور بری باتوں سے منع کرتے ہیں اور پاکیزہ چیزوں کو حلال بناتے ہیں اور گندی چیزوں کو ان پر حرام فرماتے ہیں اور ان لوگوں پر جو بوجھ اور طوق تھے ان کو دور کرتے ہیں۔ سو جو لوگ اس نبی پر ایمان لاتے ہیں اور ان کی حمایت کرتے ہیں اور ان کی مدد کرتے ہیں اور اس نور کا اتباع کرتے ہیں جو ان کے ساتھ بھیجا گیا ہے' ایسے لوگ پوری فلاح پانے والے ہیں۔''

حلال پاک ہے اور حرام ناپاک اور گندا ہے اور حرام وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب کریم میں یا اپنے رسول امین ﷺ کی سنت مبارکہ میں حرام کہا ہے اور وہ ابد الآباد یعنی ہمیشہ ہمیشہ تک کے لیے حرام ہی رہے گا۔ جس کسی نے اسے حلال بنانے یا کہنے کی جسارت کی تو وہ کافر ہوگا' اس پر اللہ تعالیٰ' اس کے فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت برسے گی' کیونکہ ایک حرام چیز کو حلال بنانے والا حق پر زیادتی کرنے اور اپنے مخفی بغض اور کینے کو ظاہر کرنے کا ارادہ رکھتا ہے اس حرام چیز کے حکم کو بدلنے' تبدیل کرنے اور اپنی جعل سازی' غلط بیانی اور بے راہ روی کو شامل کرنے کی کاوش کرتا ہے۔

اسلام میں ''حرام کردہ'' سب چیزوں اور تمام کاموں کے نقصانات سائنسی' ڈاکٹری' طبی' معاشرتی' قانونی اور نفسیاتی تحقیقات سے بھی واضح ہو چکے ہیں۔ اگرچہ ان میں سے کسی ایک آدھ چیز کو انسان کے بنائے ہوئے قوانین جائز اور مباح بھی سمجھتے ہیں' جیسے کہ زانی مردوں اور فاحشہ عورتوں میں پایا جانے والا ''جنسی معاشرہ'' ہے لیکن ہمیں اس کے ساتھ ساتھ عالمی سطح پر صحت اور طب کے اداروں کی یہ پکار اور یہ اعلانات بھی سنائی دے رہے ہیں کہ غیر ازدواجی جنسی تعلقات اور میل ملاپ ''ایڈز'' جیسے موذی اور مہلک مرض کا پیش خیمہ ہیں' جو صرف اور صرف غیر ازدواجی تعلقات اور فحاشی کی وجہ سے انسانی بدن کو لاحق ہوتا ہے۔ اسی طرح انسانی خود قوانین ساختہ شراب نوشی کو جائز سمجھتے ہیں' جب کہ صحت اور انسانی بدن پر اس کے نقصانات اور منفی اثرات سائنسی اور طبی تحقیقات سے واضح ہو چکے ہیں' جو اس سے دور رہنے پر قطعی دلالت کرتے ہیں۔ بالکل اسی طرح باقی تمام ''محرمات اسلامیہ'' مردار کا گوشت کھانا' بوقت ذبح بہنے والے خون کو پینا' سور کا گوشت استعمال کرنا' منشیات کو استعمال میں لانا' تمباکو نوشی کرنا

وغیرہ۔ جن کا حرام ہونا اسلام میں ثابت ہے...... سب کا یہی حال ہے۔!!!

ہاں! اگر کسی کا ''نفس امارہ'' (برائی کا دلدادہ) ان محرمات' خباشتوں یا بے حیائیوں میں سے کسی کو جائز اور حلال سمجھتا ہو تو ہم دیکھتے ہیں کہ میلانِ طبعی اور خواہش نفسانی سے محفوظ عقل اس سے نفرت کرتی ہے' اس کا انکار کرتی ہے اور کسی صورت بھی اس کو پسندیدگی کی نگاہوں سے نہیں دیکھتی۔ اسی طرح عورت کے فتنہ انگیز جسمانی اعضاء اور اس کے حسن و جمال کی نمائش کو اہل کفر اچھا سمجھتے ہیں لیکن یہی چیز سلیم الفطرت اہل دانش کے ہاں غیر مقبول اور معیوب ہے۔ ایک خوبرو' حسین وجمیل برہنہ چہرہ والی' مسحور کن اور فتنہ انگیز نقش ونگار والی ماں کی حالت لوگوں کی نظروں کے سامنے ایک چھوٹے سے سمجھ دار بیٹے کے لیے معیوب اور نامقبول ہے...... بلکہ اگر وہ بڑی عمر والا ہے تو یہ دیکھ کر کہ ایک اجنبی مرد اس کی ماں کے حسن و جمال اور دوسرے اعضائے جسمانی سے لطف اندوز ہو رہا ہے اس کا غصہ اور جوش کھولنے لگتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس قماش کے لوگ خفیہ ملاقاتیں کرتے ہیں' جوان کے بیٹوں' بیٹیوں یا ماں باپ کی نگاہوں سے اوجھل ہوں یا بھائیوں کی نگاہوں سے دور ہوں' جن میں ابھی غیرت وحمیت اور عزت داری کے کچھ آثار باقی ہیں' مگر وہ آدمی یہاں مراد نہیں جس کی پرورش اور تربیت ہی خنزیر کے گوشت سے ہوئی ہو' جس کے کھانے سے نر (آدمی) میں اپنی بیوی کے معاملے میں بھی غیرت وحمیت جاتی رہتی ہے۔ کیونکہ یہ ایسا جانور ہے جو اگر کسی کو اپنی مادہ پر حملہ کرتے دیکھ بھی لے تب بھی اس کی غیرت وحمیت جوش نہیں مارتی!!؟

اس لیے ہر چیز جو اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اس کے محبوب کریم ﷺ کی سنت میں حرام ہے' اس کی تائید وتصدیق عقل سلیم' فطرت سلیمہ' علم صحیح یا ایسی تحقیقی رپوٹوں سے بھی ہو رہی ہے جو خواہشات نفسانی اور خطائے انسانی سے محفوظ ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ہر کام اور چیز جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی آخری کتاب میں یا اس کے رسول معظم ﷺ کی حدیث مبارکہ میں حرام قرار دیا ہے واقعی وہ چیز گندی یا نقصان دہ یا باطل یا بری یا فاسد یا فساد انگیز ہوگی!!!

کوئی صاحب سرمایہ داروں' سرمایہ پرستوں کی تنظیموں اور اشتراکی نظام کے متوالوں کے اتفاق رائے سے دھوکا نہ کھائے' جو سودی مالی نظام کو حلال اور جائز سمجھتے ہیں۔ کیونکہ دوسری طرف سبھی غریب اور نادار اقوام قیمت کی گرانی' حرمان نصیبی اور مفلسی کی تکلیفات اور مصائب جھیلتی ہیں۔ ان کو تو اس سودی مالی نظام سے ذرا بھر بھی فائدہ نہیں ملتا۔ فائدہ تو درکنار' اگر کوئی

غریب قوم کچھ سودی قرضہ لے بھی لے تو اس کی مفلسی مزید بڑھنے لگتی ہے۔ محرومی پر محرومی' تنگ حالی پر تنگ حالی اور محتاجی پر محتاجی بڑھتی چلی جاتی ہے۔ غریب اور پس ماندہ ملکوں کی حالت زار اس پر بہت بڑی شہادت ہے۔ بلکہ ترقی پذیر ممالک بھی جن کی آزادی پر کئی دہائیاں گزر چکی ہیں' اس کے باوجود وہ ابھی تک ترقی پذیر ہی ہیں' ان کی کوئی شاخ تمنا ہری نہیں ہو رہی اور نہ ہی ان کا کوئی خواب شرمندۂ تعبیر ہو رہا ہے۔ یہ دونوں ''حقیقی بہنیں'' یعنی غریب ممالک اور پسماندہ اقوام جیسے کہ افریقی ممالک اور بعض اسلامی اور عربی ممالک کی حالت زار اور ناگفتہ بہ صورت حال ہے۔ قرضوں کے بوجھ تلے دبے جانے کے سوا انہیں کیا حاصل ہو رہا ہے!؟ اللہ تعالیٰ ان پر اپنا رحم وکرم فرمائے!!!

آزاد اقتصادی تحقیقات اور مقالہ جات نے ان سرمایہ دار ملکوں کے مکر وفریب کو عیاں کر دکھایا ہے کہ وہ جو غریب' پسماندہ اور ترقی پذیر ممالک کو سودی قرضے دیتے ہیں' وہ قرضے فراہم کرنے کے ساتھ ساتھ مال کو لگانے اور صرف کرنے کے لیے اپنے تجویز کردہ پلان اور منصوبہ جات کے مطابق رہنے کی شرائط بھی عائد کرتے ہیں۔ ان کے بنائے ہوئے اور عائد کیے ہوئے تمام منصوبے اور اسکیمیں مقروض ملک کو مزید تنگی' پریشانی اور الجھن میں دھکیل دیتی ہیں اور پھر انجام کار ان کے ٹھیکے اور ان کی ضمانتوں کی تمام شرائط اور دفعات ماننا پڑتی ہیں۔ اس کے علاوہ لازمی سودی فوائد کے ہمراہ رأس المال کی واپسی تو ہر حال میں کرنی ہے۔ اگرچہ اس کے بدلے میں اپنی خصوصی مراعات بھی ضبط کروانی پڑیں جو ملک کی داخلی سیاست پر قبضہ یا قدرتی ذخائر پر ناجائز قبضہ کی صورت میں بھی ہو سکتے ہیں۔

یہ ہے اس سودی مالی نظام کا باہمی حقیقی معاملہ جو امیر اور غریب اور طاقتور اور کمزور کے درمیان چل رہا ہے۔

باقی رہا معاملہ مالدار بنکوں کے درمیان' تو وہ صرف اس کے دائرۂ عمل کو وسیع کرنے کے لیے ہے یا پھر مالدار کی پیداواری صلاحیت کو بڑھانے کے لیے ہے' جن کا نتیجہ سامان تجارت اور مصنوعات کی قیمتوں میں اضافے کی شکل میں ملتا ہے' جس کا بوجھ اٹھانے کے لیے صرف بے چارہ صارف اور خریدار ہی ہوتا ہے۔ اگر وہ خریدار دولت وثروت والا ہے تو اسے قیمتوں کے بڑھنے سے کوئی فرق نہیں پڑتا' اور اگر وہ محدود آمدنی والا ہے تو اس پر بھی طاقت سے زائد بوجھ آن پڑتا ہے اور اگر وہ مفلس وغریب ہے تو اس نادار کی محرومی پر محرومی' بھوک پر بھوک' اسی

طرح آخر تک سب کچھ بڑھ جاتا ہے...... ہم نے تو یہ بالکل نہیں سنا کہ سودی قرضے سے تنگی کے بعد کشادگی' قحط و افلاس کے بعد چہروں پر خوشی کی علامات' محرومی قسمت کے بعد مبارک بادی اور بھوک کے بعد پیٹ بھر کر کھانا نصیب ہوا ہو۔

یہ تو اس دنیاوی زندگی میں اس سودی مالی نظام کے نقصانات کے کچھ پہلو ہیں' انہی کے پیش نظر اسلام میں ''سود'' سخت ترین حرام کردہ چیزوں میں سے ایک ہے۔ ذرا ملاحظہ فرمائیں:

﴿ يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا ﴾ (البقرة : ۲/۲۷٦) ''اللہ تعالیٰ سود کو مٹاتا ہے۔''

اور پھر ذرا اس انداز سے:

﴿ اتَّقُوا اللّٰهَ وَ ذَرُوْا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبٰوا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۲۷۸﴾ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ ۚ وَ اِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوْسُ اَمْوَالِكُمْ ۚ لَا تَظْلِمُوْنَ وَ لَا تُظْلَمُوْنَ ﴿۲۷۹﴾ ﴾ (البقرة : ۲/۲۷۸-۲۷۹)

''(اے ایمان والو!) اللہ تعالیٰ سے ڈرو' اور جو سود باقی رہ گیا ہے وہ چھوڑ دو' اگر تم ایمان دار ہو' اور اگر ایسا نہیں کرتے تو اللہ تعالیٰ سے اور اس کے رسول سے لڑنے کے لیے تیار ہو جاؤ' اور اگر تم توبہ کر لو تو تمہارا اصل مال تمہارا ہی ہے۔ تم ظلم کرو' نہ تم پر ظلم کیا جائے گا۔''

اے میری مسلمان بہن! اللہ تعالیٰ نے ان ''محرمات'' (حرام کردہ چیزوں اور کاموں) کو اپنی ''حدیں'' قرار دیا ہے اور اپنے سبھی بندوں پر ان کاموں سے دور رہنا فرض کیا ہے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَقْرَبُوْهَا ؕ ﴾ (البقره : ۲/۱۸۷)

''یہ اللہ تعالیٰ کی حدود ہیں' تم ان کے قریب بھی نہ جاؤ''

جو آدمی اللہ تعالیٰ کی ان حدوں کو پھلانگتا ہے اور اس کی حرمتوں کو پامال کرتا ہے' اسے اللہ تعالیٰ نے بایں الفاظ دھمکی دی ہے:

﴿ وَ مَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ يَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا ۪ وَ لَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿۱۴﴾ ﴾ (النساء : ٤/١٤)

''اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول (ﷺ) کی نافرمانی کرے اور اس کی

مقررہ حدوں سے آگے نکلے اسے وہ جہنم میں ڈال دے گا' جس میں وہ ہمیشہ رہے گا۔ ایسوں ہی کے لیے رسوا کن عذاب ہے۔''

مشاہدے کی بات ہے کہ بعض خواہشات اور شہوات کی پیروی کرنے والے اور طاقت باری تعالیٰ سے غافل رہنے والے ان گندی اور خبیث چیزوں کو حرام قرار دینے پر بڑی پریشانی اور ناگواری کا اظہار کرتے رہتے ہیں۔ گویا کہ وہ یہ چاہتے ہیں کہ دنیا میں پائی جانے والی ہر چیز ان کے لیے مباح اور جائز ہوتی۔ اس طرح تو زندگی ویران اور تباہ حال ہو جاتی۔ کیونکہ اللہ فساد اور اہل شہوات کی دست اندازی سے کوئی چیز بھی محفوظ نہ ہوسکتی تھی' اور یہ ایسی قباحت اور خرابی تھی جس کی اللہ تعالیٰ تو اجازت نہ دے سکتے تھے' اور یقیناً دی بھی نہیں ہے۔ الحمدللہ!!

یہ سب منہیات اور محرمات تمام لوگوں کے حقوق اور عزتوں کو محفوظ رکھنے کے لیے اور امن وامان کو بحال رکھنے کے لیے چند قوانین اور ضابطے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے شرک اور کفر کو صحیح عقیدہ اور ایمان کی حفاظت رکھنے کی خاطر حرام قرار دیا ہے' اور زنا کو نسب نامے اور عزتوں کی حفاظت کرنے کے لیے حرام کیا ہے۔ عقل اور صحت و عافیت کی حفاظت کرنے کی وجہ سے شراب کو حرام کہا ہے۔ امت کی اقتصادی حالت کو محفوظ رکھنے کے لیے سود کو حرام گردانا ہے' اور اس طرح سودخوروں کی ہوس اور طمع سے بچانے کے لیے بھی' جو لوگوں کے ہاتھوں میں موجود سب مال کو سمیٹ لینا چاہتے ہیں' جیسا کہ ابھی اشارۃً بات گزر چکی ہے...... اسی طرح اسلام میں تمام محرمات صرف بندوں کی سعادت' خوشی' سلامتی' عزت داری اور عافیت وتندرستی دیکھنے کے لیے ہی ہیں!!!

یقیناً اللہ تبارک وتعالیٰ نے تمام پاکیزہ اور طیب اشیا کو اپنے بندوں کے لیے حلال رکھا ہے' جن اشیا کی کثرت تعداد اور متنوع اقسام کو شمار بھی نہیں کیا جا سکتا۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے ان جائز اور مباح چیزوں کو ان کی کثرت تعداد کے پیش نظر مفصل بیان بھی نہیں فرمایا کیونکہ ان کا شمار ہو بھی نہیں سکتا تھا۔ برخلاف اس کے کہ محرمات تھوڑی تعداد میں تھیں اسی لیے انہیں تفصیل سے بیان کر دیا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں ارشاد ربانی:

﴿وَقَدْ فَصَّلَ لَكُم مَّا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ إِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ إِلَيْهِ﴾

(سورۃ الانعام : ۶/۱۱۹)

''حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ان سب (جانوروں) کی تفصیل بتلا دی ہے کہ جن کو تم پر حرام کیا ہے، مگر وہ بھی جب تم کو سخت ضرورت پڑ جائے تو حلال ہے۔''

برعکس اس کے جب کوئی چیز پاک ہو، گندی اور خبیث نہ ہو، اس کو ایک ہی جملے میں یوں حلال بتلا دیا ہے:

﴿يَاأَيُّهَا النَّاسُ كُلُوا مِمَّا فِي الْأَرْضِ حَلَالًا طَيِّبًا﴾ (البقرة : ۲/ ۱۶۸)

''اے لوگو! زمین میں جتنی بھی حلال اور پاکیزہ چیزیں ہیں انہیں کھاؤ پیو۔''

تعریفیں ہیں اسی اللہ بلند و برتر کی، جس نے حلال میں اتنی وسعت اور کشادگی رکھی ہے، جو حرام سے بے نیاز کر دینے والی ہے، اور تعریفیں ہیں اسی ذات اقدس کی جس نے اسلام کو نور، ضیا، خیر، احسان، صلاح اور معروف بنایا ہے۔

خادم العلم الشریف

خالد عبدالرحمٰن العک (دمشق)

۴ ربیع الاول، ۱۴۱۸ھ

''بروز قیامت ایک آدمی کو لایا جائے گا اور اسے جہنم میں ڈال دیا جائے گا تو فوراً اس کی آنتیں باہر نکل آئیں گی۔ وہ ان کے گرد یوں گھومنے لگے گا جیسے گدھا چکی کے گرد گھومتا ہے۔ اہل دوزخ اس کے قریب جمع ہو جائیں گے اور اس سے دریافت کریں گے: اے فلاں! تجھے کیا بنا؟ کیا تو ہمیں نیکی کا حکم اور برائی سے منع نہیں کیا کرتا تھا؟ تو وہ جواب میں کہے گا: میں تمہیں تو نیکی کا کہتا تھا لیکن خود نہیں کرتا تھا' میں تمہیں تو برائی سے منع کرتا تھا لیکن خود وہی کام کرتا تھا۔''

③ ایک اور حدیث میں یوں آیا ہے:

((مَا آمَنَ بِالْقُرْآنِ مَنِ اسْتَحَلَّ مَحَارِمَهُ)) ①

''جس نے قرآن مجید کی حرام کردہ چیزوں کو حلال سمجھا' وہ قرآن مجید پر ایمان نہیں لایا۔''

④ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

((لَا تَزُوْلُ قَدَمَا عَبْدٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتَّى يُسْئَلَ عَنْ عُمُرِهِ فِيْمَ أَفْنَاهُ، وَعَنْ عِلْمِهِ فِيْمَ فَعَلَ، وَعَنْ مَالِهِ مِنْ أَيْنَ اكْتَسَبَهُ وَفِيْمَ أَنْفَقَهُ، وَعَنْ جِسْمِهِ فِيْمَ أَبْلَاهُ)) ②

''قیامت کے دن کسی بندے کے دونوں پاؤں تب تک نہیں اٹھ سکیں گے جب تک اس سے (چار) سوال نہ پوچھ لیے جائیں:

① اس کی عمر کی بابت کہ کن کاموں میں فنا کر کے آیا ہے۔

② اس کے علم کے بارے میں کہ اس پر کس قدر عمل کر کے آیا ہے۔

③ اس کے مال کے حوالے سے کہ کہاں سے کمایا اور کن مقامات پر خرچ کیا ہے۔

④ اس کے جسم کے متعلق کہ اسے کس طرح استعمال کیا ہے۔

حصول علم کے بعد عمل واجب ہو جاتا ہے

ایک طالب علم کے لیے انتہائی ضروری ہے کہ جس طرح اس نے علم حاصل کر لیا ہے اس کے مطابق عمل کرنے کی تڑپ اور طمع رکھے تا کہ یہ علم اس کے برخلاف حجت اور وبال نہ بن جائے!!

① رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

① اخرجه الترمذی ٥/ح٢٩١٨ ② اخرجه الترمذی ٤/ح٢٤١٧، وقال: حدیث حسن

((مَنْ يُرِدِ اللّٰهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّينِ)) [۱]

"جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھلائی کا ارادہ فرمالیتا ہے اسے دین کی سمجھ عطا فرما دیتا ہے۔"

اس حدیث مبارکہ کا مفہوم مخالف یہ بھی ہوا کہ جسے دین کی سمجھ نصیب نہ ہوئی' اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے خیر کا ارادہ ہی نہیں فرمایا۔ لہٰذا ہر مسلمان پر یہ لازم ہوا کہ علم حاصل کرے اور دین کی سوجھ بوجھ پیدا کرے تاکہ ان لوگوں میں سے ہو سکے جن کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھلائی کا ارادہ رکھتا ہے۔

۲ نبی مکرم ﷺ کا یہ بھی فرمان ہے:

((مَنْ سَلَكَ طَرِيقًا يَلْتَمِسُ فِيهِ عِلْمًا سَهَّلَ اللّٰهُ لَهُ بِهِ طَرِيقًا إِلَى الْجَنَّةِ)) [۲]

"جو طلبِ علم کے لیے کسی راہ پر چلتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے اس چلنے کے بدلے میں جنت کے راستے پر چلنا آسان بنا دیتا ہے۔"

۳ ناطق وحی ﷺ کا یہ فرمان مبارک بھی ہے:

((وَ إِنَّ الْمَلَائِكَةَ لَتَضَعُ أَجْنِحَتَهَا لِطَالِبِ الْعِلْمِ رِضًا بِمَا يَصْنَعُ)) [۳]

"بلاشبہ فرشتے طالب علم کے لیے اپنے پر بچھاتے ہیں' اس عمل پر اظہار رضامندی کرتے ہوئے جو وہ کر رہا ہوتا ہے۔"

۴ رسول اللہ ﷺ نے یوں بھی فرمایا ہے:

((وَ إِنَّ الْعَالِمَ لَيَسْتَغْفِرُ لَهُ مَنْ فِي السَّمٰوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ حَتَّى الْحِيتَانُ فِي الْمَاءِ، وَفَضْلُ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِ الْقَمَرِ عَلَى سَائِرِ الْكَوَاكِبِ، وَإِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ، وَ إِنَّ الْأَنْبِيَاءَ لَمْ يُوَرِّثُوا دِينَارًا وَلَا دِرْهَمًا، إِنَّمَا وَرَّثُوا الْعِلْمَ فَمَنْ أَخَذَهُ أَخَذَ بِحَظٍّ وَافِرٍ)) [۴]

---

[۱] اخرجه البخاری، ۱/۱٦۱ ۳۱ ((الفتح)) وصحيح مسلم ۳ ح ۱۵۲٤

[۲] اخرجه مسلم ٤/ح ۲۰۷٤ واحمد ۲/۲۵۲ من حديث ابی هريرة

[۳] اخرجه احمد ٤/۳۳۹ من حديث ذر بن جبيش ابو داود ۳/۳٦٤۱ وهو حديث حسن

[٤] اخرجه الترمذی ۵/ح ۲٦۸۲ وابوداود ۳/ح ۳٦٤۱ وهو صحيح الاسناد

''عالم دین کے لیے آسمانوں اور زمینوں کی سبھی مخلوقات بخشش طلب کرتی ہیں حتیٰ کہ پانی کے اندر مچھلیاں بھی، اور عالم دین کی عابد پر فضیلت اس طرح ہے جس طرح چاند کی فضیلت ستاروں پر ہے، اور بے شک علما انبیا کے وارث ہیں۔ انبیا (اپنے بعد والوں کو) درہم و دینار کے وارث نہیں بناتے بلکہ وہ تو علم کے وارث بناتے ہیں۔ اب جس کسی نے بھی اس علم کو حاصل کیا اس نے وافر حصہ پا لیا، یعنی اس کے اپنے نصیب۔''

نبوت کی وراثت صرف قرآن و سنت کا علم ہے۔ یہی علم ہی رسول اللہ ﷺ نے اپنی امت کو ورثہ میں عطا فرمایا ہے۔ لہٰذا ہر وہ شرعی اور عربی علم جو قرآن و سنت تک پہنچانے والا ہے اس کا مقام و مرتبہ اور اس کی فضیلت بھی قرآن و سنت کا علم حاصل کرنے جیسی ہی ہے۔

⑤ رسول کریم ﷺ نے اس انداز سے بھی وضاحت فرمائی ہے:

((اَلدُّنْيَا مَلْعُونَةٌ مَلْعُونٌ مَا فِيهَا، إِلَّا ذِكْرَ اللّٰهِ وَمَا وَالَاهُ وَعَالِمًا وَمُتَعَلِّمًا)) [1]

''ساری دنیا ملعون ہے، جو کچھ بھی اس میں موجود ہے سب لعنتی ہے، ماسوائے اللہ کے ذکر اور اس کے متعلقات کے، اور عالم دین اور طالب علم کے۔''

⑥ نبی برحق ﷺ کا یہ ارشاد مبارک بھی پڑھ لیں:

((خَيْرُ مَا يُخَلِّفُ الرَّجُلُ مِنْ بَعْدِهِ ثَلَاثٌ: وَلَدٌ صَالِحٌ يَدْعُوا لَهُ، صَدَقَةٌ تَجْرِي يَبْلُغُهُ أَجْرُهَا، وَعِلْمٌ يُعْمَلُ بِهِ مِنْ بَعْدِهِ)) [2]

''آدمی اپنے پیچھے جو بہترین چیزیں چھوڑ کر جا سکتا ہے وہ تین ہیں: (۱) نیک صاحبزادہ جو اس کے لیے دعائیں کرتا رہے، (۲) ایسا صدقہ جس کا اجر وثواب اس کے لیے جاری رہنے والا ہو، (۳) اور ایسا علم جس پر اس کے بعد بھی عمل ہو سکے۔''

⑦ نبی آخر الزمان ﷺ نے یوں بھی بیان فرمایا ہے:

((فَضْلُ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِي عَلَى أَدْنَاكُمْ)) [3]

---

[1] اخرجه الدارمی ۱/۳۲۲، و ابن ماجه ۵/ح۴۱۱۲، من حديث ابی هريرة، وحسنه الالبانیؒ

[2] اخرجه ابن ماجه ۱/۲۴۱، من حديث قتادة، وهو حديث صحيح۔

[3] اخرجه الدارمی فی سننه ۱/۳۴۰ والترمذی ۵/ح۲۶۸۵ من حديث ابی امامة، وصححه الالبانیؒ فی صحيح الجامع ۴۲۱۳

''عالم دین کی عابد پر ایسے ہی فضیلت و برتری ہے جیسی میری فضیلت اور برتری تمہارے کم درجہ آدمی پر۔''

﴿۸﴾ پیغمبر رحمت ﷺ نے اس طرح بھی فرمایا ہے:

((وَإِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ وَأَهْلَ السَّمٰوَاتِ وَأَهْلَ الْأَرْضِ حَتَّى النَّمْلَةُ فِي جُحْرِهَا، وَحَتَّى الْحُوتُ فِي الْمَاءِ لَيُصَلُّونَ عَلَى مُعَلِّمِي النَّاسِ الْخَيْرَ)) ①

''بے شک اللہ تعالیٰ، اس کے ملائکہ اور آسمانوں اور زمین والے سبھی، حتیٰ کہ چیونٹی اپنے بل میں، اور مچھلی پانی میں لوگوں کو بھلائی سکھانے والے کے لیے رحمت و مغفرت کی دعائیں کرتے ہیں۔'' ②

﴿۹﴾ معلم انسانیت ﷺ نے فرمایا ہے:

((...... وَالْعُلَمَاءُ وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ، إِنَّ الْأَنْبِيَاءَ لَمْ يُوَرِّثُوا دِينَارًا وَلَا دِرْهَمًا، وَلٰكِنَّهُمْ وَرَّثُوا الْعِلْمَ فَمَنْ أَخَذَهُ أَخَذَ بِحَظٍّ وَافِرٍ)) ③

''......اور علمائے کرام انبیائے عظام کے وارث ہیں، یقیناً انبیا کسی کو دینار اور درہم کے وارث بنا کر نہیں جاتے، لیکن وہ تو صرف علم دین کے وارث بناتے ہیں جو بھی اس کو پالے تو اس نے وافر حصے کو پالیا۔ (اس نے اپنی قسمت کو جگا لیا)''

﴿۱۰﴾ نبیِ بشارت ﷺ نے یوں بشارت سنائی ہے:

((نَضَّرَ اللّٰهُ امْرَءً ا۔ أَيْ رَزَقَهُ النَّضَارَةَ، وَهِيَ النِّعْمَةُ وَالْبَهْجَةُ وَالْحُسْنُ۔ سَمِعَ مَقَالَتِي فَوَعَاهَا فَأَدَّاهَا كَمَا سَمِعَهَا، فَرُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ إِلَى مَنْ هُوَ أَفْقَهُ مِنْهُ، وَرُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ لَيْسَ بِفَقِيهٍ)) ④

① اخرجه الترمذی، ۵/ح۲۶۸۵ من حديث ابی امامة الباهلی، وصححه الالبانیؒ فی صحیح الجامع ۱۸۳۸۔

② اللہ تعالیٰ خود رحمتوں کے خزانوں کے مالک ہیں۔ وہ دعا نہیں کرتے بلکہ خود رحمت فرماتے ہیں۔ البتہ ملائکہ اور دوسرے سبھی اللہ تعالیٰ کے حضور حصول رحمت کے لیے دعائیں کرتے ہیں۔ مترجم

③ اخرجه الترمذی، ۵/۲۶۸۲، وابن ماجه ۱/۲۲۳، والدارمی ۱/۲۴۲ وهو حديث صحيح۔

④ اخرجه ابن ماجه ۱/۲۳۱ والحاكم ۱/ص۸۷ وقال: صحيح على شرط الشيخين، وقال الذهبی: صحيح على شرطهما، وله اصل من اوجه صحيحة، وذكره الالبانیؒ فی صحیح الجامع ۶۷۶۶

''اللہ تعالیٰ اس آدمی کو تروتازگی نصیب فرمائے (تروتازگی سے مراد نعمت' رونق' اور حسن وغیرہ ہیں) جس نے میری بات کو سنا' پھر جیسے سنا تھا ویسے ہی اسے آگے ادا کر دیا۔ کتنے ہی آدمی ایسے ہیں جو سمجھ کو اپنے سے زیادہ سمجھ دار تک پہنچانے والے ہیں۔ کتنے ہی سمجھ کو اٹھانے والے ایسے ہیں جو خود سمجھ دار اور فقیہ نہیں ہیں۔''

⑪ رسول اللہ ﷺ کا ایک فرمان گرامی یہ بھی ہے:

((ثَلَاثٌ لَا یَغِلُّ عَلَیْهِنَّ قَلْبُ مُسْلِمٍ: إِخْلَاصُ الْعَمَلِ لِلّٰهِ وَمُنَاصَحَةُ وُلَاةِ الْأَمْرِ، وَلُزُوْمُ الْجَمَاعَةِ، فَإِنَّ دَعْوَتَهُمْ لَا تُحْبَطُ)) [1]

''تین چیزیں ایسی ہیں جن پر مسلمان کا دل بغض اور کینہ نہیں رکھتا: اللہ تعالیٰ کے لیے عمل کا اخلاص' اولو الامر کی خیر خواہی اور جماعت سے چمٹ کر رہنا' ایسے لوگوں کی دعائیں رائیگاں نہیں جاتیں۔''

⑫ محبوب کبریا ﷺ نے اس طرح بھی فرمایا ہے:

((مَنْ کَانَتِ الدُّنْیَا نِیَّتَهُ فَرَّقَ اللّٰهُ عَلَیْهِ أَمْرَهُ وَجَعَلَ فَقْرَهُ بَیْنَ عَیْنَیْهِ، وَلَمْ یَأْتِهِ مِنَ الدُّنْیَا إِلَّا مَا کُتِبَ لَهُ، وَمَنْ کَانَتِ الْآخِرَةُ نِیَّتَهُ جَمَعَ اللّٰهُ أَمْرَهُ، وَجَعَلَ غِنَاهُ فِیْ قَلْبِهِ وَأَتَتْهُ الدُّنْیَا وَهِیَ رَاغِمَةٌ)) [2]

''جس آدمی کی نیت ہی حصول دنیا بن جائے' اللہ تعالیٰ اس کے کام کو متفرق بنا دیتے ہیں اور اس کی محتاجی اور فقیری کو اس کی آنکھوں کے درمیان رکھ دیتے ہیں' لیکن اسے دنیا میں سے وہی ملتا ہے جو اس کی تقدیر میں لکھ دیا گیا ہے' اور جس آدمی کی نیت حصول آخرت بن جائے' اللہ تعالیٰ اس کے کام کو مجتمع فرما دیتا ہے اور اس کے ''غنا'' کو اس کے دل میں جاگزیں فرما دیتا ہے اور دنیا عاجز و درماندہ بن کر اس کے حضور حاضر ہوتی ہے۔''

⑬ محسن انسانیت ﷺ نے یوں بھی ترغیب دی ہے:

((مَنْ دَلَّ عَلٰی خَیْرٍ فَلَهُ مِثْلُ أَجْرِ فَاعِلِهِ- أَوْ قَالَ- عَامِلِهِ)) [3]

---

[1] اخرجه احمد' ۳/۲۲۵' والترمذی ۵/۲۶۵۸ وقال: صحیح الاسناد

[2] اخرجه ابن ماجه ۲/۴۱۰۵' من حدیث ابی زید بن ثابت' وقال الالبانیؒ: صحیح الصحیحة' ۹۵۰

[3] اخرجه مسلم ۳/۱۵۰۶' من حدیث ابی مسعود الانصاری۔

''جس نے کسی نیک کام کی طرف رہنمائی کی' اسے بھی نیک کام کرنے والے کے برابر ثواب ہوگا۔''

⑭ نبی رحمت ﷺ کا مزید ایک فرمان گرامی پڑھ لیں:

((اَلدَّالُّ عَلَى الْخَيْرِ كَفَاعِلِهِ' وَاللّٰهُ يُحِبُّ إِغَاثَةَ اللَّهْفَانِ)) ①

''نیکی کی رہنمائی کرنے والا اسے کرنے والے کی مانند ہے' اور اللہ تعالیٰ مصیبت زدہ کی مدد کرنے کو پسند فرماتا ہے۔''

⑮ ہادیٔ برحق ﷺ نے یہ بھی فرمایا ہے:

((مَنْ دَعَا إِلَى هُدًى كَانَ لَهُ مِنَ الْأَجْرِ مِثْلَ أُجُورِ مَنْ تَبِعَهُ' لَا يَنْقُصُ ذٰلِكَ مِنْ أُجُورِهِمْ شَيْئًا)) ②

''جس نے راہ ہدایت کی طرف دعوت دی اسے بھی اتنا ہی اجر ملے گا جتنا اس کی بات کو مان کر عمل کرنے والوں کو اجر ملے گا۔ ان عمل کرنے والوں کے اجر میں سے کچھ بھی کم نہ ہوگا۔''

① ذکرہ الشیخ الالبانیؒ فی الصحیحة' ٤/ص٢١٨ وقال: اخرجه تمام فی الفوائد وابن عدی فی الکامل۔

② اخرجه مسلم' ٤/٢٠٦٠ وابوداود٤/٤٦٠٩' والترمذی ٥/٥٦٧٤ من حدیث ابی هریرة

فَقُلْ تَعَالَوْا أَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ

عورتوں پر حرام

مگر کیا ...؟

1

مومنات کا
نواقض ایمان سے محتاط رہنا

- عقیدۂ توحید کی حفاظت میں شریعت کی زبردست احتیاط
- عقیدہ کو آفات سے بچانا بھی واجب ہے۔
- اللہ عزوجل کے ساتھ شرک کرنا حرام ہے۔
- ریا کاری کی حرمت جسے شرک اصغر اعتبار کیا جاتا ہے۔
- اللہ تعالیٰ کی تقدیر کو جھٹلانا حرام ہے۔
- ستاروں اور برجوں پر اعتقاد رکھنا حرام ہے۔
- اللہ تعالیٰ کے بارے میں برا گمان رکھنا اور اس کی رحمت سے ناامید ہونا حرام ہے۔
- اللہ تبارک وتعالیٰ کی رحمت سے مایوس ہونا حرام ہے۔
- زمانے کو گالی دینا حرام ہے جیسا کہ گمراہ لوگ کرتے ہیں۔
- مسلمان عورت یا مسلمان مرد کو کافر کہنا حرام ہے۔
- بچوں کے سینوں پر تعویذات لٹکانے حرام ہیں۔
- قرآن عظیم میں جھگڑنا اور مناظرہ کرنا حرام ہے۔
- اللہ تبارک وتعالیٰ سے ملاقات کرنے کو ناپسند کرنا حرام ہے۔
- امانت داری یا دین اسلام کے علاوہ کسی اور دین کی قسم کھانا حرام ہے۔
- صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بغض رکھنا یا انہیں گالیاں دینا حرام ہے۔ (اللہ تعالیٰ کی پناہ)

نواقض ایمان یعنی ایمان کو ختم کرنے والے امور جو ایمان کے متضاد اور برعکس ہیں۔

بحث : 1

عقیدۂ توحید کی حفاظت اور شریعت کی احتیاط

اے میری مسلمان بہن!

شریعت اسلامیہ نے عقیدۂ توحید کی حفاظت ونگہداشت کرنے کے لیے مختلف وسائل اور بے شمار ذریعوں کا اہتمام کیا ہے' تاکہ اس عقیدے پر کسی کے سوئے فہم کی زد نہ پڑے اور کسی دشمن دین کے برے ارادے کی لپیٹ میں نہ آ جائے۔

اس لیے ہم ''عقیدۂ توحید'' کو تمام اطراف واکناف سے منہج اور کردار کے اعتبار سے قول وعمل کے لحاظ سے اور نیت اور قصد کے اعتبار سے پوری حفاظت اور مکمل نگہداشت میں پاتے ہیں۔

یہاں تک کہ ہم شرعی احکامات کو باقی سب عبادات اور معاملات کی حفاظت کرنے کی بہ نسبت ''عقیدۂ توحید'' کی سب سے زیادہ حفاظت کرنے والے دیکھ رہے ہیں...... یعنی واجب اور لازم ہونے کے اعتبار سے مطلب یہ ہے: کہ شریعت عبادات کے اندر مجبور آدمی یا مریض شخص کو کاموں میں رخصت دیتی ہے جو اس پر مجبوری آنے یا مرض لاحق ہونے سے قبل فرض یا واجب تھے...... یا مجبوری آنے سے پیشتر کھانے پینے کی حرام اشیا کا اس پر حکم تھا (یعنی مجبوری میں حرام چیزیں بھی استعمال کر سکتا ہے) لیکن ''اعتقادی معاملات'' میں قطعاً ایسی رخصت نہیں ہے۔ حتی کہ اکراہ جبر کی حالت میں' سزا یا قتل کی دھمکی' یا جوڑ جوڑ کٹنے کے اندیشے کے تحت بھی کلمہ کفر زبان پر لانے کی اجازت نہیں ہے' بلکہ شریعت ہر حال میں ''عقیدہ کی صحت وسلامتی'' قائم دائم رکھنے کی ترغیب دیتی ہے۔ اسی بارے میں اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے:

﴿مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِهٖۤ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَ قَلْبُهٗ مُطْمَىِٕنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ وَ لٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ ۚ وَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝۱۰۶﴾ (النحل: ١٦/ ١٠٦)

''جو شخص اپنے ایمان کے بعد اللہ سے کفر کرے' بجز اس کے جس پر جبر کیا جائے اور اس کا دل ایمان پر برقرار ہو' مگر جو کوئی کھلے دل سے کفر کرے تو ان پر اللہ کا

غضب ہے اور انہی کے لیے بہت بڑا عذاب ہے۔“

جب ہم ایمان اور عقیدے سے متعلقہ وارد آیات قرآنیہ میں غور وفکر کرتے ہیں تو ہم تمام اعتقادی اور ایمانی مسئلوں میں ڈٹ جانے‘ پختہ رہنے اور جم کر رہنے کی ہی تعلیم پاتے ہیں!!

فرمان باری تعالیٰ ملاحظہ فرمائیں:

﴿قُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَ مَآ اُنْزِلَ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَ اِسْمٰعِيْلَ وَ اِسْحٰقَ وَ يَعْقُوْبَ وَ الْاَسْبَاطِ وَ مَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى وَ عِيْسٰى وَ مَآ اُوْتِيَ النَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ ۚ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ ۖ وَ نَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ۝١٣٦﴾

(البقرة : ۲/۱۳٦)

”اے مسلمانو! تم سب کہو کہ ہم اللہ پر ایمان لائے اور اس چیز پر بھی جو ہماری طرف اتاری گئی اور جو چیز ابراہیم اسماعیل اسحاق یعقوب اور ان کی اولاد پر اتاری گئی‘ اور جو کچھ اللہ کی جانب سے موسیٰ اور عیسیٰ اور دوسرے انبیاء (علیہم السلام) دیے گئے۔ ہم ان میں سے کسی کے درمیان فرق نہیں کرتے اور ہم اللہ کے فرماں بردار ہیں۔“

دوسرا مقام بھی پڑھ لیں:

﴿اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَ الْمُؤْمِنُوْنَ ؕ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ مَلٰٓئِكَتِهٖ وَ كُتُبِهٖ وَ رُسُلِهٖ ۟ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ ۟ وَ قَالُوْا سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا ۫ غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَ اِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ۝٢٨٥﴾ (البقرة : ۲/۲۸۵)

”رسول مان چکا اس چیز کو جو اس کی طرف اللہ تعالیٰ کی جانب سے اتری اور مومن بھی مان چکے‘ یہ سب اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے‘ اس کے رسولوں میں سے کسی میں ہم تفریق نہیں کرتے۔ انہوں نے کہہ دیا کہ ہم نے سنا اور اطاعت کی‘ ہم تیری بخشش طلب کرتے ہیں‘ اے ہمارے رب! اور ہمیں تیری ہی طرف لوٹنا ہے۔“

اللہ تعالیٰ یوں بھی فرما رہا ہے:

﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَ يَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ۚ وَ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰٓى اِثْمًا عَظِيْمًا ۝٤٨﴾ (النساء : ٤/٤٨)

''یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے ساتھ شریک کیے جانے کو نہیں بخشتا اور اس کے سوا جسے چاہے بخش دیتا ہے' اور جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک مقرر کرے اس نے بہت بڑا گناہ اور بہتان باندھا۔''

اور جب ہم شرعی احکامات سے متعلقہ وارد آیاتِ قرآنیہ پر غوروفکر کرتے ہیں تو ہم مکلّفین (یعنی شرعی احکامات کے ذمہ داران مرد و عورت) پر شریعت میں آسانی اور سہولت ہی دیکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان گرامی ہے:

﴿لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ۚ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ﴾

(البقرة :۲/۲۸۶)

''اللہ تعالیٰ کسی جان کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔ جو نیکی وہ کرے وہ اس کے لیے اور جو برائی وہ کرے وہ اس پر ہے۔''

اللہ تعالیٰ کا فرمان گرامی ان الفاظ میں بھی ہے:

﴿فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ﴾ (التغابن :٦٤/١٦)

''پس جہاں تک تم سے ہو سکے اللہ سے ڈرتے رہو۔''

اس سلسلے میں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد مبارک ملاحظہ ہو:

((مَا نَهَيْتُكُمْ عَنْهُ فَاجْتَنِبُوهُ، وَمَا أَمَرْتُكُمْ بِهِ فَافْعَلُوا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ)) [1]

''جس کام سے میں تمہیں روک دوں اس سے باز آ جاؤ' اور جس کام کا میں تمہیں حکم دوں اسے اپنی استطاعت کے مطابق کر گزرو۔''

تو مذکورہ بالا تصریحات سے یہ نتیجہ بڑا واضح طور پر سامنے آ رہا ہے کہ اسلام اپنے شرعی احکامات میں انتہائی سہل اور آسان ہے' جب کہ عقائد کے معاملے میں انتہائی سخت اور غیر لچک دار ہے۔

اس زیر مطالعہ کتاب میں عقیدے اور ایمان سے متعلق امور میں جو کچھ تحریر کیا گیا ہے وہ اسلام کی عقائد کے ضمن میں بیان کردہ نگہداشت اور اس کے تقاضوں کی کمال درجہ حفاظت و نگرانی ہی کی سچی تصویر ہے۔

---

[1] صحیح مسلم' کتاب الفضائل ۳۷' باب: توقیرہ ﷺ

اسلامی عقائد فقہی مفہوم میں حلال وحرام کے معاملے سے اتنا تعلق نہیں رکھتے جتنا لازمی اعتقادی فرائض اور واجبات کے ساتھ' کیونکہ اعتقادی فرائض کو چھوڑنے سے انسان دائرۂ اسلام سے خارج ہو جاتا' ہے جبکہ عملی فرائض و واجبات کو بلا انکار چھوڑنے والا فسق میں مبتلا اور اطاعت سے نکل جاتا ہے لیکن رہتا مسلمان ہی ہے' بشرطیکہ وہ سستی کی وجہ سے ایسا کر رہا ہو' ان فرائض وواجبات کا انکاری نہ ہو۔

یہاں پر حلال وحرام سے تعبیر کرنے سے مقصود صرف ان اعتقادی مسائل میں ہے جن کا اعتقاد رکھنا اور نہ رکھنا دونوں طرح جائز ہے۔ جو واجب ہیں ان کی بات نہیں۔ یہاں پر ''حلال وحرام'' کے الفاظ کو صرف اسی لیے استعمال کیا جارہا ہے تاکہ متوقع مقصود حاصل کیا جاسکے اور لوگوں کے سامنے صحیح اسلامی عقائد کی پہچان کھل کر سامنے آجائے' اور پھر نقلی' جعلی اور باطل عقائد کی تردید ہو سکے جن کو اللہ تعالیٰ نے سخت حرام رکھا ہے اور جن کا اعتقاد رکھنے والا ہمیشہ ہمیشہ کے لیے نار جہنم میں جلتا رہے گا۔

اس بحث کا حاصل کلام یہ ہوا کہ مسلمانوں کی زندگی میں ''اعتقادی مسائل'' کو خاص اہمیت حاصل ہے' ان کی ماضی اور حال کی عام زندگیوں کو محیط ہیں۔ ان ''عقائد'' کا اتنا بلند مقام ومرتبہ ہونا ہی چاہیے تھا۔ یہ اس شان بلند کے لائق اور قابل ہیں۔ کیونکہ یہی ''عقائد'' تو ان کا اصلی دین اور حقیقی اسلام ہیں' ان کی قوت اور زندگانی کا اصلی سرچشمہ ہی یہی ہیں' ان کی دنیاوی اور اخروی سعادتوں کا راز بھی انہی میں مضمر ہے...... بلکہ یہ عقائد تو مکمل طور پر ان کے جسم و جان میں اور ان کے دین میں موجود ہونے چاہئیں!!......

اب اس سے متصل ہی یہ دیکھیے کہ آفات باطلہ سے صحیح عقیدے کو کیسے سلامت اور محفوظ رکھنا ہے' تو لیجیے اس سلسلہ میں ہماری یہ معروضات بغور پڑھیں......

*****

بحث : 2

عقیدہ کو آفات سے بچانا

اے میری مومنہ بہن!

اس امر میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے کہ عقیدے کی سلامتی اور اس کی روشنی کو قائم رکھنا' پھر اسے وہم وخیال کی سرکشی اور خواہشات کے نرغے میں ڈوبنے سے بچانا ہی سب سے بڑا ہدف اور مقصد ہے' جس کے لیے ہر ایماندار اپنی ذہنی اور فکری کوشش جاری رکھتا ہے' تاکہ آہستہ آہستہ حقیقت تک رسائی پا سکے۔

اسلام نے جو عقیدہ پیش کیا ہے وہ قرآن عظیم اور حدیث رسول کریم (ﷺ) کے دلائل سے' اپنی قوت' اپنی سادگی اور زیادتی وکجی سے سلامتی میں رہتے ہوئے' ایسی مضبوط بنیادوں پر استوار اور قائم ہے...... فلاسفہ اور مفکرین کی عقلیں' جس کی بنیادوں میں سے کسی بنیاد کو ہلا نہیں سکتیں یا اس کی شاخوں میں سے کسی شاخ کو نقصان نہیں پہنچا سکتیں یا اس کی جڑوں میں سے کسی جڑ کو اکھاڑ نہیں سکتیں...... یہ اس لیے کہ اسلامی عقیدہ اپنی مکمل صحت وتندرستی اور کامل ترین حق کی خوبیوں کے ساتھ ممتاز بنایا گیا ہے۔

یہ عقیدہ سب سے پہلے اور بنیادی طور پر ''ایمان باللہ تعالیٰ'' پر قائم ہے' ایک ہی رب ہونے کے یقین پر' تمام اشیا پر مطلق ربوبیت' پیدا کرنے' مالک ہونے' تدبیر کرنے' نگرانی کرنے اور حفاظت کرنے کے اعتبار سے اسی اکیلے ہی کے اختیار میں ہے!! کوئی بھی کسی طور پر اس کا شریک وساجھی نہیں ہے' نہ کسی کو وجود بخشنے میں اور نہ ہی کسی کام کی تدبیر کرنے میں...... جیسے کہ اس نے اپنے بارے میں خود ہی بیان فرمایا ہے:

﴿ أَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ ۗ تَبَارَكَ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ ﴿٥٤﴾ ﴾ (الاعراف: ۷/۵۴)

''یاد رکھو! اللہ کے لیے خاص ہے خالق ہونا اور حاکم ہونا۔ بڑی خوبیوں کا مالک ہے اللہ جو تمام عالم کا پروردگار ہے۔''

بلاشبہ پوری کائنات کو' سب اشیاء کو اور جمیع مخلوقات کو پیدا کرنا بھی اس اکیلے کی قدرت سے ہی پورا ہوا ہے۔ اس کے علم اور اس کی مشیت کے مطابق' بغیر کسی سابقہ نمونے کے اور بغیر

کسی معاون یا ثالث کے، سب کچھ اسی کی قدرت کاملہ سے مکمل ہوا ہے!! اور پھر بھی مخلوقات پر اس کی تدبیر کارفرما ہے، جو اس کے مقرر کردہ قوانین اور دستور العمل، جو اس کی حکمت کے عین مطابق ہیں، پر قائم رہتے ہوئے کام میں مصروف ہیں۔ ان قوانین میں کسی قسم کی ترمیم یا کسی نوع کی تبدیلی لانا کسی اور کے بس ہی میں نہیں!!

بلاشبہ اسی نے ہی انسان کو پیدا فرمایا ہے...... جس طرح اسی نے اس کی تخلیق سے پہلے فرشتوں اور جنوں کو پیدا فرمایا ہے...... لیکن اس نے انسان کو عظمت اور فضیلت عطا فرمائی ہے...... بلکہ اسے اپنی پوری کائنات کا سردار بنایا ہے...... اس زمین میں اسے اپنا خلیفہ بنایا ہے...... اس کے ساتھ اسے عقل جیسی دلیل، فکر والی طاقت، تدبیر کی وسعت اور مجہول چیز کو دریافت کر لینے کی قدرت، جو علم غیب سے متعلق نہیں ہوتی، جیسی لازوال نعمتوں سے بھی سرفراز فرمایا ہے، اور پھر تمام اشیا کو اس کا مطیع اور فرماں بردار رکھا ہے۔ وہ اپنی اور دوسرے افرادِ معاشرہ کی بہتری اور نفع رسانی کے لیے انہیں استعمال میں لاسکتا ہے۔

اسی طرح یہ عقیدہ ''ایمان باللہ'' پر ''معبود واحد'' ہونے کے اعتبار سے بھی قائم ہے۔ ایسا معبود ہے کہ جس کے سوا کوئی دوسرا عبادت کا حق دار ہے ہی نہیں۔ وہ واحد ہے، لاشریک ہے۔ جس طرح وہ اپنی ''ربوبیت'' میں واحد ہے بالکل اسی طرح وہ اپنی ''الوہیت'' میں بھی واحد ہے۔ وہ ایسا معبود برحق ہے کہ دل اس کی عبادت کرتے ہیں یعنی ڈرتے ہوئے اور رغبت رکھتے ہوئے اس کی عبادت کرتے ہیں...... محبت اور اعترافِ عظمت کرتے ہوئے...... حصول تقرب کے لیے اور اظہار عجز کرنے کے لیے...... اپنا خضوع پیش کرتے ہوئے اور اس کی تعظیم بجا لاتے ہوئے...... اس کی طرف رجوع کرتے ہوئے اور اس کے سامنے گڑگڑاتے ہوئے...... اس کی رحمت کی امید رکھتے ہوئے اور اس کے عذاب سے ڈرتے ہوئے...... اس کے حضور دعائیں کرتے ہوئے اور اپنی اطاعت پیش کرتے ہوئے...... غرض کہ جتنی بھی عبادات کی انواع واقسام ہیں، جن کو وہ پسند فرماتا ہے اور ان سے راضی ہوتا ہے...... سبھی اس کے لیے پیش کرتے ہیں۔ انہی عبادات کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے بندوں کو اپنا قرب حاصل کرنے کا حکم دیا ہے اور انہی کے واسطے سے اپنی پاکی اور تقدیس بیان کرنے کا حکم دیا ہے۔

اسی طرح یہ ''ایمان باللہ'' اس چیز پر بھی قائم ہے کہ اسی اکیلے کے ''اسمائے حسنیٰ'' یعنی بہترین نام اور بلند صفات ہیں، اور وہ ان تمام کمالات سے کما حقہ متصف ہے جو اس نے بذات

خود اپنی کتاب کریم میں اپنے لیے یا اس کے نبی کریم ﷺ نے اس کے بارے میں بیان فرمائے ہیں۔ ایسا حقیقی متصف اور ان صفات عالیہ کا ایسا مالک ہے جیسا اس کی شان کریمی کے لائق ہے‘ جسے کسی مخلوق کے ساتھ مشابہت اور مماثلت بھی نہیں دی جا سکتی۔ اس کی شان ارفع واعلیٰ تو ایسی ہے:

﴿لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ ۚ وَ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ⑪﴾ (الشوری: ۴۲/۱۱)

''اس جیسی کوئی چیز نہیں اور وہ سنتا دیکھتا ہے۔''

اسی طرح تمام مخلوق میں پائی جانے والی صفات سے بھی اسے منزہ اور پاک سمجھنا ہے جو اس کے کمال کے متضاد ہیں۔ کسی شریک سے‘ بیوی اور بچوں سے‘ ہم پلہ اور ہم سر سے‘ ہم مثل اور ہم نظیر سے‘ اپنے شبیہ اور مثیل سے مکمل طور پر منزہ ہے‘ پاک ہے۔

یہ عقیدہ اسی طرح ''اللہ تعالیٰ کے فرشتوں'' پر ایمان رکھنے کی بنیاد پر بھی قائم ہے اس انداز سے جس طرح کتاب وسنت میں وارد ہے کہ وہ فرشتے:

﴿عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ ۟ لَا يَسْبِقُوْنَهٗ بِالْقَوْلِ وَ هُمْ بِاَمْرِهٖ يَعْمَلُوْنَ ۟ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَ مَا خَلْفَهُمْ وَ لَا يَشْفَعُوْنَ ۙ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰى وَ هُمْ مِّنْ خَشْيَتِهٖ مُشْفِقُوْنَ ۟﴾ (الانبیاء: ۲۱/۲۶‘۲۸)

''وہ سب اس کے ذی عزت بندے ہیں۔ کسی بات میں اللہ پر سبقت نہیں کرتے بلکہ اس کے فرمان پر کاربند ہیں۔ وہ ان کے آگے پیچھے کے تمام امور سے واقف ہے۔ وہ کسی کی بھی سفارش نہیں کرتے بجز ان کے جن سے اللہ خوش ہو‘ وہ تو خود ہیبت الٰہی سے لرزاں وترساں ہیں۔''

اور بے شک فرشتے‘ اللہ تعالیٰ انہیں جو حکم دیتے ہیں‘ اس کی نافرمانی اور حکم عدولی نہیں کرتے۔ بس وہی کام کرتے ہیں جو انہیں کہا جاتا ہے۔ اس کی عبادت کرنے سے نہ تو تکبر کرتے ہیں اور نہ ہی عبادت کرتے ہوئے اکتاتے ہیں اور ان ہی میں سے اللہ کے درمیان اور انسانی رسولوں کے درمیان قاصد اور سفیر بھی ہیں‘ جو اللہ کے پیغامات اور اس کی وحی کو ان رسولوں تک لاتے ہیں‘ تاکہ وہ ان پیغامات کو ان انسانوں تک پہنچا دیں جن کی طرف انہیں مبعوث کیا گیا ہے۔ ان فرشتوں میں سے کچھ روزی اور بارش کے لیے بھی مقرر ہیں‘ اور ان میں سے کچھ ان نطفوں کے لیے بھی مقرر شدہ ہیں جو رحموں میں ڈالے جاتے ہیں۔ ان میں سے

بعض جسموں سے روحیں قبض کرنے کے لیے مامور ہیں اور کچھ بندوں کے اعمال لکھنے پر تعینات ہیں۔ ان کے علاوہ دوسری ذمہ داریاں بھی ادا کر رہے ہیں جو کتاب و سنت میں عالم غیبی کے حوالے سے بیان کی گئی ہیں' جنہیں اگرچہ انسانی عقلیں ادراک تو نہیں کر سکتیں لیکن ان کے وجود کا عقلیں نہ تو انکار کر سکتی ہیں اور نہ ہی انہیں محال اور ناممکن سمجھ سکتی ہیں۔

بالکل اسی طرح عالم غیب کی ان سب چیزوں پر ایمان ہے جن کی دین نے خبر دے دی ہے' جیسے کہ جن' شیاطین' یوم آخرت اور جو اس سے قبل قیامت کی ہولناکیاں اور خوفناک مناظر ہیں' اور جو اس کے بعد دوبارہ جی اٹھنے' میدان محشر کی طرف چلنے' میدان محشر میں جمع ہونے' اعمال کا حساب ہونے' اعمال کا وزن ہونے کی باتیں ہیں' پل صراط' جنت اور دوزخ ہیں' موت کے سکرات سے لے کر قبر میں منکر نکیر کے سوال کرنے اور پھر اس کے معاً بعد قبر کی نعمتوں یا قبر کے عذاب تک احوال آخرت سے متعلقہ جو بھی باتیں ہیں ان سب پر ایمان ہے' کیونکہ ان کے وجود میں آنے کی سچی پیش گوئی ہو چکی ہے' اور مزید برآں فخر صادق یعنی رسول اللہ ﷺ بذات خود اس کی دلیل ہیں۔ اس دلیل کے آ جانے کے بعد عقل کو ان باتوں میں انکار کرنے کا یا عدم تسلیم اور جھٹلانے کی کوئی گنجائش ہی نہیں ملتی۔

اسی طرح اسلامی عقیدہ اللہ تعالیٰ کی قضا اور تقدیر پر ایمان رکھنے کی بنیاد پر بھی قائم ہے جو نفسوں اور دلوں میں طمانیت اور رضا مندی کا موجب ہے' اور دلوں سے بے قراری' بے جبری اور گھبراہٹ دور کرتا ہے بلکہ ان دلوں کو اللہ تعالیٰ کی تقدیر پر تسلیم و رضا کا خوگر بناتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی زبردست ربوبیت کا اعتراف اجاگر کرتا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہ ''ایمان بالقدر'' کسی کو تقدیر کا بہانہ بنا کر عاجز رہنے' ایک دوسرے پر بھروسا کر لینے' دانستہ کوتاہی کا ارتکاب کرنے یا جان بوجھ کر نافرمانی کرنے کی اجازت بھی نہیں دیتا اور نہ ہی یہ ''ایمان بالقدر'' جھوٹے اور بہتان باز لوگوں کی دلیل بنتا ہے۔ بلکہ اس ایمان سے مصائب برداشت کرنے کی ایک اندرونی غیبی قوت و صلاحیت پیدا ہوتی ہے۔ یہ ایمان جان بوجھ کر عیب دار بننے کی اجازت نہیں دیتا اور نہ ہی یہ ''ایمان بالقدر'' فساق و فجار اور جرائم پیشہ افراد کی دلیل ہی بنتا' ہے بلکہ ان لوگوں کو چاہیے کہ اپنے گناہوں اور فسق و فجور سے معافی مانگیں' اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ کا سوال کریں' بجائے اس کے کہ وہ جھوٹی تمناؤں اور شیطانی سبز باغوں میں پھرتے رہیں۔

اسلامی عقیدہ یہ بھی تعلیم دیتا ہے کہ اس بات کا اعتقاد رکھا جائے کہ دین سارے کا سارا اللہ

تعالیٰ ہی کا ہے۔ وہ اکیلا ہی اپنے بندوں کو جیسے چاہے عبادت بجا لانے کا حکم دے سکتا ہے‘ ان کے لیے شرعی احکام‘ حدود و فرائض‘ حلال و حرام‘ آداب و اخلاق متعین کر سکتا ہے‘ جیسے اس کی حکمت کا تقاضا ہے کہ ان طریقوں اور عملوں میں ہی ان بندوں کی صلاح و فلاح اور سعادت دارین مضمر ہے‘ اس لیے کسی کو بھی یہ اجازت نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے دین میں کسی ایسی بات کا اضافہ کرے جو اس میں نہ ہو‘ یا اس میں سے کسی بات کی کمی کر دے جو اس میں موجود ہو‘ یا اس کے کلمات کو ان کی جگہوں سے تبدیل کر دے یا ان میں سے کسی گمراہ کن تاویل کے ذریعے تحریف کرے‘ یا ایسی نئی شریعت کو تجویز کرے جس کا اللہ تعالیٰ نے حکم نہیں دیا۔

آخری بات یہ بھی ذہن نشین کر لیں کہ اسلامی عقیدہ اس بات پر بھی قائم ہے کہ اللہ تعالیٰ کا دین صرف ایک ہے اور وہ ''دین اسلام'' ہے‘ جس کے ساتھ اس نے اپنے پیغمبروں کو مبعوث فرمایا اور اپنی کتابوں کو نازل فرمایا۔ تمام کے تمام انبیائے کرام علیہم السلام کے دین کی بنیادی باتیں ایک جیسی ہیں صرف ان کی شریعتوں میں یعنی وقتی راہِ عمل میں فرق ہے۔ بس ہمارے لیے واجب اور لازمی یہ ہے کہ ہم ان سب پیغمبروں اور ان پر نازل ہونے والی چیزوں پر ایمان رکھیں‘ جیسے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان گرامی ہے:

﴿ اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَ الْمُؤْمِنُوْنَ ؕ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ مَلٰٓىِٕكَتِهٖ وَ كُتُبِهٖ وَ رُسُلِهٖ ۟ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ ۟ وَ قَالُوْا سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا ٚ غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَ اِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ﴿۲۸۵﴾ ﴾ (البقرۃ: ۲/ ۲۸۵)

''رسول مان چکا اس چیز کو جو اس کی طرف اللہ تعالیٰ کی جانب سے اتری اور مومن بھی مان چکے۔ یہ سب اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے۔ اس کے رسولوں میں سے کسی میں ہم تفریق نہیں کرتے۔ انہوں نے کہہ دیا کہ ہم نے سنا اور اطاعت کی‘ ہم تیری بخشش طلب کرتے ہیں‘ اے ہمارے رب! اور ہمیں تیری ہی طرف لوٹنا ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے یوں بھی فرمایا ہے:

﴿ شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَّ الَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَ مَا وَصَّيْنَا بِهٖٓ اِبْرٰهِيْمَ وَ مُوْسٰى وَ عِيْسٰٓى اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَ لَا تَتَفَرَّقُوْا

فِيۡهِ﴾ (الشورى : ٤٢/١٣)

''اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے وہی شریعت مقرر کر دی ہے جس کے قائم کرنے کا اس نے نوح (علیہ السلام) کو حکم دیا تھا اور جو بذریعہ وحی ہم نے تیری طرف بھیج دی ہے اور جس کا تاکیدی حکم ہم نے ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ (علیہم السلام) کو دیا تھا' کہ دین کو قائم رکھنا اور اس میں پھوٹ نہ ڈالنا۔''

بحث : 3

اللہ عزوجل کے ساتھ شرک کا ارتکاب کرنا

اے میری خواہر ایمان!

اللہ تعالیٰ ہمیں شرک سے اپنے فضل واحسان سے اپنی پناہ عطا فرمائے اور ہمارے لیے بغیر ابتلا و آزمائش کے عافیت میں رکھتے ہوئے انجام خیر کی مہر ثبت فرمائے۔ بلاشبہ وہ سب کرم کرنے والوں سے بڑھ کر کرم کرنے والا اور سب رحیموں سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے۔

جب کفر وشرک تمام گناہوں سے بڑا اور عظیم گناہ ہے تو یہ حق بنتا ہے کہ اس پر اور اس کے متعلقہ احکام پر گفتگو کھل کر اور قدرے وضاحت سے کی جائے۔ تو ہم اسے یوں شروع کرتے ہیں، فرمان مالک کائنات ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ﴾

(النساء: ٤/٤٨)

''یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے ساتھ شریک کیے جانے کو نہیں بخشتا، اور اس کے سوا جسے چاہے بخش دیتا ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں یہ بھی فرمایا ہے:

﴿إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ ﴿١٣﴾﴾ (لقمان: ٣١/١٣)

''بے شک شرک بڑا بھاری ظلم ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے اس طرح بھی ارشاد فرمایا ہے:

﴿إِنَّهُ مَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَأْوَاهُ النَّارُ ۖ وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ أَنْصَارٍ ﴿٧٢﴾﴾ (المائدہ: ٥/٧٢)

''یقین مانو کہ جو شخص اللہ کے ساتھ شریک کرتا ہے اللہ تعالیٰ نے اس پر جنت حرام کردی ہے اس کا ٹھکانہ جہنم ہی ہے اور گنہ گاروں کی مدد کرنے والا کوئی نہیں ہوگا۔''

صحیح بخاری میں ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((أَلا أُنَبِّئُكُم بِأَكبَرِ الكَبَائِرِ؟: ا لَاشُرَاكُ بِاللّٰهِ' وَعُقُوقُ الوَالِدَيْنِ۔ وَكَانَ مُتَكِئًا فَجَلَسَ۔ أَلا وَقَولَ الزُّورِ أَلا وَشَهَادَةَ الزُّورِ!! فَمَا زَالَ يُكَرِّرُهَا حَتَّى قُلْنَا: لَيْتَهُ سَكَتَ)) ①

''کیا میں تمھیں سب سے بڑے بڑے گناہوں میں سے سرفہرست گناہ کے متعلق نہ بتا دوں؟ اللہ کے ساتھ شرک کرنا اور والدین کی نافرمانی کرنا۔ پہلے تو آپ ٹیک لگائے ہوئے تھے' پھر آپ سیدھے ہو کر بیٹھ گئے اور فرمانے لگے:''خبردار! جھوٹی بات بھی' خبردار! جھوٹی گواہی بھی!!'' آپ لگاتار یہی دہراتے رہے حتیٰ کہ ہم نے کہا: کاش! آپ چپ ہو جائیں۔''

صحیح بخاری میں ہی یوں بھی آتا ہے کہ آپ ﷺ کا فرمان مبارک ہے:

((اِجْتَنِبُوا السَّبعَ المُوبِقَاتِ' وَذَكَرَ مِنهَا اَلْإِشْرَاكُ بِاللّٰهِ)) ②

''تباہ و برباد کرنے والی سات چیزوں سے بچ کر رہو۔ ان میں آپ نے اللہ کے ساتھ شرک کرنے کا بھی ذکر کیا''

امام احمد اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہما نے حدیث رسول مقبول ﷺ اس طرح بھی روایت کی ہے:

((اَلْكَبَائِرُ: اَلْاِشْرَاكُ بِاللّٰهِ' وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ' وَقَتْلُ النَّفْسِ)) ③

''بڑے بڑے گناہ یہ ہیں: اللہ کے ساتھ شریک بنانا اور والدین کی نافرمانی کرنا اور کسی بے گناہ جان کو قتل کرنا۔''

آپ ﷺ کا یہ بھی فرمان ہے:

((اَلْكَبَائِرُ اَلْاِشْرَاكُ بِاللّٰهِ' وَقَتْلُ النَّفْسِ' وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ أَلَا أُنَبِّئُكُم بِأَكْبَرِ الْكَبَائِرِ؟ قَوْلُ الزُّورِ)) ④

''بڑے بڑے گناہ یہ ہیں: اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک کرنا' کسی جان کو بلا گناہ قتل کرنا' والدین کی نافرمانی کرنا۔ کیا میں تمھیں ان میں سب سے بڑے گناہ سے

---

① صحیح البخاری ((الفتح)) ج ۱۰' ح ۵۹۷۶' وصحیح مسلم ۱/ ۱۹

② صحیح البخاری ((الفتح)) ج ۵' ح ۲۷۶۶' وصحیح مسلم ۱/ ۹۲

③ صحیح البخاری ۱۱ ح ۶۶۷۵ ((الفتح)) واحمد ۲/ ۲۰۱

④ صحیح البخاری ۵ ح ۲۶۵۴ ((الفتح)) وصحیح مسلم ۱/ ۱۴۳

آ گاہ نہ کردوں؟ وہ جھوٹی بات ہے۔“

اس کا ”بڑا گناہ“ ہونا اس آدمی کے حق میں ہے جو اس میں ملوث نہیں ہوا۔ یہ معنی مراد نہیں ہے کہ وہ شرک، زنا اور قتل سے بھی بڑا ہے۔

رسول اکرم ﷺ کا ایک فرمان گرامی اس طرح بھی ہے:

((اَلْكَبَائِرُ تِسعٌ وَأَعْظَمُهُنَّ إِشْرَاكٌ بِاللّٰهِ)) ①

”کبیرہ گناہ نو ہیں، اور ان میں سے سب سے عظیم اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک کرنا ہے۔“

امام احمدؒ نبی اکرم ﷺ کی حدیث بیان کرتے ہیں:

((أَلا أُنَبِّئُكُمْ بِأَكْبَرِ الْكَبَائِرِ: اَلإِشْرَاكُ بِاللّٰهِ، وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ، وَقَوْلُ الزُّوْرِ)) ②

”کیا میں تمہیں کبیرہ گناہوں میں سے سب سے بڑے گناہ کی خبر نہ دے دوں؟ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک بنانا، اور والدین کی نافرمانی کرنا، اور جھوٹی بات کہنا۔“

امام بخاری رحمہ اللہ رسول کائنات ﷺ کی ایک حدیث یوں بیان کرتے ہیں:

((أَكْبَرُ الْكَبَائِرِ، اَلإِشْرَاكُ بِاللّٰهِ، وَقَتْلُ النَّفْسِ، وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ، وَشَهَادَةُ الزُّوْرِ)) ③

”کبیرہ گناہوں میں سے سب سے بڑے بڑے گناہ اللہ کے ساتھ شریک کرنا، جان کو قتل کرنا، والدین کی نافرمانی کرنا اور جھوٹی گواہی دینا ہے۔“

امام احمدؒ نبی آخرالزمان ﷺ سے روایت کرتے ہیں:

((إِنَّ مِنْ أَكْبَرِ الْكَبَائِرِ: اَلشِّرْكُ بِاللّٰهِ، وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ وَالْيَمِيْنُ الْغَمُوْسُ، وَمَا حَلَفَ حَالِفٌ بِاللّٰهِ يَمِيْنَ صَبْرٍ فَأَدْخَلَ فِيهَا جَنَاحَ بَعُوضَةٍ إِلَّا جُعِلَتْ نُكْتَةً فِي قَلْبِهِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ)) ④

”کبیرہ گناہوں میں سے بڑے بڑے یہ ہیں: اللہ تعالیٰ کا شریک بنانا، والدین کی

---

① اخرجه ابو داود ۳ ح۲۸۷۵ وهو حديث صحيح۔

② صحيح البخارى ۵، ح۲۷۶۶ ((الفتح)) وصحيح مسلم ۱/ ۹۲

③ صحيح البخارى ۱۲، ح ۶۸۷۱ ((الفتح))

④ اخرجه احمد ۳/ ۴۹۵، والترمذى ۵، ح۳۰۲۰ واسناده حسن.

نافرمانی کرنا' جھوٹی قسم کھانا' اور نہیں قسم کھائی کسی بھی قسم کھانے والے نے اللہ کے نام پر جھوٹی قسم کہ اس میں مچھر کے پر کے برابر جھوٹ کی آمیزش کر دی ہو مگر اس کے دل میں قیامت تک کے لیے ایک نقطہ بنا دیا جاتا ہے۔''

نبی مکرم ﷺ نے فرمایا:

((اِذْهَبْ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ)) وَفِي رِوَايَةٍ: ((قُمْ يَا عُمَرُ فَنَادِ فِي النَّاسِ: إِنَّهُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا الْمُؤْمِنُونَ)) (أَيِ الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ قَامُوا بِالطَّاعَاتِ، وَاجْتَنَبُوا الْمُوبِقَاتِ، وَأَحَلُّوا الْحَلَالَ وَحَرَّمُوا الْحَرَامَ)) ①

''اے خطاب کے بیٹے! جاؤ'' دوسری روایت میں ہے: اے عمر! کھڑے ہو جاؤ اور لوگوں میں منادی کر دو کہ جنت میں صرف اہل ایمان ہی داخل ہوں گے۔''

(یعنی ایسے ایمان والے جو اطاعت میں زندگی گزارتے ہیں' ہلاکت کرنے والے کاموں سے بچتے ہیں' حلال کو حلال اور حرام کو حرام گردانتے ہیں)

رسول اللہ ﷺ نے اس طرح بھی فرمایا:

((يَا بِلَالُ قُمْ فَأَذِّنْ: لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا مُؤْمِنٌ، إِنَّ اللّٰهَ لَيُؤَيِّدُ الدِّينَ بِالرَّجُلِ الْفَاجِرِ)) ②

''اے فلاں! کھڑے ہو کر آواز لگاؤ: جنت میں صرف مؤمن ہی داخل ہو گا' البتہ اللہ تعالیٰ فاجر آدمی سے دین کی نصرت کروا سکتا ہے۔''

نبی آخری الزماں ﷺ نے فرمایا:

((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ اِلَّا نَفْسٌ مُسْلِمَةٌ)) ③

''جنت میں مسلمان جان کے سوا کوئی اور داخل نہیں ہو سکتا۔''

رسول دو عالم ﷺ نے فرمان جاری کیا ہے:

((اِنَّهُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ اِلَّا نَفْسٌ مُسْلِمَةٌ، وَاِنَّ اللّٰهَ لِيُؤَيِّدُ هٰذَا الدِّيْنَ

---

① الحديث في صحيح مسلم ١/١٠٧-١٠٨، واحمد ٣/٤١٥

② صحيح البخاري، المغازي، باب غزوة خيبر، حديث: ٤٢٠٣

③ صحيح مسلم (١/١٠٦، واحمد ٣/٤١٥

بِالرَّجُلِ الْفَاجِرِ)) [1]

''بے شک جنت میں مسلمان کے سوا کوئی داخل نہ ہو گا اور بے شک اللہ تعالیٰ فاجر آدمی سے دین کی نصرت کروا سکتا ہے۔''

رسول دو عالم ﷺ نے فرمان جاری کیا ہے:

وقوله ﷺ: ((مَنْ بَدَّلَ دِيْنَهُ فَاقْتُلُوْهُ)) [2]

''جو اپنے دین کو بدل ڈالے' اسے قتل کر دو۔''

امام بیہقی رحمہ اللہ نے نبی اکرم ﷺ کی ایک حدیث یوں بیان کی ہے:

((مَنْ بَدَّلَ دِيْنَهُ أَوْ رَجَعَ عَنْ دِيْنِهِ' فَاقْتُلُوْهُ' وَلَا تُعَذِّبُوْا عِبَادَ اللّٰهِ بِعَذَابِ اللّٰهِ)) [3]

''جو اپنے دین کو بدل ڈالے یا اپنے دین سے لوٹ جائے اسے قتل کر دو' اور اللہ تعالیٰ کے بندوں کو ''اللہ کے عذاب'' سے سزا نہ دینا۔''

چند تنبیہات

۱۔ شرک کا بیان' اس کی تمام انواع اقسام کا ذکر' لوگوں کے بکثرت ان میں واقع ہونے کی وجہ سے' اور عوام کی زبانوں پر اس کا تذکرہ آتا ہے لیکن انہیں معلوم نہیں ہوتا کہ یہ بھی شرک ہے۔ ان سب باتوں کا تذکرہ بکثرت کرنا چاہیے کیونکہ جب لوگوں کے سامنے اس کی بعض اقسام کا ذکر آئے گا تو شاید کہ وہ ان سے بچنے کی کوشش کریں تاکہ ان کے اعمال برباد نہ ہوں اور وہ بڑے عذاب اور سخت عقاب میں ہمیشہ رہنے والے نہ بن جائیں۔

ان باتوں کی پہچان ایک انتہائی اہم معاملہ ہے۔ اگر کسی نے کفارہ ادا کرتے ہوئے بھی اس کا ارتکاب کیا تو اس کے سب اعمال رائیگاں کر دیے جائیں گے' اس پر ''قضائے واجب'' کی ادائیگی بھی لازمی ہو گی۔ ائمہ کی ایک جماعت کا یہی موقف ہے' جیسے کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ وغیرہ ہیں۔ جیسا کہ آپ کے ساتھیوں نے کفارہ ادا کرنے والے کاموں میں قدرے وسعت سے بیان کیا ہے۔ انہوں نے اس ضمن میں بہت سے جملے بھی لکھے ہیں۔ اس مسئلے میں انہوں نے

[1] صحیح البخاری' الجهاد و السير' باب ان الله ليويد الدين بالرجل الفاجر' حديث:٣٠٦٢

[2] صحیح البخاری١٢' ح٦٩٢٢ ((الفتح)) واحمد ١/ ٢١٧ وابو داود٤' ح٤٣٥١

[3] صحیح البخاری ١٢ ح٦٩٢٢ ((الفتح))' واحمد ١/ ٢١٧

دیگر ائمہ مذاہب کے مقابلے میں زیادہ مبالغہ سے کام لیا ہے۔ اس کے باوجود انہوں نے یوں کہا ہے کہ ارتداد سے عمل برباد ہو جاتے ہیں اور مرتد کی بیوی بھی اس سے جدا ہو جاتی ہے یا وہ اس پر حرام ہو جاتی ہے۔ ان باتوں کے باوجود انہوں نے کفارہ ادا کرنے والے کاموں میں وسعت کا ذرا زیادہ ہی مبالغہ کر دیا ہے۔

ہر ذی عقل اور صاحب الرائے آدمی پر ضروری ہے کہ ان کہی گئی باتوں کو سمجھے تاکہ اس شرک سے بچ جائے۔ اگر اس میں واقع ہو گیا تو اس کے عمل برباد ہو جائیں گے' اس پر قضا بھی واجب ہو گی اور اس کی بیوی بھی الگ ہو جائے گی' ان مذکورہ ائمہ کے موقف کے مطابق۔ امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک یوں ہے کہ اسلام سے مرتد ہو جانا اس کے اعمال برباد نہ بھی کرے تب بھی اس کا اجر و ثواب ضرور ختم ہو جائے گا۔ پس امام شافعی رحمہ اللہ کا دوسرے ائمہ سے اختلاف مسئلہ قضا اور ادائیگی ہی میں باقی رہ جاتا ہے' اور اکثر کا یہی موقف ہے اگرچہ ان کے مقد نہیں ہیں۔ لیکن دین اور نص کو محفوظ رکھنا' جس کا حکم بھی دیا گیا ہے' احتیاط رکھنے کو واجب کر دیتا ہے اور حتی الامکان اختلاف کی رعایت رکھنی بھی لازم ہے' خاص کر اس مسئلے میں جس میں دنیا و آخرت میں بڑی زبردست سختی اور تنگی پیش آنی ہے' بلکہ اس سے زیادہ سخت کوئی اور مسئلہ ہے ہی نہیں۔

۲۔ کفر و شرک کی اقسام میں سے یہ بھی ہے کہ انسان زمانہ بعید یا زمانہ قریب میں اس کا ارادہ کرے یا اس کی کوشش کرے' اسے اپنی زبان یا دل کے ساتھ کسی چیز سے معلق کرے (یعنی اس سے لٹکائے اور جوڑے) اگرچہ اس چیز کا ظہور میں آنا عقلی طور پر محال ہی کیوں نہ ہو' تو ایسا آدمی فی الفور کافر ہو جائے گا' یا کسی ایسی بات کا عقیدہ رکھے جو کفر کو واجب کر دیتی ہے یا کوئی ایسا کام کرے یا کوئی ایسا لفظ منہ سے نکالے جو اس کے کفر پر دلالت کرتا ہو' یہ بات برابر ہے کہ وہ اعتقاد سے بات کرے یا عناد سے یا مذاق کے رنگ میں' جیسے کہ کوئی ''دنیا کے قدیم'' ہونے کا عقیدہ رکھے (یعنی اللہ تعالیٰ کے قدیم ہونے کے بجائے دنیا کے قدیم ہونے کا عقیدہ رکھے) یا دین کی کسی ایسی متفق علیہ بات کا انکار کرے جو امت کا اجماعی مسئلہ ہو' جیسے کہ اللہ تعالیٰ کے علم یا اس کی قدرت کا انکار یا کسی مخلوق کو سجدہ کرے جیسے کہ سورج وغیرہ' اگر کوئی ظاہری قرینہ اس کی معذرت پر دلیل نہ ہو' اس معنی میں وہ عمل بھی ہو گا جس پر مسلمانوں کا اتفاق ہو کہ یہ عمل صرف کسی کافر سے ہی صادر ہو سکتا ہے' اگرچہ وہ آدمی اپنے اسلام کی صراحت بھی کرتا ہو جیسے کہ کوئی عیسائیوں

کے ہمراہ ان کے گرجا گھروں میں جائے اور ان کی طرح لباس اور پٹیاں وغیرہ بھی کمر اور پیٹ پر باندھے ہوئے ہو یا کوئی ایسا کاغذ جس میں ''قرآنی آیات'' یا ''شرعی علم'' لکھا ہوا ہو یا اس میں اللہ تبارک وتعالیٰ کا ''نام مبارک'' لکھا ہوا ہو' کسی گندگی میں پھینکے یا کسی نبی کی نبوت میں شک کرے جس کے نبی ہونے پر سب کا اتفاق ہو' یا کسی آسمانی کتاب کے نازل ہونے میں شک کرے' مثلاً: تورات' انجیل یا زبور یا صحف ابراہیم (علیہ السلام)' یا کسی قرآنی آیت میں شک کرے جس پر اجماع ہو جیسے کہ معوذتین (آخری دو سورتیں) یا صحابہ کرام (رضوان اللہ علیہم اجمعین) کو کافر کہے' یا کسی حرام کو حلال جانے جیسے کہ بغیر وضو کے نماز' یا کسی حلال کو حرام سمجھے جیسے کہ خرید وفروخت اور نکاح' یا نبوت کو خدا داد مرتبہ نہ سمجھے (یعنی محنت اور کوشش سے حاصل ہو جانے والا مرتبہ سمجھے یا یہ سمجھے کہ دل کی صفائی سے اس تک پہنچا جا سکتا ہے) یا ''ولی اللہ'' کو اللہ کے نبی (علیہ السلام) سے افضل سمجھے' یا وحی کے آنے کی باتیں کرے اگرچہ نبوت کا دعویٰ نہ بھی کرے' یا ہمارے نبی اکرم ﷺ کی ذات اقدس مین عیب نکالے' یا کسی دوسرے نبی میں عیب نکالے یا اسے لعنتی کہے' یا اسے گالی دے' یا اسے ہلکا سمجھے یعنی ذلیل سمجھے' یا اس سے مذاق کرے' یا آپ ﷺ کے کاموں میں سے کسی کام سے استہزا کرے۔

نبی اکرم ﷺ کا فرمانِ مبارک ہے:

((اَیُّمَا رَجُلٍ مُسْلِمٍ کَفَّرَ رَجُلًا مُسْلِمًا' فَاِنْ کَانَ کَافِرًا وَاِلَّا کَانَ هُوَ الْکَافِرُ)) ①

''جس کسی نے بھی کسی مسلمان آدمی کو کافر کہا' اگر تو وہ کافر ہے تو درست' وگرنہ وہ خود کافر ہو جائے گا۔''

حضور اکرم ﷺ کا یہ ارشاد گرامی بھی ہے:

((مَنْ قَالَ اِنِّی بَرِیْءٌ مِنَ الْاِسْلَامِ' فَاِنْ کَانَ کَاذِبًا فَهُوَ کَمَا قَالَ: وَاِنْ کَانَ صَادِقًا لَمْ یَعُدْ اِلَی الْاِسْلَامِ سَالِمًا)) ②

''جس نے کہا کہ میں اسلام سے بیزار ہوں' اگر تو وہ جھوٹا ہے تو وہ ایسا ہی ہو گا

---

① اخرجه ابو داود ٤' ح ٤٦٨٧' والحديث صحيح' انظر صحيح الجامع ٢٧٢٧

② اخرجه النسائی ٦/٧' وابن ماجة ١' ح ٢١٠٠' والحاكم ٤/ ٢٩٨ وقال: صحيح ووافقه الذهبی۔

جیسے اس نے کہہ دیا ہے اور اگر اس نے سچا بن کر کہا پھر بھی وہ اسلام میں صحیح سالم نہیں لوٹے گا۔“

امام بخاری رحمہ اللہ نبی کریم ﷺ کی حدیث بیان کرتے ہیں:

((اِذَا قَالَ الرَّجُلُ لِاَخِیْهِ یَا کَافِرُ! فَقَدْ بَاءَ بِهَا أَحَدُهُمَا)) ①

”جب کوئی آدمی اپنے کسی بھائی سے کہے ”اے کافر!“ تو ان دونوں میں سے ایک اس لفظ کے ساتھ پلٹے گا۔“

آپ ﷺ کا یہ فرمان گرامی ہے:

((أَیُّمَا امْرِیٍٔ قَالَ لِأَخِیْهِ یَا کَافِرُ ! فَقَدْ بَاءَ بِهَا أَحَدُهُمَا اِنْ کَانَ کَمَا قَالَ: وَاِلَّا رَجَعَتْ عَلَیْهِ)) ②

”جس کسی نے اپنے بھائی سے کہا: ”اے کافر!“ تو ان دونوں میں سے ایک تو ضرور اس لفظ کے ساتھ لوٹے گا۔ اگر وہ ایسا ہی ہے (تو درست) وگرنہ یہ لفظ اس (کہنے والے) پر لوٹ آئے گا۔“

آپ ﷺ کا یہی فرمان ان الفاظ میں بھی ملتا ہے:

((مَا کَفَّرَ رَجُلٌ رَجُلًا قَطُّ اِلَّا بَاءَ بِهَا أَحَدُهُمَا)) ③

”کوئی آدمی کسی دوسرے کو کبھی کافر قرار نہیں دیتا مگر ان دونوں میں سے ایک اس کے ساتھ لوٹتا ہے۔“

امام مسلم رحمہ اللہ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی نقل کرتے ہیں:

((مَا أَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَاءِ مِنْ بَرَکَةٍ اِلَّا وَأَصْبَحَ فَرِیْقٌ مِّنَ النَّاسِ بِهَا کَافِرِیْنَ، یُنَزِّلُ اللّٰهُ الْغَیْثَ، فَیَقُوْلُوْنَ مَطِرْنَا بِکَوْکَبِ کَذَا وَکَذَا)) ④

”اللہ تعالیٰ آسمان سے کوئی بھی خیر و برکت نہیں اتارتے مگر اس کے ساتھ لوگوں کی ایک جماعت کافر بن جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ باران رحمت کا نزول فرماتا ہے تو وہ یوں کہنے لگتے ہیں: ”ہمیں فلاں فلاں ستارے کی وجہ سے بارش ملی ہے۔“

---

① صحیح البخاری ۱۰ ح۶۱۰۳ ((الفتح)) ومسلم ۱/ ۷۹

② صحیح مسلم ۱/ ۱۱۱، والترمذی ۵ ح۲۶۳۷

③ اخرجه ابن حبان ۱ ح ۲۴۸، وھو فی صحیح الجامع ۵۵۴۵ ④ صحیح مسلم ۱/ ۸۴

آپ ہی کا یہ فرمان مبارک بھی ہے:

((أَلَمْ تَرَوْا مَا قَالَ رَبُّكُمْ؟ قَالَ: مَا أَنْعَمْتُ عَلَى عِبَادِي مِنْ نِعْمَةٍ إِلَّا أَصْبَحَ فَرِيقٌ مِّنْهُمْ بِهَا كَافِرِينَ يَقُولُونَ: ((اَلْكَوْكَبُ بِالْكَوْكَبِ)) ①

''کیا تم نے غور نہیں کیا کہ تمہارے پروردگار نے کیا ارشاد فرمایا ہے؟ اس نے فرمایا ہے: ''میں نے اپنے بندوں کو کوئی بھی نعمت عطا نہیں فرمائی مگر اس کے ساتھ ہی ان میں سے ایک گروہ کفر کرنے لگ جاتا ہے۔ وہ یوں کہنے لگ جاتے ہیں: ''ستارے' ستارے کی وجہ سے۔''

امام احمد اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہما نبی کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان بیان کرتے ہیں:

((هَلْ تَدْرُونَ مَا ذَا قَالَ رَبُّكُمُ اللَّيْلَةَ؟ قَالَ اللّٰهُ: أَصْبَحَ مِنْ عِبَادِي مُؤْمِنٌ وَكَافِرٌ، فَأَمَّا مَنْ قَالَ: مُطِرْنَا بِنَوْءِ كَذَا وَكَذَا، فَذٰلِكَ كَافِرٌ بِي مُؤْمِنٌ بِالْكَوْكَبِ)) ②

''کیا تم جانتے ہو آج رات تمہارے رب نے کیا فرمایا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: میرے بندوں نے مومن اور کافر بن کر صبح کی ہے۔ جس نے یوں کہا: ہمیں فلاں فلاں ستارے کی وجہ سے بارش نصیب ہوئی ہے تو وہ میرے ساتھ کفر کرنے والا ہے اور ستاروں پر ایمان لانے والا ہے۔''

امام احمد رحمہ اللہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مبارکہ نقل کرتے ہیں:

((مَنْ جَاءَ يَعْبُدُ اللّٰهَ لَا يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا، وَيُقِيمُ الصَّلَاةَ، وَيُؤْتِي الزَّكَاةَ، وَيَصُومُ رَمَضَانَ، وَيَتَّقِي الْكَبَائِرَ فَإِنَّ لَهُ الْجَنَّةَ)) قَالُوا: وَمَا الْكَبَائِرُ؟ قَالَ: ((اَلْإِشْرَاكُ بِاللّٰهِ، وَقَتْلُ النَّفْسِ الْمُسْلِمَةِ)) ③

''جو آدمی ان خوبیوں کے ساتھ آیا کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناتا ہو' نماز قائم کرتا ہو' اور زکوٰۃ دیتا ہو' ماہ رمضان کے روزے رکھتا ہو' کبیرہ گناہوں سے بچتا ہو تو اس کے لیے جنت ہے۔''

---

① صحیح مسلم ۱' ح۱۲۶ واحمد ۲/۳۶۲-۳۶۸

② صحیح البخاری ۲/۸٤٦' وصحیح مسلم ۱/۱۲۵

③ اخرجه احمد ۵/٤۱۳ والنسائی ۷/۸۸ والحدیث اسناده صحیح' صحیح النسائی ۳۷٤۳

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا: کبیرہ گناہ کون کون سے ہیں؟
تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کے ساتھ شرک کرنا اور کسی مسلمان جان کو قتل کرنا۔''
نبی کائنات ﷺ بیان فرماتے ہیں:
((أَنَا زَعِيمٌ لِمَنْ آمَنَ بِي وَأَسْلَمَ وَهَاجَرَ، بِبَيْتٍ فِي رَبَضِ الْجَنَّةِ۔ أَيْ أَسْفَلِهَا۔ وَبِبَيْتٍ فِي وَسَطِ الْجَنَّةِ، وَبِبَيْتٍ فِي أَعْلَى غُرَفِ الْجَنَّةِ، فَمَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ لَمْ يَدَعْ لِلْخَيْرِ مَطْلَبًا، وَلَا مِنَ الشَّرِّ مَهْرَبًا يَمُوتُ حَيْثُ شَاءَ أَنْ يَمُوتَ)) [1]
''میں اس آدمی کے لیے ضامن ہوں جو مجھ پر ایمان لایا، مسلمان ہوا اور اس نے ہجرت کی، ایک ایسے گھر کا جو جنت کے نچلے درجے میں ہوگا، اور ایک ایسے گھر کا جو جنت کے درمیان درجے میں ہوگا، اور ایک ایسے گھر کا جو جنت کے اعلیٰ بالا خانوں میں ہوگا۔ جس نے مذکورہ کام کر لیے، اس نے بھلائی کے لیے کوئی جائے طلب نہیں چھوڑی اور نہ ہی اس نے برائی کے لیے کوئی راہ فرار چھوڑی ہے۔ وہ فوت ہونا چاہے تو جہاں بھی چاہے فوت ہو جائے۔''
نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:
((إِنَّ اللّٰهَ تَعَالَى لَا يَظْلِمُ الْمُؤْمِنَ حَسَنَةً يُعْطَى عَلَيْهَا فِي الدُّنْيَا وَيُثَابُ عَلَيْهَا فِي الْآخِرَةِ، وَأَمَّا الْكَافِرُ فَيُعْطَى بِحَسَنَاتِهِ فِي الدُّنْيَا حَتَّى إِذَا أَفْضَى إِلَى الْآخِرَةِ، لَمْ يَكُنْ لَهُ حَسَنَةٌ يُعْطَى بِهَا خَيْرًا)) [2]
''اللہ تعالیٰ کسی بھی نیکی کے معاملے میں مومن پر ظلم نہیں کرتا۔ دنیا میں بھی اس نیکی پر عطا فرماتا ہے اور اس کی وجہ سے آخرت میں بھی اجر و ثواب عطا فرمائے گا۔ رہا معاملہ کافر کی نیکیوں کا، تو اسے ان کے صلے میں دنیا میں ہی دے دیتا ہے یہاں تک کہ جب وہ آخرت میں پہنچے گا تو اس کے پاس کوئی بھی نیکی نہ ہوگی جس کا اسے ثواب دیا جائے۔''
آپ ﷺ کا فرمان گرامی ہے:

---

[1] اخرجه النسائی ٦، ص ٢١، وابن حبان ٧ ح: ٤٦٠٠، والحاکم ٢/ ٧١۔ صحيح واقره الذهبی
[2] صحيح مسلم ٤/ ٥٦ واحمد ٣/ ١٢٣

((اِنّی رَأَیتُ فِی الْمَنَامِ کَأَنَّ جِبْرِیلَ عِنْدَ رَأْسِی وَمِیکَائِیلَ عِنْدَ رِجْلِی، یَقُولُ أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ: اِضْرِبْ لَهُ مَثَلاً، فَقَالَ: اسْمَعْ سَمِعَتْ أُذُنُكَ، وَاعْقِلْ عَقَلَ قَلْبُكَ، اِنَّمَا مَثَلُ وَمَثَلُ أُمَّتِكَ كَمَثَلِ مَلِكٍ اِتَّخَذَ دَاراً، ثُمَّ بَنٰی فِیهَا بَیْتًا، ثُمَّ بَعَثَ رَسُولاً یَدْعُوا النَّاسَ اِلٰی طَعَامِهِ، فَمِنْهُمْ مَنْ أَجَابَ الرَّسُولَ، وَمِنْهُمْ مَنْ تَرَكَهُ، فَاللّٰهُ هُوَ الْمَلِكُ وَالدَّارُ الْاِسْلَامُ، وَالْبَیْتُ الْجَنَّةُ وَأَنْتَ یَا مُحَمَّدُ رَسُولُ اللّٰهِ مَنْ أَجَابَكَ دَخَلَ الْاِسْلَامَ، وَمَنْ دَخَلَ الْاِسْلَامَ دَخَلَ الْجَنَّةَ، وَمَنْ دَخَلَ الْجَنَّةَ أَكَلَ مَا فِیهَا)) [1]

''میں نے خواب میں دیکھا ہے گویا کہ جبریل میرے سر کے پاس اور میکائیل میرے قدموں کے پاس ہیں۔ ان میں سے ایک اپنے دوسرے ساتھی سے کہتا ہے: اس کے لیے ایک مثال بیان کرو، تو وہ کہتا ہے: سنو! آپ کے کان بھی سن لیں، سمجھو! آپ کا دل بھی سمجھ لے، کہ آپ کی مثال اور آپ کی امت کی مثال بالکل اس بادشاہ کی مثال ہے جس نے ایک گھر بنوایا پھر اس میں کمرہ بنوایا، پھر اس نے ایک قاصد لوگوں کو کھانے کی دعوت دینے کے لیے بھیجا، تو ان لوگوں میں سے کچھ نے تو اس قاصد کی بات کو مان لیا اور کچھ نے نہ مانا۔ اللہ تعالیٰ وہ بادشاہ ہیں اور وہ گھر اسلام ہے اور وہ کمرہ جنت ہے اور آپ اے محمد! قاصد ہیں۔ جو آپ کی دعوت کو قبول کرے گا وہ اسلام میں داخل ہو جائے گا اور جو اسلام میں داخل ہو گیا وہ جنت میں داخل ہو جائے گا اور جو جنت میں داخل ہو گیا وہ اس میں موجود اشیا کھائے پیے گا!!''

******

[1] اخرجه الترمذی ٥، ح ٢٨٦٠ والحاکم ٣٩٣/٤، وقال: حدیث صحیح الاسناد، ووافقه الذهبی۔

بحث: 4

ریا کاری و شرک اصغر کی حرمت

اے میری مسلمان بہن!

نیکیوں اور صدقات میں ریا کاری سے ڈرو۔ یہ سب کام خالص اللہ تعالیٰ کے چہرے کے لیے اس کی رضا جوئی کے لیے کر۔ کیونکہ ریا کاری نیکیوں کو ضائع و باطل اور ثواب کو ختم کر دیتی ہے۔

کتاب و سنت اس کے حرام ہونے کی شہادت دے رہے ہیں اور اس بات پر اجماع امت بھی ہے۔ کتاب الٰہی سے اس کی دلیل یہ فرمان پروردگار ہے:

﴿الَّذِيْنَ هُمْ يُرَآءُوْنَ ۝﴾ (الماعون:۱۰۷/۶)

''اور وہ لوگ جو ریا کاری کرتے ہیں۔''

اللہ تعالیٰ نے یوں بھی ارشاد فرمایا ہے:

﴿وَالَّذِيْنَ يَمْكُرُوْنَ السَّيِّاٰتِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ﴾ (فاطر : ۱۰/۳۵)

''جو لوگ برائیوں کے داؤں گھات میں لگے رہتے ہیں ان کے لیے سخت عذاب ہے۔''

مشہور مفسر امام مجاہد رحمہ اللہ نے کہا: ''یہ لوگ ریا کاری کرنے والے ہیں۔''

اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ بھی فرمایا ہے:

﴿وَلَا يُشْرِكْ فِيْ حُكْمِهٖٓ اَحَدًا ۝﴾ (الکھف:۱۸/۲۶)

''اور اپنے پروردگار کی عبادت میں کسی کو بھی شریک نہ کرے۔''

یعنی اپنے عمل کی نمود و نمائش نہ کرے۔ یہ آیت اس آدمی کے متعلق نازل ہوئی ہے جو اپنی عبادات اور طاعات کا اجر و ثواب اور ثنا اور تعریف کا طلب گار رہتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ایک فرمان یہ بھی پڑھ لیں:

﴿اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّلَا شُكُوْرًا ۝﴾

(الدھر: ۹/۷۶)

''ہم تو تمہیں صرف اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کے لیے کھلاتے ہیں، نہ تم سے بدلہ

چاہتے ہیں اور نہ شکر گزاری۔''

اور سنت نبوی ﷺ سے دلیل ملاحظہ فرمائیں، جس حدیث کو امام احمد رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے، نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((اِنَّ أَخْوَفَ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمُ الشِّرْكُ الْأَصْغَرُ، الرِّيَاءُ، يَقُولُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِذَا جُزِيَ النَّاسُ بِأَعْمَالِهِمْ: اِذْهَبُوا اِلَى الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تُرَاؤُونَ فِي الدُّنْيَا، اُنْظُرُوا هَلْ تَجِدُونَ عِنْدَهُمْ جَزَاءً؟)) ①

''جس چیز کا مجھے تمہارے اوپر زیادہ خطرہ اور اندیشہ ہے وہ شرک اصغر یعنی ریاکاری ہے قیامت کے روز جب لوگوں کو ان کے اعمال کی جزا دی جائے گی، تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: جاؤ ان کے پاس چلے جاؤ جنہیں تم دنیا میں دکھایا کرتے تھے۔ جاؤ دیکھو! کیا ان کے پاس بدلہ موجود ہے؟!''

دوسری روایت جسے امام حاکم رحمہ اللہ نے نبی اکرم ﷺ سے بیان کیا ہے:

((اَلشِّرْكُ الْخَفِيُّ أَنْ يَعْمَلَ الرَّجُلُ لِمَكَانِ الرَّجُلِ)) ②

''مخفی شرک یہ ہے کہ کوئی آدمی کسی دوسرے آدمی کے مقام و مرتبہ کی وجہ سے کام کرے۔''

یعنی فلاں بلند مقام و مرتبہ والا آدمی مجھ پر راضی ہو جائے اس کے خوش ہو جانے سے مجھے کچھ دنیاوی فائدہ مل جائے گا۔ ایک حدیث یہ بھی پڑھ لیں:

((اِنَّ اللّٰهَ اِذَا كَانَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، يَنْزِلُ اِلَى الْعِبَادِ لِيَقْضِيَ بَيْنَهُمْ، وَكُلُّ أُمَّةٍ جَاثِيَةٌ، فَأَوَّلُ مَنْ يُدْعَى بِهِ رَجُلٌ جَمَعَ الْقُرْآنَ، وَرَجُلٌ قُتِلَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ، وَرَجُلٌ كَثِيرُ الْمَالِ، فَيَقُولُ اللّٰهُ لِلْقَارِئِ: أَلَمْ أُعَلِّمْكَ مَا أَنْزَلْتُ عَلَى رَسُولِي؟ قَالَ: بَلَى يَا رَبِّ، قَالَ: فَمَاذَا عَمِلْتَ فِيمَا عَلِمْتَ؟ قَالَ: كُنْتُ أَقُومُ آنَاءَ اللَّيْلِ وَآنَاءَ النَّهَارِ، فَيَقُولُ اللّٰهُ لَهُ: كَذَبْتَ بَلْ أَرَدْتَ أَنْ يُقَالَ: فُلَانٌ قَارِئٌ! ؟ فَقَدْ قِيلَ ذٰلِكَ، وَيُؤْتَى بِصَاحِبِ الْمَالِ، فَيَقُولُ اللّٰهُ لَهُ: أَلَمْ أُوَسِّعْ عَلَيْكَ حَتَّى لَمْ أَدَعْكَ تَحْتَاجُ اِلَى أَحَدٍ؟ قَالَ: بَلَى يَا رَبِّ، قَالَ: فَمَا عَمِلْتَ فِيمَا

① اخرجه احمد ٥/٤٢٨-٤٢٩، وانظر الاحاديث الصحيحة ٩٥١

② اخرجه الحاكم ٤/٤٢٩، وقال: هذا حديث صحيح الاسناد، وقال الذهبي: صحيح

آتَيْتُكَ؟ قَالَ: كُنْتُ أَصِلُ الرَّحِمَ وَأَتَصَدَّقُ، فَيَقُولُ اللّٰهُ لَهُ: بَلْ أَرَدْتَ أَنْ يُقَالَ فُلَانٌ جَوَادٌ، فَقَدْ قِيلَ ذٰلِكَ، وَيُؤْتَى بِالَّذِي قُتِلَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ، فَيَقُولُ اللّٰهُ لَهُ: فِيمَاذَا قُتِلْتَ؟ فَيَقُولُ: أُمِرْتَ بِالْجِهَادِ فِي سَبِيلِكَ، فَقَاتَلْتُ حَتَّى قُتِلْتُ فَيَقُولُ اللّٰهُ: كَذَبْتَ، وَيَقُولُ اللّٰهُ لَهُ بَلْ أَرَدْتَ أَنْ يُقَالَ: فُلَانٌ جَرِيءٌ أَيْ شُجَاعٌ، فَقَدْ قِيلَ ذٰلِكَ، يَا أَبَا هُرَيْرَةَ أُولٰئِكَ الثَّلَاثَةُ أَوَّلُ خَلْقِ اللّٰهِ تُسَعَّرُ بِهِمُ النَّارُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) [1]

''جب قیامت کا دن ہوگا' اللہ تعالیٰ بندوں کے درمیان فیصلے کرنے کے لیے نیچے تشریف لائیں گے۔ حالت یہ ہوگی کہ ہر امت گھٹنوں کے بل گری ہوگی۔ سب سے پہلے جس آدمی کو بلایا جائے گا وہ آدمی ہوگا جس نے قرآن جمع کیا یعنی حفظ کیا ہوگا' اور وہ آدمی جو فی سبیل اللہ قتل کیا گیا ہوگا' اور وہ آدمی ہوگا جو کثیر مال والا ہوگا۔''

اللہ تعالیٰ قاری قرآن سے پوچھے گا: کیا میں نے تجھے وہ چیز نہ سکھا دی تھی جسے میں نے اپنے رسول (ﷺ) پر اتارا تھا؟ وہ بندہ جواب دے گا: ہاں کیوں نہیں بالکل' اے میرے رب! تو اللہ تعالیٰ پوچھے گا: تو نے جو علم پڑھا تھا اس پر کس قدر عمل کیا ہے؟ وہ کہے گا: اے میرے پروردگار! میں رات اور دن کی گھڑیوں میں قیام کیا کرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے ''تو جھوٹ بولتا ہے بلکہ تیرا تو ارادہ یہ تھا کہ یوں کہا جائے: فلاں بڑا قاری ہے! تو ایسے کہہ دیا گیا۔''

صاحب مال کو بلایا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اس سے پوچھیں گے: کیا میں نے تجھے وسعت نہ دی تھی حتیٰ کہ میں نے تجھے کسی کا محتاج نہ رہنے دیا تھا؟ وہ کہے گا: جی ہاں! اے میرے رب! تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: ''جو میں نے تجھے دیا تھا اس میں تو نے کیسے عمل کیا؟'' وہ جواب میں کہے گا: میں صلہ رحمی کیا کرتا تھا اور صدقہ خیرات کیا کرتا تھا'' اللہ تعالیٰ فرمائے گا: ''بلکہ تیرا ارادہ تو یہ تھا کہ یوں کہا جائے فلاں بڑا سخی ہے۔ چنانچہ وہ کہہ دیا گیا۔''

---

[1] اخرجه الترمذی ٤' ح٢٣٨٢ والحاکم ١/٤١٨۔٤١٩ وقال: حدیث صحیح الاسناد ووافقه الذهبی' وله شواهد فی الصحیح۔

پھر اسے لایا جائے گا جو راہ مولیٰ میں قتل ہوا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اس سے پوچھے گا: کس وجہ سے تو قتل کیا گیا؟ وہ کہے گا: تو نے اپنے راستے میں جہاد کا حکم دیا تھا چنانچہ میں نے قتال کیا یہاں تک کہ میں شہید کر دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ اسے فرمائے گا ''تو جھوٹا ہے'' اللہ تعالیٰ اسے یہ بھی فرمائے گا: ''بلکہ تیرا ارادہ تھا کہ کہہ دیا جائے کہ فلاں بڑا بہادر اور جری ہے۔ چنانچہ وہ کہہ دیا گیا۔''

اے ابو ہریرہ! یہی وہ تین اشخاص ہوں گے اللہ تعالیٰ کی پوری خلقت میں سے قیامت کے روز جن سے آگ کو بھڑکایا جائے گا۔''

مسند احمد اور مسلم کی روایت میں فرمان نبوی کچھ اس طرح ہے:

((اِنَّ أَوَّلَ النَّاسِ يُقْضَى عَلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَجُلٌ أُسْتُشْهِدَ، فَأُتِىَ بِهِ فَعَرَّفَهُ۔ أَى اللّٰهُ۔ نِعْمَتَهُ فَعَرَفَهَا، قَالَ: فَمَا عَمِلْتَ فِيهَا؟ قَالَ: قَاتَلْتُ فِيكَ حَتَّى اسْتُشْهِدْتُّ، قَالَ: كَذَبْتَ وَلٰكِنَّكَ قَاتَلْتَ لِيُقَالَ جَرِيءٌ فَقَدْ قِيلَ، ثُمَّ أُمِرَ بِهِ فَسُحِبَ عَلَى وَجْهِهِ حَتَّى أُلْقِىَ فِى النَّارِ، وَرَجُلٌ تَعَلَّمَ الْعِلْمَ وَعَلَّمَهُ وَقَرَأَ الْقُرْآنَ، فَأُتِىَ بِهِ فَعَرَّفَهُ نِعْمَتَهُ فَعَرَفَهَا، قَالَ: فَمَاذَا عَمِلْتَ فِيهَا؟ قَالَ تَعَلَّمْتُ الْعِلْمَ وَعَلَّمْتُهُ، وَقَرَأْتُ فِيكَ الْقُرْآنَ، قَالَ: كَذَبْتَ، وَلٰكِنَّكَ تَعَلَّمْتَ الْعِلْمَ لِيُقَالَ عَالِمٌ، وَقَرَأْتَ الْقُرْآنَ لِيُقَالَ هُوَ قَارِئٌ، فَقَدْ قِيلَ، ثُمَّ أُمِرَ بِهِ فَسُحِبَ عَلَى وَجْهِهِ حَتَّى أُلْقِىَ فِى النَّارِ، وَرَجُلٌ وَسَّعَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَأَعْطَاهُ مِنْ أَصْنَافِ الْمَالِ كُلِّهِ، فَأُتِىَ بِهِ فَعَرَّفَهُ نِعْمَتَهُ فَقَالَ: فَمَاذَا عَمِلْتَ فِيهَا؟ قَالَ: مَا تَرَكْتُ مِنْ سَبِيلٍ تُحِبُّ أَنْ يُنْفَقَ فِيهَا اِلَّا أَنْفَقْتُ فِيهَا، قَالَ: كَذَبْتَ، وَلٰكِنَّكَ فَعَلْتَهُ لِيُقَالَ: هُوَ جَوَادٌ، فَقَدْ قِيلَ، ثُمَّ أُمِرَ بِهِ فَسُحِبَ عَلَى وَجْهِهِ، ثُمَّ أُلْقِىَ فِى النَّارِ)) [1]

''قیامت کے دن جس آدمی کا تمام لوگوں سے پہلے فیصلہ کیا جائے گا وہ شہید آدمی ہو گا۔ اس کو لایا جائے گا' اللہ تعالیٰ اسے اپنی نعمت کی پہچان کروائے گا جسے وہ اچھی طرح پہچان جائے گا' اللہ تعالیٰ تب فرمائے گا ''پھر تو نے اس میں کیا عمل

[1] اخرجه مسلم ٣' ح ١٥١٤' واحمد ٢/٣٢٢' والنسائى ٦/٢٤

کیا؟'' وہ کہے گا: میں نے تیری راہ میں قتال کیا یہاں تک کہ مجھے شہید کر دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: ''تو جھوٹ بولتا ہے۔ تو نے اس لیے قتال کیا تھا کہ تجھے بہادر اور دلیر کہہ دیا جائے۔ چنانچہ وہ کہہ دیا گیا'' پھر اس کے متعلق حکم ہوگا۔ اسے منہ کے بل گھسیٹا جائے گا حتیٰ کہ جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔

ایک دوسرا آدمی جس نے علم سیکھا اور اسے دوسروں کو سکھایا اور جس نے قرآن پڑھا ہوگا' اسے لایا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اسے بھی اپنی نعمت کی پہچان کروائے گا۔ وہ پہچان کرے گا' تب اللہ تعالیٰ پوچھے گا ''تو نے اس میں کتنا عمل کیا؟'' وہ کہے گا: میں نے علم پڑھا پھر اسے آگے پڑھایا اور تیری رضا کے لیے قرآن پڑھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: ''تو جھوٹا ہے' تو نے اس لیے علم پڑھا تھا کہ تجھے عالم کہہ دیا جائے۔ تو نے قرآن اس لیے پڑھا تھا کہ قاری قرآن کہہ دیا جائے۔ چنانچہ ایسے ایسے کہہ دیا گیا۔'' پھر اس کے متعلق حکم جاری ہوگا۔ اسے منہ کے بل گھسیٹا جائے گا یہاں تک کہ جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔

ایک اور آدمی جس پر اللہ نے رزق کی فراوانی اور فراخی کی ہوگی جسے اللہ تعالیٰ نے ہر قسم کا مال ومتاع عطا فرمایا ہوگا' اسے لایا جائے گا' اللہ تعالیٰ اس کے سامنے بھی اپنی نعمت کی پہچان کروائے گا' پھر پوچھے گا: تو نے اس میں کیا عمل کیا؟ وہ کہے گا: اے اللہ! میں نے کوئی بھی ایسا راستہ نہیں چھوڑا جس میں مال خرچ کرنا تجھے محبوب تھا مگر میں نے اس میں مال خرچ کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا ''تو جھوٹ بول رہا ہے۔ تو نے اس لیے کیا تھا تاکہ کہہ دیا جائے کہ وہ بڑا سخی ہے۔ چنانچہ کہہ دیا گیا۔'' پھر اس کے متعلق بھی حکم ہوگا۔ اسے بھی منہ کے بل گھسیٹا جائے گا اور جہنم میں جھونک دیا جائے گا۔''

فرمان نبوی ﷺ ملاحظہ فرمائیں:

((إِذَا جَمَعَ اللّٰهُ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ لِيَوْمٍ لَا رَيْبَ فِيهِ، نَادَى مُنَادٍ: مَنْ كَانَ أَشْرَكَ فِي عَمَلٍ عَمِلَهُ لِلّٰهِ أَحَدًا فَلْيَطْلُبْ ثَوَابَهُ مِنْ عِنْدِهِ، فَإِنَّ اللّٰهَ أَغْنَى الشُّرَكَاءِ عَنِ الشِّرْكِ)) [1]

---

[1] اخرجه احمد ٤/٢١٥ والترمذی ٥ ح ٣١٥٤ وابن ماجه ٢' ح٤٢٠٣' وحسنه الالبانیؒ فی صحیح ابن ماجه ٣٣٨٨

''جب اللہ تعالیٰ ایسے دن میں' جس میں کوئی شک و شبہ نہیں' سب پہلوں اور سب پچھلوں کو جمع فرما لے گا' ایک آواز دینے والا پکارے گا: جس نے کسی کام کو اللہ کے لیے کرتے ہوئے کسی دوسرے کو بھی شریک کیا تھا' اس عمل کا ثواب اس دوسرے سے طلب کرلے' اللہ تعالیٰ تو تمام شریکوں سے بڑھ کر اپنے شرک سے بے نیاز ہے۔''

امام مسلم رحمہ اللہ اپنی صحیح میں یہ روایت لائے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: أَنَا أَغْنَی الشُّرَكَاءِ عَنِ الشِّرْكِ' مَنْ عَمِلَ عَمَلاً أَشْرَكَ فِيهِ مَعِي غَيْرِي تَرَكْتُهُ وَشِرْكَهُ: إِذَا كَانَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أُتِيَ بِصُحُفٍ مُخَتَّمَةٍ فَتُنْصَبُ بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ تَعَالٰی' فَيَقُولُ اللّٰهُ لِمَلَائِكَتِهِ: اقْبَلُوا هٰذَا وَأَلْقُوا هٰذَا' فَتَقُولُ الْمَلَائِكَةُ: وَعِزَّتِكَ مَا رَأَيْنَا إِلَّا خَيْرًا' فَيَقُولُ: نَعَمْ لٰكِنْ كَانَ لِغَيْرِي' وَلَا أَقْبَلُ الْيَوْمَ إِلَّا مَا ابْتُغِيَ بِهِ وَجْهِي!!)) ①

''اللہ تعالیٰ نے فرما دیا ہے: میں سب شریکوں میں سے شرک سے زیادہ بے نیاز ہوں۔ جس کسی نے بھی کوئی عمل کرتے ہوئے میرے غیر کو شریک کرلیا تو میں اسے اور اس کے شرک دونوں کو چھوڑ دیتا ہوں۔ جب قیامت کے دن سیل بند اعمال نامے لائے جائیں گے' انہیں اللہ تعالیٰ کے روبرو رکھ دیا جائے گا' تب اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرمائے گا: ''اس کو پکڑلو اور اس کو پھینک دو'' فرشتے جواب میں کہیں گے: ہمیں تیری عزت کی قسم! ہم تو صرف خیر ہی دیکھ رہے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ کہیں گے جی ہاں! لیکن یہ تو میرے غیر کے لیے ہے۔ آج میں صرف وہی قبول کروں گا جو صرف میری ذات کے لیے کیا گیا ہے' جس سے چہرہ طلب کیا گیا ہے۔''

مسند احمد میں حدیث مبارکہ ہے' نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ سَمَّعَ' سَمَّعَ اللّٰهُ بِهِ' وَمَنْ رَاءَى رَاءَى اللّٰهُ بِه' وَمَنْ شَاقَّ شَقَّ اللّٰهُ عَلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) ②

---

① اخرجه مسلم ٤' ح ٢٢٨٩' واحمد ٢/١ ٣' وابن ماجه ٢' ح ٤٢٠٢

② صحيح مسلم ٤' ح ٢٢٨٩' واحمد ٣/٤

"جس نے شہرت کے لیے یہ کام کیا اللہ تعالیٰ اسے شہرت دے دیتا ہے' اور جس نے نمود و نمائش کے لیے کام کیا اللہ اس کی نمود و نمائش کروا دیتا ہے' اور جو مخالفت پر کمر بستہ رہے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس پر مشقت ڈال دے گا۔"

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے:

((رُبَّ صَائِمٍ لَيْسَ لَهُ مِنْ صِيَامِهِ اِلاَّ الْجُوعُ' وَرُبَّ قَائِمٍ لَيْسَ لَهُ مِنْ قِيَامِهِ اِلاَّ السَّهَرُ)) ①

"کتنے ہی ایسے روزہ دار ہیں جنہیں اپنے روزے سے سوائے بھوک کے کچھ بھی ہاتھ نہیں آتا' اور کتنے ہی قیام اللیل کرنے والے ہیں جنہیں ماسوائے بیداری کے کچھ بھی نہیں ملتا۔"

امام احمد' امام طبرانی اور امام حاکم (رحمۃ اللہ علیہم) نبی کریم ﷺ کا فرمان گرامی روایت کرتے ہیں:

((رُبَّ قَائِمٍ حَظُّهٗ مِنْ قِيَامِهِ السَّهَرُ' وَرُبَّ صَائِمٍ حَظُّهٗ مِنْ صِيَامِهِ الْجُوعُ وَالْعَطَشُ)) ②

"کتنے ہی رات کو قیام کرنے والے ایسے ہیں جنہیں قیام سے سوائے بیداری کے کچھ نہیں ملتا اور کتنے ہی روزہ دار ایسے ہیں جنہیں روزے سے سوائے بھوک اور پیاس کے کچھ نہیں ملتا۔"

لفظ "الریاء" رؤیت سے اور لفظ "السمعة" سماع سے لیا گیا ہے۔ مذموم ریا کاری کی تعریف یہ ہے:

((اِرَادَةُ الْعَامِلِ بِعِبَادَتِهِ غَيْرَ وَجْهِ اللّٰهِ تَعَالٰى))

"عمل کرنے والے کا عبادت سے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی خوشنودی کا ارادہ کرنا۔"

مثلاً وہ اپنی عبادت اور اپنی کمال خوبی لوگوں کو دکھانا چاہتا ہے تاکہ اسے لوگوں کی طرف سے کچھ مال یا کوئی مرتبہ یا کوئی تعریفی بات حاصل ہو جائے۔

خواہ یہ اپنی لاغری یا رنگ کی زردی کو لوگوں کے سامنے ظاہر کر کے ہو یا اسی طرح بالوں کو پراگندہ رکھ کر اور اپنی شکستہ حالی کو دکھا کر' یا اپنی آواز کو پست اور دھیمی کر کے' یا اپنی پلکوں کو جھکا

---

① اخرجه ابن ماجه ١' ح ١٦٩ وذكره الالبانيؒ في صحيح الجامع ٣٤٨٨' وقال: صحيح

② اخرجه احمد ٣٧٣/٢' وابن حبان ١٩٩/٥ والحاكم ٤٣١/١' وقال: صحيح ووافقه الذهبي۔

کر (وغیرہ) لوگوں کو یہ وہم دیتے ہوئے کہ اپنی عبادت' اپنے حزن و ملال' اپنی کم خوری اور اپنے آپ کی پروا رکھے بغیر اپنی کوشش میں لگا رہا ہے اور ان مذکورہ کاموں سے بڑھ کر ضروری اور اہم کام میں اپنے آپ کو مشغول کیے ہوئے ہے' یا مسلسل روزے رکھے' لگاتار راتوں کو جاگتا رہے' دنیا اور دنیا والوں سے اعراض کرے وغیرہ۔

خواہ یہ ریا کاری صالحین کا لباس زیب تن کر کے ہو مثلاً: اپنی چال میں سر جھکائے چلے' حرکات میں سکون پیدا کرے' چہرے پر سجدوں کے آثار باقی رکھے' اونی کپڑے پہنے' موٹے موٹے کپڑے استعمال کرے' یا چھوٹے چھوٹے کپڑے پہننے شروع کر دے وغیرہ وغیرہ' صرف لوگوں کو یہ تصور دینے کے لیے کہ وہ بھی علما میں سے ہے جب کہ درحقیقت عمل سے مفلس و کنگال ہو۔

شرک اصغر اور شرک اکبر کے درمیان فرق

اگر آپ یہ پوچھیں کہ ریا کاری کا شرک اصغر ہونا تو ثابت ہو گیا ہے لیکن اسے شرک اکبر سے کس طرح جدا کیا جا سکتا ہے؟ اس کی کیسے سمجھ آئے گی؟

تو میں یوں سمجھاتا ہوں' اس مثال سے اس کی قدرے وضاحت ہو جائے گی مثلاً: ایک نمازی ہے لوگ اس کے بارے کہنے لگتے ہیں کہ بڑا صالح اور نیکوکار ہے۔ اب اس کا دکھلاوا ہی اسے اس عمل نیک پر قائم رکھنے کا باعث اور سبب بن جاتا ہے' لیکن عمل کے درمیان کبھی کبھار اللہ تعالیٰ کی تعظیم بجا لانے کا قصد کر لیتا ہے اور کبھی کبھار کچھ بھی ارادہ نہیں کرتا۔ لیکن ان دونوں کیفیتوں میں سے کسی کفریہ عمل کا ظہور نہیں ہوتا' بخلاف شرک اکبر کے' کیونکہ مذکورہ نماز کی ادائیگی میں تو کوئی ایسا عمل سرزد نہیں ہوا' ہاں اگر وہ مثلاً: غیر اللہ کی تعظیم بجا لاتے ہوئے سجدہ کرے (تو یہ شرک اکبر بنے گا۔) اس مثال سے معلوم ہوا کہ ''ریا کار'' میں شرک اس وجہ سے آیا ہے کہ اس کے نزدیک اللہ کے بجائے مخلوق کی قدر و منزلت' بہت بڑی بن گئی تھی اور اس کی وجہ سے وہ رکوع اور سجدے جیسی عبادات کرنے پر آمادہ رہا ہے' تو گویا ایک اعتبار سے اپنے ان سجدوں سے مخلوق کی تعظیم ہی بجا لاتا رہا ہے' یہی شرک خفی بنا' جلی اور ظاہر شرک تو نہ بنا' اور یہی جہالت کی انتہا ہے۔ ایسا تو وہی کر سکتا ہے جسے شیطان دھوکا میں مبتلا کر دے اور اسے یہ وہم پیدا کر دے کہ یہ عاجز و کمزور بندہ ہی اپنے فائدوں اور اپنی روزی کی چیزوں کا اللہ تعالیٰ سے کہیں بڑھ کر مالک اور مختار ہے۔ اسی لیے تو اس نے اپنا رخ پھیر لیا ہے' اور اللہ تعالیٰ سے رخ

ہٹا کر ادھر قصد کر چکا ہے۔ اب لوگوں کے دلوں کو موہ لینے کے لیے ایسا کرتا چلا جاتا ہے' تو اللہ تعالیٰ ایسے آدمی کو دنیا اور آخرت میں انہیں کے حوالے کر دیتا ہے جیسا کہ ابھی حدیث مبارکہ کے حوالے سے گزرا ہے۔ (ملاحظہ فرمائیں اس بحث میں حدیث نمبر۱) ''جاؤ ان کے پاس چلے جاؤ! جنہیں تم دنیا میں دکھایا کرتے تھے' ان کاموں کو ان کے پاس جا کر طلب کرو'' وہ تو اپنی جانوں کے لیے کسی چیز کے مالک نہیں ہوں گے اور پھر خاص کر آخرت میں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ ﴿۸۸﴾ اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ ﴿۸۹﴾ ﴾

(الشعرا : ۲۶/۸۸-۸۹)

''جس دن کہ مال اور اولاد کچھ کام نہ آئے گی' لیکن فائدہ والا وہی ہو گا جو اللہ تعالیٰ کے سامنے بے عیب دل لے کر جائے۔''

اللہ تعالیٰ کا دوسرے مقام میں یوں ارشاد گرامی ہے:

﴿ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ وَ اخْشَوْا يَوْمًا لَّا يَجْزِيْ وَالِدٌ عَنْ وَّلَدِهٖ ۫ وَ لَا مَوْلُوْدٌ هُوَ جَازٍ عَنْ وَّالِدِهٖ شَيْـًٔا ؕ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ٙ وَ لَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ﴿۳۳﴾ ﴾ (لقمان : ۳۱/۳۳)

''لوگو! اپنے رب کا لحاظ رکھو' اور اس دن کا خوف کرو جس دن باپ اپنے بیٹے کو کوئی نفع نہ پہنچا سکے گا اور نہ بیٹا اپنے باپ کا ذرا سا بھی نفع کرنے والا ہو گا۔ یاد رکھو! اللہ کا وعدہ سچا ہے۔ دیکھو! تمہیں دنیا کی زندگی دھوکے میں نہ ڈالے اور نہ دھوکے باز شیطان تمہیں دھوکے میں ڈال دے۔''

کبھی کبھار ''ریا کاری'' کا اطلاق کسی جائز اور مباح کام پر بھی ہوتا ہے اور وہ بغیر عبادت کیے جاہ و مرتبت اور توقیر و منزلت وغیرہ طلب کرنا جیسے کہ کوئی اپنے لباس کی خوبصورتی سے' اپنی صفائی وستھرائی سے لوگوں سے تعریفیں سننا چاہتا ہو' اس پر اس جیسی دوسری باتوں کو قیاس کر لو جس میں لوگوں کی خاطر زیب و زینت اور زیبائش و آرائش کی جاتی ہے' جیسے مالداروں پر خرچ کرنا' تو یہ کام عبادت کرنے اور صدقہ کرنے کے ضمن میں نہیں آتے بلکہ اس لیے کیے جاتے ہیں کہ اسے سخی کہہ دیا جائے۔ (اگرچہ یہ کام عبادت والی ریا کاری میں تو نہیں آتے لیکن پھر بھی مکروہ اور ناپسندیدہ ہیں۔)

ایک شبہ اور اس کا ازالہ

یہ بات بھی اچھی طرح جان لیں کہ بہت سے لوگ اکثر اوقات ریا کاری سے بچتے ہوئے طاعات اور نیکیاں کرنا ہی چھوڑ دیتے ہیں۔ یہ کسی طور پر قابل ستائش عمل نہیں ہے۔ کیونکہ اعمال وافعال کا تعلق یا تو بدن کے ساتھ لازماً ہوگا' کسی اور چیز سے ان کا تعلق نہیں ہوگا اور نہ ہی ان میں آنکھوں کی لذت وغیرہ ہوگی جیسے کہ نماز' روزہ اور حج ہیں۔

اگر تو ان کاموں میں ابتدائی نیت ہی صرف لوگوں کو دکھلانا ہے تو یہ محض نافرمانی اور گناہ ہے' اسے ترک کرنا چاہیے۔ اس کیفیت میں نیک کام کرنے کی قطعاً اجازت نہیں ہے۔ اگر اس عمل پر آمادہ کرنے والی تقرب الی اللہ کی نیت ہے لیکن دوران عمل میں ریا کاری سامنے آنا چاہتی ہے اور تو اس طرف جانے لگے تو اپنی پوری قوت سے اس خیال کو دور کرنے کی کوشش کر۔ اسی طرح دوران عمل میں یہ ریا کاری والا جذبہ بار بار سامنے آتا ہے تو زبردستی اپنے دلی میلان کو اخلاص کی طرف لوٹانے کی سعی کرو یہاں تک کہ اس عمل کو پورا کر لے۔ کیونکہ تیرے پیچھے شیطان لگا ہوا ہے جو اول تو تجھے اس نیک کام کو چھوڑنے کی بات کہتا ہے۔ جب تو اس کی بات کو نہیں مانتا اور پکا ارادہ کر کے اس کام کو شروع کر ہی لیتا ہے تو پھر وہ تجھے ریا کاری کی طرف لانا چاہتا ہے۔ جب تو پھر بھی اس سے روگردانی کرتا ہے اور اپنی اس عبادت میں جاری و ساری رہتا ہے حتیٰ کہ اس سے فارغ ہو جاتا ہے تو تب تجھے ندامت دلاتا ہے اور تجھے اس طرح کے وسوسے ڈالتا ہے تو تو ریا کار ہے' منافق ہے اللہ تعالیٰ تجھے ایسے عمل سے کچھ بھی نہیں دے گا' آئندہ ایسا عمل نہ کرنا۔ تو ایسی وسوسہ اندازی سے وہ اپنا مقصود حاصل کرنے میں بعض اوقات کامیاب ہو جاتا ہے۔ لیکن تو اس سے ہوشیار رہنے کی کوشش کر' محتاط رہ۔ وہ بڑا مکار اور حیلے باز ہے۔ اس سے بڑھ کر کوئی چال باز نہیں۔ اپنے دل میں اللہ تعالیٰ کا حیا پیدا کر اور جب بھی کسی نیک عمل کو دینی جذبے کے تحت کرنے کا ارادہ کرے تو اسے کبھی بھی نہ چھوڑ' بلکہ اپنے دل میں اخلاص پیدا کر اور اسے کر لے' اور اس اپنے دشمن اور اپنے باپ آدم علیہ السلام کے دشمن کی چالوں سے دھوکا نہ کھانا۔

((اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَعُوْذُبِكَ مِنَ الرِّيَاءِ وَالسُّمْعَةِ ' وَأَنْ نُشْرِكَ بِعِبَادَتِكَ أَحَدًا سِوَاكَ يَا رَبَّ الْعَالَمِيْنَ' اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ أَعْمَالَنَا خَالِصَةً لِوَجْهِكَ الْكَرِيْمِ' وَطَهِّرْهَا مِنْ شَوَائِبِ الْبُطْلَانِ وَالْفَسَادِ))

''اے اللہ! ہم ریا کاری اور نمود و نمائش سے تیری پناہ مانگتے ہیں۔ اے رب العالمین! اس بات سے بھی پناہ پکڑتے ہیں کہ تیری عبادت گزاری میں تیرے سوا کسی اور کو شریک بنائیں۔ اے اللہ! ہمارے سب اعمال کو خالص اپنی ذات کریم کے لیے بنا دے اور ان اعمال کو بطلان اور فساد کی آمیزش سے پاک صاف رکھ لے'' (آمین یا رب العالمین!!)

بحث: 5

اللہ تعالیٰ کی تقدیر کو جھٹلانا

اے میری ایمان والی بہن!

تقدیر کو جھٹلانے سے بچ جاؤ' پوری طرح بچ جاؤ' کیونکہ یہ شیطانی وسوسہ اندازی سے ہے اور ان مشرکین کے عقائد میں سے ہے جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کو تقدیر کا بہانا بنا کر جھٹلایا' جو یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے کی اچھی اور بری تقدیر نہیں لکھی۔ اس بات کا عقیدہ معتزلہ نے رکھا ہے جو گمراہ ہیں' جو یہ گمان کرتے ہیں کہ بندہ خود ہی اپنے تمام افعال کو بذات خود ہی پیدا کرتا ہے اللہ تعالیٰ پیدا نہیں کرتے' وہ تقدیر کا انکار کرتے ہیں' اس لیے ان کا ایک نام ''قدریہ'' بھی ہے یعنی تقدیر کا انکار کرنے والے لوگ۔ اس کے برعکس ان لوگوں کا یہ خیال ہے کہ اس نام کے زیادہ حق دار وہ لوگ ہیں جو تقدیر کو اللہ تعالیٰ کی جانب منسوب کرتے ہیں (یعنی ان کے بقول تقدیر کو ماننے والے قدریہ ہونے چاہئیں) لیکن احادیث مبارکہ میں آنے والی تصریحات اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے ملنے والی توضیحات ان کے اس قول کی تردید کرتی ہیں۔ ان گمراہوں کے پاس ماسوائے عقل کے کوئی اور دلیل نہیں ہے' ان کا صرف عقل ہی پر اعتماد اور بھروسا ہے' انہوں نے اپنی بری اور گھناؤنی عادات پر عمل پیرا رہنے کے لیے کتاب و سنت کے واضح احکامات کو چھوڑ دیا ہے' انہوں نے قطعی واضح صریح نصوص کو صرف اپنی عقلوں میں آنے والے خیال کی وجہ سے ترک کر دیا ہے' جیسے کہ منکر نکیر کے سوالوں کا انکار' عذاب قبر' پل صراط' شفاعت' میزان' حوض' عالم آخرت میں سر کی آنکھوں سے دیدار الٰہی وغیرہ کا انکار' جن کے متعلق صحیح بلکہ متواتر احادیث بلاشک وشبہ موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کا ستیاناس کرے! کتنے ذلیل اور بے وقوف ہیں' سنت سے کس قدر جاہل ہیں' اور اپنے نبی ﷺ سے کس درجہ جاہل ہیں جنہوں نے یہ سب احادیث مبارکہ اللہ تعالیٰ کی وحی سے ارشاد فرمائی ہیں:

﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝۳ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۝۴﴾ (النجم:۵۳/۳،۴)

''اور نہ اپنی خواہش سے کوئی بات کہتے ہیں۔ وہ تو صرف وحی ہے جو اتاری جاتی ہے۔''

اس بارے میں ان کے برخلاف ہماری دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

﴿اِنَّا كُلَّ شَیْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ ﴿٤٩﴾﴾ (القمر: ٥٤/٤٩)

''بے شک ہم نے ہر چیز کو ایک مقررہ اندازہ پر پیدا کیا ہے۔''

اکثر مفسرین کے بقول یہ ''قدریہ'' کے متعلق نازل ہوئی ہے۔ صحیح مسلم میں موجود حدیث مبارکہ اس کی تائید کر رہی ہے۔ اس آیت مبارکہ کا شان نزول یوں ہے کہ کفار مکہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور آپ سے تقدیر کے معاملے میں جھگڑنے اور بحث کرنے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے تب یہ ارشاد گرامی اتارا:

﴿اِنَّ الْمُجْرِمِيْنَ فِیْ ضَلٰلٍ وَّسُعُرٍ ﴿٤٧﴾ يَوْمَ يُسْحَبُوْنَ فِی النَّارِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ ؕ ذُوْقُوْا مَسَّ سَقَرَ ﴿٤٨﴾ اِنَّا كُلَّ شَیْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ ﴿٤٩﴾﴾

(القمر: ٥٤/٤٧، ٤٩)

''بے شک گنہ گار گمراہی اور عذاب میں ہیں۔ جس دن وہ اپنے منہ کے بل آگ میں گھسیٹے جائیں گے (اور ان سے کہا جائے گا:) دوزخ کی آگ لگنے کے مزے چکھو۔ بے شک ہم نے ہر چیز کو ایک مقررہ اندازے پر پیدا کیا ہے۔''

یہی ''قدریہ'' ہی مجرم اور گناہ گار ہیں جن کا اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمایا ہے اور جو بھی ان کے نقش قدم پر چلے گا، جیسے کہ معتزلہ ہیں، اگرچہ مکمل اعتبار سے ان کے عقائد پر نہ بھی ہوں وہ بھی گمراہ ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

((كَتَبَ اللّٰهُ مَقَادِيْرَ الْخَلَائِقِ كُلِّهَا مِنْ قَبْلِ أَنْ يَخْلُقَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ بِخَمْسِيْنَ أَلْفَ سَنَةٍ)) [1]

''اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات کی تقدیروں کو آسمانوں اور زمین کی تخلیق سے پچاس ہزار سال قبل ہی لکھ لیا تھا۔''

طاؤس کہتے ہیں: میں نے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے خود سنا ہے، وہ کہہ رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

((كُلُّ شَیْءٍ بِقَدَرٍ حَتّٰى الْعَجْزُ وَالْكَيْسُ أَوِ الْكَيْسُ وَالْعَجْزُ)) [2]

---

[1] صحيح مسلم ٤/٢٠٤٤ من حديث عبدالله بن عمرو بن العاص

[2] صحيح مسلم: ٤/٢٠٤٥ من حديث طاوس عن بعض اصحاب النبى

''ہر چیز تقدیر کے مطابق ہے حتیٰ کہ عاجزی اور ذہانت یا ذہانت اور عاجزی۔''

سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ عَبْدٌ حَتَّى يُؤْمِنَ بِأَرْبَعٍ: يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَأَنِّي رَسُولُ اللّٰهِ بَعَثَنِي بِالْحَقِّ، وَيُؤْمِنُ بِالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ، وَيُؤْمِنُ بِالْقَدَرِ)) ①

''کوئی بندہ جب تک چار چیزوں پر ایمان نہ رکھے وہ مومن نہیں بن سکتا ① گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں ② اور میں اللہ کا رسول ہوں اور مجھے اللہ تعالیٰ نے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے ③ مرنے کے بعد دوبارہ جی اٹھنے پر ایمان رکھے ④ اور تقدیر پر ایمان رکھے۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک فرمان گرامی اس طرح بھی ہے:

((سِتَّةٌ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ، وَكُلُّ نَبِيٍّ مُجَابُ الدَّعْوَةِ: أَلْمُكَذِّبُ بِقَدَرِ اللّٰهِ، وَالزَّائِدُ فِي كِتَابِ اللّٰهِ، وَالْمُتَسَلِّطُ بِالْجَبَرُوتِ لِيُذِلَّ مَنْ أَعَزَّهُ اللّٰهُ، وَالْمُسْتَحِلُّ حُرْمَةَ اللّٰهِ، وَالْمُسْتَحِلُّ مِنْ عِتْرَتِي مَا حَرَّمَ اللّٰهُ، وَالتَّارِكُ لِسُنَّتِي)) ②

''چھ طرح کے لوگوں پر اللہ تعالیٰ لعنت کرتا ہے اور ہر نبی ''مستجاب الدعا'' ہوتا ہے: ① اللہ تعالیٰ کی تقدیر کو جھٹلانے والا ② کتاب اللہ میں اضافہ کرنے والا ③ بزور قوت مسلط ہونے والا تاکہ جسے اللہ تعالیٰ نے عزت بخشی ہے اسے ذلیل کردے ④ اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ کو حلال جاننے والا ⑤ میری اولاد اور نسل سے حلال جاننے والا جسے اللہ تعالیٰ نے قابل احترام بنایا ہے (یعنی ان کی توہین کرنے والا) ⑥ اور میری سنت اور طریقے کو چھوڑنے والا۔''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا واضح فرمان مبارک موجود ہے:

---

① اخرجه الترمذی ٤/٢١٤٥ وابن ماجه ١/٨١ من حديث علی، وقال البانیؒ: صحيح

② اخرجه ابن حبان ٧/٥٧١٩ والحاكم ١/٣٦ من حديث عائشة وقال قد احتج البخاری بعبدالرحمن ابن ابی الموال، وهذا حديث صحيح الاسناد ولا اعرف له علة ولم يخرجاه، وقال الذهبی: صحيح ولا اعرف له علة۔

((اَلْقَدَرِيَّةُ مَجُوسُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ)) ①

''قدریہ اس امت کے مجوسی ہیں۔''

ابن ماجہ میں ایک حدیث رسول اس طرح موجود ہے:

((إِنَّ مَجُوسَ هٰذِهِ الْأُمَّةِ الْمُكَذِّبُونَ بِقَدَرِ اللّٰهِ، إِنْ مَرِضُوا فَلَا تَعُودُوهُمْ، وَإِنْ مَاتُوا فَلَا تَشْهَدُوهُمْ، وَإِنْ لَقِيتُمُوهُمْ فَلَا تُسَلِّمُوا عَلَيْهِمْ)) ②

''بے شک اس امت کے مجوسی وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ کی تقدیر کو جھٹلانے والے ہیں۔ اگر وہ بیمار ہو جائیں تو ان کی عیادت نہ کرنا، اگر وہ مر جائیں تو ان کے جنازہ میں شامل نہ ہونا، اگر ان سے ملاقات ہو جائے تو انہیں سلام نہ کہنا۔''

رسول کائنات ﷺ نے یہ بھی فرمایا ہے:

((لَا يُؤْمِنُ عَبْدٌ حَتّٰى يُؤْمِنَ بِأَرْبَعٍ: يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنِّي رَسُولُ اللّٰهِ بَعَثَنِي بِالْحَقِّ وَيُؤْمِنُ بِالْمَوْتِ، وَيُؤْمِنُ بِالْبَعْثِ وَيُؤْمِنُ بِالْقَدَرِ خَيْرِهِ وَشَرِّهِ)) ③

''کوئی بندہ اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک چار چیزوں پر ایمان نہ لائے: ① اس امر کی شہادت دے کہ اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں اور میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں، مجھے اس نے حق کے ساتھ بھیجا ہے ② مرنے پر ایمان رکھے ③ دوبارہ جی اٹھنے پر ایمان لائے ④ خیر و شر کی تقدیر پر ایمان رکھے۔''

رسول اللہ ﷺ نے اس طرح بھی سمجھایا ہے:

((اَلسَّعِيدُ مَنْ سَعِدَ فِي بَطْنِ أُمِّهِ، وَالشَّقِيُّ مَنْ شَقِيَ فِي بَطْنِ أُمِّهِ)) ④

---

① اخرجه الحاكم ١/٨٥ من حديث ابن عمر، وقال، هذا حديث صحيح على شرط الشيخين ان صح سماع ابى حازم من ابن عمر ولم يخرجاه، ووافقه الذهبى، وذكر الهيثمى فى المجمع ٧/٢٠٥، وقال: رواه الطبرانى فى الاوسط وفيه زكريا بن منظور وثقه احمد بن صالح وغيره وضعفه جماعة۔

② اخرجه ابن ماجه ١/٩٢ من حديث جابر، وهو حديث صحيح ۔

③ اخرجه ابن ماجه ١/٨١ والترمذى ٤/٢١٤٥، والحاكم ١/٣٣ واحمد ١/٩٧ وقال الالبانىؒ: صحيح، صحيح الجامع ٧٥٨٤

④ ذكر الهيثمى فى المجمع ٧/١٩٣، وقال: رواه البزار والطبرانى فى الصغير، ورجال البزار رجال الصحيح۔

"نیک بخت وہ ہے جو اپنی شکم مادر میں نیک بخت ہے اور بد بخت وہ ہے جو اپنے بطن مادر ہی میں بد بخت ہے۔"

محبوب الٰہی ﷺ نے یوں بھی فرمایا ہے:

((قَدَّرَ اللّٰهُ الْمَقَادِيرَ قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ بِخَمْسِيْنَ أَلْفَ سَنَةٍ)) ①

"اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمینوں کی پیدائش سے پچاس ہزار سال پہلے ہی تقدیروں کا اندازہ لگا لیا تھا۔"

نبی مکرم ﷺ نے فرمایا ہے:

((لَوْ أَنَّ ابْنَ آدَمَ هَرَبَ مِنْ رِزْقِهِ كَمَا يَهْرَبُ مِنَ الْمَوْتِ لَأَدْرَكَهُ كَمَا يُدْرِكُهُ الْمَوْتُ)) ②

"اگر ابن آدم اپنی روزی سے بھی ایسے ہی بھاگے جیسے موت سے بھاگتا ہے تو رزق بھی اسے ایسے ہی آلے جیسے اسے موت آلیتی ہے۔"

سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا ہے:

((اِذَا أَرَادَ اللّٰهُ خَلْقَ شَيْءٍ لَمْ يَمْنَعْهُ شَيْءٌ)) ③

"جب اللہ تعالیٰ کسی چیز کو پیدا کرنے کا ارادہ فرمالے تو اسے کوئی روک نہیں سکتا۔"

رسول برحق ﷺ نے فرمایا ہے:

((مَنْ خَلَقَهُ اللّٰهُ لِوَاحِدَةٍ مِنَ الْمَنْزِلَتَيْنِ وَفَّقَهُ لِعَمَلِهَا)) ④

"اللہ تعالیٰ نے جسے دو ٹھکانوں میں سے جس ایک کے لیے پیدا کیا ہے اسی کے لیے اسے عمل کی توفیق بھی دے دی ہے۔"

---

① اخرجه احمد ۲/۱۶۹ والترمذی ۴/۲۱۵۶ وقال: اسناده صحیح۔

② رواه ابو نعیم فی الحلیة ۷/۹۰ وابن عساکر ۲/۱۱ وذکر الالبانیؒ فی الصحیحة ۹۵۲

③ اخرجه مسلم ۲/۱۰۶۴ من حدیث ابی سعید الخدری

④ ذکر الهیثمی فی مجمع الزوائد ۷/۱۸۷-۱۸۸ من حدیث ابی هریرةؓ وقال: رواه الطبرانی فی الصغیر والاوسط، وفیه بکار بن محمد السیرینی، وثقه ابن معین وضعفه الجمهور، واخرجه البخاری ۱۱/۵۹۶۶ ((الفتح))، وصحیح مسلم ۴/۲۰۴۱

امام الانبیاء ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

((کُلُّ امْرِئٍ مُهَيَّأٌ لِمَا خُلِقَ لَهُ)) ①

''ہر ایک آدمی جس کام کے لیے پیدا کیا گیا ہے اس کے لیے اس کا سامان فراہم کر دیا گیا ہے۔''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

((کُلٌّ مُيَسَّرٌ لِمَا خُلِقَ لَهُ)) ②

''ہر کوئی آسانی دے دیا گیا ہے جس کے لیے پیدا کیا گیا ہے۔''

سیدنا ابی بن کعب اور سیدنا حذیفہ اور سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم سے درج ذیل فرمان رسول مروی ہے:

((لَوْ أَنَّ اللّٰهَ عَذَّبَ أَهْلَ سَمٰوَاتِهِ وَأَهْلَ أَرْضِهِ لَعَذَّبَهُمْ وَهُوَ غَيْرُ ظَالِمٍ لَهُمْ، وَلَوْ رَحِمَهُمْ لَكَانَتْ رَحْمَتُهُ لَهُمْ خَيْرًا مِنْ أَعْمَالِهِمْ وَلَوْ أَنْفَقْتَ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ مَا قَبِلَهُ مِنْكَ حَتّٰى تُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ، فَتَعْلَمَ أَنَّ مَا أَصَابَكَ لَمْ يَكُنْ لِيُخْطِئَكَ وَمَا أَخْطَأَكَ لَمْ يَكُنْ لِيُصِيبَكَ، وَلَوْ مُتَّ عَلٰى غَيْرِ هٰذَا لَدَخَلْتَ النَّارَ)) ③

''اگر اللہ تعالیٰ تمام آسمانوں والوں اور تمام زمین والوں کو عذاب دے تو وہ پھر بھی ظالم نہیں ہو گا' اور اگر ان پر رحمت فرماوے تو یقیناً اس کی رحمت ان کے لیے ان کے اعمال سے بہتر ہو گی' اور اگر تو اللہ کی راہ میں احد پہاڑ کے برابر سونا بھی خرچ کر دے پھر بھی جب تک تو تقدیر پر ایمان نہ لائے گا وہ تجھ سے قبول نہیں کرے گا۔ یہ بات یقین سے جان لے کہ جو مصیبت تجھے پہنچ چکی ہے وہ تجھ سے خطا ہونے والی نہ تھی' اور جو مصیبت تجھے نہیں پہنچی وہ تجھے پہنچنے والی نہ تھی۔ اگر تو اس عقیدے سے ہٹ کر مرا تو آتش دوزخ میں داخل ہو گا۔''

---

① اخرجه احمد ٦/٤٤١ والحاكم ٢/٤٦٢ قال: هذا حديث صحيح الاسناد' وذكره الالبانیؒ فی صحيح الجامع ٤٥١١' وقال: حسن من حديث ابی الدرداء۔

② اخرجه البخاری ١٣/٧٥٥١ ((الفتح)) وصحيح مسلم ٤/٢٠٤١ من حديث عمران بن حصين

③ اخرجه احمد ٥/١٨٩ وابوداود ٤/٤٦٩٩ وابن ماجه ١/٧٧ وهو حديث حسن

سید المرسلین ﷺ نے یہ بھی فرمایا ہے:

((مَا مِنْ نَفْسٍ مَنْفُوسَةٍ إِلَّا وَقَدْ كَتَبَ اللّٰهُ مَكَانَهَا مِنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ، وَإِلَّا قَدْ كُتِبَتْ شَقِيَّةً أَوْ سَعِيدَةً)) قِيلَ: أَفَلَا نَتَّكِلُ؟ قَالَ: ((لَا! اِعْمَلُوا وَلَا تَتَّكِلُوا، فَكُلٌّ مُيَسَّرٌ لِمَا خُلِقَ لَهُ، أَمَّا أَهْلُ السَّعَادَةِ فَيُيَسَّرُونَ لِعَمَلِ السَّعَادَةِ، وَأَمَّا أَهْلُ الشِّقَاوَةِ فَيُيَسَّرُونَ لِعَمَلِ الشِّقَاوَةِ)) ①

''کوئی بھی سانس لینے والی جان ایسی نہیں ہے مگر اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس کا ٹھکانا جنت اور دوزخ میں لکھ دیا ہے، مگر اس کی نیک بختی اور بد بختی بھی لکھ دی گئی ہے۔ آپ سے کہا گیا: کیا پھر ہم اس پر بھروسا نہ کر لیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں! عمل کرو اور اس لکھے پر توکل کر کے بیٹھ نہ جاؤ۔ ہر کوئی اس کام کے لیے آسانی دے دیا گیا ہے جس کے لیے پیدا ہوا ہے۔ نیک بخت جو ہیں وہ ''عمل سعادت'' کی آسانی دے دیے جاتے ہیں، اور رہے بد بخت تو وہ ''عمل شقاوت'' کے لیے آسانی دے دیے جاتے ہیں۔''

ایک فرمان رسول ﷺ اس طرح بھی ہے:

((لَا يُؤْمِنُ عَبْدٌ حَتّٰى يُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ خَيْرِهِ وَشَرِّهِ وَحَتّٰى يَعْلَمَ أَنَّ مَا أَصَابَهُ لَمْ يَكُنْ لِيُخْطِئَهُ، وَمَا أَخْطَأَهُ لَمْ يَكُنْ لِيُصِيبَهُ)) ②

''جب تک کوئی بندہ تقدیر کی اچھائی اور برائی پر ایمان نہ لائے وہ مومن نہیں ہو سکتا اور جب تک اس بات پر یقین نہ کر لے کہ جو اسے مصیبت آئی ہے وہ اس سے خطا ہونے والی نہ تھی اور جو اس سے خطا ہو گئی وہ اسے آنے والی نہ تھی۔''

نبی کائنات ﷺ نے متوجہ کیا اور فرمایا:

((يَا أَبَا هُرَيْرَةَ! جَفَّ الْقَلَمُ بِمَا أَنْتَ لَاقٍ)) ③

''اے ابوہریرہ! جس نتیجے کو تو ملنے والا ہے (وہ لکھا ہوا ہے) اور (لکھنے والے)

---

① اخرجه البخاری ٤٩٤٨/٨ وصحیح مسلم ٢٠٣٩/٤ من حدیث علی

② اخرجه الترمذی ٢١٤٤/٤ وقال: حدیث حسن

③ صحیح البخاری ٥٠٧٦/٩، والنسائی ٦٦/٦ من حدیث ابی هریرة

قلموں کی سیاہی بھی خشک ہو چکی ہے۔“

ناطق وحی ﷺ نے فرمایا ہے:

((اِذَا مَرَّ بِالنُّطْفَةِ ثِنْتَانِ وَأَرْبَعُونَ لَيْلَةً، بَعَثَ اللّٰهُ اِلَيْهَا مَلَكًا فَصَوَّرَهَا وَخَلَقَ سَمْعَهَا وَبَصَرَهَا وَجِلْدَهَا وَشَحْمَهَا وَعَظْمَهَا، ثُمَّ قَالَ: يَا رَبِّ أَذَكَرٌ أَمْ أُنْثَى؟ فَيَقْضِي رَبُّكَ مَا شَاءَ وَيَكْتُبُ الْمَلَكُ، ثُمَّ يَقُولُ: يَا رَبِّ أَجَلُهُ؟ فَيَقْضِي رَبُّكَ مَا شَاءَ، وَيَكْتُبُ الْمَلَكُ ثُمَّ يَقُولُ: يَا رَبِّ رِزْقُهُ؟ فَيَقْضِي رَبُّكَ مَا شَاءَ وَيَكْتُبُ الْمَلَكُ، ثُمَّ يَخْرُجُ الْمَلَكُ بِالصَّحِيفَةِ فَلَا يَزِيدُ عَلَى مَا مَرَّ وَلَا يَنْقُصُ)) [1]

”جب (رحم مادر میں) نطفے پر بیالیس راتیں گزر جاتی ہیں، تب اللہ تعالیٰ ایک فرشتے کو بھیجتے ہیں جو اس کی تصویر بناتا ہے، اس کے کان، آنکھیں، جلد، چولی اور ہڈیاں بناتا ہے۔ پھر دریافت کرتا ہے: اے میرے رب! مذکر یا مونث؟ تو تیرا پروردگار جو چاہتا ہے فیصلہ دیتا ہے اور فرشتہ اسے تحریر کر دیتا ہے۔ پھر پوچھتا ہے: اے میرے رب! اس کی موت کا وقت؟ تیرا پروردگار جو چاہتا ہے فیصلہ دیتا ہے۔ فرشتہ اسے بھی لکھ لیتا ہے۔ فرشتہ پھر کہتا ہے: اے میرے رب! اس کی روزی؟ تیرا پروردگار جو چاہتا ہے فیصلہ صادر کرتا ہے۔ فرشتہ اسے بھی احاطۂ تحریر میں لے آتا ہے۔ پھر فرشتہ اس صحیفے کو لے جاتا ہے پھر اس لکھے میں کمی بیشی نہیں ہوتی۔“

رسول کریم ﷺ کا یہی فرمان کچھ اس طرح بھی ہے:

((اِنَّ النُّطْفَةَ تَقَعُ فِي الرَّحِمِ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً، ثُمَّ يَتَصَوَّرُ عَلَيْهَا الْمَلَكُ الَّذِي يَخْلُقُهَا، فَيَقُولُ: يَا رَبِّ ذَكَرٌ أَمْ أُنْثَى؟ فَيَجْعَلُهُ اللّٰهُ ذَكَرًا أَوْ أُنْثَى، ثُمَّ يَقُولُ: يَا رَبِّ سَوِيٌّ أَمْ غَيْرُ سَوِيٍّ؟ فَيَجْعَلُهُ اللّٰهُ سَوِيًّا أَوْ غَيْرَ سَوِيٍّ، ثُمَّ يَقُولُ: يَا رَبِّ مَا رِزْقُهُ؟ وَمَا أَجَلُهُ؟ ثُمَّ يَجْعَلُهُ اللّٰهُ شَقِيًّا، أَوْ سَعِيدًا)) [2]

”بے شک نطفہ چالیس راتوں تک رحم مادہ میں پڑا رہتا ہے پھر جو فرشتہ پیدا

---

[1] صحیح مسلم ٤/٢٠٣٧ من حدیث ابن مسعود

[2] صحیح مسلم ٤/٢٠٣٨ من حدیث حذیفہ بن اسید الغفاری

کرنے پر مامور ہے وہ اس کی تصویر کشی کرتا ہے اور پھر پوچھتا ہے: اے رب! نر یا مادہ؟ اللہ تعالیٰ اسے نر یا مادہ بنا دیتا ہے۔ فرشتہ پھر دریافت کرتا ہے: اے میرے رب! کامل الاعضا یا ناقص الاعضا؟ اللہ تعالیٰ اسے کامل الخلقت یا ناقص الاعضا جو بنانا تھا بنا دیتا ہے۔ فرشتہ پھر استفسار کرتا ہے: اے پروردگار! اس کا رزق؟ اس کی موت کا وقت؟ پھر اللہ تعالیٰ اسے شقی یا سعید بھی بنا دیتا ہے۔"

فرمان رسول ﷺ اس طرح بھی پڑھ لیں:

((يَدْخُلُ الْمَلَكُ عَلَى النُّطْفَةِ بَعْدَ مَا اسْتَقَرَّتْ فِي الرَّحِمِ بِأَرْبَعِينَ لَيْلَةً فَيَقُولُ: يَا رَبِّ مَاذَا؟ أَشَقِيٌّ أَوْ سَعِيدٌ؟ ذَكَرٌ أَمْ أُنْثَى؟ فَيَقُولُ اللّٰهُ، فَيَكْتُبُ وَيَكْتُبُ عَمَلَهُ وَأَثَرَهُ وَرِزْقَهُ وَأَجَلَهُ، ثُمَّ تُطْوَى الصَّحِيفَةُ فَلَا يُزَادُ عَلَى مَا فِيهَا وَلَا يُنْقَصُ)) [1]

"ایک فرشتہ نطفے کے رحم مادہ میں چالیس راتیں ٹھہرنے کے بعد آتا ہے۔ پوچھتا ہے: اے میرے پروردگار! کیا لکھوں؟ شقی یا سعید؟ مذکر یا مونث؟ اللہ تعالیٰ لکھواتے ہیں اور فرشتہ اس کے عمل، اس کے عمل کے آثار، اس کی روزی اور اس کی موت کا وقت مقررہ لکھتا ہے، پھر اس کتابچے کو لپیٹ دیا جاتا ہے، اس میں کمی بیشی نہیں کی جاتی۔"

امام بخاری اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہما نے فرمان نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو اس طرح نقل کیا ہے:

((إِنَّ أَحَدَكُمْ يُجْمَعُ خَلْقُهُ فِي بَطْنِ أُمِّهِ أَرْبَعِينَ يَوْمًا، ثُمَّ يَكُونُ عَلَقَةً مِثْلَ ذٰلِكَ، ثُمَّ يَكُونُ مُضْغَةً مِثْلَ ذٰلِكَ، ثُمَّ يَبْعَثُ اللّٰهُ إِلَيْهِ مَلَكًا وَيُؤْمَرُ بِأَرْبَعِ كَلِمَاتٍ، وَيُقَالُ لَهُ: اكْتُبْ عَمَلَهُ وَأَجَلَهُ وَرِزْقَهُ، وَشَقِيٌّ أَوْ سَعِيدٌ، ثُمَّ يُنْفَخُ فِيهِ الرُّوحُ، فَإِنَّ الرَّجُلَ مِنْكُمْ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ حَتَّى مَا يَكُونُ بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا إِلَّا ذِرَاعٌ فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ، فَيَدْخُلُ النَّارَ، وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ حَتَّى مَا يَكُونُ بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا إِلَّا ذِرَاعٌ فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ

[1] اخرجه احمد ۳/۳۹۷ وصحيح مسلم ۴/۲۰۳۷ من حديث حذيفة بن اسيد

فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَيَدْخُلُ الْجَنَّةَ)) [1]

”بے شک تم میں سے ہر ایک کی پیدائش کو چالیس دنوں تک اس کے شکم مادر میں یکجا رکھا جاتا ہے، پھر وہ اتنے ہی دنوں تک ”علقة“ یعنی جما ہوا خون رہتا ہے، پھر اتنے ہی دنوں تک ”مضغة“ یعنی گوشت کی بوٹی کی شکل میں رہتا ہے پھر اللہ تعالیٰ (۱۲۰ ایام کے بعد) اس کے پاس ایک فرشتہ بھیجتا ہے جسے چار باتوں کا حکم دیا جاتا ہے۔ اسے کہا جاتا ہے: اس کا عمل، اس کی اجل، اس کا رزق اور اس کا نیک بخت یا بد بخت ہونا لکھ۔ بعد ازاں اس میں روح پھونکی جاتی ہے۔ اب تم میں سے ایک آدمی اہل جنت جیسے اعمال کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ اس آدمی اور اس کے لکھے ہوئے کے درمیان صرف ایک بازو کا فاصلہ رہ جاتا ہے، نوشتۂ تقدیر اس سے سبقت لے جاتا ہے تو وہ اہل دوزخ جیسے اعمال کر لیتا ہے اور بالآخر آتش جہنم میں جا داخل ہوتا ہے۔ اور یقیناً ایک آدمی اہل دوزخ کے سے اعمال کرتا رہتا ہے، حتیٰ کہ اس کے اور اس کے نوشتے کے درمیان صرف ایک بازو کا فاصلہ رہ جاتا ہے تو اس کا ’نوشتہ تقدیر‘ اس پر سبقت لے جاتا ہے تو وہ اہل بہشت کے سے اعمال شروع کر لیتا ہے اور بالآخر وہ بہشت میں آن داخل ہوتا ہے۔“

ایک بار رسول اللہ ﷺ نے پوچھا:

((أَتَدْرُوْنَ مَا هٰذَانِ الْكِتَابَانِ؟ هٰذَا كِتَابٌ مِنْ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ، فِيْهِ أَسْمَاءُ أَهْلِ الْجَنَّةِ، وَأَسْمَاءِ آبَائِهِمْ وَقَبَائِلِهِمْ، ثُمَّ أَجْمَلَ عَلٰى آخِرِهِمْ، فَلَا يُزَادُ فِيْهِمْ وَلَا يُنْقَصُ، وَهٰذَا كِتَابٌ مِنْ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ، فِيْهِ أَسْمَاءُ أَهْلِ النَّارِ وَأَسْمَاءُ آبَائِهِمْ وَقَبَائِلِهِمْ ثُمَّ أَجْمَلَ عَلٰى آخِرِهِمْ، فَلَا يُزَادُ فِيْهِمْ وَلَا يُنْقَصُ مِنْهُمْ أَبَدًا، سَدِّدُوْا وَقَارِبُوْا، فَإِنَّ صَاحِبَ الْجَنَّةِ يُخْتَمُ لَهُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَإِنْ عَمِلَ أَيَّ عَمَلٍ، وَإِنَّ صَاحِبَ النَّارِ يُخْتَمُ لَهُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ، وَإِنْ عَمِلَ أَيَّ عَمَلٍ، فَرَغَ رَبُّكُمْ مِنَ الْعِبَادِ فَرِيْقٌ فِي الْجَنَّةِ، وَفَرِيْقٌ فِي السَّعِيْرِ)) [2]

[1] صحيح البخارى ٦/٣٣٣٢ صحيح مسلم ٤/٢٠٣٦ من حديث ابن مسعود

[2] اخرجه احمد ٢/١٦٧ والترمذى ٤/٢١٤١ وذكر الالبانیؒ فی صحيح الجامع ٨٨-٤١، وقال: صحيح ...حديث ابن عمرو

''کیا تم جانتے ہو یہ دونوں کتابیں کیا ہیں؟ یہ کتاب جو ہے یہ رب العالمین کی طرف سے ہے۔ اس میں اہل جنت کے اسمائے گرامی ہیں' ان کے باپ دادوں اور قبیلوں کے نام ہیں' پھر آخر میں ان کا میزان کر دیا گیا ہے' ان میں نہ تو اضافہ ہی ہو سکتا ہے اور نہ کمی ہی ہو سکتی ہے۔ اور یہ دوسری کتاب جو ہے یہ بھی رب العالمین کی طرف سے ہے۔ اس میں اہل دوزخ کے نام' ان کے باپ دادوں اور ان کے قبیلوں کے نام ہیں۔ انہیں آخر میں جمع کر دیا گیا ہے ان میں کبھی بھی کمی بیشی نہیں ہو سکے گی۔ سیدھے ہو جاؤ اور ایک دوسرے کے قریب ہو جاؤ۔ بلاشبہ ایک جنتی آدمی اہل جنت کے سے عمل کے ساتھ آخری عمل کرتا ہے' اگرچہ اس سے قبل جیسے بھی وہ عمل کرتا رہا ہو' اور بے شک ایک دوزخی آدمی آخر میں اہل دوزخ کے سے عمل کرتا ہے' اگرچہ اس سے قبل وہ جیسے بھی عمل کرتا رہا ہو۔ تمہارا پروردگار بندوں کی طرف سے فارغ ہو چکا ہے۔ ایک فریق جنت میں ہے اور ایک فریق دوزخ میں ہے۔''

ناطق وحی ﷺ نے فرمایا ہے:

((إِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ آدَمَ، ثُمَّ أَخَذَ الْخَلْقَ مِنْ ظَهْرِهِ، فَقَالَ: هٰؤُلَاءِ فِي الْجَنَّةِ وَلَا أُبَالِيْ، وَهٰؤُلَاءِ فِي النَّارِ وَلَا أُبَالِيْ)) [1]

''اللہ تعالیٰ نے سیدنا آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا' پھر آپ کی پشت سے مخلوق کو لیا اور ساتھ ہی فرمایا: یہ جنت میں جائیں گے اور مجھے ان سے کوئی فائدہ نہیں' اور یہ دوزخ میں جائیں گے اور ان سے مجھے کوئی اندیشہ نہیں ہے۔''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اِحْتَجَّ آدَمُ وَمُوْسَى، فَقَالَ مُوْسَى: أَنْتَ الَّذِيْ خَلَقَكَ اللّٰهُ بِيَدِهِ وَنَفَخَ فِيْكَ مِنْ رُوْحِهِ وَأَسْجَدَ لَكَ مَلَائِكَتَهُ وَأَسْكَنَكَ جَنَّتَهُ، أَخْرَجْتَ النَّاسَ مِنَ الْجَنَّةِ بِذَنْبِكَ وَأَشْقَيْتَهُمْ، وَقَالَ آدَمُ: يَامُوْسَى أَنْتَ الَّذِيْ اصْطَفَاكَ اللّٰهُ بِرِسَالَتِهِ، وَأَنْزَلَ عَلَيْكَ التَّوْرَاةِ أَتَلُوْمُنِيْ

---

[1] اخرجه احمد ۱۸۶/٤، والحاکم ۳۱/۱ وقال: هذا حديث صحيح، ووافقه الذهبی، وذكر الالبانیؒ فی صحيح الجامع ۱۷۵۸ وقال: صحيح

عَلَى أَمْرٍ كَتَبَهُ اللّٰهُ عَلَيَّ قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَنِي، فَحَجَّ آدَمُ مُوسَى)) ①

''سیدنا آدم علیہ السلام اور سیدنا موسیٰ علیہ السلام میں بحث ہوگئی۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا: آپ ہی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے دست مبارک سے تخلیق فرمایا تھا اور آپ میں اپنی روح پھونکی تھی، آپ کو فرشتوں سے سجدہ کروایا تھا اور آپ کو اپنی جنت میں ٹھہرایا تھا، اور آپ نے اپنے گناہ کی وجہ سے سب لوگوں کو جنت سے نکلوا دیا ہے اور انہیں مشقت میں ڈال دیا ہے۔ سیدنا آدم علیہ السلام نے جواباً کہا: اے موسیٰ (علیہ السلام) تو تو وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغامات کے لیے چن لیا تھا، اور تجھ پر تورات اتاری تھی۔ کیا تو اس امر پر مجھے ملامت کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے مجھے پیدا فرمانے سے پہلے ہی مجھ پر لکھ دیا تھا؟ تو اس طرح سیدنا آدم علیہ السلام سیدنا موسیٰ علیہ السلام پر بازی لے گئے۔''

اللہ تعالیٰ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ باندھنا بھی ایسا ہی حرام ہے

اے میری ایمان دار بہن!

اس بات سے بھی پوری طرح بچنے کی کوشش کرو کہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں ایسی باتیں کرو جو اس کی کتاب کریم میں اس حوالے سے صحیح نہیں ہیں، یا اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت سے ایسی باتیں کرو جو آپ کی سنت مبارکہ سے نہ تو پایہ ثبوت کو پہنچتی ہیں اور نہ ہی ان کی صحت ثابت ہے۔ تو ایسا کرنا بھی جھوٹ ہے اور اس جھوٹ کو پھیلانے والا بھی جھوٹوں میں سے ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ تَرَى الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلَى اللّٰهِ وُجُوْهُهُمْ مُّسْوَدَّةٌ﴾

(الزمر: ۶۰/۳۶)

''اور جن لوگوں نے اللہ پر جھوٹ باندھا ہے تو آپ دیکھیں گے کہ قیامت کے دن ان کے چہرے سیاہ ہو گئے ہوں گے۔''

حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: وہ لوگ جو یوں کہتے ہیں: ''اگر ہم چاہتے تو یوں کر لیتے اور اگر ہم چاہتے تو یوں نہ کرتے۔''

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

① اخرجه البخاري ۱۱/۶۶۱۴ ((الفتح)) ومسلم ۴/۲۰۴۲ من حديث ابي هريرة

((مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ)) [1]

''جس نے جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ باندھا اسے چاہیے کہ اپنا ٹھکانہ آتش دوزخ میں بنا لے۔''

اس حدیث مبارکہ کے بہت سے صحیح طرق ہیں' جو تواتر کی حد تک پہنچ رہے ہیں۔ اس حدیث پاک کا یقینی معنی ومطلب یہ ہے کہ وہ واقعی آگ میں جائے گا۔ کیونکہ اگر اس نے آپ ﷺ پر جھوٹ نہیں باندھا تو یہ بات بالکل واضح اور روشن ہے' وگرنہ اس نے یہ بول کر آپ ﷺ کا فرمان گرامی بایں الفاظ بھی موجود ہے:

((مَنْ حَدَّثَ عَنِّي بِحَدِيثٍ يُرَى أَنَّهُ كَذِبٌ فَهُوَ أَحَدُ الْكَاذِبِينَ)) [2]

''جس نے میری نسبت سے کوئی ایسی حدیث بیان کی جس کے متعلق سمجھا جاتا ہے کہ یہ جھوٹ ہے تو وہ بھی جھوٹوں میں سے ہے۔''

رسول اکرم ﷺ نے یوں بھی فرمایا ہے:

((إِنَّ كَذِبًا عَلَيَّ لَيْسَ كَكَذِبٍ عَلَى أَحَدٍ' فَمَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ)) [3]

''مجھ پر جھوٹ بولنا کسی اور پر جھوٹ بولنے کے مثل نہیں ہے۔ جس کسی نے بھی مجھ پر جھوٹ بولا تو اسے چاہیے کہ اپنا ٹھکانہ آگ میں بنا لے۔''

اے میری ایمان کی خواہاں بہن! تجھ پر یہ واجب ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی احادیث پر عمل کرنے سے پہلے تجھے پختہ یقین ہونا چاہیے کہ وہ حدیث رسول ہی ہے۔ کیونکہ بہت سی احادیث ایسی بھی ہیں جنہیں زندیقوں' ملحدوں اور بے دینوں نے دین اسلام میں خرابی اور فساد پیدا کرنے کے لیے خود بھی گھڑ رکھا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی نسبت سے بس وہی حدیث بیان کرو جو آپ سے صحیح اور ثابت شدہ ہو۔ کیونکہ جس نے جھوٹ کو نقل کیا اور اس پر لوگوں کو خبردار نہ کیا کہ یہ جھوٹ ہے تو وہ بھی ان میں سے ایک جھوٹا ہے۔ ایک مسلمان خاتون کے دین کی سلامتی اور خیر اسی میں ہے کہ اس کا دین رسول اللہ ﷺ سے صحیح اور ثابت احادیث پر قائم ہو' وگرنہ دین میں وہم وگمان اور شک وشبہ رہے گا۔

---

[1] صحيح البخاري ١٠/٦١٩٧ وصحيح مسلم ١/١٠ من حديث ابى هريرة [2] صحيح مسلم: ١/٨ عن المغيرة بن شعبة [3] صحيح مسلم: ١/١٠ من حديث المغيرة بن شعبة۔

بحث : 6

ستاروں اور برجوں پر اعتقاد

اے میری ایمانی بہن!

ایسے باطل اعتقادات سے بھی مکمل طور پر بچنے کی کوشش کرو جو اللہ تعالیٰ اور تقدیر پر ایمان رکھنے کے متضاد ہیں۔ یہ عقیدہ رکھنا کہ ستارے کائنات کے نظام پر اثر انداز ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھنے کے متضاد ہے۔ اسی طرح برجوں پر ایمان رکھنا کہ وہ انسان کی قسمت بناتے ہیں اور وہ انسان کے اعمال سے' اس کی سعادت اور شقاوت سے اور زیادہ مضبوط ہوتے ہیں' یہ ایسے باطل اعتقادات اور غلط نظریات ہیں جو ایمان کے متضاد اور نقیض ہیں۔

سیدنا زید بن خالد الجہنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ علی الصبح رات کو بارش ہونے کے بعد ارشاد فرمایا:

((هَلْ تَدْرُوْنَ مَا قَالَ رَبُّكُمْ؟ قَالُوْا: اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ! قَالَ: أَصْبَحَ مِنْ عِبَادِيْ مُؤْمِنٌ بِيْ وَكَافِرٌ، فَأَمَّا مِنْ قَالَ: مُطِرْنَا بِفَضْلِ اللّٰهِ وَرَحْمَتِهِ فَذٰلِكَ مُؤْمِنٌ بِيْ كَافِرٌ بِالْكَوَاكِبِ، وَأَمَّا مَنْ قَالَ: مُطِرْنَا بِنَوْءِ كَذَا وَكَذَا فَهُوَ كَافِرٌ بِيْ مُؤْمِنٌ بِالْكَوَاكِبِ)) [1]

''کیا تم جانتے ہو کہ تمہارے پروردگار نے کیا ارشاد فرمایا ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ تو آپ نے فرمایا: (اللہ نے فرمایا:) میرے بندوں میں سے کچھ نے میرے ساتھ ایمان رکھتے ہوئے صبح کی ہے اور کچھ نے کفر کرتے ہوئے۔ جس نے تو یوں کہا: ہمیں اللہ کے فضل و مہربانی سے بارش ملی ہے وہ تو میرے ساتھ ایمان رکھنے والا اور ستاروں کے ساتھ کفر کرنے والا ہے' اور جس نے یوں کہا: ہمیں فلاں فلاں ستارے کے سبب سے بارش نصیب ہوئی ہے وہ میرے ساتھ کفر کرنے والا اور ستاروں پر ایمان رکھنے والا ہے۔''

---

[1] صحیح البخاری: ۸۴۶/۲ ((الفتح)) وصحیح مسلم ۸۳/۱' ۸۴

ابن عبدالبر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''اگر کوئی یہ عقیدہ رکھے کہ ستارے کے سبب سے اللہ تعالیٰ نے ہی بارش اتاری ہے اور اپنے علم اور اندازے کے مطابق اتاری ہے' اگرچہ یہ بات مباح اور جائز ہے' لیکن اس نے پھر بھی اللہ تعالیٰ کی نعمت کا کفر کیا اور اس کی حکمت کی باریک بینی پر جاہل رہا۔ (اور یہ بھی کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔)

جادوگرنیوں سے بچنا بھی ضروری ہے

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِي الْعُقَدِ ۝ ﴾ (سورة الفلق :۱۱۳/٤)

''اور گرہ لگا کر ان میں پھونکنے والیوں کی برائیوں سے (بھی میں پناہ مانگتا ہوں۔)''

ان ''پھونکنے والیوں'' سے مراد جادوگرنیاں ہیں۔ مراد یہ ہے کہ میں جادوگرنیوں اور پھونک مارنے والی عورتوں کے شر سے پناہ مانگتا ہوں۔ ''نفث'' کا معنی ہے پھونک مارنا۔ جو آدمی دم جھاڑا کرتا ہے یا جو جادو کرتا ہے وہ ایسے کرتا ہے ''نفث'' کے معنی میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ ''وہ تھوک کے ساتھ پھونک مارتا ہے۔''

قرآن مجید کی یہ آیت مبارکہ معتزلہ کے قول کو باطل قرار دیتی ہے جو جادو اور اس کے اثر کو نہیں مانتے۔ اور ''العقد'' عقدہ کی جمع ہے۔ چونکہ وہ جادوگرنیاں جب جادو کیا کرتی تھیں تو دھاگوں کو گرہیں لگا لگا کر ان میں پھونکیں مارتی تھیں اس لیے گرہوں کا ذکر ہوا ہے۔

ابوعبیدہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں ''پھونکنے والیوں'' سے مراد لبید بن اعصم یہودی کی بیٹیاں ہیں جنہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کیا تھا۔ نسائی اور ابن مردویہ رحمۃ اللہ علیہما نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس طرح حدیث بیان کی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ عَقَدَ عُقْدَةً ثُمَّ نَفَثَ فِيهَا فَقَدْ سَحَرَ، وَمَنْ سَحَرَ فَقَدْ أَشْرَكَ، وَمَنْ تَعَلَّقَ بِشَيْءٍ وُكِّلَ إِلَيْهِ)) [1]

''جس نے کوئی گرہ لگائی پھر اس میں پھونک ماری یقیناً اس نے جادو کیا' اور جس نے جادو کیا اس نے یقیناً شرک کیا' اور جس نے کوئی چیز لٹکائی وہ اسی کے سپرد کر دیا گیا۔''

[1] رواه النسائی فی کتاب التحریم' باب: الحکم فی السحرة ۱۱۲ بدایة الحدیث اسناده ضعیف' کما فی ضعیف سنن النسائی برقم ۲۷٦ ولفظ: ((من تعلق بشیء وکل الیه)) فهو فی صحیح سنن الترمذی برقم ۱٦۹۱

بحث: 7

سوئے ظن اور رحمت سے ناامیدی

اے مومنہ بہن!

اللہ تبارک وتعالیٰ کے بارے میں برا گمان رکھنے سے بچ کر رہنا۔ یہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ پر اوراس کی صفات کریمہ پر ایمان رکھنے کے منافی ہے۔ ان ہی صفات میں سے اس کا اپنی مخلوق پر رحم کرنا' انہیں معاف کرنا اوران کے ساتھ احسان کرنا بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا ہے:

﴿وَمَنْ يَّقْنَطُ مِنْ رَّحْمَةِ رَبِّهٖٓ اِلَّا الضَّآلُّوْنَ ﴿٥٦﴾﴾ (الحجر:١٥/٥٦)

''اپنے رب تعالیٰ کی رحمت سے ناامید تو صرف گمراہ اور بھٹکے ہوئے لوگ ہی ہوتے ہیں۔''

ابوزرعہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''یہ ناامیدی مایوسی کے معنی میں ہے۔'' اور ظاہراً تو یوں معلوم ہوتا ہے کہ ناامیدی مایوسی سے بھی بڑھ کر گناہ ہوتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ناامیدی کا ذکر بعد میں کیا ہے جیسا کہ درج ذیل فرمان الٰہی سے واضح ہے:

﴿وَاِنْ مَّسَّهُ الشَّرُّ فَيَـُٔوْسٌ قَنُوْطٌ ﴿٤٩﴾﴾ (حم السجدة:٤١/٤٩)

''اور اگر اسے کوئی تکلیف پہنچ جائے تو مایوس اور ناامید ہو جاتا ہے۔''

اور اس سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ بدگمانی ان دونوں سے بھی زیادہ بڑھی ہوئی ہے۔ کیونکہ اس میں مایوسی اور ناامیدی ہونے کے ساتھ ساتھ ایک زائد چیز بھی اللہ تعالیٰ کے لیے درست قرار دی جا رہی ہے جو اس کے جود وسخا اور فضل وکرم کے لائق نہیں ہے۔ تفسیر ابن المنذر میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا قول ہے: کبیرہ گناہوں میں سے سب سے بڑے گناہ یہ ہیں: اللہ تعالیٰ کی تدبیر سے بے خوف ہونا' اس کی نوازشات سے مایوس ہونا اوراس کی رحمت سے ناامید ہونا۔ (اللہ تبارک وتعالیٰ کے بارے میں بدگمانی رکھنے سے اللہ کی پناہ!)

آئندہ بحث میں اللہ تبارک وتعالیٰ کی رحمت سے مایوس ہونے کی حرمت تفصیل سے بیان کی گئی ہے۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کے بارے میں برا گمان ہی ہے۔

بحث: 8

رحمت الٰہی سے مایوسی

اے میری مسلمان بہن!

اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس ہونے سے ڈر جاؤ اور بچ جاؤ۔ کیونکہ توبہ کے ہوتے ہوئے اس کی رحمت سے مایوسی اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس حسن ظن کے متضاد اور متناقض جو واجب ہے۔ اس کی رحمت سے مایوس تو صرف کافر لوگ ہی ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے:

﴿اِنَّهٗ لَا يَايْـَٔسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿٨٧﴾﴾

(یوسف: ۱۲/۸۷)

''یقیناً رحمت رب سے ناامید وہی ہوتے ہیں جو کافر ہوتے ہیں۔''

اللہ تعالیٰ نے یوں بھی فرمایا ہے:

﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ﴾

(النساء: ٤/٤٨)

''یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے ساتھ شریک کیے جانے کو نہیں بخشتا اور اس کے سوا جسے چاہے بخش دیتا ہے۔''

اور یہ اعلان ربانی تو سب مایوسیاں ختم کر رہا ہے:

﴿قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿٥٣﴾﴾

(الزمر: ۳۹/۵۳)

''میری جانب سے کہہ دو: اے میرے بندو! جنھوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے تم اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو جاؤ۔ بالیقین اللہ تعالیٰ سارے گناہوں کو بخش دیتا ہے۔ واقعی وہ بڑی بخشش، بڑی رحمت والا ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے یوں بھی تسلی دی ہے:

﴿وَرَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ﴾ (الاعراف: ۷/۱۵٦)
''اور میری رحمت تمام اشیا کو محیط ہے۔''
اور رسول کائنات ﷺ کا فرمان گرامی ہے:
((اِنَّ لِلّٰهِ مِائَةَ رَحْمَةٍ، كُلُّ رَحْمَةٍ مِنْهَا طِبَاقُ مَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ، أَنْزَلَ مِنْهَا رَحْمَةً وَاحِدَةً بَيْنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ وَالْبَهَائِمِ، فَبِهَا يَتَعَاطَفُوْنَ وَبِهَا يَتَرَاحَمُوْنَ، وَبِهَا تَعْطِفُ الطَّيْرُ، وَالْوُحُوْشُ عَلَى أَوْلَادِهَا، وَأَخَّرَ تِسْعَةً وَتِسْعِيْنَ رَحْمَةً يَرْحَمُ بِهَا عِبَادَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) [1]
''اللہ تعالیٰ کے پاس سو رحمتیں ہیں۔ ان میں سے ہر ایک رحمت زمین و آسمان کے درمیان خلا کے برابر ہے۔ اس نے صرف ایک رحمت ہی جنوں، انسانوں اور جانوروں کے درمیان نازل کی ہے۔ بس اسی رحمت کی وجہ سے وہ آپس میں ایک دوسرے پر لطف و کرم اور ایک دوسرے پر رحم کرتے ہیں۔ اسی ایک رحمت کی وجہ سے پرندے اور جنگلی جانور اپنے بچوں پر مہربانی کرتے ہیں۔ باقی ننانوے رحمتیں اس نے اپنے پاس پیچھے محفوظ رکھی ہیں، جن کے ساتھ وہ قیامت کے دن اپنے بندوں پر رحم کرے گا۔''
سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے خود نبی کریم ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:
((قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى، يَا ابْنَ آدَمَ اِنَّكَ مَا دَعَوْتَنِيْ وَرَجَوْتَنِيْ غَفَرْتُ لَكَ عَلَى مَا كَانَ مِنْكَ وَلَا اُبَالِيْ، يَا ابْنَ آدَمَ لَوْ بَلَغَتْ ذُنُوْبُكَ عَنَانَ السَّمَاءِ ثُمَّ اسْتَغْفَرْتَنِيْ غَفَرْتُ لَكَ، يَا ابْنَ آدَمَ لَوْ أَتَيْتَنِيْ بِقُرَابِ الْأَرْضِ۔ بِضَمِّ الْقَافِ۔ أَيْ قَرِيْبُ مِثْلِهَا۔ خَطَايَا ثُمَّ لَقِيْتَنِيْ لَا تُشْرِكُ بِيْ شَيْئًا لَأَتَيْتُكَ بِقُرَابِهَا مَغْفِرَةً)) [2]
''اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: اے ابن آدم! جب تک تو مجھے پکارتا رہے اور مجھ سے میری رحمت کا امیدوار رہے تو میں تجھے معاف کرتا رہوں گا، خواہ تیرے گناہ جتنے

[1] اخرجه مسلم ٤/٢١٠٨ واحمد ٢/٥٢٦

[2] اخرجه احمد ٥/١٧٢ والترمذی ٥/٣٥٤٠ وقال: حدیث حسن

بھی ہو جائیں مجھے کچھ پروا نہیں ہے۔ اے آدم کے بیٹے! اگر تیرے گناہ آسمان کی بلندی تک پہنچ جائیں پھر تو مجھ سے معافی مانگے' میں تجھے معاف کر دوں گا۔ اے ابن آدم! اگر تو زمین بھر کی خطائیں بھی میرے پاس لے آئے' لیکن میرے ساتھ شرک نہ کرتا ہو تو میں زمین بھر کی معافی تیرے پاس لے آؤں گا۔''

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے حسن سند کے ساتھ مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایسے نوجوان کے پاس تشریف لائے جو بستر مرگ پر تھا۔ آپ نے پوچھا: بھئی اپنے آپ کو کیسے پا رہے ہو؟ اس نے یوں جواب دیا: یارسول اللہ! اللہ کی رحمت کا امیدوار ہوں اور مجھے اپنے گناہوں کا خوف بھی کھائے جا رہا ہے! تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا يَجْتَمِعَانِ فِي قَلْبِ عَبْدٍ فِي مِثْلِ هٰذَا الْمَوْطِنِ اِلَّا أَعْطَاهُ اللّٰهُ مَا يَرْجُوْ وَأَمَّنَهُ مِمَّا يَخَافُ)) ①

''ایسے وقت میں کسی بندے کے دل میں یہ دونوں چیزیں جمع نہیں ہوتیں مگر اللہ تعالیٰ اسے آس و مراد والی چیز عطا فرماتا ہے اور خطرے والی چیز سے امن دے دیتا ہے۔''

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے:

((اِنْ شِئْتُمْ أَنْبَأْتُكُمْ مَا أَوَّلَ مَا يَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ لِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَمَا أَوَّلَ مَا يَقُوْلُوْنَ لَهُ)) قُلْنَا: نَعَمْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يَقُوْلُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ هَلْ أَحْبَبْتُمْ لِقَائِيْ؟ فَيَقُوْلُوْنَ: نَعَمْ يَا رَبَّنَا، فَيَقُوْلُ: لِمَ؟ فَيَقُوْلُوْنَ: رَجَوْنَا عَفْوَكَ وَمَغْفِرَتَكَ، فَيَقُوْلُ: قَدْ وَجَبَتْ لَكُمْ مَغْفِرَتِيْ)) ②

''اگر تم چاہو تو میں تمہیں آگاہ کر دوں اس پہلے اعلان ربانی سے جو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن مومنین کے لیے فرمائے گا' اور سب سے پہلے جو مومن اللہ تعالیٰ کو جواب دیں گے؟ ہم نے عرض کی: جی ہاں اے اللہ کے رسول! تو آپؐ نے فرمایا:

---

① اخرجه الترمذي ۹۸۳/۳ وابن ماجه ۴۲۶۱/۲ وحسنه الالبانيؒ في صحيح ابن ماجه۔

② اخرجه احمد ۲۳۸/۵ وذكره الهيثمي في المجمع ۳۵۸/۱۰ وقال: رواه الطبراني بسندين احدهما حسن۔

اللہ تعالیٰ ایمان والوں سے فرمائے گا: ''کیا تمہیں میری ملاقات محبوب تھی؟'' وہ جواب میں عرض کریں گے: جی ہاں! ہمارے پروردگار! اللہ تعالیٰ پھر پوچھیں گے: ''وہ کس لیے؟'' وہ جواب دیں گے: ہم تیری معافی اور بخشش کے امیدوار ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میری معافی تمہارے لیے واجب ہوگئی۔''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

((قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِي بِيْ، وَأَنَا مَعَهُ حَيْثُ يَذْكُرُنِيْ)) ①

''اللہ عزوجل کا فرمان ہے: میں اپنے بندے کے گمان کے پاس ہوتا ہوں جو اس کا میرے متعلق ہوتا ہے، اور میں اس کے ساتھ ہی ہوتا ہوں جہاں کہیں بھی وہ مجھے یاد کرتا ہے۔''

رسول رحمت ﷺ کا ایک فرمان گرامی یوں بھی ہے:

((اِنَّ حُسْنَ الظَّنِّ بِاللّٰهِ مِنْ حُسْنِ الْعِبَادَةِ)) ②

''اللہ تعالیٰ کے متعلق اچھا گمان بھی اچھی عبادت میں سے ہے۔''

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ کی موت سے صرف تین روز قبل یہ فرمان گرامی سنا:

((لَا يَمُوْتَنَّ أَحَدُكُمْ اِلَّا وَهُوَ يُحْسِنُ الظَّنَّ بِاللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ)) ③

''تم میں سے کسی کو موت نہ آئے مگر وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اچھا گمان رکھتا ہو۔''

آقائے نامدار ﷺ کا ارشاد مبارک ہے:

((قَالَ اللّٰهُ جَلَّ وَعَلَا: أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِيْ بِيْ، اِنْ ظَنَّ خَيْرًا فَلَهُ، وَاِنْ ظَنَّ شَرًّا فَلَهُ)) ④

---

① اخرجه البخاری ۱۳/۷۴۰۵ ((الفتح)) ومسلم ٤/۲۰٦۱

② اخرجه احمد ۲/۲۹۷ وابو داود ٤/٤۹۹۳ والحديث اسناده صحيح۔

③ اخرجه مسلم ٤/۲۲۰٦ واحمد ۳/۲۹۳

④ اخرجه احمد ۳/٤۹۱ واسناده صحيح، والحاكم فی المستدرك ج٤/۲٤۰ وصححه واقره الذهبی علی تصحيحه۔

''اللہ بزرگ و برتر نے فرمایا ہے: میں اپنے بندے کے گمان کے قریب ہوتا ہوں جو اس نے میرے متعلق رکھا ہوتا ہے۔ اگر اس نے اچھا گمان رکھا ہے تو وہ اس کے لیے ہے، اور اگر اس نے برا گمان رکھا ہے تو وہ اس کے لیے ہے۔''

سرکار دو عالم ﷺ کی حدیث مبارک ہے:

((أَمَرَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ بِعَبْدٍ إِلَى النَّارِ، فَلَمَّا وَقَفَ عَلَى شَفِيرِهَا الْتَفَتَ فَقَالَ: أَمَا وَاللّٰهِ يَا رَبِّ إِنْ كَانَ ظَنِّي بِكَ لَحَسَنًا؟! فَقَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: رُدُّوهُ أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِي بِي)) [1]

''اللہ تعالیٰ ایک آدمی کو دوزخ کی طرف لے جانے کا حکم دیں گے۔ جب وہ دوزخ کے کنارے پر کھڑا ہوگا تو پیچھے مڑ کر دیکھے گا اور یوں بول اٹھے گا: مجھے اللہ کی قسم ہے اے میرے رب! میرا تو تیرے متعلق اچھا گمان تھا؟ اللہ عزوجل فرمائیں گے: اس کو واپس لے آؤ۔ میں اپنے بندے کے گمان کے پاس ہوں جو اس نے میرے متعلق رکھا ہے۔''

[1] اخرجه البخاری ۱۳/۷۴۰۵ ((الفتح)) وصحیح مسلم ۲۰۶۱/٤

بحث : 9

زمانے کو گالی دینا اور برا بھلا کہنا

اے میری ایمان والی بہن!

جب تجھ پر رزق کی تنگی آ جائے یا آزمائش لمبی ہو جائے اور کشادگی کے دنوں میں تاخیر ہو جائے' تو بعض لوگ حالات سے تنگ آ کر یا معاشی بدحالی کا شکار ہو کر زمانہ (وقت) کو ہی گالیاں دینے لگتے ہیں۔ ایسا کرنا حرام ہے۔ اس لیے کہ یہ تو ان گمراہ لوگوں کے کام ہیں جو اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتے۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: يَسُبُّ ابْنُ آدَمَ الدَّهْرَ وَأَنَا الدَّهْرُ، وَبِيَدِي اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ))

''اللہ عزوجل نے فرمایا ہے: آدم کا بیٹا زمانے کو گالیاں دیتا ہے' حالانکہ زمانہ تو میں ہی ہوں' میرے ہی ہاتھ میں لیل ونہار ہیں۔''

دوسری روایت میں یوں ہے:

((أُقَلِّبُ لَيْلَهُ وَنَهَارَهُ وَإِذَا شِئْتُ قَبَضْتُهُمَا)) ①

''میں ہی اس کے شب و روز کو پلٹتا ہوں' اور جب میں چاہوں گا ان کو مٹھی میں بند کرلوں گا۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

((لَا يَسُبُّ أَحَدُكُمُ الدَّهْرَ، فَإِنَّ اللّٰهَ هُوَ الدَّهْرُ)) ②

''تم میں سے کوئی بھی زمانے کو گالی نہ دے کیونکہ اللہ تعالیٰ خود ہی زمانہ ہے۔''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں بھی فرمایا ہے:

((لَا تُسَمُّوا الْعِنَبَ الْكَرْمَ، وَلَا تَقُولُوا خَيْبَةَ الدَّهْرِ، فَإِنَّ اللّٰهَ هُوَ

① صحیح البخاری ۸/۴۸۲۶' والروایة الثانیة اخرجها مسلم۵/۱۷۶۲ من حدیث ابی هریرة

② صحیح مسلم ۴/۱۷۶۳ من حدیث ابی هریرة

الدَّهْرُ)) [1]

''انگور کا نام ''الکرم'' نہ رکھو' اور یوں بھی نہ کہو ''خیبة الدھر'' اے زمانے کی نامرادی! کیونکہ اللہ تعالیٰ خود ہی زمانہ ہے۔''

یہ بھی رسول اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

((قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: يُؤْذِيْنِي ابْنُ آدَمَ يَقُوْلُ: يَا خَيْبَةَ الدَّهْرِ' فَلَا يَقُلْ أَحَدُكُمْ يَاخَيْبَةَ الدَّهْرِ' فَإِنِّي أَنَا الدَّهْرُ أُقَلِّبُ لَيْلَهُ وَنَهَارَهُ)) [2]

''اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں: آدم کا بیٹا مجھے تکلیف پہنچاتا ہے اور کہتا ہے ''خیبۃ الدہر''۔ تم میں سے کوئی بھی ''خیبۃ الدہر'' (یعنی زمانے کی نامرادی) نہ کہے۔ میں خود ہی زمانہ ہوں۔ اس کے رات اور دن کو میں خود ہی الٹ پلٹ کرتا ہوں۔''

نبی رحمت ﷺ نے فرمایا ہے:

((لَا يَقُلْ أَحَدُكُمْ يَا خَيْبَةَ الدَّهْرِ' فَإِنَّ اللّٰهَ هُوَ الدَّهْرُ)) [3]

''تم میں سے کوئی بھی ''خیبۃ الدہر'' نہ کہے کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی زمانہ ہے۔''

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

((يَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: اِسْتَقْرَضْتُ عَبْدِيْ فَلَمْ يَقْرِضْنِي وَيَشْتِمُنِيْ عَبْدِيْ وَهُوَ لَا يَدْرِي يَقُوْلُ: وَا دَهْرَاه وَا دَهْرَاه! وَأَنَا الدَّهْرُ)) [4]

''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میں نے اپنے بندے سے قرض مانگا ہے' اس نے مجھے قرض نہیں دیا۔ میرا بندہ مجھے گالیاں دیتا ہے اور وہ نہیں جانتا اور یوں کہتا رہتا ہے: وادھراہ' وادھراہ ''اے زمانے کی نحوست' اے زمانے کی محرومی'' حالانکہ میں ہی زمانہ ہوں۔''

---

[1] صحیح البخاری ۱۰/۶۱۸۲ ((الفتح)) من حدیث ابی ھریرۃ

[2] اخرجه ابوداود ٤/٥٢٧٤ والحاكم ٢/٤٥٣ من حديث ابی هريرة' وقال: صحيح ووافقه الذهبی

[3] اخرجه مالك فی الموطا ٢/٩٨٤ وصحيح مسلم بنحوه ٤/٧٦٣ من حديث ابی هريرة' والحاكم وقال: صحيح علی شرط مسلم۔

[4] اخرجه الحاكم ١/٤١٨ وقال: صحيح ووافقه الذهبی

محمد عربی ﷺ نے فرمایا ہے:

((لَا تَسُبُّوا الدَّهْرَ قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: أَنَا الدَّهْرُ الْأَيَّامُ وَاللَّيَالِي أَجَدِّدُهَا وَأُبْلِيهَا، وَآتِي بِمُلُوكٍ بَعْدَ مُلُوكٍ)) [۱]

''زمانے کو گالیاں مت دینا' اللہ عزوجل نے فرمایا ہے: ''میں زمانہ ہوں' راتوں اور دنوں کو میں ہی بناتا ہوں اور میں ہی انہیں پرانا کر دیتا ہوں اور بادشاہوں کے بعد دوسرے بادشاہ بھی میں ہی لاتا ہوں۔''

❀❀❀❀

[۱] اخرجه البيهقي في الشعب ٤/٥٢٣٧، وفي صحيح مسلم بلفظ: ((لا تسبوا الدهر فان الله هو الدهر)) ٤/١٧٦٣

بحث: 10

دوسروں کو کافر قرار دے دینا

اے میری ایمانی بہن!

مسلمان اور مومن عورتوں کو کسی گناہ یا نافرمانی کے عمل کی بنا پر کافر کہنے سے بچی رہنا۔ کیونکہ گناہوں کا ارتکاب کرنے والا جب تک انہیں حلال نہ سمجھے وہ کافر نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے جو حرام قرار دیا ہے انہیں حلال جاننا کفر ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ کی پناہ پکڑتے ہیں۔ جس نے کسی مسلمان کو بغیر کسی کفریہ کام کے کافر کہا اس نے گناہ کبیرہ کا ارتکاب کیا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

((مَنْ دَعَا رَجُلاً بِالْكُفْرِ، أَوْ قَالَ عَدُوُّ اللّٰهِ وَلَيْسَ كَذٰلِكَ اِلَّا حَارَ عَلَيْهِ)) [1]

''جس نے کسی آدمی کو کفر کے ساتھ پکارا یا اس نے کہا: اللہ کے دشمن! اور وہ ایسا نہ ہو تو وہ لفظ اس پر لوٹ آتا ہے۔''

یعنی کہنے والے پر جو اس نے کہا ہو لوٹ آتا ہے۔

صحیحین میں یوں بھی ہے:

((مَنْ رَمٰى مُؤْمِنًا بِكُفْرٍ فَهُوَ كَقَتْلِهِ)) [2]

''جس نے کسی مومن کو کافر کہا وہ اس کے قتل کرنے کے مترادف ہے۔''

خاص بات

یہ انتہائی سخت وعید ہے کہ کفریہ بات یا اللہ تعالیٰ کی دشمنی کی بات اسی کہنے والے پر لوٹتی ہے اور جسے کہی گئی ہو اس کے قتل کرنے کے مترادف ہے۔ اسی لیے ان دونوں لفظوں (یعنی کفریہ بات یا اللہ کی دشمنی والی بات) میں سے کسی لفظ کو استعمال کیا ہے تو اس نے ایک مسلمان کو کافر کہا ہے اور اگر اللہ کا دشمن کہا ہے جب کہ وہ اسلام والی صفت سے متصف ہے' گویا کہ

[1] صحيح مسلم ۱/...... ۸۰ واللفظ له والبخاري بنحوه ۱۰ /۶۰۴۵ ((الفتح)) من حديث ابي ذر۔

[2] صحيح البخاري ۱۰/۶۰۴۷ ((الفتح)) وصحيح مسلم بمعناه ۱/۸۰ من حديث ابي ذر۔

اس نے مسلمان کو کافر کہہ دیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی دشمنی اس پر لوٹنے کا معنی شدید عذاب کی طرف اشارہ ہے اور اسے سخت گناہ ہوگا اور یہ کبیرہ گناہوں کی نشانیوں میں سے ہے۔ اسی سے ان دونوں لفظوں کا کبیرہ گناہوں میں شمار کرنا آپ کے سامنے واضح اور عیاں ہو گیا۔ بعض علما کو دیکھا ہے کہ مسلمان کو کفریہ الفاظ سے پکارنے کو کبائر میں شمار کرتے ہیں۔ اور اگر اس نے کسی مسلمان کو اتنا بھی کہہ دیا: ''اللہ تعالیٰ اس کے ایمان کو سلب کرے'' یا ایسا ہی کوئی اور لفظ' تو بعض متاخرین علما کے نزدیک راجح یہی ہے کہ یہ بھی کفر ہے۔

اے میری ایمان والی بہن!...... ایسے کلمات کو بولنے سے بچنے کی کوشش کرتی رہ جن کو اللہ تعالیٰ نے اہل اسلام پر بولنے کو حرام رکھا ہے۔

بحث: 11

بچوں کے گلے میں تعویز دھاگے لٹکانا

اے میری ایمان کی خواہاں بہن!

تعویذات باندھنے سے بھی پوری طرح بچنے کی کوشش کرو۔ یہ ڈوری میں پروئے ہوئے گھونگے یا سوارخ دار دانے ہوتے تھے جنہیں اہل جاہلیت اپنے گمان کے مطابق نظر بد سے بچانے کے لیے اپنے بچوں کے گلے میں لٹکایا کرتے تھے۔ اسلام نے انہیں باطل قرار دیا ہے۔ حتیٰ کہ ہم اب بھی بعض ماؤں کو دیکھتے ہیں کہ وہ نیلے رنگ کے منکے لوگوں کے حسد سے بچانے کے لیے پہناتی ہیں۔ حالانکہ یہ ایک باطل عقیدہ ہے' تقدیر پر ایمان رکھنے کے منافی اور متضاد ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے معوذتین (آخری دو سورتوں) کو پڑھنا ہی حسد کو دور کر دیتا ہے۔

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

((مَنْ عَلَّقَ تَمِيمَةً فَلَا أَتَمَّ اللّٰهُ لَهُ، وَمَنْ عَلَّقَ وَدَعَةً فَلَا وَدَعَ اللّٰهُ لَهُ)) [1]

''جس نے تعویذ باندھا اللہ تعالیٰ اس کی مراد پوری نہ کرے' اور جس نے کوئی منکا اور کوڑی باندھی اللہ تعالیٰ اسے سکون و قرار نہ دے۔''

امام احمد رحمہ اللہ نے اپنی مسند میں روایت کی ہے: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دس آدمیوں کا ایک وفد آیا۔ آپ نے نو آدمیوں سے تو بیعت اسلام لے لی لیکن ایک سے ہاتھ پیچھے ہٹا لیا۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے دریافت کیا: اس کو کیا ہوا ہے؟ تو آپؐ نے فرمایا:

((اِنَّ فِي عَضُدِهٖ تَمِيمَةً))

''اس کے بازو میں تعویذ ہے۔''

اس آدمی نے فوراً وہ تعویذ اتار دیا' تب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے بھی بیعت لی پھر آپ نے ساتھ ہی فرمایا:

[1] اخرجه احمد ۱۵۶/۴ والحاکم ۲۱۶/۴ وقال: حدیث صحیح الاسناد ولم یخرجاه' وذکر الھیثمی فی المجمع ۱۰۳/۵' وقال: رواه احمد وابو یعلی والطبرانی ورجالھم ثقات

((مَنْ عَلَّقَ تَمِيمَةً فَقَدْ أَشْرَكَ)) ①

''جس نے تعویذ باندھا اس نے شرک کیا۔''

ایک خاص فائدہ

ان کاموں کو کبیرہ گناہوں میں شمار کرنا' جن پر احادیث مبارکہ میں زبردست وعید ہے' پھر خصوصاً جب اسے شرک تک کہہ دیا گیا ہے' مجھے کسی کا کوئی ایسا قول نظر نہیں آیا جس نے خصوصاً ایسے بیان کیا ہو' لیکن ان سب کی یہی صراحت ملی ہے کہ ایسا شخص شرک کی جانب جانے لگتا ہے۔

ہاں اس سے یوں معنی ومراد متعین کیا جا سکتا ہے کہ جو لوگ تعویذات اور منکے وغیرہ باندھتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ ان سے آفات ومصائب ٹلے رہیں گے ان کا یہ عقیدہ رکھنا محض جہالت اور واضح گمراہی ہے' اور یہ کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔ اگرچہ یہ شرک نہ بھی بنے لیکن شرک کی طرف لے جانے والا عمل ضرور ہے۔ کیونکہ نفع ونقصان کا مالک یا نقصان کو دور کرنے اور ہٹانے کا مالک تو صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔

رہی بات ''دم جھاڑ'' کی' تو وہ بھی اسی پر محمول ہیں یا جب وہ غیر عربی زبان میں ہوں' اور ان کا معنی بھی معلوم نہ ہو تو اس وقت تو بالکل حرام ہے' جس طرح خطابی اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہما وغیرہ نے اس امر کی صراحت کر دی ہے۔ ابن عبدالسلام رحمہ اللہ نے یہ بھی استدلال کیا ہے

کہ جب صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دم جھاڑ کے متعلق دریافت کیا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں فرمایا تھا:

((أَعْرِضُوا عَلَيَّ رُقَاكُمْ)) ②

''اپنے دم میرے سامنے پیش کرو۔''

اس کا یہی سبب تھا کہ وہ نامعلوم اور مجہول دم کہیں جادو یا کفر تو نہیں ہے' امام خطابی رحمہ اللہ نے ساری تفصیل لکھنے کے بعد یہ تحریر کیا ہے ''جب وہ معلوم المعنی ہو اور اس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر بھی ہو تو ایسا دم مستحب اور بابرکت ہے۔''

❀❀❀❀

---

① اخرجه احمد ٤/١٥٦ والحاكم ٤/٢١٩ من حديث عامر الجهني وسكتا عنه' وذكره الالبانيؒ في صحيح الجامع ٦٣٩٤ وصححه۔

② صحيح مسلم ٤/١٧٢٧ وابوداود ٤/٣٨٨٦ من حديث عوف بن مالك

بحث : 12

قرآن کے متعلق جھگڑا اور مناظرہ

اے میری اسلامی بہن!

اہل باطل کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی آیات میں جھگڑا کرنے سے بچ کر رہو، کیونکہ اللہ تعالیٰ کی آیات تو بالکل واضح اور روشن دلائل والی ہیں۔ جو انہیں سچ نہیں مانتا اس سے جھگڑا کرنا فضول ہے، بلکہ ایسے شخص کا عناد، کینہ، بغض اور استکبار مزید بڑھے گا۔ اسی لیے ہم اہل باطل کے قرآن پاک پر بہتان لگوانے سے پرہیز کریں گے اور اس موضوع پر ان سے نہیں جھگڑیں گے۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے فرمان نبوی اس طرح بیان کرتے ہیں:

((لَا تُجَادِلُوا فِي الْقُرْآنِ، فَإِنَّ جِدَالاً فِيهِ كُفْرٌ)) ①

''تم قرآن میں ایک دوسرے سے مت جھگڑو، کیونکہ اس میں جھگڑنا کفر ہے۔''

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ارشاد رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح بیان کرتے ہیں:

((اَلْجِدَالُ فِي الْقُرْآنِ كُفْرٌ)) ②

''قرآن مجید میں جھگڑنا کفر ہے۔''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان بھی ہے:

((أَلْمِرَاءُ فِي الْقُرْآنِ كُفْرٌ)) ③

''قرآن مجید میں مناظرہ کرنا، بحثیں کرنا کفر ہے۔''

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ:

---

① اخرجه ابوداود الطيالسي ص٣٠٢ ح ٢٢٨٦ وذكره الباني في صحيح الجامع ٧٢٢٣، وقال: صحيح

② اخرجه الحاكم ٢/٢٢٣ وقال: صحيح على شرط مسلم، ووافقه الذهبي وهو في صحيح الجامع ٣١٠٦ وقال الالباني: صحيح

③ اخرجه احمد ٢/٣٠٠ وابوداود ٤/٤٦٠٣ وذكره الالباني في صحيح جامع ٦٦٨٧ وقال: صحيح

((نَهٰی عَنِ الْجِدَالِ فِی الْقُرْآنِ)) ①

''رسول اللہ ﷺ نے قرآن مجید میں جھگڑنے سے منع فرمایا ہے۔''

نبی برحق ﷺ نے فرمایا:

((مَا ضَلَّ قَوْمٌ بَعْدَ هُدًی كَانُوا عَلَيْهِ إِلَّا أُوتُوا الْجَدَلَ، ثُمَّ قَرَأَ:))

(سورة الزخرف الآية: ۵۸) ②

''کوئی بھی قوم ہدایت کے بعد گمراہ نہیں ہوئی مگر ان کو جھگڑا دے دیا گیا (تب وہ گمراہ ہو گئے۔) پھر آپ نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی:

﴿مَا ضَرَبُوهُ لَكَ إِلَّا جَدَلًا﴾ (الزخرف:٤٣/٥٨)

''تجھ سے ان کا یہ کہنا محض جھگڑے کی غرض سے ہے۔''

آپ ﷺ کا ایک فرمان گرامی اس طرح بھی ہے:

((إِنَّ أَبْغَضَ الرِّجَالِ إِلَى اللّٰهِ الْأَلَدُّ الْخَصِمُ)) ③

''تمام آدمیوں میں سے اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ ناراضی اس بندے پر ہے جو سب سے سخت جھگڑالو ہے۔''

قرآن کریم میں بحث و تکرار اور جھگڑا اگر حقیقی تضاد یا اس کی ترتیب میں خرابی والے عقیدے کی طرف لے جائے تو یہ حقیقی کفر ہوگا' لیکن اگر اس کی طرف تو نہ لے جائے بلکہ ایسے تضاد اور خرابی کا خیال دل میں لائے یا قرآن کریم میں کسی بات سے شبہ وغیرہ پیدا کرے' اگرچہ یہ حقیقی کفر تو نہ بنے گا لیکن کبیرہ گناہ سے پیچھے بھی نہ رہے گا' کیونکہ اس سے دین کو عظیم نقصان پہنچنے کا اور ملحدوں' بے دینوں کے راستے پر چلنے کا راستہ ہموار ہوتا ہے۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایسے آدمی کو جس نے لوگوں میں ایسا شبہ پیدا کرنے کا ارادہ کیا تھا اسے سزا دی تھی۔ اس کا سوال یہ تھا کہ آیت کریمہ

﴿فَأَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ يَتَسَاءَلُونَ ۝٥٠﴾ (الصافات : ٣٧/٥٠)

---

① اخرجه احمد ٢/٢٥٨ وذكره الالبانیؒ فی صحيح جامع ٦٨٧٣ وقال: حسن

② اخرجه الترمذی ٥/٣٢٥٣ والحاكم ٢/١١٢ وقال: هذا الحديث صحيح الاسناد ولم يخرجاه' ووافقه الذهبی' وابن ماجه ١/٤٨' وذكره الالبانیؒ فی صحيح ابن ماجه' وقال: حسن

③ صحيح البخاری: ٥/٢٤٥٧ ((الفتح)) وصحيح مسلم: ٤/٢٠٥٤

''ایک دوسرے کی طرف رخ کر کے پوچھیں گے۔''

اور دوسری آیت مبارکہ:

﴿فَلَآ اَنْسَابَ بَیْنَھُمْ یَوْمَئِذٍ وَّ لَا یَتَسَآءَلُوْنَ ﴿١٠١﴾﴾ (المومنون : ٢٣/١٠١)

''اس دن نہ تو آپس کے رشتے ہی رہیں گے نہ آپس کی پوچھ گچھ۔''

میں مختلف باتیں ہیں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان:

﴿اَلْیَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰٓی اَفْوَاھِھِمْ وَ تُکَلِّمُنَآ اَیْدِیْھِمْ وَ تَشْھَدُ اَرْجُلُھُمْ﴾

(یس : ٣٦/٦٥)

''ہم آج کے دن ان کے منہ پر مہریں لگا دیں گے اور ان کے ہاتھ ہم سے باتیں کریں گے اور ان کے پاؤں گواہیاں دیں گے۔''

دوسرا فرمان:

﴿یَوْمَ تَشْھَدُ عَلَیْھِمْ اَلْسِنَتُھُمْ وَ اَیْدِیْھِمْ وَ اَرْجُلُھُمْ﴾ (النور : ٢٤/٢٤)

''آج کا دن وہ دن ہے کہ یہ بول بھی نہ سکیں گے۔''

ان میں بھی مختلف باتیں ہیں۔

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس آدمی کو مدینہ سے شہر بدر کر دیا تھا' کیونکہ انہوں نے اس خطرے کو محسوس کر لیا تھا کہ کہیں ایسی باتوں سے قرآن کریم کے متعلق جو کہ منزہ' مطہر اور مکرم کتاب ہے لوگوں کے عقائد میں کسی قسم کے شکوک وشبہات نہ جنم لینے لگیں۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ قرآن کریم میں جھگڑنا یا تو صریح کفر ہے یا پھر اس سے عظیم دینی فتنے اور نقصان کا اندیشہ ہے' لہٰذا یہ کفر ہوا یا گناہ کبیرہ۔ اس سے ثابت ہوا کہ جو میں نے ذکر کیا ہے وہ صحیح ہے اور جو میں نے تحریر کر دیا ہے وہ واضح ہے۔ اللہ تعالیٰ حق کی توفیق دینے والے ہیں۔ پھر بعد میں میں نے یہ بھی دیکھا ہے کہ بعض علمائے کرام نے قرآن کریم میں جھگڑنے کو کبیرہ گناہوں میں شمار کیا ہے۔

بحث: 13

اللہ کریم کی ملاقات کو ناپسند کرنا

اے میری مومنہ بہن!

یقیناً گناہوں‘ برائیوں اور حرام کاموں میں منہمک اور غرق رہنا اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو ناپسند کرنے کی طرف لے جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے اور اس کی عبادت کرنے سے دور رہنا اللہ تعالیٰ کے متعلق بدگمان بنا دینے کا سبب بن جاتا ہے۔ اس لیے ہر مسلمان مرد و عورت پر واجب اور لازمی ہے کہ وہ ایسے امور سے اجتناب کرے جو اس طرف لے جانے والے ہوں۔

شیخین (یعنی امام بخاری اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہما) نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت بیان کی ہے‘ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ أَحَبَّ لِقَاءَ اللّٰهِ أَحَبَّ اللّٰهُ لِقَاءَهُ، وَمَنْ كَرِهَ لِقَاءَ اللّٰهِ كَرِهَ اللّٰهُ لِقَاءَهُ)) فَقُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ أَمَّا كَرَاهَةُ الْمَوْتِ فَكُلُّنَا نَكْرَهُ الْمَوْتَ؟ فَقَالَ: ((لَيْسَ ذٰلِكَ وَلٰكِنَّ الْمُؤْمِنَ إِذَا بُشِّرَ بِرَحْمَةِ اللّٰهِ وَرِضْوَانِهِ وَجَنَّتِهِ أَحَبَّ لِقَاءَ اللّٰهِ فَأَحَبَّ اللّٰهُ لِقَاءَهُ وَإِنَّ الْكَافِرَ إِذَا بُشِّرَ بِعَذَابِ اللّٰهِ وَسَخَطِهِ كَرِهَ لِقَاءَ اللّٰهِ وَكَرِهَ اللّٰهُ لِقَاءَهُ)) [۱]

”جو اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو پسند کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی ملاقات کو پسند فرماتا ہے‘ اور جو اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرنے کو ناپسند کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے ملاقات کرنے کو ناپسند فرماتا ہے۔ میں نے عرض کی: اللہ کے نبی! کیا اس سے مراد موت کو ناپسند کرنا ہے؟ ہم تو سبھی موت کو ناپسند کرتے ہیں! اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ مراد نہیں ہے بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ جس وقت مومن کو (قبل از موت) اللہ تعالیٰ کی رحمت‘ رضا مندی اور جنت کی خوشخبری دی جاتی ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو پسند کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس کی ملاقات کو پسند فرماتا ہے اور کافر کو جس وقت (بوقت مرگ) اللہ کے عذاب اور غصے کی خوشخبری دی جاتی ہے

---

[۱] صحیح البخاری ۱۱/ ۶۵۰۷ ((الفتح)) ومسلم ۴/ ۲۰۵۶ من حدیث انس

وہ اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو ناپسند کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ بھی اس کی ملاقات کو ناپسند کرتا ہے۔''

ایک قیمتی بات

مذکورہ حدیث کے پیش نظر میں نے اس کو کبیرہ گناہوں میں شمار کیا ہے۔ ویسے میں نے کسی کو اسے کبائر میں شمار کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔ اب اس بات کو یوں سمجھئے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی کی ملاقات ناپسند رکھتے ہیں' جو اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو ناپسند کرتا ہے تو یہ ایک اشارہ اور کنایہ ہے اللہ تعالیٰ کی سخت وعید اور بڑی تہدید کا۔ صرف موت کو ناپسند رکھنا ہی اس سے مراد نہیں ہے۔ کیونکہ یہ تو جان کے لیے ایک طبعی اور قدرتی معاملہ ہے۔ صرف موت کو ناپسند رکھنا اتنے بڑے گناہ کا متقاضی نہیں ہے' بلکہ اس کے برخلاف اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو ناپسند کرنا ہی اس کا تقاضا کرتا ہے' اور اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو ناپسند کرنا اللہ تعالیٰ کی رحمت و مہربانی سے مایوس ہونے کا پیش خیمہ ہے۔ (لہٰذا ہم اس سے اللہ تبارک وتعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں۔)

بحث: 14

اللہ کے علاوہ غیروں کی قسمیں

اے میری مومنہ بہن!

غیر اللہ کی قسم کھانے سے پوری طرح بچو' مثلاً: امانت داری کی قسم' اولاد کی قسم' یا کسی مخلوق میں سے کسی کے نام کی قسم۔ اسی طرح فاسقوں نافرمانوں کے انداز کی قسم کھانے سے۔ اگر اس نے یوں کہا تو وہ کافروں میں سے ہو جائے گا یا اسلام سے بری ہو جائے گا۔ اس سے ہم اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتے ہیں۔ کیونکہ یہ الفاظ ایمان کے منافی ہیں۔

اسلاف میں سے ایک صاحب نے ان تینوں کی طرف اشارہ کیا ہے لیکن اس میں انہوں نے وسعت سے کام لیا ہے اور یوں کہا ہے:

اسی میں سے یعنی جھوٹی قسم میں سے اللہ تعالیٰ کے غیر کی قسم کھانا بھی ہے جیسے کہ نبی' کعبہ' فرشتے' آسمان' باپ دادا' زندگی' امانت داری وغیرہ کی قسم کھانا۔ اور یہ منع ہونے کے اعتبار سے سب سے زیادہ سخت ہے۔ روح' سر' حیات سلطان' نعمت سلطان اور فلاں کی مٹی وغیرہ کی؟ پھر انہوں نے ان دلائل کو ذکر کیا ہے جن میں نہی و وعید کا بیان ہے' مثلاً: یہ حدیث:

((اِنَّ اللّٰـهَ يَنْهَاكُمْ أَنْ تَحْلِفُوْا بِآبَائِكُمْ' فَمَنْ كَانَ حَالِفًا فَلْيَحْلِفْ بِاللّٰهِ أَوْ لِيَصْمُتْ)) [1]

''بے شک اللہ تعالیٰ تمہیں روکتے ہیں کہ تم اپنے باپ دادا کی قسمیں کھاؤ' جس کسی نے قسم کھانی ہو اسے چاہیے کہ اللہ کے نام کی قسم کھائے یا پھر خاموش رہے۔''

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((لَا تَحْلِفُوْا بِالطَّوَاغِي وَلَا بِآبَائِكُمْ)) [2]

''بتوں کی قسم نہ کھانا اور نہ ہی اپنے باپ دادا کی۔''

رسول اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

---

[1] صحیح البخاری: ۱۱ ح٦٦٤٦ ((الفتح)) وصحیح مسلم ۱۲٦۷/۳ من حدیث ابن عمر

[2] صحیح مسلم ۱۲٦۸/۳ من حدیث عبدالرحمن بن سمرة۔

((مَنْ حَلَفَ بِالْأَمَانَةِ فَلَيْسَ مِنَّا)) ①

''جس نے امانت کی قسم کھائی وہ ہم میں سے نہیں ہے۔''

نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

((مَنْ حَلَفَ فَقَالَ: إِنَّهُ بَرِيءٌ مِنَ الْإِسْلَامِ فَإِنْ كَانَ كَاذِبًا فَهُوَ كَمَا قَالَ: وَإِنْ كَانَ صَادِقًا فَلَنْ يَرْجِعَ إِلَى الْإِسْلَامِ سَالِمًا)) ②

''جس نے قسم کھائی اور یوں کہا ''إِنَّهُ بَرِيءٌ مِّنَ الْإِسْلَامِ'' کہ وہ اسلام سے بری ہے' اگر تو وہ جھوٹ کہہ رہا ہے تو وہ ایسا ہی ہے جیسا اس نے کہا ہے' اور اگر وہ سچا ہے تو پھر بھی اسلام کی طرف صحیح سلامت نہیں لوٹے گا۔''

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: انہوں نے ایک آدمی کو اس طرح قسم کھاتے ہوئے سنا: مجھے کعبہ کی قسم ہے' تو انہوں نے فرمایا: اللہ کے غیر کی قسم نہ کھایا کرو' کیونکہ میں نے خود رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے' آپ فرما رہے تھے:

((مَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ اللّٰهِ فَقَدْ كَفَرَ وَأَشْرَكَ)) ③

''جس نے غیر اللہ کی قسم کھائی یقیناً اس نے کفر اور شرک کیا۔''

بعض علما نے کہا ہے: یہ سختی اور شدت پر محمول ہے جس طرح کہ یہ حدیث موجود ہے:

((مَنْ حَلَفَ فَقَالَ فِي حَلِفِهِ: وَاللَّاتِ وَالْعُزَّى، فَلْيَقُلْ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ)) ④

''جس نے قسم اٹھائی اور اپنی قسم میں یوں کہا: مجھے لات اور عزیٰ کی قسم ہے' اسے چاہیے کہ فوراً یوں کہے لا الہ الا اللہ۔''

اس کا سبب یہ تھا کہ کچھ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ایسے بھی تھے جن کا اسلام قبول کرنے سے قبل

---

① اخرجه احمد ٥......٣٥٢ وابوداود ٣ ح٣٢٥٣ من حديث بريدة وقال الالبانيؒ: صحيح الصحيحة ٤٩

② اخرجه احمد ٥/٣٥٥ وابوداود ٣' ح٣٢٥٨ والنسائى ٧/٦ وابن ماجه ١ذ ح٢١٠٠ والحاكم ٤/٢٩٨ من حديث بريدة وقال الالبانيؒ: صحيح

④ اخرجه احمد ٢/٨٦ وابوداود ٣ ح ٣٢٥١ والترمذى ٤ ح١٥٣٥ والحاكم ٤/٢٩٧ وابن حبان ٦ ح ٤٣٤٣ من حديث ابن عمر' وذكره الالبانيؒ فى صحيح الجامع ٦٢٠٤ وقال: صحيح الارواء ٢٥٦١ والصحيحة ٢٠٤٢

ایسی قسمیں کھانے کا زمانہ قریب اور تازہ تازہ تھا' تو بعض اوقات ایسی قسموں کے الفاظ سبقت لسانی سے منہ سے نکل آتے تھے' تو نبی اکرم ﷺ نے فوراً ''لا الہ الا اللہ'' کہنے کا حکم دیا' تاکہ زبان کی جلد بازی کا کفارہ ہو سکے۔

رہی بات بتوں وغیرہ کی قسم اٹھانے کی' اگر تو اس قسم سے مقصود ان کی تعظیم ہے تو وہ کافر ہو جائے گا' وگرنہ نہیں۔ تب اس حالت میں اس کے گناہ کبیرہ ہونے کا احتمال ہوگا۔ رہا معاملہ بعض من چلوں اور لاپروائی کرنے والوں کا' جو ایسی قسمیں کھاتے رہتے ہیں ان پر بھی ''کبیرہ گناہ'' کا حکم رکھنا زیادہ دور نہیں ہے' جیسا کہ سابقہ حدیث میں اور آئندہ بیان ہونے والی احادیث میں '''شدید وعید'' کا ذکر موجود ہے' اور وہ کفر بنے گا اگر وہ قسم اٹھانے میں جھوٹا ہوا' یا وہ اسلام کی جانب صحیح سلامت نہیں پلٹے گا اگر وہ قسم کھانے میں سچا بھی ہو۔

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو اپنے باپ کی قسم کھاتے ہوئے سنا تو آپ نے اسی وقت فرمایا:

((لَا تَحْلِفُوْا بِآبَائِكُمْ مَنْ حَلَفَ فَلْيَحْلِفْ بِاللّٰهِ، وَمَنْ حُلِفَ لَهُ بِاللّٰهِ فَلْيَرْضَ، وَمَنْ لَّمْ يَرْضَ بِاللّٰهِ فَلَيْسَ مِنَ اللّٰهِ)) [1]

''اپنے باپ دادا کی قسم نہ کھایا کرو۔ جس نے قسم کھانی ہو اسے چاہیے کہ اللہ کی قسم ہی کھائے۔ اور جس آدمی کے لیے اللہ کی قسم کھائی جائے اسے چاہیے کہ وہ راضی ہو جائے۔ اور جو اللہ پر راضی نہ ہو اس کا اللہ سے کوئی تعلق نہیں۔''

[1] صحیح البخاری ۱۱ ح ٦٦٥٠ ((الفتح)) وصحیح مسلم ۳/ ۱۲٦٧ من حیث ابن عمر اخرجه ابن ماجه ۱' ح ۲۱۰ وقال الالبانیؒ: صحیح۔

بحث : 15

صحابہ رضی اللہ عنہم کے بارے بغض کا مظاہرہ کرنا

اے میری مسلمان بہن!

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے بغض رکھنا یا انہیں سب وشتم کرنا علامات نفاق میں سے ہے۔ اللہ تعالیٰ کی پناہ! وہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد پوری مخلوق میں سے بہترین ہیں۔ ان پر طعن دراصل اسلام پر طعن ہے۔ کیونکہ یہی نفوس قدسی تو اسلام کو اٹھانے والے' اسلام کے داعی اور مبلغ تھے۔ لہٰذا اے میری بہن! اپنی زبان کی ان کی طرف سے حفاظت رکھنا اور کبھی بھی خیر' فضیلت اور اعلیٰ مقام کے سوا ان کا ذکر نہ کرنا۔ تو ان کا کبھی بھی ذکر نہ کر مگر ایسے انداز میں جس خیر' فضیلت اور اعلیٰ مقام کے وہ اہل اور مستحق ہیں۔ رضوان اللہ علیہم اجمعین

رسول کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

((مِنْ عَلَامَةِ الْاِيْمَانِ حُبُّ الْأَنْصَارِ، وَمِنْ عَلَامَةِ النِّفَاقِ بُغْضُ الْأَنْصَارِ)) (۱)

''انصار کی محبت علامت ایمان ہے اور انصار سے بغض علامت نفاق ہے۔''

نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کے متعلق ہی فرمایا ہے:

((لَا يُحِبُّهُمْ اِلَّا مُؤْمِنٌ وَلَا يُبْغِضُهُمْ اِلَّا مُنَافِقٌ، مَنْ أَحَبَّهُمْ أَحَبَّهُ اللّٰهُ وَمَنْ أَبْغَضَهُمْ أَبْغَضَهُ اللّٰهُ)) (۲)

''ان سے ایمان والا ہی محبت رکھتا' اور جو ان سے محبت رکھے اللہ تعالیٰ اس سے محبت کرے' اور جو ان سے بغض رکھے اللہ تعالیٰ اس سے بغض رکھے۔''

پیغمبر ثقلین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

((لَا يُبْغِضُ الْأَنْصَارَ رَجُلٌ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ)) (۳)

---

(۱) صحیح البخاری ۱/ ۱۷ من حدیث انس

(۲) صحیح البخاری ۷/ ۲۷۸۳ وصحیح مسلم ۱/ ۵۸ من حدیث البراء

(۳) صحیح مسلم ۱/ ۸۶ من حدیث ابی سعید

''جو آدمی اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ انصار سے بغض نہیں رکھ سکتا۔''

بعض حنابلہ نے اس سے عام معنی مراد لیا ہے کہ جو آدمی بھی اللہ تعالیٰ اس کے رسول اور اس کے دین کی مدد کرے وہ ''انصار'' کے تحت داخل اور شامل ہے' اور ایسے لوگ تو قیامت تک باقی رہیں گے' لہٰذا ان سے دشمنی اکبرالکبائر ہوگی۔

صاحبِ شریعت ﷺ کا فرمان گرامی ہے:

((لَا تَسُبُّوا أَصْحَابِیْ فَوَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَوْ أَنْفَقَ أَحَدُکُمْ مِثْلَ أُحُدٍ ذَھَبًا مَا بَلَغَ مُدَّ أَحَدِھِمْ وَلَا نَصِیْفَہٗ)) [1]

''میرے صحابہ کو گالیاں نہ دینا۔ مجھے اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے' اگر تم میں سے کوئی احد پہاڑ کے برابر سونا بھی خرچ کرے تب بھی وہ ان میں سے کسی ایک کے ''ایک مد'' [2] کو اور نہ ہی ''نصف مد'' کو پہنچ سکتا ہے۔''

اہم نکتہ

مندرجہ بالا کاموں کو ''کبائر'' میں شمار کرنا اس بنا پر ہے کہ بہت سے فقہا نے اس کی صراحت کی ہے اور یہ امر بالکل ظاہر ہے' اور یقیناً صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو گالیاں دینا کبیرہ گناہ ہے۔ جلال البلقینی نے کہا ہے: یہ جماعت کو چھوڑنے اور جماعت سے جدا ہونے کے تحت داخل ہے' اور یہی بدعت ہے' اور دوسرے لفظوں میں یہی ''ترک سنت'' ہے۔ تو جس نے بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو سب وشتم کیا اس نے بلا اختلاف گناہ کبیرہ کا ارتکاب کیا۔

مذکورہ بالا احادیث سے بھی اس کی تائید ہو رہی ہے۔ ایک حدیث اور ملاحظہ فرمائیں:

((إِذَا ذُکِرَ أَصْحَابِیْ فَأَمْسِکُوْا)) [3]

''جہاں میرے صحابہ کرام کا ذکر آجائے وہاں خاموش ہو جایا کرو۔''

ایک دوسری حدیث مبارک میں بھی ہے:

---

[1] صحیح البخاری ۷/۲۶۷۳ وصحیح مسلم ۴/۱۹۶۷ من حدیث ابی سعید۔

[2] مد = ۱⅓ رطل' رطل ۳۹۸ گرام ۳۴ ملی گرام' لہٰذا مد ۵۳۱ گرام' ۴۵ ملی گرام یعنی تقریباً آدھ کلوگرام سے کچھ زائد اور نصف مد تقریباً ایک پاؤ (مترجم)

[3] ذکر الھیثمی فی المجمع ۷/۲۰۲' من حدیث ابن مسعود' وذکرہ الالبانیؒ فی السلسلۃ الصحیحۃ ۳۴۔

((مَنْ قَالَ لِأَخِيهِ يَا كَافِرُ، فَقَدْ بَاءَ بِهَا أَحَدُهُمَا)) [1]

''جس نے اپنے بھائی سے کہا: ''اے کافر!'' تو ان دونوں میں سے ایک اس لفظ کے ساتھ پلٹے گا۔''

جس نے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں کہا: ''کافر'' تو وہ خود یقیناً اس وقت کافر ہو گا۔ اللہ تعالیٰ نے تو کئی آیات مبارکہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے خوش ہو جانے کی وضاحت فرما دی ہے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ ۙ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ﴾ (التوبة : ۹/۱۰۰)

''اور جو مہاجرین اور انصار سابق اور مقدم ہیں اور جتنے لوگ اخلاص کے ساتھ ان کے پیرو ہیں اللہ ان سب سے راضی ہوا اور وہ سب اس سے راضی ہوئے۔''

اب جس کسی نے بھی ان کو یا ان میں سے کسی ایک کو برا کہا یا گالی دی تو یقیناً اس نے اللہ تعالیٰ سے اعلان جنگ کیا' اور جو بھی اللہ تبارک و تعالیٰ سے اعلان جنگ کرے گا اللہ تعالیٰ تو اسے ہلاک اور رسوا کر دے گا۔ اس لیے تو علمائے کرام نے یہ بات کہی ہے: جب صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا ذکر برے لفظوں سے ہونے لگے' مثلاً: ان کی طرف عیب اور نقص کی نسبت ہو تو اس بات میں بحث کو طول نہیں دینا ہے' بلکہ اس عیب کو ہاتھ کی قوت سے' یا زبان کی طاقت سے' یا قلب کی استطاعت سے مقدور بھر کوشش کے ساتھ باقی سب برائیوں کی طرح اس کا رد کرنا بھی واجب ہوتا ہے' بلکہ یہ تو ان سب سے زیادہ بری اور قبیح برائی ہے۔ اسی لیے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑے شد و مد سے' بڑے تاکیدی الفاظ کے ساتھ اس سے خبردار کیا ہے۔ آپ کا فرمان مبارک ہے: ''اللّٰه اللّٰه'' اللہ سے ڈرو' اللہ سے ڈرو یعنی اس کے عذاب' عقاب اور اس کی سزاؤں سے' جیسا کہ اس فرمان الٰہی سے مراد ہے:

﴿وَ يُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ ؕ وَ اِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ۲۸﴾ (ال عمران : ۳/۲۸)

''اور اللہ تعالیٰ خود تمہیں اپنی ذات سے ڈرا رہا ہے۔''

اکابر سلف میں سے ابو سختیانی رحمہ اللہ کا قول ہے:

[1] اخرجه احمد فی مسنده ۲/۱۱۲ ومالك فی الموطا ۹۸۴ والبخاری ۱۰ ح ۶۱۰۴ ((الفتح))' بلفظ: ((ایما رجل))

''جس نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے محبت رکھی اس نے دین کے منارہ کو قائم کر لیا' اور جس نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے محبت رکھی اس نے راستے کو روشن بنا لیا' اور جس نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے محبت رکھی اس نے اللہ کے نور سے روشنی پا لی' اور جس نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے محبت رکھی اس نے مضبوط چھلے کو مضبوطی سے تھام لیا' اور جس نے تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے متعلق خیر کی بات کہی تو وہ نفاق سے بری ہو گیا۔''

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فضائل و مناقب تو حد شمار سے کہیں زیادہ ہیں!!! اہل سنت والجماعت کا اس بات پر اجماع ہے کہ تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے سب سے زیادہ مقام وفضیلت والے وہ دس حضرات ہیں جنہیں زبان رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک ہی پیرائے میں جنت کی بشارت دی گئی ہے۔ سب سے اونچے مقام والے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ' اکثر اہل سنت کے قول کے مطابق' پھر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ پھر سیدنا علی رضی اللہ عنہ۔ ان حضرات کے بارے میں صرف کوئی بدعتی' منافق اور بدباطن ہی زبان طعن دراز کرے گا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو ان چاروں کے طریقے کو مضبوطی سے تھام رکھنے کی ہدایت فرمائی ہے۔ فرمان گرامی ملاحظہ ہو:

((عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ مِنْ بَعْدِي، عَضُّوا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ)) ①

''تم میری سنت اور ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کی سنت کو میرے بعد لازم پکڑنا' اور اسے اپنے آخری دانتوں کے ساتھ مضبوطی سے تھام لینا۔'' ②

---

① اخرجه احمد ٤/١٢٦ وابوداود ٤/٤٦٠٧ وابن ماجه ١/٤٢ وابن حبان ١/٥، من حديث العرباض بن سارية وقال الالبانيؒ: صحيح الارواء ٢٤٥٥

② انسان کے منہ میں کل بتیس (۳۲) دانت ہوتے ہیں' جن کے عربوں نے الگ الگ نام رکھے ہوئے ہیں۔ قراء حضرات میں مخارج حروف کا اعتبار کرنے کے لیے ان دانتوں کا ذکر بھی آتا ہے۔ کسی صاحب نے سب دانتوں کو ان شعار میں جمع کر دیا ہے ؎

ہے تعداد دانتوں کی کل تیس اور دو
ثنایا ہیں چار اور رباعی ہیں دو دو
ہیں انیاب چار باقی رہے بیس
کہتے ہیں قراء اخراس انہی کو

⇦⇦⇦

اور خلفائے راشدین سے مراد صرف یہی چاروں مذکورہ حضرات ہیں علمائے کرام کے اجماع اور اتفاق کے مطابق' جو قابل اعتماد ہیں۔

خصوصیات سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا

اور جو سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر بے حیائی کی تہمت لگائے وہ بالا جماع کافر ہو جائے گا کیونکہ اس سے قرآن پاک کے اتنے حصے کی تکذیب لازم آتی ہے جو ان کی برأت کے متعلق نازل ہوا ہے۔ جس برائی کی منافقین اور دوسروں نے آپ کی طرف نسبت کی تھی' اللہ تعالیٰ نے انہیں اس سے بری الذمہ قرار دیا ہے۔ اسی طرح ان کے باپ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی ''صحبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم'' کا انکار کرنا بھی بالاجماع کفر ہے' کیونکہ اس سے بھی قرآن کریم کی تکذیب ہوتی ہے۔ جیسے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا ہے:

⇦⇦⇦

ضواحک ہیں چار' طواحن ہیں بارہ
انواجذ بھی ہیں ان کے پہلو میں دو دو

ثنایا: سامنے والے چار دانت۔ رباعی: ان کے دونوں اطراف میں اوپر نیچے چار دانت۔ انیاب: ان کے آگے والے چاروں نوکدار دانت۔ اخراس: ڈاڑھیں یعنی قبل ازیں ذکر شدہ ۱۲ دانت ہیں باقی ۲۰ ڈاڑھیں ہیں۔ ضواحک: ہنستے ہوئے ظاہر ہونے والی پہلی چار ڈاڑھیں۔ طواحن: کھانے کو چبانے اور پینے کے لیے دونوں اطراف میں تین اوپر' تین نیچے کی' بارہ ڈاڑھیں اور سب سے آخر میں نواجذ جو پختگی اور استحکام کا معنی رکھتی ہیں۔

دانتوں کے نام سمجھنے سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی سنت مبارکہ اور خلفائے راشدین کی سنت کو مضبوطی سے تھامنے کا جو حکم دیا ہے وہ کتنا اہم اور ضروری ہے کہ پہلے ۲۸ دانتوں میں سنت کو پکڑنے کے بجائے آخری چار دانتوں میں پکڑنے کی تاکید فرما رہے ہیں۔ اب آپ خود سوچ لیں یا تجربہ کر کے دیکھ لیں کہ کسی چیز کو پہلے دانتوں میں پکڑنے سے اتنی مضبوطی نہیں آتی جتنی مضبوطی ''نواجذ'' سے پکڑنے میں آسکتی ہے۔ بلکہ اگر کوئی سامنے والے دانتوں سے چیز کو پکڑ کر باہر کی طرف کھینچے تو دانتوں کے گرنے کا کتنا احتمال اور خطرہ ہے' بخلاف ''نواجذ'' کے کہ ان کے گرنے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ لہٰذا ہمیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر سنت مبارکہ کو اور خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کی ہر سنت کو جو مقام و مرتبہ دینا چاہیے وہ ہمارے لیے عیاں اور روز روشن کی طرح واضح ہو چکا۔ سنت کو مضبوطی سے تھام لینے کے بعد منہ کے کھلنے کی گنجائش ہی باقی نہیں رہتی۔ اس طرح سنت کے بالمقابل کسی دوسری چیز کو ماننے کی گنجائش بھی نہیں رہتی۔ اللہ تعالیٰ سب کلمہ گو مسلمانوں کو مذکورہ حقیقت مان کر سنت پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ واللہ ولی التوفیق! (مترجم)

﴿اِذۡ يَقُوۡلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحۡزَنۡ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا﴾ (التوبۃ : ۹/ ۴۰)

''جب یہ اپنے ساتھی سے کہہ رہے تھے کہ غم نہ کر! اللہ ہمارے ساتھ ہے۔''

بہت سے علمائے کرام نے تو سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو گالی دینے والے کو قتل کرنے کا فتویٰ دیا ہے' وہ تو سب وشتم سے ہر لحاظ سے پاک ہیں۔ آپ بہت سی امتیازی خصوصیات کے ساتھ دوسری ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن سے ممتاز ہیں جن میں سے چند مندرجہ ذیل ہیں:

''سیدنا جبریل امین علیہ السلام آپ کی شادی سے قبل آپ کی صورت مبارک کو اپنی ہتھیلی میں رکھ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت عالیہ میں تشریف لائے تھے۔ آپ نے ان کے علاوہ کسی دوسری کنواری اور دوشیزہ سے نکاح نہیں کیا۔ آپ نے کسی دوسری ایسی خاتون سے نکاح نہیں فرمایا جس کے ماں باپ دونوں نے اس کے ساتھ ہجرت کی ہو۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا رسولِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو باقی ازواج مطہرات کی نسبت زیادہ محبوب تھیں' اور آپ کے باپ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے زیادہ مقام' زیادہ عزت اور زیادہ مرتبے والے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ان کے لحاف کے سوا کسی اور کے لحاف میں وحی بھی نازل نہیں ہوئی۔ آپ پر زبانِ طعن دراز کرنے والوں کی تردید میں آسمانوں سے آپ کی برأت نازل ہوئی ہے۔ سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا نے اپنا دن اور اپنی رات بھی ان کے نام ہبہ کر دی تھی۔ اس لیے آپ کی دو راتیں اور دو دن تھے جب کہ دوسری تمام ازواج مطہرات کے حصے میں یہ سعادت نہ تھی۔ آپؓ جب کبھی ناراض ہو جاتی تھیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خود انہیں راضی کرتے تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آپؓ کے دامن اور سینے کے بیچ میں اللہ کو پیارے ہوئے تھے اور اتفاق سے وہ دن بھی آپ کی باری کا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس دن فوت ہوئے تھے جو دن سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی اپنی باری اور اپنے حق والا دن تھا۔ آپؐ کے آخری سانسوں کے وقت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا لعاب دہن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لعاب دہن سے بھی ملا تھا۔ [1] اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان ہی کے کمرے میں مدفون ہوئے ہیں۔ آپؓ سے مروی احادیث کی تعداد بھی سب سے زیادہ ہے۔ باقی عورتوں کا علم آپؓ کے علم کے سامنے ایک قطرہ کی حیثیت بھی نہیں رکھتا۔ آپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بائیس سو احادیث بیان کی ہیں۔ آپؓ طیبہ ہی پیدا کی گئی تھیں اور طیب (صلی اللہ علیہ وسلم) کے عقد میں رہیں۔ ان سے بخشش اور

---

[1] کیونکہ آپ نے مسواک کو چبا کر نرم کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ میں رکھا تھا اور پھر وہی مسواک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دانتوں میں پھیری تھی جس کی طرف یہ اشارہ ہے۔ (مترجم)

رزق کریم کا وعدہ کیا گیا ہے۔

سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جب بھی کوئی مشکل مسئلہ درپیش آتا' ہم اس کے متعلق سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کرتے تو اس مسئلہ کا حل ہمیں ضرور بالضرور ان کے پاس مل جاتا تھا۔ آپ طبعاً خوش گفتار اور بلا تکلف انتہائی فیاض تھیں۔ آپ نے ستر ہزار حاجت مندوں میں مال تقسیم کیا پھر بھی آپ کی قمیص بھری ہوئی تھی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا پیار سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا جگر گوشہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک زبان سے اور دوسروں کی زبان سے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے متعلق لوگوں میں پھیلا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے سوا اور کوئی جواب نہ دیا:

((لَا تُؤْذُوْنِیْ فِیْ عَائِشَةَ' فَوَاللّٰهِ مَا نَزَلَ عَلَیَّ الْوَحْیُ فِیْ لِحَافِ امْرَأَةٍ مِنْكُنَّ غَیْرَهَا)) ①

''مجھے عائشہؓ کے حوالے سے تکلیف نہ پہنچاؤ۔ اللہ کی قسم! اس کے سوا کسی دوسری کے لحاف میں مجھ پر وحی نازل نہیں ہوتی۔''

اسی لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((فَضْلُ عَائِشَةَ عَلَی النِّسَاءِ كَفَضْلِ الثَّرِیْدِ عَلٰی سَائِرِ الطَّعَامِ)) ②

''عائشہ کی دوسری عورتوں پر ایسے ہی فضیلت ہے جس طرح ثرید ③ کی باقی کھانوں پر فضیلت ہے۔''

آپ کی آنکھوں سے پردے ہٹا دیے گئے' تو آپ نے جبریل امین علیہ السلام کو دیکھا' جبریل امین علیہ السلام نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ انہیں سلام کہہ دیں' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((هٰذَا جِبْرِیْلُ یَقْرَأُ عَلَیْكِ السَّلَامَ)) ④

''یہ جبریل ہیں جو تمہیں سلام پیش کر رہے ہیں۔''

❀❀❀❀

---

① صحیح البخاری ٥/٢٥٨١ ((الفتح))' وصحیح مسلم ٤/١٨٩١

② صحیح البخاری ٧/٣٧٦٩ ((الفتح)) وصحیح مسلم ٤/١٨٥٩

③ ثرید: عربوں کا ایک مرغوب کھانا تھا' جو شوربے وغیرہ میں روٹی بھگو کر کھاتے تھے۔

④ صحیح البخاری ٧/٣٧٦٨ ((الفتح)) وصحیح مسلم ٤/١٨٩٦

قُلْ تَعَالَوْا أَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ

عورتوں پر حرام

مگر کیا...؟

2

عبادات میں مومنات پر حرام کیے گئے کام

- عبادات میں مومنات حرام کاموں سے محتاط رہیں
- شرعی علم کو مومن عورتوں سے چھپانا حرام ہے۔
- طہارت صلاۃ کے ضروری امور میں کوتاہی حرام ہے۔
- بدن اور کپڑوں کو بول و براز کی نجاست سے پاک نہ رکھنا حرام ہے۔
- احتلام سے عورت پر بھی غسل واجب ہو جاتا ہے۔
- دانستہ نماز چھوڑنا یا اس کی ادائیگی میں سستی کرنا حرام ہے۔
- واجبات نماز میں سے کسی ایک واجب کام کو دانستہ چھوڑنا حرام ہے۔
- بلا عذر شرعی، نماز کو وقت سے دانستہ مؤخر کرنا حرام ہے۔
- عورت کے لیے بڑے اختصار سے نماز اور طہارت کے احکام کا بیان۔
- قبروں کو مسجدیں بنانا اور ان پر چراغاں کرنا حرام ہے۔
- ماہ رمضان میں غروب آفتاب کا مکمل یقین ہونے سے قبل افطاری کرنا حرام ہے۔
- فرض زکوۃ ادا نہ کرنا حرام ہے۔
- رسول اکرم ﷺ کا اسم گرامی سن کر درود پاک نہ پڑھنا حرام ہے۔

❀❀❀❀

بحث: 1

شرعی علم کو چھپانا

اے میری ایمانی بہن!

دین حنیف کے جو احکام تجھے یاد ہوں اور مومن عورتوں کو ان کی حاجت اور ضرورت بھی ہو' انہیں چھپانے سے بچتی رہو۔ ان احکامات کو ان کے سامنے بیان کرتی رہو تاکہ انہیں دین میں سمجھ بوجھ اور واقفیت ہوتی رہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَالْهُدَىٰ مِن بَعْدِ مَا بَيَّنَّاهُ لِلنَّاسِ فِي الْكِتَابِ ۙ أُولَٰئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللَّهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللَّاعِنُونَ ﴿١٥٩﴾﴾

(البقرة : ۲/۱۵۹)

''جو لوگ ہماری اتاری ہوئی دلیلوں اور ہدایت کو چھپاتے ہیں' باوجود اس کے کہ ہم انہیں اپنی کتاب میں لوگوں کے لیے بیان کر چکے ہیں' ان لوگوں پر اللہ کی اور تمام لعنت کرنے والوں کی لعنت ہے۔''

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ایک جماعت نے یوں بیان کیا ہے: ''یہ آیت یہود و نصاریٰ کے متعلق نازل ہوئی ہے جنہوں نے تورات میں وارد نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات کو چھپا لیا تھا۔''

اور یوں بھی بیان کیا گیا ہے: ''یہ آیت مبارکہ عام ہے'' (یعنی اسے یہود و نصاریٰ سے خاص کرنے کے بجائے اس کا حکم عام رکھا جائے) اور یہی صحیح اور درست ہے۔ کیونکہ لفظوں کی عمومیت کا اعتبار ہوتا ہے نہ کہ خاص سبب کا۔

دین کو چھپانا یقیناً لعنت کا حق دار بنا دیتا ہے' لہٰذا عام وصف کی موجودگی میں حکم بھی عام رکھنا واجب ہوتا ہے۔ بہت سے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے مثلاً: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس سے ''عموم'' کا معنی لیا ہے۔ انہوں نے اسی آیت مبارکہ سے استدلال کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نازل کردہ وحی الٰہی میں سے کچھ بھی نہیں چھپایا اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس آیت کریمہ سے استدلال کیا ہے کہ اگر یہ آیت مقدسہ اور اس جیسی دیگر آیات مبارکہ نہ ہوتیں تو ہم احادیث کی

روایت کثرت سے نہ کرتے۔ اور ''کتم'' کا معنی بھی یہ ہے کہ جس چیز کو ظاہر کرنے کی ضرورت ہو اسے ظاہر نہ کرنا' جس طرح یہ فرمان الٰہی بھی ہے:

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ الْكِتٰبِ وَ يَشْتَرُوْنَ بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۙ اُولٰٓىِٕكَ مَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ اِلَّا النَّارَ وَ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَ لَا يُزَكِّيْهِمْ ۚۖ وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝۱۷۴ اُولٰٓىِٕكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰى وَ الْعَذَابَ بِالْمَغْفِرَةِ ۚ فَمَاۤ اَصْبَرَهُمْ عَلَى النَّارِ ۝۱۷۵﴾

(البقرة : ۲/۱۷۴-۱۷۵)

''بے شک یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی اتاری ہوئی کتاب چھپاتے ہیں اور اسے تھوڑی سی قیمت پر بیچتے ہیں۔ یقین مانو کہ یہ اپنے پیٹ میں آگ بھر رہے ہیں۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان سے بات بھی نہ کرے گا نہ انہیں پاک کرے گا' بلکہ ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے گمراہی کو ہدایت کے بدلے اور عذاب کو مغفرت کے بدلے خرید لیا ہے۔ یہ لوگ آگ کا کتنا عذاب برداشت کرنے والے ہیں۔''

اس کی مثال قرآن مجید کی یہ آیت مبارکہ بھی ہے:

﴿وَ اِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَتُبَيِّنُنَّهٗ لِلنَّاسِ وَ لَا تَكْتُمُوْنَهٗ ۫ فَنَبَذُوْهُ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ وَ اشْتَرَوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا ؕ فَبِئْسَ مَا يَشْتَرُوْنَ ۝۱۸۷﴾ (ال عمران : ۳/۱۸۷)

''اور اللہ تعالیٰ نے جب اہل کتاب سے عہد لیا کہ تم اسے سب لوگوں سے ضرور بیان کرو گے اور اسے چھپاؤ گے نہیں تو پھر بھی ان لوگوں نے اس عہد کو اپنی پیٹھ پیچھے ڈال دیا اور اسے بہت کم قیمت پر بیچ ڈالا۔ ان کا یہ بیوپار بہت برا ہے۔''

یہ دونوں آیات بھی اگرچہ یہود کے نبی مکرم ﷺ کی صفات کو چھپانے کے سلسلے میں ہی ہیں لیکن یہاں بھی الفاظ کے عموم کا ہی اعتبار ہو گا۔ ''البینات'' یعنی واضح نشانیاں۔ ان سے انبیاً پر نازل ہونے والی وحی اور آسمانی کتب مراد ہیں۔ ''الہدیٰ'' سے مراد عقلی ونقلی دلائل ہیں اور ''بعد'' ''یکتمون'' کا ظرف ہے اور ''انزلنا'' کا ظرف نہیں ہے کیونکہ معنی درست نہیں رہتا۔

اس آیت مبارکہ کا یہ معنیٰ بھی لیا گیا ہے اور اس آیت مبارکہ میں اس امر کی دلالت بھی موجود ہے کہ جن مقامات میں عقلی دلائل کے ساتھ ''اصول دین'' بیان کیے جاسکتے ہیں اور لوگوں کو اس کی حاجت بھی ہے' ان کو بیان کرنا چھوڑ دے یا چھپا جائے تو ایسا شخص بھی اس وعید میں شامل ہوگا۔

اللعنة: لغت میں اس کا معنیٰ دور کرنا اور شریعت میں اس کا مفہوم رحمت الٰہی سے دور کرنا ہے۔ ''اللعنون'' سے مراد زمین پر چلنے پھرنے والے سب جان دار اور موذی جانور وغیرہ ہیں۔ وہ سب کہتے ہیں ''ہم بنی آدم کے گناہوں کی وجہ سے بارش سے محروم کر دیے گئے ہیں۔'' ادراک والی حس کی وجہ سے ''اللعنون'' کو واؤ اور ن'' کے ساتھ جمع مذکر سالم کی ترتیب پر لایا گیا ہے' جس طرح کہ اس فرمان الٰہی میں ہے:

﴿رَأَيْتُهُمْ لِي سٰجِدِينَ﴾ (یوسف : ۱۲/ ۴)

''کہ وہ سب مجھے سجدہ کر رہے ہیں۔''

دوسرے مقام پر اس طرح ہے:

﴿أَعْنَاقُهُمْ لَهَا خٰضِعِينَ﴾ (الشعرا : ۲۶/ ۴)

''جس کے سامنے ان کی گردنیں خم ہو جاتیں۔''

لعنت کرنے والوں سے ہر چیز مراد ہے۔ جنات' مومن انسان' ملائکہ' انبیائے عظام اور اولیائے کرام۔ زجاج رحمہ اللہ نے اس سے مراد صرف فرشتے اور اہل ایمان لینے ہی کو درست قرار دیا ہے' اور پہلے قول کو یہ کہتے ہوئے رد کیا ہے کہ یہ معنیٰ صرف ''نص قرآن'' ہی پر موقوف ہے اور وہاں یہ الفاظ نہیں ہیں۔ اور امام قرطبی رحمہ اللہ نے اس ''نص حدیث'' سے اس قول کی تردید کی ہے کہ ابن ماجہ میں یہ حدیث پاک موجود ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ''اللعنون'' کی تفسیر میں روئے زمین کے جاندار مراد لیے ہیں۔ حسن بصری رحمہ اللہ نے یوں فرمایا ہے ''یہ اللہ تعالیٰ کے سب بندے ہیں۔'' بعض مفسرین نے یوں کہا ہے کہ یہ آیت کریمہ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ ''کتمان علم'' کبیرہ گناہوں میں سے ہے' کیونکہ اس پر اللہ تعالیٰ نے لعنت کو واجب قرار دیا ہے' اور ''پس پشت'' ڈالنے سے سخت اعراض کرنے کی طرف کنایہ ہے' اور ''ثمن قلیل'' سے مراد وہ مال اور نذرانے ہیں جو وہ اپنے علمی رعب و دبدبے کی وجہ سے اپنے کم درجہ لوگوں

سے وصول کرتے ہیں۔

﴿فَبِئْسَ مَا يَشْتَرُوْنَ﴾ (آل عمران : ۱۸۷/۳)

''ان کا خریدنا برا ہے اور اس کاروبار میں وہ خسارے میں ہیں۔''

دوسری طرف سنت مبارکہ میں اسی موضوع پر کئی ایک احادیث بھی موجود ہیں۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ سُئِلَ عَنْ عِلْمٍ فَكَتَمَهُ أُلْجِمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِلِجَامٍ مِّنْ نَارٍ)) [1]

''جس سے کسی علم کے متعلق پوچھا گیا اور اس نے اسے چھپا لیا تو قیامت کے دن اسے آگ کی لگام پہنائی جائے گی۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

((مَا مِنْ رَجُلٍ يَحْفَظُ عِلْمًا فَيَكْتُمُهُ اِلَّا أَتَى يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُلْجَمًا بِلِجَامٍ مِّنْ نَّارٍ)) [2]

''جس آدمی کو علم کی کوئی بات یاد ہو پھر وہ اسے چھپائے پھرتا ہو' قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اسے آگ کی لگام ڈالی گئی ہوگی۔''

نبی برحق صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ بھی فرمان ہے:

((مَنْ سُئِلَ عَنْ عِلْمٍ فَكَتَمَهُ جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُلْجَمًا بِلِجَامٍ مِّنْ نَّارٍ' وَمَنْ قَالَ فِي الْقُرْآنِ بِغَيْرِ مَا يَعْلَمُ جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُلْجَمًا بِلِجَامٍ مِّنْ نَّارٍ)) [3]

''جس کسی سے کسی علم کے متعلق پوچھا جائے اور وہ چھپائے رکھے تو قیامت کے روز اس حالت میں لایا جائے گا کہ اس کے منہ میں آگ کی لگام ہوگی' اور جس نے قرآن مجید میں بغیر علم کے کوئی بات کہی اسے بھی آگ کی لگام ڈالی جائے گی۔''

---

[1] اخرجه ابوداود ۳۶۵۸/۳ والترمذی ۲۶۴۹/۵ وابن ماجه ۲۶۴/۱ والحاكم بنحوه ۱۰۱/۱ وهو حديث صحيح۔

[2] اخرجه ابن ماجه ۲۶۱/۱ من حديث ابی هريرة' وهو حديث حسن۔

[3] اخرجه احمد ۲۹۶ واسناده صحيح

ایک حدیث مبارکہ میں الفاظ اس طرح ہیں:

((مَنْ كَتَمَ عِلْمًا، أَلْجَمَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِلِجَامٍ مِّنْ نَّارٍ)) [1]

''جس نے علم کو چھپا کر رکھا' اللہ تعالیٰ روز قیامت اسے آگ کی لگام پہنائے گا۔''

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی ایک جماعت مثلاً: سیدنا جابر' سیدنا انس' سیدنا عمر کے دو صاحبزادوں' سیدنا عبداللہ بن مسعود' سیدنا عمرو بن عنبسہ' سیدنا علی بن طلق اور سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہم نے اس حدیث میں کچھ یہ زائد الفاظ بھی ذکر کیے ہیں لوگوں کے دین میں نفع مند اور مفید علم کو چھپایا۔'' (لہٰذا طالب علم پر واجب اور لازمی ہے کہ وہ علم کو پھیلانے والا' واضح بیان کرنے والا اور اس کی تبلیغ کرنے والا ہو' اللہ تعالیٰ کے حکم کی اطاعت کرتے ہوئے اور ''تبلیغ اسلام'' میں اس کے رسول محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرتے ہوئے۔)

---

[1] اخرجه الحاكم ١/١٠٢ من حديث عبدالله بن عمرو بن العاص واسناده صحيح۔

بحث: 2

طہارت و پاکیزگی کے امور میں کوتاہی و سستی

اے میری اسلامی بہن!

نماز ادا کرنے کے لیے پاکی کے حصول اور وضو کا مکمل اہتمام کرنے پر حرص رکھا کرو کیونکہ طہارت کے ضروری امور کی انجام دہی میں کوتاہی نماز کو باطل کرنے والی ہے اور یہ عدم قبولیت کے اسباب میں سے ہے' اور نماز کی نامنظوری شرعاً عذاب الٰہی تک پہنچانے والی ہے' اور صرف طہارت کی حرص ہی اس سے بچانے والی ہے۔

شیخین رحمہما اللہ اور دیگر ائمہ رحمہم اللہ نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو ایسی حالت میں دیکھا کہ اس نے پاؤں کی ایڑیاں مکمل نہ دھوئی تھیں تو آپ نے فرمایا:

((وَیْلٌ لِلْأَعْقَابِ مِنَ النَّارِ)) [1]

''ایڑیوں کے لیے آگ کی تباہی ہے'' یا ''ایڑیوں کے لیے جہنم کی ''ویل'' ہے۔'' [2]

بخاری اور مسلم کی ایک روایت میں اس طرح بھی آتا ہے: کہ انہوں نے ایک جماعت کو ایک برتن سے وضو کرتے ہوئے دیکھا تو فرمایا:

((أَسْبِغُوا الْوُضُوْءَ فَإِنِّی سَمِعْتُ اَبَا الْقَاسِمِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: ((وَیْلٌ لِلْأَعْقَابِ مِنَ النَّارِ۔ أَوْ۔ وَیْلٌ لِلْعَرَاقِیْبِ مِنَ النَّارِ)) [3]

''مکمل وضو کرو! یقیناً میں نے ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے: ''ایڑیوں کے لیے آتش دوزخ کی تباہی ہے'' یا ''ٹخنوں کے عقبی حصے کے لیے آتش دوزخ کی تباہی ہے۔''

مسند احمد کی ایک موقوف روایت اور طبرانی کبیر کی مرفوع روایت اور صحیح ابن خزیمہ میں

---

[1] صحیح البخاری ١/١٦٥ ((الفتح)) وصحیح مسلم ١/٢١٤

[2] ویل: تباہی کو بھی کہتے ہیں اور دوزخ کے ایک طبقہ کا نام بھی ہے۔ مترجم

[3] صحیح البخاری ١/١٥٦ ((الفتح)) وصحیح مسلم ١/٢١٤

اس طرح ہے:

((وَيْلٌ لِلأَعْقَابِ وَبُطُوْنِ الْأَقْدَامِ مِنَ النَّارِ)) ①

''ایڑیوں اور پاؤں کے تلووں کے لیے جہنم کی آگ سے تباہی ہوگی۔''

صحیح مسلم میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک جماعت کو دیکھا جن کی ایڑیاں چمک رہی تھیں، تب آپ نے فرمایا:

((وَيْلٌ لِلأَعْقَابِ مِنَ النَّارِ أَسْبِغُوا الْوُضُوءَ)) ②

''ایڑیوں کے لیے آتش جہنم سے تباہی ہے۔ وضو کو مکمل کرو۔''

تنبیہ ......ان احادیث سے یہ بات عیاں ہو رہی ہے کہ اس آدمی کے لیے جو ہاتھوں یا پاؤں کے دھونے میں واجب کاموں کو چھوڑتا ہے سخت وعید ہے۔ اس پر ہی بقیہ واجبات وضو کو قیاس کیا جائے گا اور یہ سابقہ گناہ کبیرہ کی تعریف میں داخل ہوں گے کیونکہ اس پر وعید وارد ہے۔ اس لیے میں نے اسے ''کبائر'' میں شمار کیا ہے، کیونکہ بالاجماع کسی واجب امر کو چھوڑ دینا یا چھوڑنے والے کے اعتقاد کے لحاظ سے یہ امور ''ترک نماز'' کو مستلزم ہیں، لہٰذا یہ بھی اس حکم کے تحت آئے گا کہ واجب امر کو چھوڑنا ''کبیرہ گناہ'' ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

((اِنَّ تَحْتَ كُلِّ شَعْرَةٍ جَنَابَةً، فَبُلُّوا الشَّعْرَ، وَأَنْقُوا الْبَشَرَ)) ③

''بلاشبہ ہر بال کے نیچے جنابت ہوتی ہے تم بالوں کو تر کیا کرو اور بدن کو خوب ملا کرو اور صاف کیا کرو۔''

---

① اخرجه احمد ٤/١٩١ وابن خزيمة ١/١٦٣ وذكره الهيثمي في المجمع ١/٢٤٠ من حديث عقبة بن مسلم عن عبدالله بن الحارث، وقال: رواه احمد هكذا، وقال الطبراني في الكبير عن عبدالله بن الحارث: ورجال احمد والطبراني ثقات، وقال الالبانيؒ: صحيح۔

② صحيح مسلم ١/٢١٤ وابوداود ١/٩٧ والنسائي ١/٧٨ وابن ماجه ١/٤٥٠

③ اخرجه الترمذي ١/٥ ٢٨٠ وذكره الالبانيؒ في صحيح الجامع ٥٦٠٥ وقال: صحيح الارواء ٢٠٠٩

بحث: 3

نجاست کے متعلق کوتاہی

اے میری ایمان والی بہن!

اسلام میں مذکورہ نجاستوں سے اپنے بدن اور کپڑوں کو صاف کرنے کا پورا پورا اہتمام کرنا اور ان کی پلیدی سے طہارت حاصل کرنے کا مکمل انتظام کرنا واجب ہے۔ ناپاکی کو دور کرنے کی قدرت کے باوجود اس کا اہتمام نہ کرنا نماز کے صحیح ہونے کے راستے میں رکاوٹ ہے۔ طہارت ''صحت صلاۃ'' کی شروط میں سے ایک شرط ہے۔ اس کے بغیر نماز قبول نہیں ہوتی۔

شیخینؒ وغیرہ نے یہ روایت بیان کی ہے کہ نبی اکرم ﷺ دو قبروں کے قریب سے گزرے آپ ﷺ نے فرمایا:

((اِنَّهُمَا يُعَذَّبَانِ وَمَا يُعَذَّبَانِ فِيْ كَبِيْرٍ، بَلٰى اِنَّهُ لَكَبِيْرٌ، أَمَّا أَحَدُهُمَا فَكَانَ يَمْشِيْ بِالنَّمِيْمَةِ وَأَمَّا الْآخَرُ فَكَانَ لَا يَسْتَنْزِهُ مِنْ بَوْلِهِ)) [1]

''یہ دونوں عذاب میں گرفتار ہیں، اور یہ کسی بڑی بات کی وجہ سے عذاب نہیں دیے جا رہے، البتہ وہ کام گناہ کبیرہ ہیں۔ ان میں سے ایک تو چغلی کھایا کرتا تھا جب کہ دوسرا اپنے پیشاب سے پاکی حاصل نہ کیا کرتا تھا۔''

بخاری کی ایک روایت میں اور ابن خزیمہ کی صحیح میں اس طرح ہے:

((اَنَّهُ مَرَّ بِحَائِطٍ فَسَمِعَ صَوْتَ اِنْسَانَيْنِ يُعَذَّبَانِ فِيْ قُبُوْرِهَا فَقَالَ اِنَّهُمَا يُعَذَّبَانِ، وَمَا يُعَذَّبَانِ فِيْ كَبِيْرٍ۔ ثُمَّ قَالَ۔ بَلٰى اِنَّ أَحَدَهُمَا كَانَ لَا يَسْتَنْزِهُ مِنْ بَوْلِهِ وَكَانَ الْآخَرُ يَمْشِيْ بِالنَّمِيْمَةِ)) [2]

''کہ نبی کریم ﷺ ایک باغ کے قریب سے گزرے۔ آپ نے قبروں میں مدفون دو انسانوں کو عذاب ہونے کی آوازیں سنیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ دونوں عذاب دیے جا رہے ہیں اور یہ دونوں ہی کسی بڑی کوتاہی میں عذاب نہیں دیے جا

---

[1] صحیح البخاری ۱۰/۶۰۵۲ ((الفتح))، ومسلم ۱/۲۴۰-۲۴۱

[2] صحیح البخاری ۱/۲۱۶ ((الفتح))، وابن خزیمۃ ۱/۵۵

رہے۔ پھر آپ نے فرمایا: ہاں! ان میں سے ایک اپنے پیشاب سے طہارت نہ کرتا تھا اور دوسرا چغلی کھایا کرتا تھا۔''

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ہے:

((أَكْثَرُ عَذَابِ الْقَبْرِ مِنَ الْبَوْلِ)) ①

''زیادہ عذاب قبر پیشاب کی وجہ سے ہوتا ہے۔''

ایک دوسری روایت میں ہے جس کی سند کوئی اعتراض نہیں:

((اتَّقُوا الْبَوْلَ فَإِنَّهُ أَوَّلُ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ فِي الْقَبْرِ)) ②

''پیشاب سے بچا کرو' کیونکہ قبر میں سب سے پہلے اسی چیز کا حساب لیا جائے گا۔''

سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ ایک انتہائی گرمی والے دن میں بقیع الغرقد (مدینہ منورہ کے قبرستان کا نام ہے) میں سے گزرے۔ سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا لوگ آپ ﷺ کے پیچھے پیچھے چل رہے تھے۔ سیدنا ابوامامہؓ نے فرمایا: جب آپ نے جوتوں کی آوازیں سنیں اور آپ کے دل میں یہ بات پکی ہوگئی' آپ وہیں بیٹھ گئے اور سب رفقا کو اپنے آگے کرلیا۔ جب آپ بقیع الغرقد میں سے دو تازہ قبروں کے قریب سے گزرے تو صحابی کہتے ہیں: نبی اکرم ﷺ وہیں رک گئے اور دریافت کیا: آج تم نے یہاں کسے دفن کیا ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جواب دیا: فلاں اور فلاں کو۔ انہوں نے پوچھا: یا نبی! کیا بات ہوئی؟ تو آپ نے فرمایا:

((أَمَّا أَحَدُهُمَا فَكَانَ لَا يَسْتَنْزِهُ مِنَ الْبَوْلِ، وَأَمَّا الآخَرُ فَكَانَ يَمْشِي بِالنَّمِيمَةِ)) وَأَخَذَ جَرِيدَةً رَطْبَةً فَشَقَّهَا، ثُمَّ جَعَلَهَا عَلَى الْقَبْرِ۔ قَالُوا: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ لِمَ فَعَلْتَ هٰذَا؟ قَالَ: ((لِيُخَفَّفَ عَنْهُمَا)) قَالُوا: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ حَتَّى مَتٰى هُمَا يُعَذَّبَانِ؟ قَالَ: ((غَيْبٌ لَا يَعْلَمُهُ إِلَّا اللّٰهُ، وَلَوْ لَا تَمَزُّعُ قُلُوبِكُمْ، وَتَزَيُّدُكُمْ فِي الْحَدِيثِ لَسَمِعْتُمْ مَا أَسْمَعُ)) ③

---

① اخرجه ابن ماجه ١/٣٤٨ والحاكم ١/١٨٣ وقال: صحيح على شرط الشيخين، ولا اعلم له علة ووافقه الذهبي، والحديث اسناده صحيح۔

② ذكر الهيثمي في المجمع ١/٢٠٩ وقال رواه الطبراني في الكبير ورجاله موثقون من حديث ابي امامة۔

③ اخرجه احمد ٥/٢٦٦ وابن ماجه ١/٢٤٥ من حديث ابي امامة، والحديث اسناده صحيح۔

''ان میں سے ایک تو پیشاب سے طہارت حاصل نہ کیا کرتا تھا' جب کہ دوسرا چغلی کھایا کرتا تھا۔ پھر آپ نے ایک ہری بھری ٹہنی پکڑی' اسے چیرا' پھر انہیں قبر پر گاڑ دیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا: ''اے اللہ کے نبی! آپ نے ایسے کیوں کیا ہے؟'' آپ نے جواباً فرمایا: ''تا کہ ان دونوں سے تخفیف اور نرمی کر دی جائے۔'' انہوں نے پھر سوال کیا: ''اے اللہ کے نبی! یہ لوگ کب تک گرفتارِ عذاب رہیں گے؟'' آپ نے فرمایا: ''یہ غیب کا معاملہ ہے جسے اللہ کے سوا کوئی اور نہیں جانتا۔ اگر تمہارے دل الگ ہو جانے اور اس معاملے میں تمہاری باتیں زیادہ ہو جانے کا اندیشہ نہ ہو تو یقیناً تم بھی وہ کچھ سن لیتے جو میں سن رہا ہوں۔''

نبی کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أَوَ مَا عَلِمْتُمْ مَا أَصَابَ صَاحِبَ بَنِي إِسْرَائِيلَ؟ كَانُوا إِذَا أَصَابَهُمْ شَيْءٌ مِنَ الْبَوْلِ قَرَضُوهُ بِالْمَقَارِيضِ، فَنَهَاهُمْ صَاحِبُهُمْ فَعُذِّبَ فِي قَبْرِهِ)) ①

''کیا تمہیں معلوم نہیں جو بنی اسرائیل کے اس آدمی کو عذاب ہوا تھا؟ بنی اسرائیل کو جب کبھی پیشاب کی کچھ مقدار لگ جاتی تو اتنے حصے کو قینچی سے کاٹ دیا کرتے تھے' تو اس آدمی نے انہیں روک دیا تو اسے قبر میں عذاب دیا گیا۔''

تنبیہ ...... معلوم ہوا یہ احادیث اس امر کی صراحت کر رہی' ہیں کہ پیشاب سے پاکی حاصل نہ کرنا کبیرہ گناہ ہے۔ ہمارے ائمہ کرام رحمہم اللہ کی ایک جماعت نے اسی بات کی وضاحت و صراحت کی ہے۔ ان سب سے امام بخاری رحمہ اللہ سبقت لے گئے ہیں جنہوں نے سابقہ روایت پر اس طرح باب باندھا ہے:

''پیشاب سے پاکی حاصل نہ کرنا کبائر میں سے ہے' اس کا بیان۔''

امام خطابی رحمہ اللہ نے اس حدیث کی وضاحت میں یہ لکھا ہے:

قولہ صلی اللہ علیہ وسلم ((وما يعذبان في كبير)) کا معنی یہ ہے کہ ان دونوں کو کسی ایسی بات میں عذاب نہیں دیا جا رہا جس کا خیال اور اہتمام کرنا ان کے لیے زیادہ گراں اور بڑا مشکل معاملہ ہو۔ اگر وہ اس کا اہتمام کرنا چاہتے تو کر لیتے' ان کے لیے زیادہ مشکل نہ ہوتا' یعنی

① اخرجه احمد ٤/١٩٦ والنسائی ١/٢٧ وقال الالبانیؒ: صحيح

پیشاب سے بچنا اور چغلی چھوڑنا۔ نبی اکرم ﷺ کے فرمان کا یہ مقصد نہیں ہے کہ یہ دونوں کام دین کے اعتبار سے کبیرہ گناہ نہیں، صرف ان کے حق میں معمولی گناہ ہو، یہ مراد نہیں ہے۔

حافظ منذری رحمہ اللہ نے فرمایا ہے: نبی اکرم ﷺ نے اس وہم کے خطرہ کے پیش نظر یہ فرمایا ہے: ((بلی انہ کبیر)) یقیناً! یہ کبیرہ گناہ ہے۔ان احادیث میں ہمارے اصحاب محدثین کی ایک جماعت کے اس قول کی واضح تائید ہو رہی ہے ''پیشاب کے بعد پاکی حاصل کرنے کے لیے چند قدم چلنا یا آلہ تناسل کو دبانا یا کھنکارنا واجب ہے'' اس معاملے میں ہر آدمی کی اپنی اپنی عادت ہے کہ اس کے پیشاب کے باقی ماندہ رکے ہوئے قطرات صرف اسی طریقے سے ہی خارج ہوتے ہیں۔ اسے چاہیے کہ اپنے طریقے پر عمل پیرا ہو۔ اسے صرف یہ چاہیے کہ مکمل اطمینان حاصل کرلے۔ کیونکہ یہ عمل نہ کرنے سے وسوسے پیدا ہوتے ہیں اور اگر پیشاب کے قطرات زیادہ رکے ہوئے ہوں تو آلہ تناسل کے لیے مضر بھی ہو سکتے ہیں۔ اسی طرح ہر انسان کو اپنے ''جائے پاخانہ'' کو دھونے میں بھی مبالغہ سے کام لینا چاہیے جس کا طریقہ یہ ہے کہ اپنے وجود کو تھوڑا سا ڈھیلا کر کے بیٹھے تاکہ اپنے حلقہ دبر کے اطراف کی دھاریوں کو بھی اچھی طرح دھولے۔ لوگوں کو اکثریت نہ تو اپنے وجود کو ڈھیلا کرتی ہے اور نہ ہی اس مقام کو مبالغہ سے دھوتی ہے۔ پھر یہ لوگ اسی نجاست کے ساتھ ہی نمازیں پڑھتے رہتے ہیں۔ مذکورہ احادیث میں وارد ''وعید شدید'' ان کے حق میں بھی ایسے ہی ہو گی کیونکہ جب یہ وعید صرف بول پر لاگو ہو رہی ہے تو پاخانے پر بالاولیٰ اس کو لاگو ہونا چاہیے کیونکہ یہ اس سے بڑی پلیدی اور گندگی ہے۔

بحث: 4

احتلام سے غسل

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے آدمی کے احتلام کے متعلق پوچھا گیا تو سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کہنے لگیں: اور اسی طرح عورت بھی جب اسے احتلام ہو جائے وہ نہائے گی؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواباً فرمایا:

((نَعَمْ، اَلنِّسَاءُ شَقَائِقُ الرِّجَالِ)) ①

''جی ہاں! عورتیں بھی مردوں کے مثل ہیں۔''

آپ ہی روایت کرتے ہیں' ام سلیم رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عورت کے متعلق سوال کیا جو اپنے خواب میں وہی چیز دیکھتی ہے جو آدمی دیکھتا ہے تو کیا اس پر بھی غسل ہے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں! جب وہ پانی دیکھ لے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: میں نے اسے کہا: تجھ پر حیرت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((دَعِيهَا يَا عَائِشَةُ، وَهَلْ يَكُونُ الشَّبَهُ إِلَّا مِنْ قِبَلِ ذٰلِكَ؟ إِذَا عَلَا مَاؤُهَا مَاءَ الرَّجُلِ أَشْبَهَ الْوَلَدُ أَخْوَالَهُ وَإِذَا عَلَا مَاءُ الرَّجُلِ مَاءَ هَا أَشْبَهَ الْوَلَدُ أَعْمَامَهُ)) ②

اے عائشہ! اسے پوچھنے دے۔ مشابہت بھی تو صرف اسی وجہ سے ہوتی ہے۔ جب عورت کا پانی مرد کے پانی پر غالب آ جاتا ہے تو بچے کی شکل صورت اپنے نھیال پر ہوتی ہے' اور جب مرد کا پانی عورت کے پانی پر غالب آ جاتا ہے تو بچے کی مشابہت اپنے ددھیال پر ہوتی ہے۔''

مسلم شریف کی دوسری روایت میں یوں آتا ہے:

---

① رواہ الامام احمد فی مسندہ ج ۲۵۶/۶۔۳۷۷ ورواہ ابوداود فی کتاب الطھارۃ ٤٩ ورواہ الترمذی فی کتاب الطھارۃ ٨٢ ورواہ الدارمی فی کتاب الوضو ٧٦

② رواہ الامام احمد فی مسند ج ۹۳/۶ رواہ مسلم فی کتاب الحیض (۳۳

((اِنَّ مَاءَ الرَّجُلِ غَلِيظٌ أَبْيَضُ، وَمَاءَ الْمَرْأَةِ رَقِيقٌ أَصْفَرُ، فَأَيُّهُمَا عَلَا أَوْ سَبَقَ يَكُونُ الشَّبَهُ)) [۱]

''مرد کا پانی گاڑھا اور سفید ہوتا ہے' جب کہ عورت کا پانی پتلا اور زرد ہوتا ہے' ان میں سے جو بھی غالب آ جائے یا سبقت لے جائے اسی سے مشابہت ہو جاتی ہے۔''

اس حدیث مبارکہ میں ''تَرِبَتْ يَدَاكَ'' کے الفاظ صرف حیرت و تعجب اور انکار کے لیے ہیں' بددعا کے معنی میں نہیں ہیں۔

[۱] رواہ مسلم فی کتاب الحیض ۳۰ ورواہ ابن ماجہ فی کتاب الطھارۃ ۱۰۷

بحث: 5

دانستہ نماز چھوڑنا یا اس میں سستی کرنا

اے میری اخت ایمان!

نماز کو اس کے اوقات میں رہتے ہوئے ادا کرنے کی پوری کوشش رکھو۔ اس کی شروط' ارکان' سنن اور آداب کی مکمل نگہداشت رکھو۔ کیونکہ نماز کو چھوڑنا یا اس کی ادائیگی میں سستی کا اظہار کرنا آخرت میں عذاب الٰہی کا موجب بنے گا۔ اسی سلسلے اس فرمان باری تعالیٰ کو ملحوظ خاطر رکھا کرو!!

اللہ تعالیٰ نے اہل دوزخ کے متعلق خبر دیتے ہوئے یوں فرمایا ہے:

﴿مَا سَلَكَكُمْ فِيْ سَقَرَ ﴿٤٢﴾ قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ ﴿٤٣﴾ وَ لَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِيْنَ ﴿٤٤﴾ وَ كُنَّا نَخُوْضُ مَعَ الْخَآئِضِيْنَ ﴿٤٥﴾﴾

(المدثر: ٧٤/٤٢-٤٥)

''تمہیں دوزخ میں کس چیز نے ڈالا؟ وہ جواب دیں گے کہ ہم نمازی نہ تھی' نہ مسکینوں کو کھانا کھلاتے تھے اور ہم بحث کرنے والے انکاریوں کے ساتھ مل کر بحث مباحثہ میں مشغول رہا کرتے تھے۔''

اور رسول اللہ ﷺ نے اس بارے میں فرمایا ہے:

((بَيْنَ الرَّجُلِ وَبَيْنَ الْكُفرِ تَرْكُ الصَّلَاةِ)) [۱]

''آدمی کے درمیان اور کفر کے درمیان (حد فاصل) صرف نماز چھوڑنا ہے۔'' [۲]

دوسری حدیث مبارکہ میں یوں ہے:

((بَيْنَ الرَّجُلِ وَبَيْنَ الشِّرْكِ أَوِ الْكُفْرِ تَرْكُ الصَّلَاةِ)) [۳]

---

[۱] صحیح مسلم ۱/۸۸' وابوداود ٤/٤٦٧٨' وابن ماجه ۱/۱۰۷۸

[۲] یعنی مومن اور کافر کے درمیان واضح فرق ہے کہ مومن نماز کا پڑھتا ہے اور کافر نماز نہیں پڑھتا۔ اگر مسلمان ہو کر بھی نماز نہیں پڑھتا تو یہ صفت اسے کافروں کی صفات کے زمرے میں لے جائے گی۔ (نقاش)

[۳] صحیح مسلم ۱/۸۸ واحمد ۳/۳۸۹

''آدمی کے درمیان اور شرک یا کفر کے درمیان فاصلہ صرف نماز کو ترک کرنا ہے۔''

ایک اور حدیث مبارکہ میں اس طرح ہے:

((لَيْسَ بَيْنَ الْعَبْدِ وَبَيْنَ الْكُفْرِ اِلَّا تَرْكُ الصَّلَاةِ)) ①

''بندے اور کفر کے درمیان نماز چھوڑنا ہی ہے۔''

ایک اور حدیث مقدسہ میں یوں آتا ہے:

((اَلْعَهْدُ الَّذِیْ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمُ الصَّلَاةُ، فَمَنْ تَرَكَهَا فَقَدْ كَفَرَ)) ②

''ہمارے اور ان کے درمیان معاہدہ صرف نماز کا ہے' جس نے اسے ترک کر دیا یقیناً اس نے کفر کیا۔''

رسول اللہ ﷺ نے یوں بھی فرمایا ہے:

((بَيْنَ الْعَبْدِ وَالْكُفْرِ أَوِ الشِّرْكِ تَرْكُ الصَّلَاةِ، فَإِذَا تَرَكَ الصَّلَاةَ فَقَدْ كَفَرَ)) ③

''بندے اور کفر یا شرک کے درمیان صرف نماز ترک کرنے کا فاصلہ ہے۔ پس جب اس نے نماز کو چھوڑ دیا بلاشبہ اس نے کفر کیا۔''

سیدنا ابودردا رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: مجھے میرے خلیل ﷺ نے وصیت فرمائی ہے:

((أَنْ لَا تُشْرِكَ بِاللّٰهِ شَيْئًا وَإِنْ قُطِّعْتَ وَإِنْ أُحْرِقْتَ، وَلَا تَتْرُكْ صَلَاةً مَكْتُوبَةً مُتَعَمِّدًا، فَمَنْ تَرَكَهَا مُتَعَمِّدًا فَقَدْ بَرِئَتْ مِنْهُ الذِّمَّةُ، وَلَا تَشْرَبِ الْخَمْرَ فَإِنَّهَا مِفْتَاحُ كُلِّ شَرٍّ)) ④

''اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک نہ کرنا' اگرچہ تو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جائے' اور اگرچہ تجھے جلا دیا جائے۔ فرض نماز کو دانستہ ترک نہ کرنا' کہ جس نے بھی اسے جان بوجھ کر ترک کر دیا اس سے ذمہ ختم ہو گیا۔ اور شراب مت پینا' کیونکہ یہ ہر برائی کی

① اخرجه ابوداود ٤/٤٦٧٨ والدارمی ١/١٢٣٣ والنسائی ١/٢٣٢ واسناده صحيح۔

② اخرجه احمد ٥/٣٤٦ والترمذی ٥/٢٦٢١ والحاكم ١/٧ وقال هذا حديث صحيح الاسناد، واقره الذهبی علی تصحيحه

③ اخرجه ابن ماجه ١/١٠٨٠ من حديث انس وذكره الالبانیؒ فی صحيح ابن ماجه قال: صحيح

④ اخرجه ابن ماجه ٢/٤٠٣٤ والبيهقی فی الشعب ٥/٥٥٨٩ من حديث ابی الدرداء وقال الالبانیؒ: حسن

کنجی ہے۔"

ابن ابی شیبہ نے روایت بیان کی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ تَرَكَ الصَّلَاةَ فَقَدْ كَفَرَ)) [1]

"جس نے نماز کو چھوڑ دیا اس نے یقیناً کفر کیا۔"

محمد بن نصر رحمہ اللہ نے کہا ہے: میں نے اسحاق رحمہ اللہ سے سنا ہے' وہ فرما رہے تھے: "نبی اکرم ﷺ سے صحیح طور پر ثابت ہے کہ نماز کا تارک کافر ہے اور اس طرح اہل علم کی نبی اکرم ﷺ کی جانب سے یہ رائے ہے کہ نماز کو بلا عذر شرعی دانستہ چھوڑنے والا' حتیٰ کہ اس کا وقت گزر جائے' تو وہ کافر ہے" ایوب نے بھی کہا ہے: نماز کو چھوڑنا کفر ہے۔ اس میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں ہے۔ (ہم اللہ تعالیٰ کی عبادت گزاری میں سست روی سے پناہ مانگتے ہیں۔)

❀❀❀❀

---

[1] اخرجه ابن ابی شیبه فی کتاب الایمان' ص۲٦ ح٤٦ عن بریدة وقال الالبانیؒ: صحیح علی شرط مسلم' وصححه الترمذی وابن حبان والحاکم والذهبی۔

بحث: 6

واجبات نماز کا چھوڑنا

اے میری خواہر اسلام!

پورے اہتمام کے ساتھ اپنی نماز کے واجبات کو ادا کرنے کی کوشش کرو' کیونکہ نماز کے واجبات کی ادائیگی میں سستی کا اظہار اسے باطل کرنے کے مترادف ہے۔ اس لیے رسول اللہ ﷺ نے بڑی شدت اور سختی سے اس سے آگاہ فرمایا ہے!

فرمان پیغمبر دو عالم ﷺ ملاحظہ فرمائیں:

((لَا تُجْزِىءُ۔ أَي لَا تُقْبَلُ۔ صَلَاةِ الرَّجُلِ حَتَّى يُقِيمَ صُلْبَهُ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ)) ①

''آدمی کی نماز کفایت نہیں کرتی' مقبول نہیں ہوتی' یہاں تک کہ وہ رکوع اور سجود میں اپنی کمر کو سیدھا رکھے۔''

((وَنَهَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ نَقْرَةِ الْغُرَابِ، وَافْتِرَاشِ السَّبُعِ، وَأَنْ يُوَطِّنَ الرَّجُلُ الْمَكَانَ فِي الْمَسْجِدِ كَمَا يُوَطِّنُ الْبَعِيرُ)) ②

''نبی اکرم ﷺ نے کوے کی طرح ٹھونگیں مارنے سے' درندے کی طرح ہاتھ پھیلانے سے اور اس بات سے منع فرمایا ہے کہ آدمی مسجد میں کسی جگہ کو مخصوص کرے جس طرح اونٹ جگہ مخصوص کرتا ہے۔''

رسول اللہ ﷺ نے یوں بھی فرمایا ہے:

((أَسْوَأُ النَّاسِ سَرِقَةً الَّذِي يَسْرِقُ مِنْ صَلَاتِهِ)) قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ كَيْفَ يَسْرِقُ مِنْ صَلَاتِهِ؟ قَالَ: ((لَا يُتِمُّ رُكُوعَهَا وَلَا سُجُودَهَا)) ③

---

① اخرجه الترمذی ۲/۲۶۵ والنسائی ۲/۱۸۳ وابن ماجه ۱/۸۷۰ والدارقطنی ۱/۱ من حديث ابن مسعود' قال الالبانیؒ: صحيح۔

② اخرجه ابوداود ۱/۸۶۲' والنسائی ۲/۲۱٤' وابن ماجه ۱/۱٤۲۹' والحاکم ۱/۲۲۹ وقال الالبانیؒ: حسن

③ اخرجه احمد ٥/۳۱۰ والحاکم ۱/۲۲۹ من حديث ابی قتادة' وقال: هذا حديث صحيح علی شرط الشيخين ولم يخرجاه ووافقه الذهبی

''لوگوں میں سے چوری کے اعتبار سے بدترین چور وہ ہے جو اپنی نماز کی چوری کرتا ہے'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! اپنی نماز کی چوری کیسے کرتا ہے؟'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ اپنی نماز کے رکوع اور سجود پورے نہیں کرتا۔''

یا یوں فرمایا:

((لَا يُقِيمُ صُلْبَهُ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ)) ①

''وہ اپنے رکوع اور سجود میں اپنی پشت کو سیدھا نہیں کرتا۔''

اور یہ حدیث بھی صحیح سند سے ہے کہ آپ نے اپنے پیچھے ایک نمازی کو اپنی آنکھ کے پچھلے حصے ''یعنی گوشۂ چشم'' سے دیکھا جو اپنی نماز یعنی اپنی پشت کو رکوع اور سجدوں میں سیدھا نہیں کرتا تھا' جب آپ نے نماز کو پورا کیا تو فرمایا:

((يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِينَ لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَا يُقِيمُ صُلْبَهُ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ)) ②

''اے مسلمانوں کی جماعت! اس آدمی کی کوئی نماز نہیں جو رکوع اور سجود میں اپنی پشت کو سیدھا نہیں کرتا۔''

اور یہ بھی صحیح ثابت ہے جس طرح ابن عبدالبرؒ نے ''مُسیئی الصلاۃ'' کی حدیث میں کہا ہے جس کے متعلق امام ترمذی رحمہ اللہ نے کہا ہے ((انه حديث حسن)) کہ یہ حدیث حسن درجہ کی ہے:

((ارْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ)) فَرَجَعَ وَصَلَّى ثُمَّ جَاءَ وَسَلَّمَ فَرَدَّ عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ لَهُ: ذٰلِكَ فَفَعَلَ، ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ لَهُ ذٰلِكَ، فَقَالَ: لَا أَدْرِي مَا عِبْتَ عَلَيَّ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّهُ لَا تَتِمُّ صَلَاةُ أَحَدِكُمْ حَتَّى يُسْبِغَ الْوُضُوءَ كَمَا أَمَرَهُ اللّٰهُ، وَيَغْسِلُ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ، وَيَمْسَحُ بِرَأْسِهِ وَيَغْسِلُ رِجْلَيْهِ إِلَى الْكَعْبَيْنِ ثُمَّ يُكَبِّرُ اللّٰهَ وَيَحْمَدُهُ

---

① اخرجه احمد ٥/٣١٠ والحاكم ١/٢٢٩ من حديث ابى قتادة' وقال: هذا حديث صحيح على شرط الشيخين ولم يخرجاه' ووافقه الذهبي۔

② اخرجه احمد ٤/٢٣ وابن ماجة ١/٨٧١ وابن خزيمة ١/٥٩٣ وقال الالبانيؒ: صحيح' الصحيحة ٢٥٣٦

وَيُمَجِّدُهُ، وَيَقْرَأُ مِنَ الْقُرْآنِ مَا أَذِنَ اللّٰهُ لَهُ فِيهِ وَتَيَسَّرَ، ثُمَّ يُكَبِّرُ وَيَرْكَعُ فَيَضَعُ كَفَّيْهِ عَلَى رُكْبَتَيْهِ حَتَّى تَطْمَئِنَّ مَفَاصِلُهُ وَتَسْتَرْخِيَ، ثُمَّ يَرْفَعُ وَيَقُولُ: سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ وَيَسْتَوِي قَائِمًا حَتَّى يَأْخُذَ كُلُّ عَظْمٍ مَأْخَذَهُ وَيُقِيمَ صُلْبَهُ، ثُمَّ يُكَبِّرُ فَيَسْجُدُ وَيُمَكِّنُ جَبْهَتَهُ مِنَ الْأَرْضِ حَتَّى تَطْمَئِنَّ مَفَاصِلُهُ وَتَسْتَرْخِيَ ثُمَّ يُكَبِّرُ فَيَرْفَعُ رَأْسَهُ، وَيَسْتَوِي قَاعِدًا عَلَى مَقْعَدَتِهِ وَيُقِيمُ صُلْبَهُ)) فَوَصَفَ الصَّلَاةَ هٰكَذَا حَتَّى فَرَغَ ثُمَّ قَالَ: ((لَا تَتِمُّ صَلَاةُ أَحَدِكُمْ حَتَّى يَفْعَلَ ذٰلِكَ)) [1]

''کہ جس وقت اس نے مسئ الصلوۃ نماز پڑھ لی' اور آ کر نبی اکرم ﷺ کو سلام عرض کیا تو آپ نے اس کا جواب دیا پھر آپ نے اس سے کہا: ''اِرْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ'' واپس پلٹ اور نماز پڑھ۔ یقیناً تو نے نماز نہیں پڑھی۔'' وہ واپس پلٹا اور اس نے نماز پڑھی۔ وہ پھر آیا (دوسری مرتبہ) اور اس نے سلام عرض کیا' آپ نے اس کا جواب دیا پھر اس سے وہی الفاظ کہے۔ اس نے پھر ویسے ہی کیا۔ پھر وہ آیا (یعنی تیسری مرتبہ) آپ نے اسے پھر ویسے ہی فرمایا وہ پھر اس طرح عرض پرداز ہوا: ''لا ادری ما عبت علی'' میں نہیں سمجھ سکا کہ آپؐ نے مجھ میں کیا عیب اور نقص دیکھا ہے؟'' تب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کسی کی بھی نماز اس وقت تک پوری نہیں ہوگی یہاں تک کہ وہ اس طرح مکمل وضو نہ کرے جس طرح اللہ تعالیٰ نے اسے حکم دیا ہے۔ وہ اپنا چہرہ اور اپنے دونوں ہاتھ کہنیوں سمیت دھوئے' اپنے سر کا مسح کرے اور اپنے دونوں پاؤں ٹخنوں سمیت دھوئے' پھر اللہ اکبر کہے' اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا اور بزرگی بیان کرے اور اللہ تعالیٰ نے جو قرآن اس کے لیے مقرر کیا ہے اور آسان رکھا ہے وہ پڑھے' پھر اللہ اکبر کہے اور رکوع کرے' اپنی دونوں ہتھیلیاں اپنے گھٹنوں پر اس طرح رکھے کہ اس کے تمام جوڑ مطمئن اور ڈھیلے ہو جائیں۔ پھر وہ اوپر اٹھے اور یہ کہے: ''سمع الله لمن حمده'' سن لی اللہ تعالیٰ نے اس کی جس نے اس شخص کی تعریف بیان کی'' پھر

---

[1] اخرجه البخاری ۱۲/۶۶۶۷' من حديث ابی عسيد' والترمذی ۲/۲۰۳ وابن ماجه ۱/۱۰۶۰ من حديث ابی هريرة

ایسے سیدھا کھڑا ہو جائے یہاں تک کہ ہر ہڈی اپنے اپنے مقام پر پہنچ جائے' اپنی کمر کو سیدھا کرے' پھر اللہ اکبر کہے' سجدہ کرے' اپنی پیشانی کو زمین پر لگائے' یہاں تک کہ تمام جوڑ مطمئن اور ڈھیلے ہو جائیں' پھر اللہ اکبر کہہ کر اپنے سر کو اٹھائے' اپنی مقعد پر برابر ہو کر بیٹھ جائے اور اپنی پشت کو سیدھا کر لے۔''

نبی اکرم ﷺ نے اس طرح نماز کی مکمل حالت کو بیان فرمایا' یہاں تک کہ فارغ ہو گئے۔ تب آپ نے یہ فرمایا:

''تم میں سے کسی کی نماز بھی پوری نہ ہوگی جب تک ایسے نہ کرے۔''

رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی فرمایا ہے:

((اَلصَّلَاةُ ثَلَاثَةُ أَثْلَاثٍ: اَلطُّهُوْرُ ثُلُثٌ' وَالرُّكُوْعُ ثُلُثٌ' وَالسُّجُوْدُ ثُلُثٌ' فَمَنْ أَدَّاهَا بِحَقِّهَا قُبِلَتْ مِنْهُ' وَقُبِلَ مِنْهُ سَائِرُ عَمَلِهِ' وَمَنْ رُدَّتْ عَلَيْهِ صَلَاتُهُ رُدَّ عَلَيْهِ سَائِرُ عَمَلِهِ)) [1]

''نماز کی تین تہائیاں ہیں: طہارت ایک تہائی ہے' اور رکوع ایک تہائی ہے' اور سجدے ایک تہائی ہے۔ جس نے بھی انہیں کما حقہ ادا کیا اس کی نماز قبول کر لی جاتی ہے اور پھر اس سے باقی اعمال بھی قبول کر لیے جاتے ہیں' اور جس کی نماز واپس کر دی گئی اس کے باقی اعمال بھی واپس کر دیے جاتے ہیں۔''

تنبیہ ......اسے کبائر میں شمار کرنا بالکل واضح ہے۔ اگرچہ میں نے کسی کو ایسے ذکر کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔ کیونکہ مذکورہ احادیث میں جو وعید شدید ہے اس کی بنا پر میں نے ایسا کیا ہے۔ اس امر پر تو اتفاق ہے کہ نماز کے کسی واجب رکن کو چھوڑنا نماز کو چھوڑنا ہے اور یہی کبیرہ گناہ ہے۔ اسی طرح اس امر میں بھی کسی آدمی کو اختلاف نہیں کہ جو نماز کے کسی رکن کو واجب خیال کرتا ہے پھر اسے چھوڑتا ہے' تو اس رکن کو چھوڑنا نماز کو ہی چھوڑنا ہے' اس پر بھی سابقہ وعید ہی لاگو کی جائے گی۔

❀❀❀❀

---

[1] ذکره الهیثمی فی المجمع ٢/١٤٧' واسناده حسن

بحث: 7

بلا عذرِ شرعی نماز کو وقت سے مؤخر کرنا

اے میری اسلامی بہن!

یقیناً تیری نماز کو اول وقت میں ادا کرنے کی حرص تیرے ایمان کی سچائی اور تیرے اسلام کی صحت مندی کی واضح دلیل ہے۔ جس طرح نماز کو اس کے شروع اوقات میں ادا کرنے میں سستی کرنا ضعف ایمان کی دلیل ہے!

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿ فَخَلَفَ مِنۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ أَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا ﴿٥٩﴾ إِلَّا مَنْ تَابَ ﴾ (مریم: ۱۹/۵۹-۶۰)

''پھر ان کے بعد ایسے ناخلف پیدا ہوئے کہ انہوں نے نماز ضائع کر دی اور نفسانی خواہشوں کے پیچھے پڑ گئے۔ سو ان کا نقصان ان کے آگے آئے گا' بجز ان کے جو توبہ کر لیں۔''

ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نماز ضائع کرنے کا یہاں مطلب یہ نہیں ہے کہ انہوں نے بالکل نماز کو ترک ہی کر دیا تھا بلکہ انہوں نے نماز کو اس کے اوقات مشروعہ سے مؤخر کیا تھا۔ (اور یہ بلاشبہ حرام ہے۔)

امام التابعین سعید بن مسیّب رحمہ اللہ یوں فرماتے ہیں: ''جو آدمی نماز ظہر ادا نہ کرے حتی کہ وقت عصر آ جائے' اور مغرب آنے سے قبل نماز عصر ادا نہ کرے' عشا تک نماز مغرب نہ پڑھے' فجر ہونے تک نماز عشا ادا نہ کرے' طلوع آفتاب تک نماز فجر ادا نہ کرے' تو جو آدمی اس حالت پر ہی مر جائے اور اپنی اس حالت سے تائب نہ ہو' اللہ تعالیٰ اسے ''غيّ'' کی وعید سنا رہے ہیں جو کہ جہنم میں ایک وادی ہے' جس کا پیندا بہت دور ہے اور جس کا عذاب بہت شدید ہے۔''

اور اللہ تعالیٰ نے اس طرح بھی فرمایا ہے:

﴿ يٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا لَا تُلْهِكُمْ أَمْوَالُكُمْ وَلَآ أَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ

اللّٰهِ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝ ﴾ (المنافقون : ٦٣/٩)

''اے مسلمانو! تمہارے مال اور تمہاری اولاد تمہیں اللہ کے ذکر سے غافل نہ کر دیں اور جو ایسا کریں وہ بڑے ہی زیاں کار لوگ ہیں۔''

مفسرین کی ایک جماعت کے بقول: یہاں ''اللہ کے ذکر'' سے مراد پانچ نمازیں ہیں۔ جو کسی نماز کے وقت میں اپنے مال جیسے کہ خرید وفروخت یا صنعت وحرفت یا اپنے بیوی بچوں وغیرہ میں مشغول رہا' وہ گھاٹا پانے والوں میں سے ہے۔

اسی لیے تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

((اَوَّلُ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ يَومَ الْقِيَامَةِ مِنْ عَمَلِهِ صَلَاتُهُ' فَاِنْ صَلَحَتْ اَفْلَحَ وَاَنْجَحَ' وَاِنْ نَقَصَتْ فَقَدْ خَابَ وَخَسِرَ)) [1]

''قیامت کے روز بندے سے اس کے عملوں میں سے سب سے پہلے اس کی نماز کا حساب لیا جائے گا۔ اگر وہ درست ہوئی تو وہ فلاح ونجات پا جائے گا اور اگر وہ نقص والی ہوئی تو وہ خائب وخاسر ہوگا۔''

اللہ تعالیٰ کا فرمان گرامی ملاحظہ ہو:

﴿ اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا ۝ ﴾

(النساء : ٤/١٠٣)

''یقیناً نماز مومنوں پر مقررہ اوقات میں فرض ہے۔''

امام احمد رحمہ اللہ نے جید سند کے ساتھ' طبرانی رحمہ اللہ نے اور ابن حبان رحمہ اللہ نے اپنی ''صحیح'' میں یہ روایت بیان کی کہ نبی کریم ﷺ نے ایک روز نماز کا بیان کیا تو یوں فرمایا:

((مَنْ حَافَظَ عَلَيْهَا' كَانَتْ لَهُ نُوْرًا وَبُرْهَانًا وَنَجَاةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ' وَمَنْ لَمْ يُحَافِظْ عَلَيْهَا لَمْ يَكُنْ لَهُ نُوْرٌ وَلَا بُرْهَانٌ وَلَا نَجَاةٌ' وَكَانَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَعَ قَارُوْنَ وَفِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَاُبَيِّ بْنِ خَلَفٍ)) [2]

''جس نے اس کی حفاظت ونگہداشت کر لی تو یہی نماز قیامت کے دن اس کے

---

[1] اخرجه الترمذی ٢/٤١٣' وذکره الالبانیؒ فی صحیح الترمذی' وقال صحیح

[2] اخرجه احمد ٢/١٦٩ وذکره الهیثمی فی المجمع ١/٢٩٢ وقال: رواه احمد والطبرانی فی الکبیر والاوسط ورجال احمد ثقات۔

لیے روشنی، برہان اور نجات ہوگی، اور جس نے اس کی نگہداشت نہ کی اس کے لیے روشنی، برہان اور نجات کچھ بھی نہ ہوگا، اور وہ قیامت کے دن قارون، فرعون، ہامان اور اُبی بن خلف کے ساتھ ہوگا۔"

رسول کریم ﷺ نے فرمایا ہے:

((اَلَّذِي تَفُوتُهُ صَلَاةُ الْعَصْرِ كَأَنَّمَا وَتَرَ أَهْلَهُ وَمَالَهُ)) ①

"جس کی نماز عصر فوت ہوگئی گویا کہ اس نے اپنے اہل وعیال اور مال ومتاع کو تباہ و برباد کرلیا۔"

نبی اکرم ﷺ نے اس طرح بھی فرمایا ہے:

((اِنَّ هٰذِهِ الصَّلَاةَ۔ يَعْنِي الْعَصْرَ۔ عُرِضَتْ عَلَى مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ فَضَيَّعُوهَا۔ فَمَنْ حَافَظَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ عَلَيْهَا كَانَ لَهُ أَجْرُهُ مَرَّتَيْنِ، وَلَا صَلَاةَ بَعْدَهَا حَتَّى يَطْلُعَ الشَّاهِدُ)) أَيِ النَّجْمُ ②

"یہی نماز یعنی نماز عصر تم سے پہلے لوگوں پر بھی رکھی گئی تھی۔ انہوں نے اسے ضائع کر دیا۔ اب تم میں سے جو اس کی حفاظت رکھے گا اسے دو اجر ملیں گے۔ اس کے بعد ستارہ نظر آنے تک کوئی نماز نہیں۔"

نبی مکرم ﷺ نے فرمایا ہے:

((مَنْ تَرَكَ صَلَاةَ الْعَصْرِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهُ)) ③

"جس نے نماز عصر چھوڑ دی اس کے سب اعمال اکارت ہوگئے۔"

ناطق وحی ﷺ نے اس طرح بھی فرمایا ہے:

((مَنْ تَرَكَ صَلَاةَ الْعَصْرِ مُتَعَمِّدًا حَتَّى تَفُوتَهُ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهُ)) ④

"جس نے نماز عصر کو دانستہ مؤخر کیا یہاں تک کہ اس کا وقت گزر گیا یقیناً اس کے تمام اعمال برباد ہوگئے۔"

---

① صحیح البخاری ۲/۵۵۲ ((الفتح)) ومسلم ۱/۴۳۵

② صحیح مسلم ۱/۵۶۸ والنسائی ۱/۲۵۹۔ ۲۶۰

③ صحیح البخاری ۲/۵۵۳ ((الفتح)) واحمد ۵/۳۵۰ والنسائی ۱/۲۳۶

④ اخرجه احمد ۶/۴۴۲ من حدیث ابی الدرداء باسناد صحیح۔

سرکار دو عالم ﷺ کا فرمان گرامی ہے:

((مَنْ تَرَكَ صَلَاةَ الْعَصْرِ مُتَعَمِّدًا حَتَّى تَغْرُبَ الشَّمْسُ فَكَأَنَّمَا وَتَرَ أَهْلَهُ وَمَالَهُ)) ①

''جس نے نماز عصر کو جان بوجھ کر چھوڑا' حتیٰ کہ سورج غروب ہو جائے' گویا کہ اس نے اپنے گھر والوں اور اپنے مال واسباب سبھی کو تباہ کر لیا۔''

نبی برحق ﷺ کا ارشاد ہے:

((قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اِفْتَرَضْتُ عَلٰى أُمَّتِكَ خَمْسَ صَلَوَاتٍ، وَعَهِدْتُ عِنْدِي عَهْدًا أَنَّ مَنْ حَافَظَ عَلَيْهِنَّ لِوَقْتِهِنَّ، أَدْخَلْتُهُ الْجَنَّةَ، وَمَنْ لَمْ يُحَافِظْ عَلَيْهِنَّ فَلَا عَهْدَ لَهُ عِنْدِي)) ②

''اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: میں نے تیری امت پر پانچ نمازیں فرض رکھی ہیں اور میں نے اپنے ساتھ ایک عہد کر لیا ہے کہ جو بھی ان نمازوں کی اوقات میں رہتے ہوئے حفاظت کرے گا میں اسے جنت میں داخل کروں گا' اور جس نے ان کی محافظت نہ کی اس کے لیے میرے ہاں کوئی عہد نہیں ہے۔''

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

((أَوَّلُ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ صَلَاتُهُ، فَإِنْ كَانَ أَتَمَّهَا كُتِبَتْ لَهُ تَامَّةً، وَإِنْ لَمْ يَكُنْ أَتَمَّهَا قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ لِلْمَلَائِكَةِ: اُنْظُرُوا هَلْ تَجِدُوْنَ لِعَبْدِيْ مِنْ تَطَوُّعٍ؟ فَيُكْمِلُوْنَ فَرِيْضَتَهُ۔ ثُمَّ الزَّكَاةَ كَذٰلِكَ، ثُمَّ تُؤْخَذُ الْأَعْمَالُ عَلٰى حَسَبِ ذٰلِكَ)) ③

''قیامت کے دن بندے سے سب سے پہلے اس کی نماز کا حساب لیا جائے گا۔ اگر تو اس نے پوری کی ہوگی تو اس کے لیے ''پوری'' لکھ دی جائے گی اور اگر اس نے اسے پورا نہ کیا ہوگا تب اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرمائے گا: ذرا غور سے دیکھو! کیا تم میرے بندے کے لیے نفلی نماز پاتے ہو؟ تب فرشتے اس کے فرض کو نفلوں

---

① اخرجه احمد ۲/ ۷٦ من حديث ابن عمر، والحديث اسناده صحيح۔

② اخرجه ابن ماجه ۱/ ۱٤٠٣ وقال الالبانیؒ: صحيح

③ اخرجه احمد ٤/ ۱٠۳ وابوداود ۱/ ۸٦٦ وابن ماجه ۱/ ۱٤۲٦ وقال الالبانیؒ: صحيح

سے پورا کر دیں گے۔ پھر اسی طرح زکوٰۃ کا معاملہ ہوگا۔ پھر تمام اعمال اسی ترتیب سے لیے جائیں گے۔''

نبی کائنات ﷺ نے فرمایا ہے:

((أَتَانِي جِبْرِيلُ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ۔ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى۔ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يَقُولُ: إِنِّي افْتَرَضْتُ عَلٰى أُمَّتِكَ خَمْسَ صَلَوَاتٍ، فَمَنْ أَوْفٰى بِهِنَّ عَلٰى وُضُوئِهِنَّ وَمَوَاقِيتِهِنَّ وَرُكُوعِهِنَّ وَسُجُودِهِنَّ كَانَ لَهُ بِهِنَّ عَهْدٌ أَنْ أُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ، وَمَنْ لَقِيَنِي قَدِ انْتَقَصَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا فَلَيْسَ لَهُ عِنْدِي عَهْدٌ إِنْ شِئْتُ عَذَّبْتُهُ وَإِنْ شِئْتُ رَحِمْتُهُ)) ①

''اللہ تبارک وتعالیٰ کے پاس سے جبریل امین علیہ السلام میرے پاس حاضر ہوئے اور کہا: اے محمد! بلاشبہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: بے شک میں نے تیری امت پر پانچ نمازیں فرض کر دی ہیں۔ تو جس نے ان کے وضو، ان کے اوقات، ان کے رکوع اور ان کے سجود کو پورا پورا ادا کیا تو ان کے صلہ میں اس کے لیے ایک عہد ہے کہ میں اس کو جنت میں داخل کروں گا اور جو کوئی اس حال میں میرے پاس آئے گا کہ ان کاموں میں سے کچھ ادھورے ہوئے، تو اس کے لیے میرے پاس کوئی عہد نہیں ہوگا۔ اگر میں چاہوں تو اسے عذاب کروں اور اگر میں چاہوں تو اس پر رحم کروں۔''

رسول برحق ﷺ کا ایک فرمان یہ بھی ہے:

((أَحَبُّ الْأَعْمَالِ إِلَى اللّٰهِ اَلصَّلَاةُ لِوَقْتِهَا، ثُمَّ بِرُّ الْوَالِدَيْنِ، ثُمَّ الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ)) ②

''تمام اعمال میں سے اللہ تعالیٰ کو محبوب، نماز کو اس کے وقت پر ادا کرنا ہے، پھر ماں باپ سے نیکی کرنا اور پھر جہاد فی سبیل اللہ۔''

نبی رحمت ﷺ نے یوں بھی حکم دیا ہے:

((مُرُوا أَوْلَادَكُمْ بِالصَّلَاةِ وَهُمْ أَبْنَاءُ سَبْعٍ۔ أَيْ إِنْ مَيَّزُوا۔

---

① اخرجه ابوداود الطيالسي ٥٧٣ وذكره الالبانيؒ في الصحيحة ٨٤٢ وقال: صحيح

② صحيح البخاري ٢٧٨٢/٦ ((الفتح)) وصحيح مسلم ٩٠/١ واحمد ٤٠٩/١

وَاضْرِبُوهُمْ عَلَيْهَا وَهُمْ أَبْنَاءُ عَشْرٍ وَفَرِّقُوا بَيْنَهُمْ فِي الْمَضَاجِعِ)) ①

''تم اپنی اولاد کو نماز پڑھنے کا حکم دو جب کہ وہ سات سال کے ہو جائیں' یعنی جب انہیں تمیز آ جائے' اور جب دس سال کے ہو جائیں تو اس نماز کے ترک کرنے کی وجہ سے انہیں سزا دو اور ان کے بستر الگ کر دو۔''

امام خطابی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث مبارکہ نماز چھوڑنے والے کو سخت ترین سزا دینے پر دلالت کرتی ہے جب کہ وہ بالغ ہو۔ بلکہ امام شافعی رحمہ اللہ کے بعض اصحاب تو اس حدیث سے دلیل لیتے ہوئے اسے ''واجب القتل'' کہتے ہیں' اور وہ یوں کہتے ہیں کہ جب وہ نابالغ تھا تو صرف پٹائی کا مستحق تھا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بلوغت کے بعد اسے پٹائی سے زیادہ بڑی سزا ملنی چاہیے' اور پٹائی کے بعد اگر کوئی سخت سزا ہے تو وہ صرف قتل ہی ہے۔

---

① اخرجه احمد ۲/ ۱۸۰۔۱۸۷ وابو داود ۱/ ٤٩٥ وقال الالبانیؒ: حسن صحيح

بحث: 8

نماز اور طہارت کے احکام

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

﴿ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَیْدِیَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَیْنِ ﴾

(المائدہ: ۵/۶)

''اے ایمان والو! جب تم نماز کے لیے اٹھو تو اپنے منہ کو اور اپنے ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دھولو' اپنے سروں کا مسح کرو اور اپنے پاؤں کو ٹخنوں سمیت دھولو۔''

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

((لَا تُقْبَلُ صَلَاةُ أَحَدِكُمْ إِذَا أَحْدَثَ حَتَّى يَتَوَضَّأَ)) ①

''تم میں سے کسی کی نماز قبول نہیں ہوتی جب وہ بے وضو ہو گیا ہو' یہاں تک کہ وہ وضو کر لے۔''

نماز کے لیے طہارت

① وضو کرنے کی پکی نیت کرنا۔ اور نیت کی جگہ دل ہے' اسے زبان سے ظاہر نہ کرے۔

② وضو کی ابتدا میں یا چہرہ دھونے کے وقت تسمیہ پڑھنا۔

③ دونوں ہاتھوں کو دھونا' کلی اور ناک میں پانی ڈالنا۔ دونوں کام ایک ہی چلو سے یا دو الگ الگ چلوؤں سے ذرا مبالغے کے ساتھ' الا یہ کہ روزے سے ہو۔ اس کے بعد بائیں ہاتھ سے ناک کو جھاڑنا اور صاف کرنا۔

④ چہرے کو دھونا' اوپر بالوں کے اگنے کے مقام سے لے کر ٹھوڑی کے نیچے تک' حتیٰ کہ کانوں کی لو سمیت۔

⑤ کہنیوں تک بازو دھونا۔

⑥ دونوں ہاتھوں سے پورے سر کا مسح کرنا۔ سامنے سے شروع کرے اور پیچھے جا کر ختم کر

① صحیح البخاری ۔ صحیح المسلم

دے۔ سر کے ساتھ ہی دونوں کانوں کا مسح بھی کرے۔

⑦ ٹخنوں سمیت دونوں پاؤں کو دھونا۔ انگلیوں کا خلال بھی کرنا ہے۔

اعضا کا دھونا کم از کم ایک بار ہے اچھی طرح ملنے اور پورا دھونے کے ساتھ' اور اس کے بعد سنت تین تین بار تک دھونا ہے' سوائے سر کے مسح کے۔

⑧ موزوں یا موٹی جرابوں کے زیب قدم ہونے کی صورت میں ایک دن اور ایک رات یعنی ۲۴ گھنٹوں کے اندر پاؤں دھونے کے بجائے ہر وضو کے موقع پر ان کے ظاہر کا مسح کرے۔

⑨ جسم' کپڑوں اور جگہ کا پاک ہونا۔

نماز

① دل میں نیت ہو' زبان سے اس کا اظہار نہ کرے۔ ایک مومنہ خاتون یہ نیت اپنے نماز والے کپڑے زیب تن کرنے کے بعد کرے گی۔

② قبلہ رو ہونا' اور لاعلمی کی صورت میں کسی سے دریافت کرے' اور کسی کو نہ پانے کی صورت میں قبلے کی پہچان کرنے کے لیے اپنی کوشش سے کام لے۔

③ نمازی کے سامنے ''سترہ'' ہونا چاہیے جب وہ اکیلی نماز پڑھنا چاہے یا پھر قبلہ کی جانب دیوار کے قریب ہی ہو جائے۔ البتہ باجماعت نماز کی صورت میں اس سترہ کا الگ اہتمام کرنے کی ضرورت نہیں۔

④ دل میں نیت باندھنے کے بعد حاضر نماز کے ادا کرنے کے ارادے کے ساتھ تکبیر تحریمہ کہے۔

⑤ تکبیر تحریمہ کے ساتھ ہی دونوں کانوں یا دونوں کندھوں کے برابر تک رفع الیدین کرے۔ البتہ عورت کے لیے کندھوں تک رفع الیدین کرنا زیادہ بہتر ہے۔

⑥ پیٹ سے اوپر سینے پر بائیں ہاتھ کے اوپر دائیں ہاتھ کو رکھ لے۔

⑦ نماز میں اول تا آخر خشوع قائم رکھنا' قراءت میں تفکر' ذکر' دعا اور استغفار میں توجہ مرکوز رکھنا۔

⑧ دعاء الاستفتاح پڑھنا یعنی

((سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا اِلٰهَ

غَیْرُکَ)) ⟨۱⟩

''پاک ہے تو اے میرے اللہ! اپنی تعریفوں کے ساتھ' اور بابرکت ہے نام تیرا' اور بلند ہے شان تیری' اور نہیں کوئی معبود سوائے تیرے۔''

⑨ یہ دعا پڑھنی:

((اَللّٰھُمَّ بَاعِدْ بَیْنِیْ وَبَیْنَ خَطَایَایَ کَمَا بَاعَدْتَّ بَیْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ اَللّٰھُمَّ نَقِّنِیْ مِنَ الْخَطَایَا کَمَا یُنَقَّی الثَّوْبُ الْاَبْیَضُ مِنَ الدَّنَسِ اَللّٰھُمَّ اغْسِلْ خَطَایَایَ بِالْمَآءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ))

''اے اللہ! میرے اور میری خطاؤں کے درمیان اتنی دوری ڈال دے جس طرح تو نے مشرق اور مغرب کے درمیان دوری رکھی ہے۔ اے اللہ! مجھے میرے گناہوں سے اس طرح پاک صاف فرما دے جس طرح سفید کپڑا میل کچیل سے صاف ہو جاتا ہے۔ اے اللہ! میرے گناہوں کو پانی برف اور اولوں سے دھو دے۔''

⑩ تعوذ اور تسمیہ پڑھنا' یعنی ''اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ' بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ''

''میں اللہ سننے والے جاننے والے کے ساتھ شیطان مردود سے پناہ مانگتا ہوں۔ اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے۔''

⑪ سورۃ الفاتحہ کو پڑھنا' ایک ایک آیت کر کے' پھر کسی اور سورت کو پڑھنا یا قرآن کریم کو جہاں سے بھی زبانی پڑھنا میسر ہو۔ جب سورۃ الفاتحہ سے فارغ ہو جائے تو تھوڑی سی دیر کے لیے سکتہ کرے اور اس طرح رکوع سے قبل قراءت سے فارغ ہونے پر بھی سکتہ کرے۔

⟨۱⟩ وفی صحیح مسلم برقم ۷۷۱ عن علی بن ابی طالب عن رسول اللہ ﷺ انہ کان اذا قام الی الصلاۃ قال: ((وجھت وجھی للذی فطر السموات والارض حنیفا' وما انا من المشرکین' ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین' لا شریک لہ' وبذلک امرت وانا من المسلمین۔ اللھم انت الملک لا الہ الا انت' انت ربی وانا عبدک' ظلمت نفسی واعترفت بذنبی فاغفر لی ذنوبی جمیعا' انہ لا یغفر الذنوب الا انت واھدنی لاحسن الاخلاق لا یھدی لا حسنھا الا انت' واصرف عنی سیئھا لا یصرف عنی سیئھا الا انت۔ لبیک وسعدیک والخیر کلہ فی یدیک' والشر لیس الیک انا بک والیک تبارک وتعالیت))

⑫ پہلی رکعت کو دوسری سے لمبا رکھنا۔

⑬ اور رکوع کو جاتے ہوئے رفع الیدین کرے' جس طرح کہ تکبیر تحریمہ کے بیان میں گزرا ہے اور ساتھ اللہ اکبر کہے۔ حالت رکوع میں اپنے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو کھولے ہوئے اپنے دونوں ہاتھ گھٹنوں پر رکھے۔ اپنے سر کو اپنی پشت کے مساوی رکھے' نہ اسے جھکائے اور نہ ہی اوپر اٹھائے اور تین باریوں کہے:

((سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ وَبِحَمْدِہٖ)) ①

''پاک ہے میرا رب اپنی تعریفوں کے ساتھ جو بڑی عظمت والا ہے''

اپنے رکوع اور سجدوں میں قرآن کریم کا کوئی مقام تلاوت نہ کرے۔

⑭ پھر رفع الیدین کرتے ہوئے اپنے سر کو رکوع سے اٹھائے اور اعتدال کی حالت میں آجائے اور کہے

((سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ حَمْدًا کَثِیْرًا طَیِّبًا مُّبَارَکًا فِیْہِ اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ مِلْءُ السَّمٰوَاتِ وَمِلْءَ الْأَرْضِ وَمِلْءُ مَاشِئْتَ مِنْ شَیْءٍ بَعْدَ .))

''سن لی اللہ تعالیٰ نے اس آدمی کی' جس نے اس کی حمد بیان کی۔ اے ہمارے پروردگار! اور تیرے ہی لیے ہیں سب حمدیں' حمدیں بھی بہت سی' طیب بھی اور بابرکت بھی' آسمانوں کے بھرنے کے برابر' اور زمینوں کے بھرنے کے برابر' اور ان دونوں کے درمیانی حصے کو بھرنے کے برابر' اور اس کے بعد جو چیز بھی تو چاہے اس کے بھرنے کے برابر۔''

اور جب امام کی اقتدا میں ہو تو صرف اتنا ہی کہنے پر اکتفا کرے:

((رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ حَمْدًا کَثِیْرًا))

⑮ پھر اللہ اکبر کہتے ہوئے سجدہ کرنے کے لیے جھکے اور اپنے ہاتھ اوپر اٹھائے ہوئے ہو۔ پہلے اپنے ہاتھ ہی زمین پر ٹکائے پھر اپنے گھٹنے رکھے' اور سات ہڈیوں یعنی اعضا پر سجدہ

---

① وفی صحیح مسلم ۷۷۱ عن علی بن ابی طالب' رسول الله ﷺ کان اذا رکع قال: ((اللھم لك رکعت' وبك آمنت' ولك اسلمت' خشع لك سمعی وبصری ومخی وعظمی وعصبی)) وفی الصحیحین: انه ﷺ کان یقول فی رکوعه وسجوده: ((سبوح قدوس' رب الملائکة والروح))

کرے۔ دونوں ہاتھ' دونوں گھٹنے' پیشانی ناک سمیت' اور پاؤں سمیت دونوں قدموں کی انگلیاں۔ اپنے بازوؤں کو زمین سے اٹھائے رکھے' اور اگر اکیلی ہو تو انہیں اپنے پیٹ سے بھی جدا رکھے' اور اگر باجماعت ہو تو انہیں اپنے پیٹ سے ملائے رکھے' اور اپنی دونوں ہتھیلیوں کو اپنے چہرے یا اپنے کندھوں کے برابر رکھے۔

⑯ اپنے سجود میں یہ پڑھے:

((سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى وَبِحَمْدِهٖ))

''پاک ہے میرا رب اپنی تعریفوں کے ساتھ جو بہت ہی بلند ہے''

اور صحیح مسلم میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سجدہ فرماتے تو یہ پڑھتے:

((اَللّٰهُمَّ لَكَ سَجَدْتُ، وَبِكَ آمَنْتُ، وَلَكَ أَسْلَمْتُ سَجَدَ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ خَلَقَهُ وَصَوَّرَهُ وَشَقَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ تَبَارَكَ اللّٰهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ)) ①

''اے اللہ! میں نے تیرے لیے ہی سجدہ کیا' اور تجھ ہی پر میں نے ایمان رکھا' اور تیرے لیے ہی میں اسلام لایا۔ میرے چہرے نے اسی ذات کے لیے سجدہ کیا جس نے اسے پیدا کیا اور اسے صورت عطا فرمائی ہے' جس نے اس کے کان اور آنکھیں لگائی ہیں۔ بڑی برکت والا ہے اللہ جو سب سے خوبصورت پیدا کرنے والا ہے۔''

⑰ پھر اللہ اکبر کہتے ہوئے اپنے سر کو اٹھائے' بڑے اطمینان سے بیٹھ جائے' اور اپنے بائیں پاؤں کو بچھا کر اس پر بیٹھے اور اپنے دائیں پاؤں کو کھڑا کرے اور اپنے اللہ عزوجل سے یہ مانگے:

((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ وَارْحَمْنِيْ وَاجْبُرْنِيْ وَارْفَعْنِيْ وَاهْدِنِيْ وَعَافِنِيْ

---

① صحیح مسلم میں حدیث نمبر ۷۷۱ میں سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ جب آپ رکوع میں جاتے تو یہ دعا پڑھا کرتے تھے: ''اے اللہ! میں نے تیرے لیے رکوع کیا اور میں تجھ پر ایمان لایا' اور تیرے لیے ہی میں مطیع ہوا اور تیرے لیے میرے کانوں' میری آنکھوں' میرے گودے اور مغز' میری ہڈیوں اور میرے پٹھوں نے عاجزی اختیار کی۔''

صحیحین میں ہے: نبی اکرم ﷺ اپنے رکوع وسجود میں یہ بھی کہا کرتے تھے: ((سبوح قدوس رب الملائكة والروح)) ''انتہائی پاک اور زیادہ منزہ اور بے عیب ہے ملائکہ اور روح کا رب۔''

وَارْزُقْنِیْ))

''اے اللہ! مجھے بخش دے' مجھ پر رحم فرما' یا میرے نقصانات کی تلافی فرما' مجھے مقام بلند عطا فرما' مجھے ہدایت سے سرفراز فرما' مجھے عافیت وتندرستی سے نواز' اور مجھے رزق عطا فرما۔''

⑱ پھر اللہ اکبر کہتے ہوئے دوسرے سجدے میں جائے اور وہی کچھ کرے جو پہلے سجدے میں کیا ہے۔

⑲ پھر سجدے سے اوپر اٹھے اور تھوڑی سی دیر کے لیے بیٹھ جائے' سوائے اللہ اکبر کہنے کے اور کچھ نہ پڑھے' پھر دوسری رکعت کے لیے کھڑی ہو جائے' پھر دوسری رکعت میں بھی ویسے ہی کرے جو اس نے پہلی رکعت میں کیا ہے' سوائے دعائے الاستفتاح کے کہ وہ نہیں پڑھے گی' بلکہ تعوذ وتسمیہ سے شروع کر دے' پھر سورۃ الفاتحہ اور جو قرآن کریم کا مقام پڑھنا آسان ہو وہ پڑھے۔

اس طرح ہی ان پوری نمازوں میں خشوع وخضوع کو قائم رکھے' قراءت پر غور وفکر کرے' اپنی تسبیحات اور دعاؤں پر غور کرے۔

پہلا اور دوسرا تشہد

پہلا تشہد

نمازی خاتون دو رکعتوں کے بعد بیٹھ جائے...... دو رکعت والی نماز جیسے کہ نماز فجر' اور دو رکعت نماز سنت سے اپنے بائیں قدم کو بچھائے اور دائیں کو کھڑا رکھے...... جس طرح دو سجدوں کے درمیان بیٹھتی ہے' اسی طرح تین رکعت والی نماز میں نماز' مغرب میں اور چار رکعت والی نماز نماز' ظہر' عصر اور عشا میں' اور یہ پڑھے:

''تمام قولی' فعلی اور مالی عبادتیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں۔ سلام ہو آپ پر اے نبی! اور اللہ کی رحمتیں اور برکتیں ہوں۔ سلام ہو ہم پر اور اللہ کے تمام نیک بندوں پر' میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں' اور میں شہادت دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔''

یہ تشہد پڑھے گی اور اپنے دونوں ہاتھ اپنی رانوں پر رکھے رہے گی۔ اپنے دائیں ہاتھ کی

انگلیوں کو بند کرتے ہوئے انگشت شہادت سے اشارہ بھی کرے گی اور اپنی نگاہ کو اسی انگلی پر رکھے گی۔

رسول اللہ ﷺ اپنی انگشت شہادت کو اٹھاتے' اسے حرکت دیتے اور اس کے ساتھ دعا مانگا کرتے تھے اور آپ فرماتے تھے: "لھی اشد علی الشیطان من الحدید" "یہ انگلی شیطان کے لیے لوہے سے بھی زیادہ سخت ہے" یعنی حالت تشہد میں انگشت شہادت کو اٹھائے رکھنا۔

دوسرا تشہد

تین رکعت والی نماز' نماز مغرب کے آخر میں اور چار رکعتوں والی نماز ظہر' عصر اور عشا کے آخر میں تورّک کرتے ہوئے بیٹھے گی' اس طرح کہ اپنی بائیں سرین پر اعتماد کرے گی اور اپنے بائیں پاؤں کو دائیں پاؤں کی جانب باہر نکالے گی' جب کہ دائیں پاؤں کو کھڑا ہی رکھے گی اور تشہد اول کی طرح ہی پڑھے گی جیسا کہ اوپر گزر چکا ہے۔

پھر یہ پڑھے گی:

"اے اللہ! محمد (ﷺ) پر اور آل محمد (ﷺ) پر رحمتیں نازل فرما' جس طرح تو نے ابراہیم (علیہ السلام) پر اور آل ابراہیم (علیہ السلام) پر رحمتیں فرمائی تھیں' اور محمد (ﷺ) پر اور آل محمد (ﷺ) پر برکتیں نازل فرما' جس طرح تو نے جہاں والوں میں سے ابراہیم (علیہ السلام) پر اور آل ابراہیم (علیہ السلام) پر برکتیں نازل فرمائی تھیں۔ بے شک تو ہی تعریفوں کے لائق اور بزرگی والا ہے۔"

پھر یہ دعا پڑھے:

((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ، وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَآ أَعْلَنْتُ وَمَا أَسْرَفْتُ وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّیْ، أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا أَنْتَ۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ أَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ۔ رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً۔ رَبِّ اغْفِرْلِیْ وَالِوَالِدَیَّ۔ رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِیْ صَغِيْرًا))

"اے میرے اللہ! مجھے بخش دے جو کچھ میں نے پہلے کہا اور جو کچھ میں نے بعد میں کیا' جو کچھ میں نے چھپا کر کیا اور جو کچھ میں نے علانیہ کیا' اور جو کچھ میں نے

اسراف سے کیا اور جو کچھ تو میرے متعلق جانتا ہے (سب کچھ معاف فرما دے۔) تو ہی آگے کرنے والا ہے اور تو ہی پیچھے کرنے والا ہے۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ اے میرے اللہ! میں تیری پناہ میں آتا ہوں عذاب دوزخ سے' عذاب قبر سے' زندگی اور موت کے فتنوں سے' مسیح الدجال کے فتنے کی برائی سے۔ اے ہمارے پروردگار! مجھے معاف فرما اور میرے والدین کو بھی معاف فرما۔ اے میرے رب! ان دونوں پر رحم فرما جس طرح ان دونوں نے مجھے بچپن میں پالا ہے' جب میں چھوٹا سا تھا۔''

پھر دائیں اور بائیں دونوں جانب سلام پھیر دے۔

سری اور جہری قراءت کا بیان

نمازی خاتون جہری آواز میں پڑھے گی نماز فجر کی دونوں رکعتوں میں' نماز مغرب اور نماز عشا کی پہلی اور دوسری رکعات میں' اور نماز تراویح میں' اگر وہ اکیلی ہی نماز پڑھ رہی ہے یا عورتوں کے ساتھ ہے۔

اور امام کی اقتدا میں اپنی قراءت میں سے کچھ بھی بآواز بلند نہیں پڑھے گی۔ جب امام اونچی قراءت کرے گا تو خاموش رہے گی اور جب امام آہستہ پڑھے گا تو آہستہ اپنے دل میں پڑھے گی۔

بحث : 9

قبروں کو مسجدیں بنانا اور ان پر چراغاں کرنا

اے میری مسلمان بہن!

ایسی مسجد میں نماز پڑھنے سے بچتی رہ، جو کسی قبر پر بنائی ہو' کیونکہ اس میں نماز پڑھنی حرام ہے۔ اسی طرح قبروں پر چراغاں کرنا' روشنی کا اہتمام کرنا بھی حرام ہے۔ یہ کام تو یہود و نصاریٰ کی عادات میں سے ہیں۔ اسی طرح قبروں کے گرد طواف کرنا' بوقت دعا انہیں ہاتھ لگانا' یہ ان کاموں میں سے ہیں جنہیں اسلام نے مسلمانوں پر حرام رکھا ہے!!

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ہے:

((أَلَا وَإِنَّ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ كَانُوا يَتَّخِذُونَ قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ' فَإِنِّي أَنْهَاكُمْ عَنْ ذٰلِكَ)) [1]

''خبردار! تم میں سے پہلے والے اپنے انبیا کی قبروں کو مسجدیں بنا لیا کرتے تھے۔ بے شک میں تمہیں اس کام سے روک رہا ہوں۔''

رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی فرمایا ہے:

((إِنَّ مِنْ شِرَارِ النَّاسِ مَنْ تُدْرِكُهُمُ السَّاعَةُ وَهُمْ أَحْيَاءٌ وَالَّذِينَ يَتَّخِذُونَ الْقُبُورَ مَسَاجِدَ))

''لوگوں میں سے بدترین وہ لوگ ہوں گے جنہیں قیامت آن لے گی اور وہ زندہ ہوں گے' اور وہ لوگ بھی بدترین ہیں جو قبروں کو مسجدیں بنا لیں گے۔''

رسول کائنات ﷺ کا فرمان گرامی ہے:

((اَلْأَرْضُ كُلُّهَا مَسْجِدٌ' إِلَّا الْمَقْبَرَةَ وَالْحَمَّامَ)) [2]

''زمین ساری کی ساری ہی مسجد ہے سوائے قبرستان اور حمام کے۔''

---

[1] صحیح مسلم ۱/ ۳۷۷' من حدیث جندب

[2] اخرجه الترمذی ۲' ح۳۱۷' وابن ماجه ۱' ح۷۴۵ ابوداؤد ۱' ح ۴۹۲ والحاکم ۱/ ۲۵۱ من حدیث ابی سعید الخدری وقال الالبانیؒ: صحیح

صحیحین میں ہے' جناب رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

((قَاتَلَ اللّٰهُ الْيَهُوْدَ اِتَّخَذُوْا قُبُوْرَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ)) ①

''اللہ تعالیٰ یہود کو غارت فرمائے' انہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا تھا۔''

رسول اللہ ﷺ کا فرمان گرامی ان الفاظ میں بھی ہے:

((لَعَنَ اللّٰهُ الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارَى اِتَّخَذُوْا قُبُوْرَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ)) ②

''اللہ تعالیٰ یہود و نصاریٰ پر لعنت کرے' انہوں نے اپنے انبیا کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا تھا۔''

نبی آخر الزماں ﷺ نے یوں بھی وضاحت فرمائی ہے:

((أُولٰئِكَ إِذَا كَانَ فِيهِمُ الرَّجُلُ الصَّالِحُ فَمَاتَ بَنَوْا عَلٰى قَبْرِهِ مَسْجِدًا' وَصَوَّرُوْا فِيهِ تِلْكَ الصُّوَرَ' أُولٰئِكَ شِرَارُ الْخَلْقِ عِنْدَ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) ③

''یہ لوگ ایسے تھے کہ جب ان میں سے کوئی نیک آدمی فوت ہو جاتا تو اس کی قبر پر مسجد تعمیر کر لیتے پھر اس میں تصویریں بنا لیتے۔ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کے ہاں یہ لوگ ساری مخلوق میں سے بدترین ہوں گے۔''

اور سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

((نَهَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الصَّلَاةِ إِلَى الْقُبُوْرِ)) ④

''رسول اللہ ﷺ نے قبروں کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔''

رسول عربی ﷺ نے فرمایا ہے:

((إِنَّ مِنْ شِرَارِ النَّاسِ مَنْ تُدْرِكُهُمُ السَّاعَةُ وَهُمْ أَحْيَاءٌ' وَمَنْ يَتَّخِذُ

---

① صحيح البخارى ١' ح٤٣٧ ((الفتح)) وصحيح مسلم ١/٣٧٦ من حديث ابى هريرة

② صحيح البخارى٣' ح ١٣٩٠ ((الفتح)) من حديث عائشه' وصحيح مسلم ١/٣٧٧ من حديث ابى هريرة

③ صحيح البخارى ١' ح٤٢٧ ((الفتح))' صحيح مسلم ١/٣٧٥ من حديث عائشه رضی اللہ عنہا۔

④ اخرجه ابن حبان ٤' ٢٣١٣ من حديث انس' وذكره الالبانیؒ فى صحيح الجامع ٦٨٩٣ وقال: صحيح

الْقُبُورَ مَسَاجِدَ)) ①

''بلاشبہ سب لوگوں میں سے وہ لوگ ہیں جن کو قیامت پالے گی اور وہ زندہ ہوں گے' اور (وہ برے ہیں) جو قبروں کو مسجدیں بنا لیتے ہیں۔''

تنبیہ ...... مذکورہ احادیث سے ''قبر پر مسجد بنانے کا عمل'' کبیرہ گناہوں میں شمار کرنا بالکل واضح ہے۔ کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے ایسے آدمی پر لعنت کی ہے جس نے بھی اپنے انبیائے کرام علیہم السلام کی قبروں کے ساتھ ایسا کیا ہے' اور ایسے شخص کو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے ہاں پوری خلقت میں سے بدترین قرار دیا ہے جس نے اپنے صلحا کی قبور کے ساتھ ایسے کیا ہے۔ اس میں ہمارے لیے ڈراوا ہے یعنی آپ اپنی امت کو یہ بتا کر ڈرا رہے ہیں کہ ان کی طرح نہ کرنا جیسے انہوں نے کیا تھا' وگرنہ جیسے وہ لعنتی بن گئے تھے' یہ بھی لعنتی بن جائیں گے۔ کسی قبر کو مسجد بنانے کا معنی یہ ہے کہ اس پر یا اس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا۔ ایسی صورت میں آپ کے فرمان ''قبروں کی طرف نماز پڑھنے'' کا جملہ مکرر سمجھا جائے گا یا پھر صرف یہی معنی مراد لیا جائے گا کہ قبروں پر نماز پڑھنا۔ جی ہاں! یقیناً یہ معنی بھی مراد ہو سکتا ہے اگر قبر کسی نبی یا ولی کی ہونے کی وجہ سے قابل تعظیم سمجھی جائے' جس طرح کہ اس روایت کے الفاظ ((اذا کان فیھم الرجل الصالح)) (جب ان میں سے کوئی نیک آدمی ہوتا) سے واضح نظر آ رہا ہے۔ کسی قبر کو لائق تعظیم تصور کرنا حرام ہے' اور اس کی طرف منہ کر کے نماز کا قصد کرنا بھی حرام بھی ہے' اور بالکل اسی طرح حصول برکت کے لیے یا اسے قابل تعظیم سمجھتے ہوئے اس پر نماز پڑھنا بھی حرام ہے۔

مذکورہ احادیث سے اس فعل کا کبیرہ گناہ ہونا واضح ہے' جیسے کہ آپ سمجھ چکی ہیں۔ گویا کہ اس طرح قبر کی ہر طرح کی تعظیم مثلاً: اس کی عظمت دل میں بٹھائے ہوئے اس پر چراغاں کرنا اور اس سے تبرک حاصل کرنا اور اس کے چکر لگانے وغیرہ اس حکم پر قیاس ہوں گی۔

رہا معاملہ انہیں بت اور وثن بنانے کا' تو نبی اکرم ﷺ سے بایں الفاظ نہی ثابت ہے:

((لَا تَتَّخِذُوا قَبْرِي وَثَنًا يُعْبَدُ بَعْدِي)) ②

---

① اخرجه احمد ۱/۴۳۵ وذکره الهیثمی فی الجمع ۲/۲۷ وقال: رواه الطبرانی فی الکبیر واسناده حسن' من حدیث ابن مسعود

② اخرجه احمد فی مسنده ج۲/۲۴۶ وابن عبد البر فی التمهید ج ۵/۴۳

''میرے بعد میری قبر کو بت نہ بنالینا کہ اس کی پوجا ہونے لگے۔''

یعنی میری قبر کی ویسے تعظیم نہ بجا لانا جیسے اغیار اپنے بتوں کی انہیں سجدے وغیرہ کرنے سے تعظیم بجالاتے ہیں۔

بعض حنابلہ نے تو یہاں تک کہا ہے: کسی آدمی کا قبر کے پاس تبرک حاصل کرنے کے ارادے سے نماز کا ارادہ کرنا عین اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی مخالفت ہے[4] اور اس میں وارد نہی کی بنا پر یوں بھی کہا جائے گا کہ وہ ایک نیا دین ایجاد کرنا چاہتا ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے حکم نہیں دیا۔ پھر اس بات پر علمائے کرام کا اجماع ہے کہ عظیم ترین محرمات اور شرک کے اسباب میں سے یہ بات بھی ہے کہ قبروں کے پاس نماز پڑھی جائے' انہیں مسجدیں بنایا جائے یا ان پر تعمیرات کی جائیں!!!

ان قبروں کو گرانا اور ان پر تعمیر شدہ گنبد اور قبے وغیرہ کو گرانا بلکہ فی الفور گرانا واجب ہے' کیونکہ یہ تو ''مسجد ضرار'' سے بھی زیادہ خطرناک اور نقصان دہ ہیں۔ کیونکہ یہ رسول اللہ ﷺ کے منع کرنے کے باوجود آپ کی نافرمانی کرتے ہوئے بنائی گئی ہیں اور رسول اللہ ﷺ نے ''اونچی قبروں'' کو گرانے کا حکم بھی دیا ہے۔ اسی طرح قبر پر کسی قسم کے چراغ یا قندیل و فانوس کو بھی ختم کرنا واجب ہے۔ اس قبر کی نذر ماننا یا اس کے لیے کوئی چیز وقف کرنا بالکل درست نہیں ہے!!!

عقیدہ اور دین کے لیے یہ خطرناک کام مسلسل ہمارے زمانے تک چلے آرہے ہیں' بلکہ مسلمانوں کے بعض شہروں میں بعض نام نہاد فقہا نے تو یہاں تک مبالغہ آمیزی کی ہے کہ اپنے اس بزرگ کو جو اپنی زندگی میں اپنی زیر نگرانی مسجد بنوایا کرتا تھا' اس مسجد میں ہی دفن کر دیا ہے' اس کے فوت ہونے کے بعد اس کی میت کو مسجد میں ہی دفن کر لیا ہے اور اس کے باوجود وہ اپنے بلند علمی مرتبے سے لطف اندوز ہو رہے اور فوائد سمیٹ رہے ہیں' تو وہ لوگ رسول اللہ ﷺ سے اس ثابت شدہ تحریم کے بارے میں کیا کہیں گے کہ ان کے شیوخ' فقہا اور قرا تو رسول اللہ ﷺ کی حرام کردہ ایک چیز کو حلال بنا رہے ہیں؟ اور یہ عمل ان لوگوں سے صادر ہو رہا ہے جو اپنی نسبت علم وفقہ کی جانب کرتے ہیں۔ یہ سب رسول اللہ ﷺ کی مخالفت میں ہو رہا ہے۔ ہم تو ان کے فعل بد سے اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آتے ہیں!!!

بحث: 10

آفتاب غروب ہونے سے قبل افطاری

اے میری اخت ایمان!

ماہ رمضان میں روزوں کو پورا کرنا واجب ہے۔ فرمان باری تعالیٰ ملاحظہ ہو:

﴿ وَكُلُوْا وَ اشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ ﴾ (البقرہ : ٢/١٨٧)

''تم کھاتے پیتے رہو یہاں تک کہ صبح کا سفید دھاگہ (یعنی واضح فجر) سیاہ دھاگے (یعنی ظلمت شب) سے ظاہر ہو جائے۔ پھر رات تک روزے کو پورا کرو۔'' (یعنی غروب آفتاب تک اسے پورا کرو)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں' حماد بن زید رحمہ اللہ کہتے ہیں: میں تو یہی جانتا ہوں کہ انہوں نے اس حدیث کو نبی اکرم علیہ الصلاۃ والسلام تک مرفوع بیان کیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((عُرَى الْإِسْلَامِ وَقَوَاعِدُ الدِّيْنِ ثَلَاثَةٌ' عَلَيْهِنَّ ابْتُنِيَ الْإِسْلَامُ' مَنْ تَرَكَ وَاحِدَةً مِنْهُنَّ فَهُوَ بِهَا كَافِرٌ حَلَالُ الدَّمِ: شَهَادَةُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ' وَالصَّلَاةُ الْمَكْتُوْبَةُ وَصَوْمُ رَمَضَانَ)) [1]

''اسلام کے چھتے اور دین کی بنیادیں تین ہیں جن پر اسلام کی بنیاد رکھی گئی ہے۔ جس نے ان میں سے ایک کو بھی چھوڑ دیا وہ اسی وجہ سے کافر ہو گا' اس کا خون حلال ہے (یعنی وہ واجب القتل ہے۔) اس بات کی شہادت دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں' اور فرض نماز اور ماہ رمضان کے روزے۔''

امام طبرانی رحمہ اللہ نے اپنی کبیر میں یہ لفظ لکھے ہیں: ((بنی الاسلام علی خمس)) ''اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے۔'' اس کی سند بھی حسن ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے تعلیقاً غیر یقینی الفاظ سے ذکر کیا ہے' بیان کیا جاتا ہے کہ سیدنا

---

[1] ذکر الهیثمی فی المجمع ١/٤٧-٤٨ وقال: رواه ابو یعلی بتمامه' وراه الطبرانی فی الکبیر بلفظ: ((بنی الاسلام علی خمس)) واسناده حسن۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اسے مرفوع بیان کیا ہے:

((مَنْ أَفْطَرَ يَوْمًا مِنْ رَمَضَانَ مِنْ غَيْرِ عُذْرٍ وَلَا مَرَضٍ لَمْ يَقْضِهِ صَوْمُ الدَّهْرِ وَإِنْ صَامَهُ)) [1]

''جس نے بلا عذر اور بغیر کسی بیماری کے ماہ رمضان کا ایک روزہ بھی افطار کر دیا' وہ پورا زمانہ بھی روزے رکھتا رہے اس کی قضا نہیں دے سکتا۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

((بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ أَتَانِي رَجُلَانِ، فَأَخَذَا بِضَبْعِيَّ فَأَتَيَا بِي جَبَلًا وَعْرًا، فَقَالَا: اِصْعَدْ، فَقُلْتُ: إِنِّي لَا أُطِيقُهُ؟ فَقَالَا: إِنَّا سَنُسَهِّلُهُ لَكَ، فَصَعِدْتُ حَتَّى إِذَا كُنْتُ فِي سَوَاءِ الْجَبَلِ إِذَا بِأَصْوَاتٍ شَدِيدَةٍ فَقُلْتُ: مَا هٰذِهِ الْأَصْوَاتُ؟ قَالُوا: هٰذِهِ عُوَاءُ أَهْلِ النَّارِ۔ ثُمَّ انْطَلَقَ بِي فَإِذَا أَنَا بِقَوْمٍ مُعَلَّقِينَ بِعَرَاقِيبِهِمْ مُشَقَّقَةً أَشْدَاقُهُمْ دَمًا، قُلْتُ: مَنْ هٰؤُلَاءِ؟ قَالَ: الَّذِينَ يُفْطِرُونَ قَبْلَ تَحِلَّةِ صَوْمِهِمْ)) الحديث أي قَبْلَ تَحَقُّقِ دُخُولِ وَقْتِهِ [2]

''میں سو رہا تھا' میرے پاس دو آدمی آئے انہوں نے مجھے بازوؤں سے (کندھوں کے اوپر اور بغلوں کے نیچے سے) پکڑا اور مجھے ایک دشوار گزار پہاڑ کے قریب لے آئے۔ کہنے لگے: ''چڑھ!'' میں نے کہا: ''میں تو اس پر چڑھنے کی طاقت نہیں پاتا'' انہوں نے کہا: ''ہم آپ کے لیے راستہ ہموار بناتے جائیں گے۔'' چنانچہ میں نے اس پہاڑ پر چڑھنا شروع کر دیا' حتیٰ کہ میں پہاڑ کے درمیان تک چلا گیا' اچانک مجھے چیخ و پکار کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔ میں نے سوال کیا: ''یہ آوازیں کیسی ہیں؟'' وہ کہنے لگے: ''یہ اہل دوزخ کی چیخ و پکار ہے۔'' پھر وہ مجھے ایسی قوم کے پاس لے گئے جو الٹے اپنے پاؤں کی ایڑیوں کے پٹھوں سے بندھے لٹک رہے تھے۔ ان کی باچھیں (منہ کے جبڑے) چیرے ہوئے تھے' خون بہہ رہا تھا۔ میں نے پوچھا: ''یہ کون لوگ ہیں؟'' کہا: ''جو لوگ

---

[1] اخرجه البخاري معلقا ٤'ص ١٩٠

[2] ابن خزيمة ٣/١٩٨٦ وابن حبان ١٦/٧٤٩١ من حديث ابي امامة الباهلي' واسناده صحيح۔

افطاری کا وقت ہونے سے قبل ہی روزے افطار کر لیتے ہیں۔'' (یعنی افطاری کا یقینی وقت آنے سے پہلے ہی۔''

لہٰذا ہر روزے دار مرد و عورت پر واجب ہے کہ غروب آفتاب کا یقین کرے کیونکہ غروب آفتاب ہی نے ان کے آج کے روزے کو افطار کرنا حلال بنانا ہے۔

قدرت رکھنے کے باوجود حج نہ کرنا حرام ہے

اے میری ایمان والی بہن!

اگر تو اپنے حلال مال سے فریضہ حج ادا کرنے پر قدرت رکھتی ہے اور تیرے پاس تیرا محرم رشتہ دار بھی موجود ہے تو اس فریضہ کی ادائیگی میں جلدی کر' کیونکہ قدرت رکھنے کے باوجود حج نہ کرنے والے کے لیے سخت وعید موجود ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حج کی فرضیت کو یوں بیان کیا ہے:

﴿وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا﴾

(آل عمران : ۹۷/۳)

''اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں پر جو اس کی طرف راہ پا سکتے ہوں اس گھر کا حج فرض کر دیا ہے۔''

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرمان رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم بیان کرتے ہیں:

((يَـقُولُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: إِنَّ عَبْدًا صَحَحْتُ لَهُ جِسْمَهُ وَوَسَّعْتُ عَلَيْهِ فِي الْمَعِيشَةِ' تَمْضِي عَلَيْهِ خَمْسَةُ أَعْوَامٍ لَا يَغْدُوا عَلَيَّ لَمَحْرُومٌ))[۱]

''اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: یقیناً وہ بندہ محروم ہے جسے میں نے تندرست جسم عطا کیا' میں نے جس کی روزی اور گزران میں وسعت و کشادگی فرما دی' اس کے باوجود اس پر پانچ برس اس طرح گزر جائیں کہ وہ میرے پاس نہ آئے۔ (یعنی میرے گھر ''بیت اللہ'' میں میرا مہمان نہ بنے۔)''

---

[۱] ذکر الھیثمی فی المجمع ۲۰۶/۳ وقال: رواہ الطبرانی فی الاوسط' وابو یعلی ورجال الجمیع رجال الصحیح' وذکرہ الالبانیؒ فی صحیح الجامع ۱۹۰۹ وقال: صحیح

تنبیہ ......اسے کبیرہ گناہوں کی فہرست میں شمار کرنا علمائے کرام کی صراحت کی بنا پر ہے' اور اس کی دلیل یہی مذکورہ ''وعید شدید'' ہے جو فریضہ حج کو ادا نہیں کرتا۔ یقیناً ''حج'' ارکان اسلام میں سے ایک بلند تر رکن ہے۔ صحیح حدیث مبارکہ کی دلیل موجود ہے:

((بُنِیَ الْاِسْلَامُ عَلٰی خَمْسٍ))

''اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے۔''

اس میں آپ نے حج کا بھی ذکر فرمایا ہے۔ تو جس نے بھی ارکان اسلام میں سے کسی ایک رکن کو چھوڑ دیا' یقیناً اس نے کبیرہ گناہوں میں سے ایک کبیرہ کا ارتکاب کیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

❀❀❀❀

بحث: 11

فرض زکوٰۃ ادا نہ کرنا

اے میری مومنہ بہن!

یقیناً وہ زکوٰۃ جسے اللہ تعالیٰ نے اغنیا کے مالوں میں صرف اسی لیے فرض رکھا ہے تاکہ فقرا اور محتاجوں کو دی جائے' اسلام کے پانچ ارکان میں سے ایک رکن ہے۔ اس کی ادائیگی کو چھوڑ دینا ارکان اسلام میں سے ایک کو چھوڑنا ہے۔ تو یہ کبائر میں سے ہوگا جس طرح نماز کو چھوڑ دینا ہے۔ ہم اس سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿وَ وَيْلٌ لِّلْمُشْرِكِيْنَ ۙ﴿٦﴾ الَّذِيْنَ لَا يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ﴾

(حم السجدہ : ٤١/٦-٧)

''اور ان مشرکوں کے لیے بڑی ہی خرابی ہے جو زکوٰۃ نہیں دیتے۔''

اللہ تعالیٰ نے ان کو بھی مشرک ہی کہا ہے' کیونکہ دونوں کے اعمال خبیثہ میں اشتراک عمل ہے۔ دوسرے مقام پر ارشاد مالک ارض وسما اس طرح ہے:

﴿وَ لَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَاۤ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ ؕ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ ؕ سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ وَ لِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿١٨٠﴾﴾ (آل عمران : ٣/١٨٠)

''جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے کچھ دے رکھا ہے وہ اس میں اپنی کنجوسی کو اپنے لیے بہتر خیال نہ کریں۔ بلکہ وہ ان کے لیے نہایت بدتر ہے۔ عنقریب قیامت والے دن انہیں اپنی کنجوسی کی چیزوں کے طوق ڈالے جائیں گے۔ آسمانوں اور زمین کی میراث اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے اور جو کچھ تم کر رہے ہو اس سے اللہ تعالیٰ آگاہ ہے۔''

ایک اور مقام پر فرمان ایزدی ملاحظہ فرمائیں:

﴿يَّوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَ جُنُوْبُهُمْ وَ

ظُهُورُهُمْ ۖ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ ﴿٣٥﴾

(التوبة : ٣٥/٩)

''جس دن اس خزانے کو آتش دوزخ میں تپایا جائے گا پھر اس سے ان کی پیشانیاں اور پہلو اور پیٹھیں داغی جائیں گی۔ (ان سے کہا جائے گا:) یہ ہے جسے تم نے اپنے لیے خزانہ بنا کر رکھا تھا۔ پس اپنے خزانوں کا مزہ چکھو۔''

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَا مِنْ صَاحِبِ ذَهَبٍ وَّلَا فِضَّةٍ لَا يُؤَدِّي مِنْهَا حَقَّهَا اِلَّا اِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ صُفِّحَتْ لَهُ صَفَائِحُ مِنْ نَارٍ، فَأُحْمِيَ عَلَيْهَا فِي نَارِ جَهَنَّمَ فَيُكْوَى بِهَا جَنْبُهُ وَجَبِينُهُ وَظَهْرُهُ)) [1]

''کوئی بھی سونے اور چاندی والا ایسا نہیں ہوگا جو اس میں سے اس کا زکوۃ والا حق ادا نہ کرتا رہا ہوگا، مگر جب روز قیامت ہوگا، اس مال کی اس کے لیے آگ کی بڑی بڑی پلیٹیں اور تھال بنائے جائیں گے، پھر انہیں آتش جہنم میں گرم کیا جائے گا، پھر ان سے اس کے پہلو، اس کے ماتھے اور اس کی پشت کو داغا جائے گا۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

((لَا أُلْفِيَنَّ أَحَدَكُمْ يَجِيءُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَى رَقَبَتِهِ بَعِيرٌ لَهُ رُغَاءٌ)) أَيْ بِضَمِّ الرَّاءِ بِالْمُعْجَمَةِ، بِالْمَدِ: صَوتُ الْبَعِيرِ ((يَقُولُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَغِثْنِي؟ فَأَقُولُ: لَا أَمْلِكُ لَكَ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا قَدْ أَبْلَغْتُكَ، لَا أُلْفِيَنَّ أَحَدُكُمْ يَجِيءُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَى رَقَبَتِهِ شَاةٌ لَهَا ثُغَاءٌ)) أَيْ: بِضَمِّ الْمُثَلَّثَةِ وَبِالْمُعْجَمَةِ وَبِالْمَدِّ: صَوتُ الْغَنَمِ ((يَقُولُ: يَارَسُولَ اللّٰهِ أَغِثْنِي؟ فَأَقُولُ: لَا أَمْلِكُ لَكَ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا قَدْ أَبْلَغْتُكَ، لَا أُلْفِيَنَّ أَحَدَكُمْ يَجِيءُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَى رَقَبَتِهِ بَقَرَةٌ لَهَا صِيَاحٌ فَيَقُولُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَغِثْنِي؟ فَأَقُولُ: لَا أَمْلِكُ لَكَ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا قَدْ أَبْلَغْتُكَ، لَا أُلْفِيَنَّ أَحَدَكُمْ يَجِيءُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَعَلَى رَقَبَتِهِ رِقَاعٌ تَخْفِقُ،

[1] صحيح البخاري ٢٨٦٠/٦ ((الفتح)) و كذلك اخرجه مسلم ٦٨٠/٢ من حديث ابى هريرة۔

فَيَقُولُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَغِثْنِي؟ فَأَقُولُ: لَا أَمْلِكُ لَكَ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا قَدْ أَبْلَغْتُكَ، لَا أُلْفِيَنَّ أَحَدَكُمْ يَجِيءُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَى رَقَبَتِهِ صَامِتٌ، فَيَقُولُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَغِثْنِي؟ فَأَقُولُ: لَا أَمْلِكُ لَكَ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا)) [1]

''میں تم میں سے کسی کو ایسے حال میں نہ پاؤں کہ قیامت کے دن اس طرح آئے کہ اس کی گردن پر بلبلاتا ہوا اونٹ ہو اور وہ یوں کہہ رہا ہو: اے اللہ کے رسول! ''میری مدد فرماؤ!'' تو میں یوں جواب دے دوں: ''میں تیرے لیے اللہ تعالیٰ کی جناب میں کچھ اختیار نہیں رکھتا۔ میں نے تو اللہ کے احکام پہنچا دیے تھے۔''

''میں تم میں سے کسی کو اس حال میں نہ پاؤں کہ وہ قیامت کے دن اس طرح آئے کہ اس کی گردن پر بکری ممیا رہی ہو۔ وہ عرض کرتا ہو: ''یا رسول اللہ! میری فریاد کو سنو!'' تو میں کہہ دوں: ''میں تیرے لیے اللہ تعالیٰ کی جناب میں کسی چیز کا بھی مالک نہیں ہوں۔ میں نے تو پیغامات الٰہی پہنچا دیے تھے۔''

''میں تم میں سے کسی کو اس حالت میں نہ پاؤں کہ وہ قیامت کے دن اس طرح آئے کہ اس کی گردن پر کپڑا ہو جو اس کی گردن گھونٹ رہا ہو' وہ مجھ سے کہے: ''یا رسول اللہ! میری فریاد رسی فرماؤ! میں اسے جواب میں کہہ دوں: ''میں تیرے لیے اللہ تعالیٰ کی جناب میں کچھ اختیار نہیں رکھتا۔ میں نے تو پیغامات ربانی پہنچا دیے تھے۔''

''میں تم میں سے کسی کو اس حال میں نہ پاؤں کہ وہ قیامت کے روز اپنی گردن پر خاموش مال یعنی سونا چاندی وغیرہ لیے ہوئے آئے۔ وہ یوں کہہ رہا ہو: ''یا رسول اللہ! میری مدد کو پہنچو۔'' میں کہہ دوں: ''میں تیرے لیے اللہ کی جناب میں کچھ اختیار نہیں رکھتا۔''

اور رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا ہے:

((هُمُ الْأَخْسَرُونَ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، هُمُ الْأَخْسَرُونَ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ، اَلْأَكْثَرُونَ إِلَّا مَنْ قَالَ فِي عِبَادِ اللّٰهِ هٰكَذَا وَهٰكَذَا، قَلِيلٌ مَا هُمْ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا مِنْ رَجُلٍ يَمُوتُ وَيَتْرُكُ غَنَمًا أَوْ إِبِلًا أَوْ

[1] صحیح البخاری ۶/۳۰۷۳ ((الفتح)) وصحیح مسلم ۳/۱۴۶۱۔۱۴۶۲۔ من حدیث ابی ہریرۃ۔

بَقراً لَم يُؤَدِّ زكاتها اِلّا جاءَتهُ يومَ القِيامةِ أَعظَمُ ما تكونُ وأَسمنهُ حَتّى تَطأَهُ بأَظلافِها وتَنطِحهُ بِقرُونِها حتى يُقضى بَينَ النَّاسِ كُلّما نَفَذَت أُخراها عادَ عَلَيهِ أَولاها)) [۱]

''رب کعبہ کی قسم ہے! قیامت کے دن یہ لوگ انتہائی خسارے میں ہوں گے' رب کعبہ کی قسم! بہت ہی زیادہ گھاٹے میں ہوں گے' زیادہ مال ودولت والے' مگر جس نے اللہ کے بندوں میں ایسے کیا' ایسے کیا' (یعنی مسکینوں میں مال تقسیم کیا) اور ایسے لوگ تعداد میں کم ہی ہیں۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! کوئی بھی آدمی ایسا نہیں ہے جو مرتا ہے اور اپنے ترکہ میں بکریاں یا اونٹ یا گائیں چھوڑ جاتا ہے جن کی وہ زکوٰۃ ادا نہیں کرتا تھا' مگر وہ (یعنی اس کی بکریاں وغیرہ) قیامت کے روز اس حال میں آئیں گی کہ دنیا کی نسبت وہ بڑی موٹی تازی اور اچھی حالت میں ہوں گی۔ وہ اسے اپنی کھریوں سے روندیں گی' اور اپنے سینگوں سے ماریں گی' حتیٰ کہ لوگوں کے درمیان فیصلے مکمل ہو جائیں۔ جب ان کی آخری گزر جائے گی تو پہلی پھر پلٹ آئے گی۔''

ناطق وحی ﷺ نے یوں بھی فرمایا ہے:

((مَا مِنْ صَاحِبِ اِبِلٍ لَا يَفْعَلُ فِيهَا حَقَّهَا اِلّا جَائَتْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَكْثَرَ مَا كَانَتْ، وَقُعِدَ لَهَا بِقَاعٍ قَرْقَرٍ تَسْتَنُّ عَلَيْهِ بِقَوَائِمِهَا وَأَخْفَافِهَا، وَلَا صَاحِبِ بَقَرٍ لَا يَفْعَلُ فِيهَا حَقَّهَا اِلّا جَائَتْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَكْثَرَ مَا كَانَتْ وَقُعِدَ لَهَا بِقَاعٍ قَرْقَرٍ تَنْطِحُهُ بِقُرُونِهَا وَتَطَؤُهُ بِأَظْلَافِهَا، لَيْسَ فِيهَا حَمَاءٌ وَلَا مُنْكَسِرٌ قَرْنُهَا، وَلَا صَاحِبِ كَنْزٍ لَا يَفْعَلُ فِيهِ حَقَّهُ اِلّا جَاءَ كَنْزُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شُجَاعًا أَقْرَعَ يَتْبَعُهُ فَاتِحًا فَاهُ فَإِذَا أَتَاهُ فَرَّ مِنْهُ، فَيُنَادِيهِ: خُذْ كَنْزَكَ الَّذِي خَبَّأْتَهُ فَأَنَا عَنْهُ غَنِيٌّ، فَإِذَا رَأَى أَنْ لَا بُدَّ لَهُ مِنْهُ سَلَكَ أَيْ أَدْخَلَ۔ يَدَهُ فِي فِيهِ فَيَقْضِمُهَا قَضْمَ الْفَحْلِ)) [۲]

''کوئی بھی اونٹوں کا مالک ایسا نہیں ہے جو ان کا مقررہ حق یعنی زکوٰۃ ادا نہیں کرتا'

---

[۱] صحیح البخاری ۱۱/۶۶۳۸ وصحیح مسلم ۲/۶۸۶، من حدیث ابی ذر

[۲] صحیح مسلم ۲/۶۸۹ من حدیث عبداللہ الانصاری

مگر وہ سب اونٹ قیامت کے دن اس حالت میں حاضر ہوں گے کہ وہ پہلے سے بہتر صحت میں ہوں گے۔ اس مالک کو ایک ہموار میدان میں بٹھا دیا جائے گا۔ اس کے اونٹ دونوں ٹانگوں کو اٹھا اٹھا کر اسے ماریں گے اور اپنے قدموں سے روندیں گے۔ اور نہ ہی کوئی گائیوں کا مالک ہوگا جو ان کا حق ادا نہیں کرتا ہے' مگر وہ گائیں بھی قیامت کے دن بہتر حالت میں آئیں گی اس مالک کو ہموار میدان میں بٹھا دیا جائے گا جو اسے اپنے سینگوں سے ماریں گی اور اپنے کھروں سے روندیں گی۔ ان گائیوں میں کوئی بھی بے سینگ نہیں ہوگی اور کوئی بھی ٹوٹے سینگ والی نہیں ہوگی۔ اور نہ ہی کوئی خزانے کا مالک ہوگا جو اس کا حق ادا نہ کرتا ہو' مگر اس کا خزانہ قیامت کے دن ایسے آئے گا کہ گنجا سانپ ہوگا جو اپنا منہ کھولے ہوئے اس کے پیچھے پیچھے ہوگا۔ جب وہ اس کے قریب آئے گا تو یہ اس سے بھاگے گا۔ وہ اسے آواز دے گا: پکڑ لو اپنے خزانے کو جسے تو نے چھپا چھپا کر رکھا تھا۔ بس میں اس سے بے نیاز ہوں۔ جب وہ دیکھے گا کہ اسے کوئی راستہ نظر نہیں آتا تو اپنا ہاتھ اس کے منہ میں داخل کر دے گا تو وہ سانپ اسے ایسے چبائے گا جیسے اونٹ چباتا ہے۔''

رسول اللہ ﷺ نے اس طرح بھی فرمایا ہے:

((مَنْ آتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَلَمْ يُؤَدِّ زَكَاتَهُ مُثِّلَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شُجَاعًا أَقْرَعَ لَهُ زَبِيبَتَانِ يُطَوَّقُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ثُمَّ يَأْخُذُ بِلَهْزِمَتَيْهِ۔ يَعْنِي شِدْقَيْهِ۔ ثُمَّ يَقُولُ: أَنَا مَالُكَ أَنَا كَنْزُكَ۔ ثُمَّ تَلَا هٰذِهِ الْآيَةَ(سورة ال عمران: ۱۸۰)))[1]

''جسے اللہ تعالیٰ نے مال دنیا عطا فرمایا ہو اور وہ اس کی زکوٰۃ نہ دیتا ہو' قیامت کے دن یہی مال اس کے لیے ایک گنجا اژدھا بنا دیا جائے گا جس کے منہ میں دو زہر ہوں گے۔ قیامت کے روز وہ اس کا طوق بن جائے گا پھر اسے اپنے جبڑوں سے پکڑے گا اور یوں کہے گا: میں تیرا مال ہوں' میں تیرا خزانہ ہوں۔ پھر نبی اکرم ﷺ نے اس آیت کریمہ کی تلاوت فرمائی:

﴿وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَبْخَلُونَ﴾ (ال عمران: ۳/ ۱۸۰)

[1] صحیح البخاری ۳/ ۱۴۰۲ والنسائی ۵/ ۳۹ من حدیث ابی هریرة۔

''جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے کچھ دے رکھا ہے وہ اس میں اپنی کنجوسی کو اپنے لیے بہتر خیال نہ کریں' بلکہ وہ ان کے لیے نہایت بدتر ہے۔ عنقریب قیامت والے دن یہ اپنی کنجوسی کی چیز کے طوق ڈالے جائیں گے۔ آسمانوں اور زمین کی میراث اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے' اور جو کچھ تم کر رہے اس سے اللہ تعالیٰ آگاہ ہے۔''

رسول کائنات ﷺ نے یہ بھی فرمایا ہے:

((شِرَارُ النَّاسِ الَّذِیْ یُسْئَلُ بِاللّٰهِ وَلَا یُعْطِیَ)) ①

''اسی لوگوں یہ میں سے بدترین وہ ہے جس سے اللہ تعالیٰ کے نام پر سوال کیا جائے اور وہ نہ دے۔''

اس طرح بھی فرمان رسالت مآب ﷺ ملتا ہے:

((شَرٌّ مَا فِی الرَّجُلِ شُحٌّ هَالِعٌ وَجُبْنٌ خَالِعٌ)) ②

''انتہائی کنجوسی اور سخت بزدلی کا آدمی میں ہونا بدترین خامیاں ہیں۔''

❀❀❀❀

---

① ذکر الالبانیؒ فی صحیح الجامع ۳۷۰۸ من حدیث ابن عباس وعزاہ الی البخاری فی الادب المفرد۔

② اخرجہ ابوداود فی سننہ ۳/ح۲۵۱۱ واحمد ۲/۳۰۲۔۳۲۰ والبیھقی فی السنن ۹/۱۷۰ وابو نعیم فی الحلیۃ ۹/۵۰ وذکرہ الالبانیؒ فی الصحیحۃ ۵۶۰

بحث: 12

سرکار دو عالم ﷺ پر درود پڑھنے میں غفلت

اے میری ایمانی بہن!

یہ بات سنگ دلی اور تند مزاجی میں سے ہے کہ کوئی رسول اللہ ﷺ کا اسم گرامی سنے، پھر آپ پر درود نہ پڑھے۔ پس اگر تو آپ کا نام نامی سنے تو آپ پر درود پاک پڑھنے میں جلدی کر۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے روایت بیان کی اور اسے صحیح قرار دیا ہے، سیدنا کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((أَحْضُرُوا الْمِنبَرَ)) فَحَضَرْنَاهُ فَلَمَّا ارْتَقٰى دَرَجَةً قَالَ: ((آمِينَ)) فَلَمَّا ارْتَقَى الدَّرَجَةَ الثَّانِيَةَ قَالَ: ((آمِينَ)) فَلَمَّا اِرْتَقَى الدَّرَجَةَ الثَّالِثَةَ قَالَ: ((آمِينَ)) فَلَمَّا نَزَلَ قُلْنَا: يَارَسُولَ اللّٰهِ لَقَدْ سَمِعْنَا مِنْكَ الْيَوْمَ شَيْئًا مَا كُنَّا نَسْمَعُهُ؟ قَالَ: ((اِنَّ جِبْرِيلَ عَرَضَ لِي فَقَالَ: بُعْدَ مَنْ أَدْرَكَ رَمَضَانَ فَلَمْ يُغْفَرْ لَهُ، قُلْتُ: آمِينَ، فَلَمَّا رَقِيتُ الثَّانِيَةَ قَالَ: بُعْدَ مَنْ ذُكِرْتَ عِنْدَهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْكَ، قُلْتُ: آمِينَ، فَلَمَّا رَقِيتُ الثَّالِثَةَ قَالَ: بُعْدَ مَنْ أَدْرَكَ أَبَوَيْهِ الْكِبَرُ عِنْدَهُ أَوْ أَحَدَهُمَا فَلَمْ يُدْخِلَاهُ الْجَنَّةَ قُلْتُ: آمِينَ)) [1]

''منبر کے پاس حاضر ہو جاؤ! پس ہم منبر کے پاس حاضر ہو گئے۔ جب آپ پہلی سیڑھی پر چڑھے تو آپ نے کہا ''آمین!'' پھر جب دوسری سیڑھی پر چڑھے تو فرمایا ''آمین!'' پھر جب تیسری سیڑھی پر چڑھے تو پھر کہا ''آمین!'' جب آپ منبر سے نیچے تشریف لائے ہم نے عرض کی: یارسول اللہ! آج ہم نے آپ سے کچھ ایسے الفاظ سنے ہیں جو ہم پہلے نہیں سنتے تھے۔ آپ نے ارشاد فرمایا: بے شک جبریل میرے پاس آئے تھے انہوں نے کہا: وہ آدمی اللہ کی رحمت سے دور

---

[1] اخرجه الحاكم ٤/١٥٣ وقال: صحيح الاسناد ووافقه الذهبي، واخرجه ابن خزيمه ٣/١٨٨٨ وابن حبان ٢/١٣١ وقال الالبانیؒ: اسناده جيد

ہو جو ماہ رمضان پالے لیکن پھر بھی اس کی بخشش نہ ہو سکے۔ میں نے کہا: ''آمین!'' پھر جب میں دوسری سیڑھی پر چڑھا تو انہوں نے کہا: وہ آدمی بھی اللہ کی رحمت سے دور ہو جو اپنے بوڑھے والدین' دونوں یا ان میں سے ایک کو اپنے پاس پالے لیکن وہ اسے جنت میں داخل نہ کرواسکیں۔ میں نے کہا: ''آمین!''

ایک روایت میں امام ترمذی رحمہ اللہ کہتے ہیں جسے انہوں نے حسن غریب کہا ہے:

((رَغِمَ۔ أَیُ: ذَلَّ۔ أَنْفُ مَنْ ذُكِرْتَ عِنْدَهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْكَ' وَرَغِمَ أَنْفُ رَجُلٍ دَخَلَ عَلَيْهِ رَمَضَانُ' ثُمَّ انْسَلَخَ قَبْلَ أَنْ يُغْفَرَ لَهُ' وَرَغِمَ أَنْفُ رَجُلٍ أَدْرَكَ عِنْدَهُ أَبَوَاهُ الْكِبَرَ فَلَمْ يُدْخِلَاهُ الْجَنَّةَ)) [1]

''ذلیل ہو اس آدمی کی ناک جس کے پاس آپ کا ذکر کیا جائے لیکن وہ آپ پر درود نہ پڑھے۔ اس آدمی کی ناک بھی خاک آلود ہو جس آدمی پر ماہ رمضان آئے اور بغیر اس کی بخشش سے گزر جائے۔ اور ذلیل ہو اس آدمی کی ناک بھی جس کے والدین اس کی موجودگی میں بڑھاپے کو پہنچ جائیں لیکن وہ دونوں اسے جنتی نہ بنا سکیں۔''

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا ہے:

((مَنْ ذُكِرْتُ عِنْدَهُ فَخَطِیءَ الصَّلَاةَ عَلَیَّ' خَطِیءَ طَرِيْقَ الْجَنَّةِ)) [2]

''جس آدمی کے پاس میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود پڑھنا بھول جائے' وہ تو جنت کا راستہ بھول گیا ہے۔''

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں بھی فرمایا ہے:

((مَنْ ذُكِرْتُ عِنْدَهُ فَنَسِیَ الصَّلَاةَ عَلَیَّ خَطِیءَ طَرِيْقَ الْجَنَّةِ)) [3]

''جس شخص کے پاس میرا تذکرہ ہو اور وہ مجھ پر درود بھیجنا بھول جائے' وہ تو جنت کا راستہ بھول گیا ہے۔''

---

[1] اخرجه الترمذی ٥/٣٥٤٥ وذکره الالبانیؒ فی صحیح الجامع ٣٥١٠ وقال: صحیح

[2] ذکره الهیثمی فی الجمع ١٠/١٦٤ وذکره الالبانیؒ فی صحیح الجامع ٦٢٤٥ وقال: صحیح

[3] ذکره المنذری فی الترغیب ٢/٤١ وذکره الالبانیؒ فی صحیح الجامع ٦٢٤٥ بلفظ: ((من ذکرت عنده فخطیء الصلاة علی خطیء طریق الجنة)) وقال: صحیح

نبی اکرم ﷺ نے ان الفاظ سے بھی امت کو خبردار کیا ہے:

((اَلْبَخِيلُ مَنْ ذُكِرْتُ عِنْدَهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ)) [1]

''بخیل ہے وہ شخص جس کے پاس میرا ذکر ہو اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے۔''

رسول کریم ﷺ پر درود بھیجنے کی فضیلت

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

((مَنْ صَلَّى عَلَيَّ صَلَاةً وَاحِدَةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ عَشْرًا)) [2]

''جس نے مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجا' اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں بھیجتا ہے۔''

نبی برحق ﷺ نے اس طرح بھی فرمایا ہے:

((مَنْ ذُكِرْتُ عِنْدَهُ فَلْيُصَلِّ عَلَيَّ)) وَالْأَمْرُ لِلْوُجُوبِ [3]

''جس آدمی کے پاس میرا ذکر کیا جائے' اسے چاہیے کہ مجھ پر درود پڑھے۔''

اور ''امر'' وجوب کے لیے ہوتا ہے' یعنی آپ کا نام نامی سننے کے بعد آپ پر درود پڑھنا واجب ہو جاتا ہے۔ نبی کائنات ﷺ نے یوں بھی فرمایا ہے:

((مَنْ صَلَّى عَلَيَّ صَلَاةً وَاحِدَةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ عَشْرَ صَلَوَاتٍ وَحَطَّ عَنْهُ بِهَا عَشْرَ سَيِّئَاتٍ' وَرَفَعَهُ بِهَا عَشْرَ دَرَجَاتٍ)) [4]

''جو مجھ پر ایک بار درود پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں بھیجتا ہے' اس کی وجہ سے اس کی دس خطائیں معاف فرما دیتا ہے' اس کی وجہ سے اس کے دس درجے بلند کر دیتا ہے۔''

---

[1] اخرجه احمد ۱/۲۰۱' والترمذی ۵/۳۵۴۶ والحاکم ۱/۵۴۹ وقال: صحیح الاسناد ووافقه الذهبی' وقال الالبانیؒ: صحیح۔

[2] صحیح مسلم ج۱/۳۰۶ واحمد ج۲/۳۷۵ من حدیث ابی هریرة

[3] ذکره الهیثمی فی مجمع الزوائد ج۱/۱۳۷' وقال: رواه ابو یعلی ورجاله رجال الصحیح' وذکره الالبانیؒ فی صحیح الجامع ۶۲۴۶' وقال: صحیح:

[4] اخرجه احمد ج۳/۱۰۲ وابوداود ۲/۱۵۳۰ والنسائی ۳/۵۰ والترمذی ۲/۴۸۲ من حدیث انس' وقال الالبانیؒ: صحیح۔

قُل تعالوا أتل ما حرم ربكم عليكم

عورتوں پر حرام

مگر کیا....؟

3

خاتونِ اسلام کا

کبائر، معاصی اور منکرات سے محتاط رہنا

- خطاؤں اور صغیرہ وکبیرہ گناہوں کا حرام ہونا۔
- گناہ جاری رکھتے ہوئے بخشش سے دھوکا کھانا حرام ہے۔
- اللہ تعالیٰ کے حضور گناہوں سے توبہ کرنی چھوڑ دینا حرام ہے۔
- زنا کاری حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے ہمیں بچائے رکھے۔
- نکاح متعہ منسوخ اور حرام ہے۔
- جھوٹی گواہی دینا اور سچی گواہی کو چھپانا دونوں ہی حرام ہیں۔
- یمین غموس اور یمین کاذبہ دونوں حرام ہیں۔
- مردار، دم مسفوح اور لحم خنزیر کو کھانا حرام ہے۔
- آگ سے سزا دینا حرام ہے جیسے کہ حشرات کو جلانا ہے۔
- شراب اور دیگر منشیات حرام ہیں۔
- شراب نوشی، منشیات اور تمباکو نوشی جیسی حرام چیزوں کے نقصانات۔
- بانسری اور کمان کی تانت پر گنگنانا اور اسے سننا حرام ہے۔
- عید کے دن نابالغ بچی کا گانا جائز ہے۔
- عورت کا مہندی لگانا جائز ہے۔
- خورد ونوش کے لیے سونے چاندی کے برتن استعمال کرنا حرام ہے۔

بحث : 1

صغیرہ اور کبیرہ گناہ

اے میری ایمان دار بہن!

سب صغیرہ وکبیرہ گناہوں' خطاؤں اور نافرمانیوں سے بچتی رہو اور اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری کی کوشش کرتی رہو۔ یہ بھی بخوبی جان لو! (اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو اپنی اطاعت میں رہنے کی توفیق عطا فرمائے) اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنی رضا مندی اور اپنی ہیبت کی مکمل زرہیں پہنا دی ہیں یعنی ان سے پوری واقفیت کروا دی ہے۔

یقیناً اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو اپنی نافرمانی کرنے سے ڈرایا ہے۔ وہ اس طرح کہ اس نے اپنی ربوبیت کے قوانین معلوم کروا دیے ہیں اور اس نے اپنے قہر وغضب اور جبروت اور اپنی وحدانیت کے غلبوں کو قائم و دائم رکھا ہے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿ فَلَمَّآ اٰسَفُوْنَا انْتَقَمْنَا مِنْهُمْ ﴾ (الزخرف : ۴۳/۵۵)

''پھر جب انہوں نے ہمیں غصہ دلایا تو ہم نے ان سے انتقام لیا۔''

یہ بھی فرمان الٰہی ہے:

﴿ فَلَمَّا عَتَوْا عَنْ مَّا نُهُوْا عَنْهُ قُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خٰسِئِيْنَ ﴿۱۶۶﴾ ﴾

(الاعراف : ۷/۱۶۶)

''جب وہ جس کام سے ان کو منع کیا گیا تھا اس میں حد سے نکل گئے تو ہم نے ان کو کہہ دیا: تم ذلیل بندر بن جاؤ!''

یہ فرمان ایزدی بھی ملاحظہ فرمالیں:

﴿ وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِمَا كَسَبُوْا مَا تَرَكَ عَلٰى ظَهْرِهَا مِنْ دَآبَّةٍ ﴾

(سورة فاطر : ۳۵/۴۵)

''اور اگر اللہ تعالیٰ لوگوں پر ان کے اعمال کے سبب دار وگیر فرمانے لگتا تو روئے زمین پر ایک متنفس کو نہ چھوڑتا۔''

یہ ارشاد باری تعالیٰ بھی سن لیں:

﴿وَ مَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَ يَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَ نُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ؕ وَ سَآءَتْ مَصِيْرًا ﴿۱۱۵﴾﴾

(النساء : ٤/١١٥)

''جو شخص باوجود راہ ہدایت کے واضح ہو جانے کے رسول (ﷺ) کی مخالفت کرے اور تمام مومنوں کی راہ چھوڑ کر چلے' ہم اسے ادھر ہی متوجہ کر دیں گے جدھر وہ خود متوجہ ہوا اور دوزخ میں ڈال دیں گے۔ وہ پہنچنے کی بہت ہی بری جگہ ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے یوں بھی فرمایا ہے:

﴿مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا يُّجْزَ بِهٖ ۙ وَلَا يَجِدْ لَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ﴿۱۲۳﴾﴾

(النساء : ٤/١٢٣)

''جو برا کرے گا اس کی سزا پائے گا' اور کسی کو نہ پائے گا جو اس کی حمایت و مدد اللہ کے پاس کر سکے۔''

اس موضوع پر آیات قرآنیہ بہت سی ہیں' اور صحیح حدیث میں اس طرح آتا ہے:

((اِنَّ اللّٰهَ فَرَضَ فَرَائِضَ فَلَا تُضَيِّعُوهَا وَحَدَّ حُدُودًا فَلَا تَعْتَدُوهَا' وَحَرَّمَ أَشْيَاءَ فَلَا تَنْتَهِكُوهَا' وَسَكَتَ عَنْ أَشْيَاءَ رَحْمَةً لَكُمْ غَيْرَ نِسْيَانٍ فَلَا تَبْحَثُوا عَنْهَا)) [1]

''بے شک اللہ تعالیٰ نے فرائض کو فرض کر دیا ہے پس تم انہیں ضائع مت کرنا' اور اس نے حدود مقرر فرما دی ہیں' تم ان سے تجاوز نہ کرنا۔ اس نے کچھ چیزوں کو حرام رکھا ہے ان کو پامال نہ کرنا' اور اس نے کچھ چیزوں سے تم پر مہربانی کرتے ہوئے خاموشی اختیار کی ہے' بھول سے نہیں رہ گئیں' ان کی کرید نہ کرنا۔''

اور صحیحین میں ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اِنَّ اللّٰهَ يَغَارُ' وَاِنَّ الْمُؤْمِنَ يَغَارُ' وَغَيْرَةُ اللّٰهِ أَنْ يَأْتِيَ الْمُؤْمِنُ مَا

---

[1] رواه الهيثمي في المجمع ١٧١/١ وقال: رواه الطبراني ورجاله رجال الصحيح' وقال الالبانيؒ: رجاله ثقات' ولكنه منقطع فيه مكحول وابو ثعلبه۔

حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ)) ① وَفِيهِمَا أَنَّهُ ﷺ قَالَ: ((لَا أَحَدَ أَغْيَرُ مِنَ اللّٰهِ فَلِذَا حَرَّمَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ، وَلَا أَحَدَ أَحَبُّ إِلَيْهِ الْمَدْحُ مِنَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ)) ②

''بے شک اللہ تعالیٰ غیرت کھاتے ہیں اور بلاشبہ مومن بھی غیرت کھاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کو غیرت تب آتی ہے جب کوئی مومن اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیز کا ارتکاب کرتا ہے۔''

''کوئی بھی اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر صاحب غیرت نہیں ہے، اسی لیے تو اس نے ظاہری اور باطنی بے حیائیوں کو حرام کر رکھا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر کوئی بھی ایسا نہیں ہے جسے مدح سرائی سب سے زیادہ محبوب ہو۔''

اور صحیحین ہی میں ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ الْمُؤْمِنَ إِذَا أَذْنَبَ نُكِتَتْ نُكْتَةٌ سَوْدَاءُ فِي قَلْبِهِ، فَإِنْ تَابَ وَاسْتَغْفَرَ صُقِلَ قَلْبُهُ، وَإِنْ لَمْ يَتُبْ زَادَتْ حَتّٰى تَعْلُوَ قَلْبَهُ. أَيْ تُغْشِيهِ وَتُغْطِيهِ تِلْكَ النُّكْتَةُ السَّوْدَاءُ. فَذٰلِكَ الرَّانُ الَّذِي ذَكَرَهُ اللّٰهُ فِيهِ كِتَابِهِ: (المطففين: ١٤))) ③

''جب مسلمان کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کے دل میں ایک سیاہ نقطہ اور نشان بنا دیا جاتا ہے، پھر اگر وہ توبہ اور استغفار کر لیتا ہے تو اس کا دل چمکا دیا جاتا ہے، اور اگر وہ توبہ نہیں کرتا تو وہ سیاہ نقطہ بڑھتے بڑھتے اس کے دل کو ڈھانپ لیتا ہے، تو وہ یہی زنگ ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے:

﴿كَلَّا بَلْ ۜ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ⑭﴾ (المطففين: ٨٣/١٤)

''یوں نہیں، بلکہ ان کے دلوں پر ان کے اعمال کی وجہ سے زنگ چڑھ گیا ہے۔''

صحیحین ہی میں یہ بھی آتا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کی جانب بھیجا تھا تو یہ بھی فرمایا تھا:

---

① صحيح البخاري ٩/٥٢٢٣ ((الفتح)) وصحيح مسلم ٤/٢١١٤

② صحيح البخاري ٩/٥٢٢٠ ((الفتح)) وصحيح مسلم ٤/٢١١٤

③ اخرجه احمد ٢/٢٩٧ وهو حديث صحيح۔

((اِتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُوْمِ فَإِنَّهُ لَيْسَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ اللّٰهِ حِجَابٌ)) [1]

''مظلوم کی بددعا سے بچنا' کیونکہ اس کے درمیان اور اللہ کے درمیان کوئی پردہ حائل نہیں رہتا۔''

محمد بن کعب القرظی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

''گناہ کو چھوڑنے سے بڑھ کر اللہ کو محبوب عبادت اور کوئی نہیں ہے۔''

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا صحیح حدیث مبارکہ میں موجود یہ فرمان گرامی اس کی تائید کر رہا ہے:

((إِذَا أَمَرْتُكُمْ بِشَيْءٍ فَأْتُوا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ' وَإِذَا نَهَيْتُكُمْ عَنْ شَيْءٍ فَاجْتَنِبُوْهُ)) [2]

''جب میں تمہیں کسی چیز کا حکم دوں تو اپنی استطاعت کے مطابق اسے کر لیا کرو اور جب میں تمہیں اس سے روک دوں تو اس سے باز آ جایا کرو۔''

اور یہ جان لو کہ گناہوں میں سے سب سے زیادہ ڈانٹنے والا تو اللہ تعالیٰ کا خوف ہے' اس کے انتقام اور اس کے غلبے کا ڈر ہے' اس کے عذاب' غصے اور اس کی گرفت کا خوف ہے۔ اللہ تعالیٰ خود فرما رہا ہے:

﴿فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖٓ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝﴾ (سورة النور ٢٤/٦٣)

''سنو! جو لوگ حکم رسول کی مخالفت کرتے ہیں' انہیں ڈرتے رہنا چاہیے کہ کہیں ان پر کوئی زبردست آفت نہ آ پڑے یا انہیں کوئی دکھ کی مار نہ پڑے۔''

یہ بات بھی ثابت شدہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایسے نوجوان کے پاس تشریف لائے جو بستر مرگ پر تھا۔ آپ نے اس سے دریافت کیا: ''تو اپنے آپ کو کیسے پاتا ہے؟'' اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں اللہ تعالیٰ سے امید رکھتا ہوں اور اپنے گناہوں سے بھی ڈر رہا ہوں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا يَجْتَمِعَانِ فِيْ قَلْبِ عَبْدٍ فِيْ مِثْلِ هٰذَا الْمَوْطِنِ إِلَّا أَعْطَاهُ اللّٰهُ مَا

---

[1] صحیح البخاری ٣/١٤٩٦ ((الفتح)) وصحیح مسلم ١/٥٠

[2] اخرجه احمد فی مسنده ج٢ /٢٤٧-٢٥٨ واسناده صحیح

يَرْجُوْا وَأَمَّنَهُ مِمَّا يَخَافُ)) ①

''ایسے وقت میں کسی بندے کے دل میں یہ دو چیزیں جمع نہیں ہوتیں مگر اللہ تعالیٰ اسے وہ چیز عطا فرما دیتا ہے جس کی وہ امید لگائے ہوتا ہے اور اس چیز سے امن دے دیتا ہے جس کا اسے خطرہ ہوتا ہے۔''

ناطق وحی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

((هَلْ تَسْمَعُوْنَ مَا اسْمَعُ؟ اَطَّتِ السَّمَاءُ وَحَقَّ لَهَا أَنْ تَئِطَّ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا فِيهَا مَوضِعُ أَرْبَعِ أَصَابِعِ، إِلَّا وَمَلَكٌ سَاجِدٌ لِلّٰهِ تَعَالَى أَوْ قَائِمٌ أَوْ رَاكِعٌ، وَلَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا أَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيْلًا وَلَبَكَيْتُمْ كَثِيْرًا، وَلَخَرَجْتُمْ أَوْ لَصَعِدْتُمْ إِلَى الصَّعُدَاتِ۔ أَيِ الْجِبَالِ۔ تَجَأَرُوْنَ إِلَى اللّٰهِ تَعَالَى خَوْفًا مِنْ عَظِيْمِ سَطْوَتِهِ وَشِدَّةِ اِنْتِقَامِهِ)) ②

''کیا تم سنتے ہو جو میں سنتا ہوں؟ آسمان چرچراتے ہیں۔ ان کا یہ حق بھی ہے کہ وہ ایسی آوازیں نکالیں، اس ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، آسمانوں میں چار انگشت برابر بھی جگہ نہیں ہے مگر اس میں اللہ تعالیٰ کا کوئی نہ کوئی فرشتہ سجدہ ریز ہے یا حالت قیام میں ہے یا حالت رکوع میں کھڑا ہے۔ اگر تم جان لو جو میں جانتا ہوں تو تم تھوڑا ہنسو اور یقیناً تم زیادہ روؤ، اور یقیناً تم باہر نکل جاؤ یا بلندیوں یعنی پہاڑوں پر جا چڑھو، اللہ تعالیٰ کی عظیم سطوت اور اس کے شدت انتقام سے ڈرتے پھرو۔''

ایک دوسری روایت میں اس طرح ہے:

((لَا تَدْرُوْنَ تَنْجُوْنَ أَوْ لَا تَنْجُوْنَ)) وَقَالَ بَكْرُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الْمُزَنِيِّ: مَنْ اَتَى الْخَطِيْئَةَ وَهُوَ يَضْحَكُ دَخَلَ النَّارَ وَهُوَ يَبْكِي وَفِي الْحَدِيْثِ: ((لَوْ يَعْلَمُ الْمُؤْمِنُ بِكُلِّ الَّذِي عِنْدَ اللّٰهِ مِنَ الْعَذَابِ لَمْ يَأْمَنِ النَّارِ)) ③

---

① اخرجه الترمذی ۹۸۳/۳ وابن ماجه ۴۰۲۶/۲ وهو حديث صحيح

② اخرجه احمد ۱۷۳/۵، والترمذی ۲۳۱۲/۴ وابن ماجه ۴۱۹۰/۲ وقال البانیؒ: حديث حسن۔

③ اخرجه البخاری ۶۴۶۹/۱۱ ((الفتح))

’’تمہیں معلوم نہیں ہے کہ نجات پا جاؤ گے یا نہیں پاؤ گے۔‘‘ بکر بن عبداللہ المزنی رحمہ اللہ نے کہا ہے: ’’جو ہنستے ہوئے برائی کا ارتکاب کرتا ہے وہ روتے ہوئے واصل جہنم ہوگا۔‘‘ اور حدیث پاک میں یوں آتا ہے ’’اگر مومن کو ہر وہ چیز معلوم ہو جائے جو اللہ تعالیٰ نے عذاب کرنے کے لیے تیار کر رکھی ہے تو وہ آگ سے بے خوف نہ رہے۔‘‘

صحیحین میں ہے: رسول اللہ ﷺ پر جب یہ آیت مبارکہ اتری:

﴿وَ اَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ ۝۲۱۴﴾ (الشعراء : ۲۶/۲۱۴)

’’اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈرا دے۔‘‘

تو آپ کھڑے ہوئے اور پکارا:

((يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ! اشْتَرُوا أَنْفُسَكُمْ مِنَ اللّٰهِ لَا أُغْنِي عَنْكُمْ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا، يَا بَنِي عَبْدِ مَنَافٍ! لَا أُغْنِي عَنْكُمْ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا، يَا عَبَّاسُ! عَمَّ رَسُولِ اللّٰهِ لَا أُغْنِي عَنْكَ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا، يَا صَفِيَّةُ عَمَّ رَسُولِ اللّٰهِ لَا أُغْنِي عَنْكِ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا، يَا فَاطِمَةُ! بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَلِينِي مِنْ مَالِي مَا شِئْتِ لَا أُغْنِي عَنْكِ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا)) [1]

’’اے جماعت قریش! تم اپنی اپنی جانوں کو اللہ تعالیٰ سے خرید لو۔ میں اللہ تعالیٰ کے حضور تمہارے کچھ کام نہ آؤں گا۔ اے بنی عبد مناف! میں اللہ تعالیٰ کی جناب میں تمہارے کسی کام نہ آسکوں گا۔ اے عباس! رسول اللہ (ﷺ) کے چچا! میں اللہ تعالیٰ کے سامنے آپ کے کسی کام نہ آؤں گا۔ اے صفیہ! رسول اللہ (ﷺ) کی پھوپھی! میں اللہ تعالیٰ کی جناب میں آپ کے کچھ کام نہ آؤں گا۔ فاطمہ محمد (ﷺ) کی بیٹی! میرے مال سے جو تو چاہے مجھ سے سوال کر لے' میں اللہ تعالیٰ کے حضور تیرے کچھ کام نہ آسکوں گا۔‘‘

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا:

﴿وَ الَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَاۤ اٰتَوْا وَّ قُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ اَنَّهُمْ اِلٰى رَبِّهِمْ رٰجِعُوْنَ ۝۶۰﴾

(المؤمنون ۲۳/۶۰)

[1] اخرجه البخاری ۵/۲۷۵۳ ((الفتح)) وصحیح مسلم ۱/۱۹۲

''اور جو لوگ دیتے ہیں جو کچھ دیتے ہیں اور ان کے دل کپکپاتے ہیں کہ وہ اپنے رب کی طرف لوٹنے والے ہیں۔''

اے اللہ کے رسول! جو آدمی زنا کرتا ہے' چوری کرتا ہے اور شراب نوشی کرتا ہے وہ بھی تو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے؟ آپ نے فرمایا:

((لَا یَا بِنْتَ أَبِی بَکْرٍ! یَا بِنْتَ الصِّدِّیْقِ! وَلٰکِنَّهُ الرَّجُلُ یُصَلِّی وَیَصُوْمُ وَیَتَصَدَّقُ' وَیَخَافُ أَنْ لَا یُتَقَبَّلَ مِنْهُ)) ①

اے ابوبکر کی صاحبزادی! ایسے بات نہیں' اے صدیق کی لخت جگر! معاملہ ایسے نہیں' لیکن اس سے مراد تو ایسا شخص ہے جو نماز پڑھتا ہے' روزے رکھتا ہے' صدقہ خیرات کرتا ہے' پھر بھی اسے خوف دامن گیر رہتا ہے کہ شاید اس سے قبول بھی ہوا ہے یا نہیں۔''

امام حسن بصری رحمہ اللہ سے پوچھا گیا: اے ابوسعید! ایسی قوم کی صحبت میں بیٹھنے سے جو ہمیں امیدیں دلاتے ہیں حتیٰ کہ خوشی سے ہمارے دل پرواز کرنے کے قریب ہونے لگتے ہیں' ہم کو کیا کرنا چاہیے؟ تو انہوں نے فرمایا: اللہ کی قسم! اگر تو ایسی قوم کی صحبت اختیار کرے جو تجھے ڈرائیں یہاں تک کہ امن و امان کو حاصل کرے تیرے لیے بہتر ہے ایسے لوگوں کے پاس بیٹھنے سے جو تجھے امن دیتے رہیں' حتی کہ تو اپنے اندیشوں اور گھبراہٹوں سے جا ملے!

صحیحین میں ہے:

((أَنَّهُ ﷺ ذَکَرَ مِنَ السَّبْعَةِ الَّذِیْنَ یُظِلُّهُمُ اللّٰهُ تَحْتَ ظِلِّ عَرْشِهِ یَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ: رَجُلاً ذَکَرَ اللّٰهَ۔ أَیْ وَعِیْدَهُ وَعِقَابَهُ۔ خَالِیًا فَفَاضَتْ عَیْنَاهُ)) أی خوفا مما جناه واقترافه من المخالفات والذنوب)) ②

''کہ نبی اکرم ﷺ نے ایسے سات اشخاص کا تذکرہ فرمایا جنہیں اللہ تعالیٰ اپنے عرش کا سایہ نصیب فرمائے گا جس دن اس کے سائے کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا۔ آپ نے ان میں ایک اس آدمی کا بھی ذکر فرمایا جو تنہائی میں اللہ تعالیٰ کو یاد کرتا ہے' یعنی اس کے عذاب اور اس کی وعید کو یاد کرتا ہے تو اس کی آنکھیں بہہ پڑتی

---

① اخرجه احمد ٦/١٥٩۔٢٠٥ والحاکم ٢/٣٩٣۔٣٩٤ وابن ماجه ٢/٤١٩٨' وهو حدیث حسن۔

② اخرجه البخاری ٢/٦٦٠ ((الفتح)) وصحیح مسلم ٢/٧١٥۔٧١٦

ہیں۔ (یعنی اپنے کیے ہوئے گناہوں سے ڈرتے ہوئے اور جو اس نے گناہ اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانیاں کی ہوتی ہیں ان سے ڈرتے ہوئے۔)''

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے جو انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے' آپ کا فرمان ہے:

((عَيْنَانِ لَا تَمَسُّهُمَا النَّارُ: عَيْنٌ بَكَتْ فِي جَوْفِ اللَّيْلِ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ، وَعَيْنٌ بَاتَتْ تَحْرُسُ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ تَعَالَى)) ①

''دو آنکھیں ایسی ہیں جنہیں آتش جہنم چھو بھی نہ سکے گی: ایک آنکھ جو خشیت الٰہی سے رات کے وسط میں رو پڑتی ہے اور ایک وہ آنکھ جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں پہرہ دیتے ہوئے رات گزارتی ہے۔''

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرمان پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح بیان کرتے ہیں:

((لَا يَلِجُ۔ أَيْ لَا يَدْخُلُ۔ النَّارَ رَجُلٌ بَكَى مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ تَعَالَى، حَتَّى يَعُوْدَ اللَّبَنُ فِي الضَّرْعِ، وَلَا يَجْتَمِعُ غُبَارٌ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ وَدُخَانُ جَهَنَّمَ!)) ②

''وہ آدمی آگ میں داخل نہیں ہو سکتا جو اللہ تعالیٰ کے خوف سے رویا ہو' حتیٰ کہ دودھ پستان میں واپس چلا جائے۔ اور اللہ تعالیٰ کے راستے کا گردوغبار اور جہنم کا دھواں دونوں اکٹھے نہیں ہو سکتے۔''

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ''مجھے اللہ تعالیٰ کے خوف سے صرف ایک آنسو کا بہا لینا ایک ہزار دینار صدقہ کرنے سے زیادہ محبوب ہے۔''

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان گرامی ہے:

((قَالَ اللّٰهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى: وَعِزَّتِي لَا أَجْمَعُ عَلَى عَبْدِي خَوْفَيْنِ، وَلَا أَجْمَعُ لَهُ أَمْنَيْنِ، إِنْ أَمِنَنِي فِي الدُّنْيَا أَخَفْتُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَإِنْ خَافَنِي فِي الدُّنْيَا أَمَّنْتُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) ③

---

① اخرجه الترمذی ٤/١٦٣٩، وهو حديث صحيح۔

② اخرجه احمد ٢/٥٠٥، والترمذی ٤/١٦٣٣ والنسائی ١٢٦ وهو حديث صحيح۔

③ ذكر المنذری فی الترغيب ٤/٢٦١ وقال: رواه ابن حبان فی صحيحه، وهو فی الاحاديث الصحيحه ٤٧٢، وقال: صحيح

''اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا ہے: مجھے اپنی عزت کی قسم! میں اپنے بندے پر دو خوف جمع نہیں کروں گا' اور نہ ہی میں اس کے لیے دو امن ہی جمع ہونے دوں گا۔ اگر وہ دنیا میں مجھ سے امن میں رہا ہے تو میں روز قیامت اسے ڈراؤں گا اور اگر وہ دنیا میں مجھ سے ڈرتا رہا ہے تو قیامت کے روز میں اسے امن بخشوں گا۔''

بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا ہے:

﴿فَلَا يَأْمَنُ مَكْرَ اللّٰهِ إِلَّا الْقَوْمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿٩٩﴾﴾ (الاعراف : ۷/۹۹)

''سو اللہ کی پکڑ سے' بجز ان کے جن کی شامت ہی آ گئی ہو' اور کوئی بے فکر نہیں ہوتا۔''

مالک بن دینار رحمہ اللہ فرماتے ہیں: گناہوں پر رونا گناہوں کو اس طرح جھاڑ دیتا ہے جیسے ہوا خشک پتوں کو جھاڑ دیتی ہے۔''

اور یہ بھی جان لیں کہ رونا یا تو حزن و ملال کی وجہ سے ہوتا ہے' یا درد و الم کی وجہ سے' یا گھبراہٹ کی بنا پر' یا فرحت و انبساط کی بنا پر' یا شکرانے کے طور پر' یا اللہ تعالیٰ کے ڈر اور ہیبت کے سبب' اور مؤخر الذکر درجہ کے اعتبار سے سب سے بلند ترین ہے اور دار آخرت میں اس کی قدر و قیمت سب سے بڑھ کر ہو گی۔ باقی رہا رونا ریا کاری اور جھوٹ سے' تو ایسے رونے والے کو دھتکار' دوری اور ناراضی کے سوا کچھ ہاتھ نہیں آئے گا۔

اب اس آدمی کا حق بنتا ہے جس کے لیے اللہ تعالیٰ کے ''قلم تقدیر'' نے پیشگی لکھ دیا ہے: یا تو اس کے لیے ابدی سعادت ہے یا پھر دائمی شقاوت۔ وہ تو ان دونوں حالتوں کے بین بین ہے۔ اس سے آگے بڑھ کر اس نے محرمات کا ارتکاب بھی کر رکھا ہے اور ممنوع چیزوں میں اپنے خالق و مالک کی خلاف ورزیاں بھی کر رکھی ہیں۔ اسے چاہیے کہ اپنے رونے کو' اپنی شرمندگی کو' اپنے غم و ملال کو' اپنی گریہ وزاری کو اور اپنے افسوس کو زیادہ سے زیادہ کر دے۔ اسے یہ بھی چاہیے کہ ظاہری اور باطنی فواحش کو کلیتاً چھوڑ دے اور اپنی سابقہ خلاف ورزیوں اور خواہشات و شہوات کی قباحتوں سے' جو وہ پہلے کر چکا ہے' ان سے اللہ تعالیٰ کے حضور اللہ اور بکثرت دعائیں مانگے۔ شاید کہ اللہ تعالیٰ اسے ''توبۃ النصوح'' یعنی پکی سچی توبہ کی توفیق مرحمت فرمائے' اور اسے جہالت اور نافرمانی کی ظلمتوں سے نکال کر علم و اطاعت کی روشنی میں لے آئے اور پھر جو ان کی معرفت کے ثمرات اور موسم بہار کی پہلی بارش کے فوائد ہیں ان سے مالا مال فرما دے۔

ایک بزرگ نے تو یہاں تک کہا ہے: لوگوں میں سے سب سے زیادہ نرم دل وہ ہوتے ہیں جو گناہوں کا ارتکاب کم سے کم کرتے ہیں۔

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے' انہوں نے پوچھا: یارسول اللہ! نجات کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا:

((أَمْسِكْ عَلَيْكَ لِسَانَكَ، وَلْيَسَعْكَ بَيْتُكَ، وَابْكِ عَلَى خَطِيئَتِكَ)) [1]

''اپنی زبان کو قابو میں رکھ' تیرا گھر تیرے لیے کافی ہو اور اپنی خطاؤں پر رویا کر۔''

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بارے میں فرمایا ہے:

((أَنَا أَعْلَمُكُمْ بِاللّٰهِ وَأَشَدُّكُمْ لَهُ خَشْيَةً)) [2]

''میں تم سب سے بڑھ کر اللہ کو جاننے پہچاننے والا ہوں اور تم سب سے زیادہ اس سے ڈرنے والا ہوں۔''

اسی وجہ سے رسل و انبیا اور علماء و اولیا' پر خوف غالب رہا ہے' اور اس کے برعکس باغی ظالموں اور ناشناس فرعونوں پر' جاہلوں' عام لوگوں' کم درجہ اشخاص اور کمینوں پر اللہ تعالیٰ کی تدبیر سے بے خوفی ہی غالب رہی ہے۔ حتیٰ کہ یوں سمجھ بیٹھے ہیں کہ ان کا حساب ہو چکا ہے' ان سے ہر طرح سے فراغت ہو چکی ہے۔ انہیں نہ تو عذاب کی پکڑ' آگ کے عذاب' اور نہ حجاب کی دوری کا کوئی خوف ہی دامن گیر ہے۔

﴿نَسُوا اللّٰهَ فَاَنْسٰىهُمْ اَنْفُسَهُمْ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝۱۹﴾

(الحشر : ۵۹/ ۱۹)

''جنہوں نے اللہ (کے احکام) کو بھلا دیا تو اللہ نے بھی ایسا کر دیا کہ وہ اپنے آپ کو بھول گئے اور ایسے ہی لوگ نافرمان (فاسق) ہوتے ہیں۔''

صحیح بخاری میں ہے: سیدہ ام العلاء رضی اللہ عنہا ایک انصاری خاتون ہیں۔ وہ انصار جنہوں نے اول اول آنے والے مہاجرین کو قرعہ ڈال کر آپس میں تقسیم کر لیا تھا۔ وہ فرماتی ہیں: ہمارے حصے میں سیدنا عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ آئے جو مہاجرین میں سے بڑی فضیلت والے تھے' ان کے اکابر میں سے تھے' بڑے ہی عبادت گزار تھے اور معرکہ بدر میں شریک ہونے والوں میں

[1] اخرجه الترمذی ٤/ ٢٤٠٦ واحمد ٥/ ٢٥٩ وحسنه الالبانیؒ فی الصحیحة ٨٩٠

[2] اخرجه البخاری ٩/ ٥٠٦٣ ((الفتح)) وصحیح مسلم ٢/ ١٠٢٠

سے تھے۔ وہ بیمار پڑ گئے۔ ہم نے ان کا علاج معالجہ کیا' بالآخر وہ فوت ہو گئے۔ ہم نے انہیں اسی کے کپڑوں میں لپیٹا۔ اسی دوران میں رسول اللہ ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے۔ تب میں نے کہا (یعنی ام العلاء رضی اللہ عنہا نے کہا) ''اے ابوالسائب! (سیدنا عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی کنیت ہے) اللہ تعالیٰ کی آپ پر رحمت ہو! میری آپ کے متعلق یہ شہادت ہے' یقیناً اللہ تعالیٰ نے آپ کی عزت افزائی فرمائی ہوگی' یہ سنتے ہی رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا:

((وَمَا يُدْرِيكِ أَنَّ اللّٰهَ أَكْرَمَهُ))

''تجھے کس طرح معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی عزت افزائی فرمائی ہے؟''

میں نے عرض کی: ''مجھے تو معلوم نہیں! یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں۔''

تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((أَمَّا عُثْمَانُ فَقَدْ جَاءَهُ الْيَقِينُ' وَاللّٰهِ إِنِّي لَأَرْجُو لَهُ الْخَيْرَ))

''عثمان کو تو موت آ چکی ہے۔ اللہ کی قسم! مجھے تو اس کے لیے خیر کی امید ہے۔''

یعنی سیدہ ام العلاء رضی اللہ عنہا کی اس بات پر انکار فرمایا جو انہوں نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے متعلق پکی شہادت اور یقینی گواہی دی تھی جس کے لیے ان کے پاس کوئی قطعی ثبوت نہ تھا جس پر اعتماد کرتے ہوئے ان نے یہ شہادت دی تھی۔ ان کے لیے بس اتنا ہی لائق اور زیبا تھا کہ اپنی شہادت کو امید کے انداز میں ظاہر کرتیں نہ کہ جزم و یقین کے الفاظ سے' جس طرح رسول اللہ ﷺ نے کیا تھا۔

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے یوں فرمایا:

((مَا أَدْرِي وَأَنَا رَسُولُ اللّٰهِ مَا يُفْعَلُ بِي؟!)) ①

''میں نہیں جانتا' حالانکہ میں اللہ کا رسول بھی ہوں' کہ میرے ساتھ کیا کیا جائے گا؟''

وہ کہتی ہیں: ''اللہ کی قسم! اس کے بعد میں نے کبھی بھی کسی کو پاک صاف قرار نہیں دیا۔''

ایک حیرت انگیز بات یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے مندرجہ ذیل فرمان:

﴿وَإِنِّي لَغَفَّارٌ لِّمَن تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدَىٰ ﴿٨٢﴾﴾

(طه: ۲۰/۸۲)

''ہاں! بے شک میں انہیں بخش دینے والا ہوں جو توبہ کریں' ایمان لائیں' نیک

---

① اخرجه البخاري ۷/۳۹۲۹ ((الفتح))

عمل کریں اور راہ راست پر بھی رہیں۔''

کے بارے میں بعض لوگ بلا تامل' بغیر تدبر کے کام لیے یہ سمجھ بیٹھتے ہیں کہ اس آیت مبارکہ میں بہت بڑی امید ہے۔ ذرا غور فرمائیں کہ اس میں اللہ تعالیٰ نے بخشش جو مبالغہ کا صیغہ استعمال کیا ہے' اس کے لیے جو چار شرائط بیان فرمائی ہیں ان کے بیان کے ساتھ کونسی بڑی امید رہ جاتی ہے ① توبہ ② ایمان کامل' جو نبی کریم ﷺ کے فرامین میں مراد ہے' مثلاً: یہ فرمان رسول ﷺ:

((لَا یُؤْمِنُ أَحَدُکُمْ حَتَّی یُحِبَّ لِأَخِیهِ مَا یُحِبُّ لِنَفْسِهِ)) ①

''تم میں سے کوئی بھی اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک وہ اپنے بھائی کے لیے بھی وہی چیز پسند نہ کرے جو اپنی ذات کے لیے پسند کرتا ہے۔''

③ عمل صالح اور ④ پھر ہدایت یافتہ لوگوں کے راستے پر گامزن رہنا۔ اللہ تعالیٰ کی نگرانی اور ہمہ وقت اس کے سامنے حاضر ہونے کا تصور اور دائمی ذکر وفکر اور اللہ تعالیٰ کی خلقت کی طرف سے مقبولیت' مزید برآں اپنی زبان حال اور قال سے اور اپنی دعاؤں اور اپنے اخلاص سے اسے یاد رکھنا' ان جیسی صفات سے متصف ہونا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان گرامی ملاحظہ ہو جو بالکل اسی کے مانند ہے:

﴿فَأَمَّا مَنْ تَابَ وَ اٰمَنَ وَ عَمِلَ صَالِحًا فَعَسٰٓی اَنْ یَّکُوْنَ مِنَ الْمُفْلِحِیْنَ﴾

(القصص : ٢٨/٦٧)

''ہاں! جو شخص توبہ کرے اور ایمان لے آئے اور نیک کام کرے' یقین ہے کہ وہ نجات پانے والوں میں سے ہو جائے گا۔''

اس بات سے کبھی دھوکا نہ کھانا جو کہی جاتی ہے کہ ''عسیٰ'' واجب الوقوع یعنی یقین کے معنی میں ہوتا ہے یعنی یقیناً اللہ تعالیٰ یہ کام کر دیں گے۔ کیونکہ یہ بات اکثریت کے لیے ہے کلی طور پر نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّیِّنًا لَّعَلَّهٗ یَتَذَکَّرُ اَوْ یَخْشٰی ﴿٤٤﴾﴾ (سورة طه : ٢٠/٤٤)

''دونوں اسے نرمی سے سمجھاؤ' شاید وہ سمجھے یا ڈر جائے۔''

علمائے کرام نے کہا ہے: برے خاتمہ کی موت سے قبل چند علامات ہوتی ہیں' مثلاً:

① اخرجه البخاری ١/٧٣' وصحیح مسلم ١/٦٧

بدعات کا خوگر ہونا اور عمل میں نفاق آ جانا' اور یہ وہی ہے جس کی جانب رسول اللہ ﷺ نے اپنے اس فرمان عالی شان میں اشارہ فرمایا ہے:

((آيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ: إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ، وَإِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ وَإِنْ صَلَّى وَصَامَ وَزَعَمَ أَنَّهُ مُسْلِمٌ)) [1]

''منافق کی تین نشانیاں ہیں: جب بات کرتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے' اور جب وعدہ کرتا ہے تو خلاف ورزی کرتا ہے' اور جب کسی امانت کو اس کے سپرد کیا جاتا ہے تو خیانت کرتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اگرچہ وہ نمازیں پڑھتا ہو اور روزے رکھتا ہو اور یہ گمان کرتا ہو کہ وہ مسلمان ہے۔''

اسی لیے تو اسلام کا اندیشہ اور خوف اس معاملے میں بڑا زیادہ ہو رہا ہے' حتیٰ کہ ان میں سے ایک کا یوں بھی کہنا ہے: ''اگر مجھے یہ معلوم ہو جائے کہ میں نفاق سے بری ہوں تو یہ بات مجھے ہر اس چیز سے محبوب ہو گی جس پر آفتاب طلوع ہوتا ہے' یعنی دنیا کی ہر قیمتی سے قیمتی متاع سے بھی زیادہ عزیز ہو گی۔''

سیدنا ابو الدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''نفاق کے ڈر اور خطرے سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگا کرو'' آپ سے پوچھا گیا: نفاق کا خطرہ کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا: ''یہ کہ آدمی جسم کو خشوع وخضوع والا پائے اور دل کو گناہ کرنے والا۔''

امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت لی ہے وہ کہتے ہیں:

((إِنَّكُمْ لَتَعْمَلُونَ أَعْمَالًا هِيَ أَدَقُّ فِي أَعْيُنِكُمْ مِنَ الشَّعْرِ، كُنَّا نَعُدُّهَا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الْمُوبِقَاتِ)) [2]

''یقیناً تم ایسے ایسے کام کر جاتے ہو جو تمہاری آنکھوں میں بال سے بھی زیادہ باریک ہوتے ہیں' (یعنی تم ان کاموں کو حقیر اور کم تر سمجھ کر کر جاتے ہو) جب کہ ہم ان کاموں کو عہد نبوی ﷺ میں ہلاکت کرنے والے شمار کیا کرتے تھے۔''

اللہ تعالیٰ کے خوف اور ڈر پر سب سے زیادہ آمادہ کرنے والا تو ''علمی مرتبہ'' ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿إِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا﴾ (فاطر: ۳۵/۲۸)

[1] اخرجه مسلم ۱/۷۸۔

''اللہ سے اس کے وہی بندے ڈرتے ہیں جو علم رکھتے ہیں۔''

اسی لیے ہم دیکھتے ہیں کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے اہل علم اور ان کے بعد والے لوگوں پر خوف غالب رہا ہے۔ حتیٰ کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے قبل از موت فرمایا تھا: ''اگر عمرؓ کو معافی نہ ملی تو اس کی تباہی ہے۔''①

لیکن جوں جوں لوگ علم سے دور ہوتے گئے' انہوں نے اپنے اعمال کو دیکھنا شروع کر دیا۔ بعض اوقات ان کے اتفاق سے اللہ تعالیٰ کی ایسی عنایات اور مہربانیاں بھی دیکھنے کو ملیں جو ''کرامات'' کے مشابہ تھیں' تو انہوں نے بلند بانگ دعوے کرنے شروع کر دیے۔ ان دعوؤں کو سرے سے ترک کرنے والا اسلاف کا طرزِ عمل فراموش کر دیا۔ حتیٰ کہ ان میں سے ایک کے متعلق تو یہاں تک منقول ہے کہ اس نے کہا: ''میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ قیامت قائم ہو جائے تاکہ میں اپنا خیمہ دوزخ پر گاڑ لوں۔'' تو کسی نے دریافت کیا: وہ ''کس لیے؟'' تو جواب دیا: ''کیونکہ میں جانتا ہوں کہ جب دوزخ مجھے دیکھ لے گی تو فوراً بجھ جائے گی۔ تب میں مخلوق کے لیے باعث رحمت بن جاؤں گا۔''

تو یہ کلام بدترین اور گندے ترین کلاموں میں سے ہے۔ کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ نے ''آتش جہنم'' کے متعلق جو کچھ بھی اہم ترین باتیں ذکر کی ہیں ان کی اہمیت کو کم کیا گیا ہے' بلکہ ان کو بنظر حقارت دیکھا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تو بڑے مبالغے کے ساتھ اس کے متعلق بیان فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

﴿فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِي وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ﴾ (البقرۃ : ۲/۲۴)

''پس اس آگ سے بچو جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں۔''

اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا ہے:

﴿إِذَا رَأَتْهُم مِّن مَّكَانٍ بَعِيدٍ سَمِعُوا لَهَا تَغَيُّظًا وَزَفِيرًا ﴿١٢﴾﴾

(الفرقان : ۲۵/۱۲)

''جب وہ انہیں دور سے دیکھے گی تو یہ اس کا غصے سے جھنجھلانا اور چلانا سنیں گے۔''

امام مسلم رحمہ اللہ وغیرہ کے ہاں یہ صحیح حدیث مبارکہ موجود ہے:

((نَارُكُمْ هٰذِهِ الَّتِي تُوقِدُونَ جُزْءٌ مِنْ سَبْعِينَ جُزْءًا مِنْ جَهَنَّمَ))

① اخرجه البخاری ۱۱' ح ۶۴۹۲ ((الفتح)) ۳/۱۵۷-۲۵۸-۴۷۰

قَالُوا: وَاللّٰهِ إِنْ كَانَتْ نَارُنَا لَكَافِيَةً يَارَسُولَ اللّٰهِ! قَالَ: ((فَإِنَّهَا فُضِّلَتْ عَلَيْهَا بِتِسْعَةٍ وَسِتِّينَ جُزْءًا كُلُّهُنَّ مِثْلُ حَرِّهَا)) [1]

''تمہاری یہ آگ جسے تم سلگاتے ہو' جہنم کی آگ کے ستر حصوں میں سے ایک حصہ ہے۔'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی: ''اللہ کی قسم! یارسول اللہ ﷺ! یقیناً یہی آگ ہی کافی تھی؟'' تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''یقیناً وہ آگ اس سے انہتر درجے زیادہ بڑھی ہوئی ہے اور سب حصے اس کی طرح گرم ہیں۔''

اللہ تعالیٰ اپنے رحم وکرم اور فضل واحسان سے ہمیں اس سے بچائے۔ آمین!

[1] اخرجه مسلم ٤/٢١٨٤ والترمذى ٤/٢٥٨٩

بحث: 2

بخشش کی امید پر گناہ کرتے چلے جانا

اے میری مؤمنہ بہن!

نافرمانیوں اور گناہوں کو جاری رکھنے سے اور پھر اللہ تعالیٰ کی رحمت پر بھروسا رکھنے کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی تدبیر سے بے خوف ہونے سے بچتی رہو' کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھنے کے منافی اور متضاد ہے۔ جو آدمی اللہ تبارک و تعالیٰ پر ایمان رکھتا ہے وہ نافرمانوں کے لیے تیار کردہ عذاب سے ڈرتا ہے' اور جو روز آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ اس کے لیے عمل بھی کرتا ہے!!

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿فَلَا يَأْمَنُ مَكْرَ اللّٰهِ إِلَّا الْقَوْمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿٩٩﴾﴾ (الاعراف : ۷/۹۹)

''سو اللہ کی پکڑ سے بجز ان کے' جن کے شامت ہی آ گئی ہو' اور کوئی بے فکر نہیں ہوتا۔''

پروردگار عالم کا یہ بھی فرمان ہے:

﴿وَ ذٰلِكُمْ ظَنُّكُمُ الَّذِيْ ظَنَنْتُمْ بِرَبِّكُمْ اَرْدٰىكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿٢٣﴾﴾ (حم السجدة : ۴۱/۲۳)

''تمہاری اسی بدگمانی نے' جو تم نے اپنے رب سے کر رکھی تھی' تمہیں ہلاک کر دیا' اور بالآخر تم خسارہ پانے والوں میں سے ہو گئے۔''

حدیث مبارکہ میں نبی اکرم ﷺ کا فرمان گرامی ہے:

((إِذَا رَأَيْتُمُ اللّٰهَ يُعْطِي الْعَبْدَ مَا يُحِبُّ، وَهُوَ مُقِيمٌ عَلَى مَعْصِيَتِهِ فَإِنَّمَا ذٰلِكَ مِنْهُ اِسْتِدْرَاجٌ)) [1]

''جب تم اللہ تعالیٰ کو دیکھو کہ بندے کو اس کی پسندیدہ اور محبوب چیزیں دے رہا ہے اور وہ ان کے باوجود اپنے گناہوں اور غلط رویوں کی روش پر ڈٹا ہوا ہے' تو یقیناً یہ اس کی طرف سے اچانک گرفت کرنے کے لیے ڈھیل ہے۔''

---

[1] اخرجه احمد ۱۴۵/۴ وصححه باسناد حسن في صحيحه ۴۱۴

اس کے بعد نبی کریم ﷺ نے اس آیت مبارکہ کی تلاوت فرمائی:

﴿ فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ ۭ حَتّٰٓي اِذَا فَرِحُوْا بِمَآ اُوْتُوْٓا اَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً فَاِذَا هُمْ مُّبْلِسُوْنَ ﴾ (الانعام : ٦/٤٤)

''پھر جب وہ لوگ ان چیزوں کو بھولے رہے جن کی ان کو نصیحت کی جاتی تھی تو ہم نے ان پر ہر چیز کے دروازے کشادہ کر دیے' یہاں تک کہ جب ان چیزوں پر جو کہ ان کو ملی تھیں وہ خوب اترا گئے ہم نے ان کو دفعتاً پکڑ لیا۔ پھر تو وہ بالکل حیرت زدہ رہ گئے۔''

یعنی نجات و کامیابی اور ہر معقول نیکی اور خیر سے مایوس ہو گئے۔ ان پر مسلسل اور پیہم نعمتوں کے آنے اور ان کے مقابلے میں ان کے مزید روگردانی کرنے اور پشت پھیرنے نے انہیں دھوکے میں ڈال رکھا ہے۔ اسی لیے ان کے لیے حسرت و یاس' حزن و ملال اور ذلت ورسوائی ہوگی۔

اس لیے حسن بصری رحمہ اللہ نے کہا ہے: جس پر اللہ تعالیٰ وسعت و کشادگی فرما دے اور وہ نہ سمجھ سکے کہ یہ اللہ کی اس کے بارے میں ایک تدبیر ہے تو وہ بے عقل اور احمق ہے۔'' انہوں نے ایک ناشکر قوم کے متعلق یوں کہا ہے: ''رب کعبہ کی قسم! یہ ان کے متعلق تدبیر الٰہی ہے۔ وہ اپنی ضروریات دیے جا رہے ہیں پھر وہ گرفت میں آ جائیں گے۔''

ایک اثر میں اس طرح آتا ہے: ''جب ابلیس کے متعلق تدبیر الٰہی حرکت میں آئی تو سیدنا جبریل اور سیدنا میکائیل علیہما السلام رونے لگے۔ اللہ عزوجل نے دونوں سے پوچھا: ''تمہیں کس چیز نے رلا دیا ہے؟'' انہوں نے کہا: ''اے ہمارے پروردگار! ہم تیری تدبیر سے بے فکر اور بے خوف نہیں ہیں۔'' تب اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''تمہاری حالت ایسی ہی رہنی چاہیے۔ تم میری تدبیر سے بے فکر اور بے خوف نہ ہونا۔''

اسی بات کے پیش نظر رسول اکرم ﷺ بکثرت یہ کہا کرتے تھے:

((يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِيْ عَلٰى دِيْنِكَ)) [1]

''اے دلوں کو پھیرنے والے! میرے دل کو اپنے دین پر ثابت رکھنا۔''

اور ایک روایت میں ''ہمارے دلوں کو'' کے الفاظ آتے ہیں۔

---

[1] اخرجه احمد ١١٢/٣ والترمذی ٣٥٢٢/٥ من حديث انس' وقال: حديث صحيح۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے پوچھا: ''یارسول اللہ! کیا آپ بھی ڈرتے ہیں؟'' فرمایا:
((إِنَّ الْقُلُوبَ بَيْنَ إِصْبَعَيْنِ مِنْ أَصَابِعِ الرَّحْمٰنِ يُقَلِّبُهَا كَيْفَ يَشَاءُ)) ①

''بلاشبہ سب دل رحمٰن کی انگلیوں میں سے دو انگلیوں کے درمیان ہیں۔ وہ جس طرح چاہتا ہے انہیں پھیرتا رہتا ہے۔''

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا فرمان گرامی اس طرح موجود ہے:

﴿وَاعْلَمُوٓا اَنَّ اللّٰهَ يَحُولُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهٖ﴾ (الانفال :۸/ ۲٤)

''اور جان رکھو! کہ اللہ تعالیٰ آدمی کے اور اس کے قلب کے درمیان آڑ بن جایا کرتا ہے۔''

یعنی اس کے اور اس کی عقل کے درمیان' یہاں تک کہ وہ نہیں جانتا کہ کیا کرے۔ امام مجاہد رحمہ اللہ نے فرمایا ہے: اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان بھی اس کی تائید کر رہا ہے:

﴿اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِمَنْ كَانَ لَهٗ قَلْبٌ﴾ (ق : ۵۰/ ۳۷)

''اس میں ہر صاحب دل کے لیے عبرت ہے۔''

یعنی صاحب عقل کے لیے۔ امام طبرانی رحمہ اللہ نے اس حائل ہونے اور آڑ بننے کا معنی یہ مراد لیا ہے کہ اللہ تعالیٰ بندوں کو معلوم کروا کر رہے ہیں کہ وہ ان کی نسبت ان کے دلوں کے زیادہ مالک ہیں اور وہ جب چاہے ان کے درمیان اور ان کے دلوں کے درمیان آڑ بن سکتا ہے' یہاں تک کہ کوئی کسی چیز کو نہ پہچان سکے گا مگر صرف اللہ تعالیٰ کی مشیت اور ارادے کے ساتھ۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے درج ذیل فرمان اقدس کے ساتھ پختہ علم والوں کی مدح بیان فرمائی ہے:

﴿رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ﴿۸﴾﴾ (آل عمران : ۳/ ۸)

''اے ہمارے رب! ہمیں ہدایت دینے کے بعد ہمارے دل ٹیڑھے نہ کر دے اور ہمیں اپنے پاس سے رحمت عطا فرما۔ یقیناً تو ہی بہت بڑی عطا والا ہے۔''

جو چیزیں تجھے اللہ تعالیٰ کی تدبیر سے بے فکر ہونے سے بچا سکتی ہیں ان میں سے ایک تیرا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان اقدس کو ذہن میں تازہ رکھنا بھی ہے جو کہ حدیث صحیح میں موجود ہے:

① اخرجه مسلم ٤/ ٢٠٤٥ وابن ماجه ٤/ ٣٨٣٤

((اِنَّ أَحَدَكُمْ لَيَعْمَلُ (فِيمَا يَظْهَرُ) بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ حَتّٰى مَا يَبْقٰى بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا اِلَّا ذِرَاعٌ فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ فَيَدْخُلُهَا)) نَسْأَلُ اللّٰهَ الثَّبَاتَ)) ①

''بے شک تم میں سے ایک (ظاہری طور پر) اہل جنت کے سے اعمال کرتا رہتا ہے' حتیٰ کہ اس کے درمیان اور جنت کے درمیان صرف ایک بازو کا فاصلہ باقی رہ جاتا ہے کہ تقدیر کا نوشتہ اس پر سبقت لے جاتا ہے تو وہ اہل دوزخ کے سے عمل کرنے لگتا ہے' بالآخر دوزخ میں جا داخل ہوتا ہے۔''

ہم اللہ تعالیٰ سے استقامت کا سوال کرتے ہیں۔

بخاری کی حدیث میں ہے' نبی اکرم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے:

((اِنَّ الْعَبْدَ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ وَاِنَّهٗ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ' وَيَعْمَلُ الرَّجُلُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ' وَاِنَّهٗ مِنَ أَهْلِ النَّارِ' وَاِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالْخَوَاتِيمِ)) ②

''بے شک ایک بندہ اہل جہنم کے سے عمل کرتا رہتا ہے لیکن وہ اہل جنت میں سے ہوتا ہے' اور ایک بندہ اہل بہشت کے سے عمل کرتا رہتا ہے لیکن وہ اہل نار میں سے ہوتا ہے۔ یقیناً اعمال کا دارومدار آخری اعمال پر ہے۔''

اس ''نوشتہ تقدیر'' کا بہانہ بنا کر اس پر بھروسہ نہیں کیا جائے گا' کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جب نبی کریم ﷺ سے یہ سنا تھا تو اس طرح دریافت بھی کر لیا تھا: ''یارسول اللہ! تو پھر عمل کس مقصد کے لیے ہیں؟ کیا ہم اپنی کتاب ہی پر بھروسا نہ کریں؟'' تب رسول اللہ ﷺ نے جواباً ارشاد فرمایا تھا: ''بلکہ عمل کیے جاؤ' کیونکہ ہر ایک اس کام کے لیے آسانی دیا جاتا ہے جس کے لیے پیدا کیا گیا ہے'' پھر آپ نے یہ فرمان باری تعالیٰ تلاوت فرمایا تھا:

﴿فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰى ⑤ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى ⑥ فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْيُسْرٰى ⑦ وَاَمَّا مَنْۢ بَخِلَ وَاسْتَغْنٰى ⑧ وَكَذَّبَ بِالْحُسْنٰى ⑨ فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْعُسْرٰى ⑩﴾

(اللیل: ۹۲/۵ تا ۱۰)

---

① اخرجه البخاری ٦/٣٢٠٨ ((الفتح)) وصحیح مسلم ٤/٢٠٣٦

② اخرجه البخاری ١١/٦٦٠٦ ((الفتح))

''تو جو شخص دیتا رہے گا اور ڈرتا رہے گا اور نیک بات کی تصدیق کرتا رہے گا تو ہم بھی اس کے لیے آسانی پیدا کر دیں گے' اور جو بخیلی کرے گا اور بے پروائی برتے گا اور نیک بات کی تکذیب کرے گا تو ہم بھی اس کی تنگی و مشکل کے سامان میسر کر دیں گے۔''

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان گرامی بھی تو پکار پکار کر کہہ رہا ہے:

﴿وَ مَكَرُوْا وَ مَكَرَ اللّٰهُ وَ اللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ﴿٥٤﴾﴾ (آل عمران : ٣/٥٤)

''اور انہوں نے (کافروں نے) مکر کیا اور اللہ تعالیٰ نے بھی داؤ کیا' اور اللہ تعالیٰ سب داؤ کرنے والوں سے بہتر ہے۔''

اور یہ مذکورہ بات ''مقابلہ'' کے اعتبار سے ہے' جس طرح اللہ تعالیٰ کے اس فرمان گرامی میں آتا ہے:

﴿وَ جَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا﴾ (الشوریٰ : ٤٢/٤٠)

''اور برائی کا صلہ اس جیسی برائی ہے۔''

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان اقدس:

﴿تَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِيْ وَلَآ اَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِكَ﴾ (المائدہ : ٥/١١٦)

''تو تو میرے دل کے اندر کی بات بھی جانتا ہے اور میں تیرے نفس میں جو کچھ ہے اس کو نہیں جانتا۔''

(ایمان دار خاتون کو اللہ تبارک وتعالیٰ سے انتہائی ڈرتے رہنا چاہیے' حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کی جناب سے امن وامان کو حاصل کرے۔ کیونکہ امن وامان تو صرف اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے دینے ہی سے ملتا ہے۔)

بحث: 3

توبہ میں کوتاہی

اے میری اخت ایمان!

بلاشبہ آدم علیہ السلام کے سب بیٹے خطا کار ہیں' اور سب خطا کاروں میں سے بہتر توبہ کرنے والے ہی ہیں۔ اگر انسان' مرد ہو یا عورت' کسی گناہ کو کر بیٹھے تو اس گناہ سے اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ کرنے میں جلدی کرنا واجب ہے۔ کیونکہ توبہ کو ترک کر دینے کا معنی گناہوں اور نافرمانیوں پر اصرار کرنا ہے۔ اور ایک مومنہ خاتون گناہوں پر اصرار کرنے والی نہیں ہوتی' بلکہ وہ تو توبہ کرنے' استغفار کرنے اور اس گناہ سے باز آجانے میں جلدی کرتی ہے۔ توبہ کو اللہ تبارک و تعالیٰ پسند فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ نے خود حکم دیا ہے:

﴿وَتُوبُوٓا۟ إِلَى ٱللَّهِ جَمِيعًا أَيُّهَ ٱلْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴿٣١﴾﴾

(النور: ۲۴/۳۱)

''اے مسلمانو! تم سب کے سب اللہ کی جناب میں توبہ کرو' تاکہ تم نجات پاؤ۔''

یہ آیت مبارکہ اشارہ کر رہی ہے کہ توبہ نہ کرنا گھاٹا ہے۔ کتنا بڑا گھاٹا؟ اسی لیے گناہ کبیرہ سے فوراً توبہ کرنی عین واجب ہے' کتاب الٰہی' حدیث نبوی اور اجماع امت کے دلائل کی روشنی میں یہی ثابت ہوتا ہے۔ قاضی باقلانیؒ نے کہا ہے: ''توبہ میں دیر کرنے سے بھی توبہ کرنی واجب ہے۔''

گناہ صغیرہ سے بھی اسی طرح توبہ کرنی واجب ہے جس طرح گناہ کبیرہ سے۔ امام اہل السنہ والجماعۃ شیخ ابوالحسن اشعری نے اسی طرح کہا ہے اور اس بارے میں کوئی اختلاف بھی ذکر نہیں کیا' بلکہ امام الحرمین نے اس پر اجماع نقل کیا ہے۔

''اجتناب کبائر'' کا صغیرہ گناہوں کے لیے کفارہ بن جانا ان سے توبہ کے واجب ہونے پر اجماع امت ہونے سے مانع تو نہیں ہے' (یعنی کبیرہ گناہوں سے بچے رہنے سے صغیرہ گناہ

خود بخود ہی معاف ہو جاتے ہیں۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ صغیرہ گناہوں سے اب توبہ بھی نہ کی جائے علمائے کرام کا بلکہ پوری امت کا اس امر پر اجماع ہے کہ صغیرہ گناہوں سے توبہ کرنی بھی واجب ہے۔ کیونکہ صغیرہ گناہوں پر پردہ ڈالنے سے وہ بڑھتے نہیں ہیں۔ اس سے یہ امید ہو جاتی ہے کہ پردہ پڑنے کی وجہ سے ان کا اثر بد بھی ختم ہو جائے۔ لیکن یہ ایسا امر ہے کہ ہو سکتا ہے اور نہیں بھی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ پر یہ واجب تو نہیں ہو گیا کہ اس آدمی نے کبیرہ گناہ نہیں کیے تو اس کے صغیرہ گناہ بالکل ہی معاف فرما دے' حتیٰ کہ ان کا اثر تک ہی ختم ہو جائے۔ اسی لیے صغیرہ گناہوں سے توبہ کرنی بھی واجب ہوئی تاکہ ارتکاب کرنے والے سے ان کا اثر بد ختم ہو جائے اور جس مخالفت اور ظلم کے ارتکاب سے اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کر کے جو اس نے اللہ تعالیٰ کے خلاف اعلان جنگ یا اعلان بغاوت کیا ہے اس کا ازالہ ہو جائے۔ میری مذکورہ بالا سطور میں ''اجماع امت'' کا نقل کرنا امام سبکی کے قول کو بھی ختم کر رہا ہے۔ وہ کہتے ہیں:

''گناہ صغیرہ'' کے متعلق یہ بھی کہے جانے کا احتمال ہے۔ کیونکہ وہ نماز پڑھنے سے' گناہ کبیرہ سے بچتے رہنے سے' اور دیگر طریقوں سے معاف ہو جاتے ہیں' لہٰذا ان سے توبہ کرنی ''عین واجب'' نہیں ہے' بلکہ یا تو یہی توبہ یا کوئی اور گناہ کو مٹانے والا عمل یا یہی توبہ ہی جو فوراً نہ ہو' حتیٰ کہ کوئی ایسا عمل ہو جائے جو اس کا کفارہ بن جائے اور اسے مٹا دے یا پھر فوراً ہی توبہ ہو جائے۔ باتیں جو اشعری رحمہ اللہ نے بیان کی ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان گرامی ہے:

﴿إِنْ تَجْتَنِبُوا كَبَائِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ﴾

(النساء: ۴/ ۳۱)

''اگر تم ان بڑے گناہوں سے بچتے رہو گے جن سے تم کو منع کیا جاتا ہے تو ہم تمہارے چھوٹے گناہ دور کر دیں گے۔''

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان عالی شان ہے:

((اَلصَّلَوَاتُ الْخَمْسُ كَفَّارَاتٌ لِمَا بَيْنَهُنَّ)) [1]

''پانچوں نمازیں اپنے درمیانی اوقات کے لیے کفارہ ہوتی ہیں۔''

رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان بھی ہے:

[1] صحیح مسلم ۱/ ۲۰۸' واحمد ۱/ ۵۷ وابن ماجه ۱/ ۴۵۹ من حديث عثمان۔

((اَلْجُمُعَةُ إِلَى الْجُمُعَةِ كَفَّارَةٌ لِمَا بَيْنَهُمَا، وَصَوْمُ يَوْمِ عَرَفَةَ كَفَّارَةُ سَنَتَيْنِ، وَصَوْمُ يَوْمِ عَاشُوْرَاءَ كَفَّارَةُ سَنَةٍ، إِنَّ اللّٰهَ لَيُكَفِّرُ عَنِ الْمُؤْمِنِ خَطَايَاهُ كُلَّهَا بِحُمَّى لَيْلَةٍ)) ①

''جمعہ دوسرے جمعہ تک درمیانے ایام کے لیے کفارہ ہے۔ یوم عرفہ یعنی نو ذوالحجہ کا روزہ دو سالوں کے لیے کفارہ ہے۔ یوم عاشورا یعنی دسویں محرم کا روزہ ایک سال کے لیے کفارہ ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ مومن کی سب خطائیں صرف ایک رات کے بخار کے ساتھ ہی مٹا دیتا ہے۔''

ان تمام احادیث کے لیے اصل بنیاد اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان اقدس ہے:

﴿إِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ﴾ (هود: ١١/١١٤)

''یقیناً نیکیاں برائیوں کو دور کر دیتی ہیں۔''

توبہ اپنے مد مقابل گناہ کے لحاظ سے واجب ہے۔ توبہ کو کرنا بھی اتنا ہی واجب ہے جس طرح دوسرے واجبات ہیں، اور یہ (یعنی توبہ) بذات خود اطاعت الٰہی ہے اور توبہ کرنے پر ثواب کا وعدہ دیا گیا ہے۔ رہا مسئلہ عذاب اور سزا کو ختم کرنے کا، تو یہ کام اللہ تبارک وتعالیٰ کا ہے، اس سے امید رکھنی چاہیے، وہ امیدوں کا بہترین مرکز ہے، اور سب سے بڑھ کر عزت والا ہے جو سائلوں کو نوازنے والا ہے۔

توبہ کرنی واجب ہے اگرچہ ''شرعی حد'' قائم بھی ہو چکی ہو۔ نبی کریم ﷺ کے اس فرمان گرامی کی دلیل کے ساتھ جو آپ نے ایک چور سے ہاتھ کاٹنے کے بعد فرمایا تھا:

((تُبْ إِلَى اللّٰهِ)) ②

''اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ کرو۔''

جب اس پر شرعی حد قائم کر دی گئی تو وہ بندے کے حق سے بری ہو گیا رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

---

① صحيح مسلم ١/٢٠٩ والترمذى ١/٢١٤ وابن ماجه ١/١٠٨٦ من حديث ابى هريرة واخرجه احمد ٥/٢٩٦ من حديث ابى قتادة۔

② اخرجه البيهقى فى الشعب ٥/٧٠٦٢ من حديث ابى امية والحاكم فى المستدرك ج٤/٣٨١ وصححه وسكت الذهبى على تصحيحه، ولم يعقب عليه۔

((فَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا فَعُوقِبَ بِهِ، فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَهُ)) [1]

''جو ان حدود میں سے کسی حد تک پہنچ گیا پھر اسے سزا دے دی گئی تو وہ سزا اس کے لیے کفارہ ہوگی۔''

پھر اس کے ذمے اللہ تعالیٰ کا حق باقی رہ گیا۔ اگر وہ توبہ کرے گا تو وہ بھی ساقط ہو جائے گا وگرنہ نہیں، نبی اکرم ﷺ کے اس فرمان کی وجہ سے جو آپ نے اس آدمی سے فرمایا تھا جس کا ہاتھ کاٹا تھا: ((تُبْ اِلَى اللّٰهِ)) ''اللہ کی جناب میں توبہ کرو۔''

یہ بات بھی ذہن نشین کرلیں کہ جو توبہ گناہوں کو مٹا دیتی ہے اس کی مندرجہ ذیل اقسام ہیں:

1. ایسے گناہ سے توبہ جس کا تعلق کسی آدمی سے نہ ہو۔
2. ایسے گناہ سے توبہ جو کسی آدمی سے متعلق ہو۔

پہلی قسم مثلاً: کسی اجنبی خاتون کا شرم گاہ کے بغیر ہی وطی کرنا، شراب نوشی کرنا وغیرہ۔

توبہ کے لیے درج ذیل شروط ہیں: ندامت و پشیمانی، اس گناہ سے کنارہ کش ہو جانا اور دوبارہ نہ کرنے کا عزم۔

توبہ کی شروط

پہلی شرط

اپنے گزشتہ کام پر ندامت ہو۔ اسے تب شمار کیا جائے گا جب وہ گناہ اللہ تعالیٰ کے حق میں کوتاہی کے ارتکاب کی صورت میں ہو، اور پھر یہ بھی ہے کہ گناہ کے ارتکاب کی صورت میں ندامت کا پیدا ہونا صرف اللہ تعالیٰ سے حیا کرتے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کے حق میں کوتاہی ہونے پر افسوس کرتے ہوئے ہو۔

دوسری شرط

مستقبل میں اس گناہ یا اس جیسے دوسرے گناہ کی طرف نہ لوٹنے کا پکا ارادہ ہو۔ جو کسی گناہ کے کرنے سے عاجز رہا ہو، اس کے حق میں شرط اس طرح ہوگی کہ وہ اسے چھوڑنے کا ارادہ کرے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مجبور آدمی کی گناہ نہ ہونے پر بھی اس کی توبہ درست ہے۔

---

[1] صحيح البخاري ١/١٨ من حديث عبادة بن الصامت

جاننے پہچاننے والا اور کسی گناہ پر اللہ تعالیٰ کی بیان کردہ سزا کو یاد رکھنے والا جب بھی کسی گناہ کی طرف بڑھتا ہے تو کسی تاویل فاسد کی وجہ سے' لہٰذا ایسے آدمی کا یہ جانتے ہوئے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق یہ کچھ فرمایا ہوا ہے اس گناہ کا ارادہ کرنا صحیح نہیں ہے۔ بس یوں سمجھیکہ اس کی شہوات نے اس پر غلبہ پا لیا تھا اور گناہ کا ارتکاب کرتے وقت اس کی بصیرت پر اندھیرے اور پردے چھا گئے تھے۔ تو جونہی اس کی غفلت ختم ہوئی اور اس کی شہوت سست پڑ گئی تو اس شخص نے اپنے گناہوں سے اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ کر لی۔ اس کے بارے میں کوئی اور تصور نہیں کیا جائے گا۔ تو اس کی یہ حالت کچھ ندامت کی ہوئی۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ طٰٓئِفٌ مِّنَ الشَّيْطٰنِ تَذَكَّرُوْا فَاِذَا هُمْ مُّبْصِرُوْنَ ۝﴾ (الاعراف : ۷/ ۲۰۱)

''یقیناً جو لوگ خدا ترس ہیں جب ان کو کوئی خطرہ شیطان کی طرف سے آ جاتا ہے تو وہ یاد میں لگ جاتے ہیں۔ سو یکایک ان کی آنکھیں کھل جاتی ہیں۔''

اور جب ان کا ایمان اعتقادی ہوگا تو غلبہ شہوت کے وقت اس سے بعض وقت کا تصور کیا جائے گا۔

تیسری شرط

اس حالت میں گناہ سے دست کش ہو جانا' اگر اس میں آلودہ تھا یا اس کے کرنے پر مصر تھا۔

چوتھی شرط

اپنی زبان سے لفظوں کی صورت میں معافی مانگتے ہوئے یوں کہے:

((أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الْعَظِيْمَ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ))

''میں عظمت والے اللہ سے معافی مانگتی ہوں اور اسی کی طرف ہی توبہ کرتی ہوں۔''

پانچویں شرط

توبہ کے وقت میں توبہ کرنا' اور وہ وقت غرغرہ سے قبل اور آخرت کے احوال آنکھوں سے دیکھنے سے پہلے پہلے ہے۔

چھٹی شرط

وہ توبہ اضطراری کیفیت میں نہ ہو کہ کوئی خاص نشانی دیکھنے کے بعد کرے' جیسے سورج کا مغرب سے طلوع ہونا' کیونکہ اس وقت توبہ قبول نہ ہوگی۔

ساتویں شرط

گناہ والی جگہ سے جدا ہو جائے۔

آٹھویں شرط

توبہ کرنے کے بعد جب بھی وہ موقع یاد آ جائے اس گناہ سے نئی توبہ کرے۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

((إِنَّ الْمُؤْمِنَ يَرَى ذُنُوبَهُ كَأَنَّهُ قَاعِدٌ تَحْتَ جَبَلٍ يَخَافُ أَنْ يَقَعَ عَلَيْهِ، وَإِنَّ الْفَاجِرَ يَرَى ذُنُوبَهُ كَذُبَابٍ يَطِيرُ عَلَى أَنْفِهِ، فَقَالَ بِهِ هٰكَذَا)) [1]

''مومن اپنے گناہوں کو ایسے دیکھتا ہے' گویا کہ وہ خود پہاڑ کے نیچے بیٹھا ہوا ہے اور اس بات سے ڈرتا رہتا ہے کہ کہیں پہاڑ اس پر گر ہی نہ پڑے' اور فاجر آدمی اپنے گناہوں کو یوں سمجھتا ہے جیسے کوئی مکھی آئی' اس کے ناک پر بیٹھ گئی اور اس نے ہاتھ سے اسے اڑا دیا۔''

نویں شرط

اگر وہ گناہ کسی عبادت والے کام کو چھوڑنے کا تھا تو اس کا تدارک کرے' جیسے کہ نماز روزے کو چھوڑتا تھا۔ اب اس کی صحت توبہ اسی بات پر موقوف ہوگی کہ اپنے ذمے واجب الادا کام کو فوری پورا کرے' وگرنہ اس کے چھوڑنے میں نافرمانی ہوگی۔

توبہ کی دوسری قسم

توبہ کی دوسری قسم جس میں گناہ کا تعلق کسی آدمی سے ہوتا ہے' ایسے گناہ سے توبہ کرنے میں مذکورہ بالا تمام شروط کو پورا کرنے کے ہمراہ ایک شرط مزید یہ بھی ہے کہ اس آدمی کا حق ادا کرے۔ اگر تو وہ مال ہے تو اگر اس کے پاس موجود ہو تو اسے لوٹائے' وگرنہ اس کے بدلے میں اتنا مال اس کے مالک کو یا اس کے نائب کو یا اس کی موت کے بعد اس کے وارث کو جو اس سے الگ اور لاتعلق نہ ہو۔

اور پھر اس کو اس کی خبر اور اطلاع کرنی بھی لازمی ہے' یا اگر اس کا کوئی وارث بھی نہ ملے' یا اس کی کوئی اطلاع ہی نہ مل سکے تو ایسی صورت میں وہ مال امام وقت کے پاس لے آئے تاکہ

[1] صحیح البخاری ۱۱/۶۳۰۸ ((الفتح)) والترمذی ۴/۲۴۹۷ من حدیث عبداللہ بن مسعود

وہ اسے بیت المال میں جمع کرے' یا اگر اس کے لیے مشکل بن جائے تو ایسے حاکم کے پاس لے آئے جسے مسلمانوں کے امور مصلحت میں خرچ کرنے کی اجازت ہو۔

اور جسؒ نے ''بادشاہ وقت'' سے حرام مال لیا ہو جو اس کے مالک کو نہیں پہنچا تا تو ایسے مال کو واپس لوٹائے' یا پھر اسے صدقہ خیرات کر دے' اور اگر کسی حاجت مند کو بھی نہیں دیکھتا تو مسلمانوں کے امور مصلحت میں استعمال کر دے یا پھر اگر اسے بذات خود حاجت ہو تو اپنی ذات پر ہی خرچ کر۔

حلیمیؒ نے کہا ہے: جس نے کسی مسلمان کو تکلیف پہنچائی ہو اور اسے خبر بھی نہ ہوئی ہو' اس کا بھی ازالہ کرے' پھر اس سے معافی بھی مانگے اور جسے تکلیف پہنچائی ہو وہ بھی اس کے لیے بخشش کی دعا کرے۔ کیونکہ سیدنا یعقوب (علیہ السلام) کے بیٹوں نے' جب وہ آپ کے پاس توبہ کرتے ہوئے آئے تھے' سوال کیا تھا کہ آپ رب سے ہمارے لیے بخشش مانگیں۔ تو یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ احتیاط اسی امر میں ہے کہ مظلوم سے معافی اور اس سے معافی کی دعا کا سوال دونوں جمع کر لیے جائیں۔

بحث: 4

زنا کاری کا ارتکاب کر بیٹھنا

اے میری اسلامی بہن!

یقیناً اللہ تبارک و تعالیٰ نے عورت کی ناموس کی حفاظت اور اس کے مقام و مرتبہ کی حفاظت کرتے ہوئے اسے مقام بلند پر فائز رکھا ہے۔ لہٰذا تو اس مقام بلند اور اس حفاظت اور اس نگہداشت کو قائم رکھنے کی کوشش کرتی رہ!!!

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿وَ لَا تَقْرَبُوا الزِّنٰۤی اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ؕ وَ سَآءَ سَبِیْلًا ۝۳۲﴾

(بنی اسرائیل: ۱۷/۳۲)

''خبردار! زنا کے قریب بھی نہ پھٹکنا' کیوں کہ وہ بڑی بے حیائی ہے اور بہت ہی بری راہ ہے۔''

دوسرے مقام پر فرمان ایزدی اس طرح ہے:

﴿وَالّٰتِیْ یَاْتِیْنَ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِّسَآىِٕكُمْ فَاسْتَشْهِدُوْا عَلَیْهِنَّ اَرْبَعَةً مِّنْكُمْ ۚ فَاِنْ شَهِدُوْا فَاَمْسِكُوْهُنَّ فِی الْبُیُوْتِ حَتّٰی یَتَوَفّٰهُنَّ الْمَوْتُ اَوْ یَجْعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِیْلًا ۝۱۵ وَ الَّذٰنِ یَاْتِیٰنِهَا مِنْكُمْ فَاٰذُوْهُمَا ۚ فَاِنْ تَابَا وَ اَصْلَحَا فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا ۝۱۶﴾

(النساء: ۴/۱۵'۱۶)

''تمہاری عورتوں میں سے جو بے حیائی کا کام کریں' ان پر اپنے میں سے چار گواہ طلب کرو۔ اگر وہ گواہی دیں تو ان عورتوں کو گھروں میں قید رکھو' یہاں تک کہ موت ان کی عمریں پوری کر دے یا اللہ تعالیٰ ان کے لیے کوئی اور راستہ نکالے۔ تم میں سے جو دو افراد ایسا کام کریں انہیں ایذا دو۔ اگر وہ توبہ اور اصلاح کر لیں تو ان سے منہ پھیر لو۔ بے شک اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔''

اس طرح بھی ارشاد باری تعالیٰ موجود ہے:

﴿ وَ لَا تَنْكِحُوْا مَا نَكَحَ اٰبَآؤُكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ؕ اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّ مَقْتًا ؕ وَ سَآءَ سَبِيْلًا ۝۲۲ ﴾ (النساء : ٤/٢٢)

''اور ان عورتوں سے نکاح نہ کرو جن سے تمہارے باپوں نے نکاح کیا ہے مگر جو گزر چکا۔ یہ بے حیائی کا کام اور بغض کا سبب ہے اور بڑی بری راہ ہے۔''

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں اس نکاح کو جو درحقیقت زنا ہی ہے' تین برائیوں کے ساتھ بیان کیا ہے۔ جب کہ اول الذکر آیت مبارکہ میں زنا کو صرف دو برائیوں کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ کیونکہ مؤخر الذکر یعنی ماں سے نکاح کرنا زیادہ فحاشی اور زیادہ قباحت والا ہے۔ کیونکہ ''باپ کی زوجہ'' ماں کی طرح ہوتی ہے' تو اس سے مباشرت بدترین بے حیائیوں میں سے ہوئی' ماؤں سے نکاح کرنا تو دور جاہلیت کے جہلا کے نزدیک بھی بدترین اور فحش ترین کاموں میں سے تھا۔ اور بے حیائی تمام گناہوں میں سے سب سے گندی اور بری چیز ہے۔

''**مقت**'' ایسے بغض کو کہتے ہیں جس میں نفرت و بیزاری بھی شامل ہو۔ تو یہ لفظ ''فاحشة'' سے بھی زیادہ برائی کو ظاہر کرتا ہے۔ لفظ ''مقت'' کا بندے کے متعلق اللہ تعالیٰ کی نسبت سے استعمال ہونا انتہائی ذلت (اور حد درجہ خسارے کو ظاہر کر رہا ہے۔ اور پھر اس کے ساتھ ''وساء سبیلا'' اور بڑی بری راہ) کے الفاظ استعمال کیے گئے ہیں' اور یہ سارے الفاظ اور انداز اس برائی کو حرام کرنے سے قبل کی صورت حال سے متعلق ہیں۔ کیونکہ یہ ''فعل بد'' ان کے دلوں کے لیے بھی برا اور قابل نفرت تھا۔ زمانہ جاہلیت میں ایسے بچے کو جو ''باپ کی بیوی'' سے ہوتا' اسے ''مقیت'' کہتے تھے یعنی نہایت درجہ قابل نفرت۔ عربوں کے قبائل میں اپنی اپنی رسم اور عادت چلی آتی تھی' جب کہ قریش میں رضا مندی کے ساتھ جائز تھی۔ اور یہ بھی جان لیں کہ برائی اور قباحت کے تین درجے ہیں: عقلی' شرعی اور خاندانی یا رسمی۔ تو آیت مذکورہ بالا (آیت: ۲۲۔ سورۃ النساء) میں ''فاحشة'' میں اول درجہ کی طرف اشارہ ہے' ''ومقتا'' میں دوسرے درجہ کی طرف اور ''وساء سبیلا'' میں تیسرے درجہ کی طرف اشارہ ہے اور جس شخص میں یہ سب درجے اور وجوہ جمع ہو جائیں تو یقیناً وہ برائی اور قباحت کی آخری حد تک جا پہنچا۔

زنا کی سزا پورے چار گواہوں کی شہادت سے ثابت ہوتی ہے' یا اپنی ذات پر چار مرتبہ

اقرار اور اقبال جرم کرنے سے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے باقی تمام گناہوں میں سے صرف زنا ہی پر چار گواہیاں رکھی ہیں۔ یہ کام مدعی پر سختی کرنے اور بندوں پر پردہ ڈالنے کے لیے ہے' اور یہ حکم تورات وانجیل میں بھی ثابت شدہ ہے۔

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں: یہودی اپنے میں سے ایک مرد اور ایک عورت کو' جنہوں نے زنا کا ارتکاب کیا تھا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے کر آئے' تو آپ نے فرمایا:

((اِئْتُونِی بِأَعْلَمِ رَجُلٍ مِنکُمْ۔ فَأَتَوهُ بِاثْنَیْنِ فَنَشَدَهُمَا۔ کَیْفَ تَجِدَانِ أَمْرَ هٰذَیْنِ فِی التَّوْرَاةِ؟ قَالَا: نَجِدُ فِی التَّوْرَاةِ إِذَا شَهِدَ أَرْبَعَةٌ أَنَّهُمْ رَأَوْا ذَکَرَهُ فِی فَرْجِهَا مِثْلَ الْمِیْلِ فِی الْمُکْحَلَةِ' رُجِمَا' قَالَ' فَمَا یَمْنَعُکُمْ أَنْ تَرْجُمُوهُمَا؟ قَالَا: ذَهَبَ سُلْطَانُنَا فَکَرِهْنَا الْقَتْلَ فَدَعَا رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم بِالشُّهُودِ فَشَهِدُوا أَنَّهُمْ رَأَوْا ذَکَرَهُ فِی فَرْجِهَا مِثْلَ الْمِیْلِ فِی الْمُکْحَلَةِ فَأَمَرَ صلی اللہ علیہ وسلم بِرَجْمِهِمَا)) [1]

''اپنے میں سے زیادہ علم والے آدمی کو میرے پاس لاؤ'' چنانچہ وہ دو آدمیوں کو لے کر آئے۔ آپ نے ان دونوں کو قسم دے کر پوچھا: ''ان دونوں کے معاملے میں تم تورات میں کس طرح پاتے ہو؟'' وہ دونوں بولے: ''تورات میں اس طرح ہے کہ جب چار آدمی اس بات کی شہادت دے دیں کہ انہوں نے مرد کی شرمگاہ کو عورت کی شرمگاہ میں اس طرح دیکھا ہے جس طرح سرمہ دانی میں سرمہ سلائی' تو ان دونوں کو رجم کر دیا جائے۔'' تو آپ نے پوچھا: ''پھر ان دونوں کو رجم کرنے میں تمہیں کون سی چیز آڑے آ رہی ہے؟ ان دونوں نے کہا: ''ہمارا غلبہ اقتدار ختم ہو چکا ہے اس لیے ہم نے قتل کو ناپسند قرار دے دیا ہے۔'' تب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے گواہوں کو طلب فرمایا۔ سب نے اس امر کی گواہی دی کہ انہوں نے مرد کے آلہ تناسل کو عورت کی اندام نہانی میں اس طرح دیکھا ہے جس طرح سرمہ دانی میں سرمہ سلائی ہوتی ہے۔ تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کی سنگساری کا حکم صادر فرمایا۔''

---

[1] اخرجه ابوداود ٤'ح٤٤٤٦' من حدیث ابن عمر' وھو حدیث صحیح۔

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان بھی ملاحظہ فرمائیں:

﴿وَ الَّذِیْنَ لَا یَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَ لَا یَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَ لَا یَزْنُوْنَ ۚ وَ مَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِكَ یَلْقَ اَثَامًا ﴿۶۸﴾ یُّضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَ یَخْلُدْ فِیْهٖ مُهَانًا ﴿۶۹﴾ اِلَّا مَنْ تَابَ﴾

(الفرقان : ۲۵/۶۸'۷۰)

''اور جو لوگ اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہیں پکارتے اور کسی ایسے شخص کو جسے قتل کرنا اللہ تعالیٰ نے منع کر دیا ہو' بجز حق کے قتل نہیں کرتے' نہ وہ زنا کے مرتکب ہوتے ہیں' اور جو کوئی یہ کام کرے وہ اپنے اوپر سخت وبال لائے گا' اسے قیامت کے دن دوہرا عذاب کیا جائے گا' اور وہ ذلت وخواری کے ساتھ ہمیشہ اسی میں رہے گا' سوائے ان لوگوں کے جو توبہ کریں۔''

اور اسی طرح ایک جگہ ہے کہ ایک آدمی نے کہا: یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ کے ہاں کون سا گناہ سب سے بڑا ہے؟ تو آپ نے فرمایا:

((أَنْ تَجْعَلَ لِلّٰهِ نِدًّا وَهُوَ خَلَقَكَ)) قَالَ: اِنَّ ذٰلِكَ لَعَظِيمٌ، قَالَ: ثُمَّ أَيٌّ؟ قَالَ: ((أَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ مَخَافَةَ أَنْ يَطعَمَ مَعَكَ)) قَالَ: ثُمَّ أَيٌّ؟ قَالَ: ((تُزَانِيَ حَلِيلَةَ جَارِكَ)) [۱]

''یہ کہ تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک بنائے حالانکہ اس نے تجھے پیدا کیا ہے۔'' اس نے کہا: ''بے شک یہ تو واقعی بڑا گناہ ہے۔'' اس نے ساتھ ہی یہ پوچھا: ''اس کے بعد کون سا ہے؟'' تو آپ نے فرمایا: تو اپنے بچے کو اس اندیشے اور ڈر کے پیش نظر قتل کر دے کہ وہ تیرے ساتھ کھائے پیے گا۔'' اس نے پھر پوچھا: ''پھر کونسا؟'' آپ نے فرمایا: ''کہ تو اپنے ہمسائے کی بیوی سے زنا کرے۔''

اللہ تبارک وتعالیٰ نے انہی باتوں کی تائید میں مذکورہ آیت مبارکہ نازل فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس طرح بھی فرمایا ہے:

﴿اَلزَّانِیَةُ وَ الزَّانِیْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ ۪ وَّ لَا تَاْخُذْكُمْ

---

[۱] صحیح البخاری ۱۲ ح۶۸۶۱ ((الفتح)) وصحیح مسلم ۱/ ۹۰ والترمذی ۵'ح۳۱۸۲ واحمد ۱/ ۳۸۰ والنسائی ۷/ ۸۹

بِهِمَا رَأْفَةٌ فِي دِينِ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ۖ وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَائِفَةٌ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿٢﴾ ﴾ (النور: ٢٤/٢)

''زنا کار عورت و مرد میں سے ہر ایک کو سو کوڑے لگاؤ۔ ان پر اللہ کی شریعت کی حد جاری کرتے ہوئے تمہیں ہرگز ترس نہ کھانا چاہیے' اگر تمہیں اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان ہو۔ ان کی سزا کے وقت مسلمانوں کی ایک جماعت موجود ہونی چاہیے۔''

آیت مبارکہ میں ''جلدۃ'' کے معنی کوڑے مارنے کے ہیں۔ اس لفظ کو اس لیے استعمال کیا گیا ہے تاکہ معلوم ہو جائے کہ ایسی مار مارنی ہے جو گوشت کے اندر تک نہ پہنچے۔ اور ''رافۃ'' کے معنی رحم اور ترس کھانے کے ہیں۔ اس بڑی بے حیائی کے ارتکاب کرنے سے اس لیے روکا ہے کہ قتل کے بعد یہ ''اکبر الکبائر'' ہے' جیسا کہ آگے آ رہا ہے' اسی لیے اللہ تبارک وتعالیٰ نے شرک اور قتل کے معاً بعد سابقہ آیت میں اسی کو ذکر کیا ہے۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنی ایک لونڈی کو جس نے زنا کیا تھا' کوڑے مرواتے ہوئے جلاد سے کہا تھا: ''اس کی پشت اور ٹانگوں پر مارو'' تو آپ کے بیٹے نے آپ کے سامنے یہ آیت تلاوت کی:

﴿ وَلَا تَأْخُذْكُمْ بِهِمَا رَأْفَةٌ فِي دِينِ اللَّهِ ﴾ (النور: ٢٤/٢)

''اور ان پر اللہ کی شریعت کی حد جاری کرتے ہوئے تمہیں ہرگز ترس نہیں کھانا چاہیے۔''

آپ نے فرمایا: ''اے میرے بیٹے! اللہ تعالیٰ نے مجھے اسے قتل کرنے کا حکم نہیں دیا۔ میں نے اسے مارا ہے اور اسے تکلیف پہنچائی ہے۔

اور آدمی کو کھڑا کر کے مارا جائے' اسے بالکل برہنہ نہ کیا جائے' مگر اتنی سی اجازت ہے کہ جو کپڑا اسے درد والم پہنچنے میں رکاوٹ بنے وہ اتار دیا جائے۔ اور عورت کو نیچے بٹھا کر سزا دی جائے' اس کے کپڑے اچھی طرح مضبوطی سے باندھ دیے جائیں تاکہ اس کا کوئی حصہ ظاہر نہ ہو سکے۔ کوڑے صرف ایک ہی جگہ پر نہ مارے جائیں بلکہ جسم کے مختلف اعضا پر متفرق مارے جائیں اور ہلاک کرنے والے اعضا یعنی نازک اعضا پر مارنے سے پرہیز کیا جائے' مثلاً: چہرہ'

گردن، پیٹ اور شرمگاہ۔

سنت مبارکہ میں زانی کے بارے میں بہت بڑی وعید ہے۔ خاص طور پر پڑوسی کی بیوی سے اور ایسی شادی شدہ عورت سے جس کا خاوند گھر سے دور گیا ہوا ہو۔

امام بخاری و مسلم رحمۃ اللہ علیہما نے کتاب التفسیر، الادب، التوحید، دیات اور محاربین میں اور امام مسلم رحمہ اللہ نے کتاب الایمان میں، امام احمد، امام ترمذی اور امام نسائی نے سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے، کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: ''اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے عظیم گناہ کونسا ہے؟'' آپ نے فرمایا:

((اَنْ تَجْعَلَ لِلّٰهِ نِدًّا وَهُوَ خَلَقَكَ قُلْتُ: اِنَّ ذٰلِكَ لَعَظِيْمٌ!! قُلْتُ: ثُمَّ أَيٌّ؟ قَالَ: أَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ مَخَافَةَ أَنْ يَطْعَمَ مَعَكَ قُلْتُ: ثُمَّ اَيٌّ؟ قَالَ: ((أَنْ تُزَانِيَ حَلِيْلَةَ جَارِكَ))

''یہ کہ تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی شریک بنائے، حالانکہ اس نے تجھے پیدا کیا ہے۔'' میں نے کہا: ''بلاشبہ یہ تو یقیناً بڑا گناہ ہے!!'' میں نے پھر پوچھا: ''پھر کونسا ہے؟'' آپ نے فرمایا: ''تو اس خطرے کے پیش نظر اپنے لڑکے کو قتل کرے کہ تیرے ساتھ مل کر کھائے گا۔'' میں نے کہا: ''پھر کونسا؟'' آپ نے جواب ارشاد فرمایا: ''یہ کہ تو اپنے پڑوسی کی بیوی سے زنا کرے۔''

امام نسائی اور امام ترمذی نے یہ اضافہ بھی ذکر کیا ہے کہ آپ نے یہ آیت مبارکہ پڑھی:

﴿وَ الَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَ لَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَ لَا يَزْنُوْنَ ۚ وَ مَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا ﴿٦٨﴾ يُّضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَ يَخْلُدْ فِيْهٖ مُهَانًا ﴿٦٩﴾ اِلَّا مَنْ تَابَ﴾

(الفرقان: ۲۵/ ۶۸، ۷۰)

''اور جو لوگ اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہیں پکارتے اور کسی ایسے شخص کو جسے قتل کرنا اللہ تعالیٰ نے منع کر دیا ہو بجز حق کے قتل نہیں کرتے، نہ وہ زنا کے مرتکب ہوتے ہیں، اور جو کوئی یہ کام کرے وہ اپنے اوپر سخت وبال لائے گا، اسے قیامت کے دن دوہرا عذاب دیا جائے گا اور وہ ذلت وخواری کے ساتھ ہمیشہ اسی میں رہے گا، سوائے ان لوگوں کے جو توبہ کریں۔''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

((ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَلَا يُزَكِّيهِمْ، وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ: شَيْخٌ زَانٍ، وَمَلِكٌ كَذَّابٌ، وَعَائِلٌ۔ أَيْ فَقِيرٌ۔ مُسْتَكْبِرٌ)) ①

''تین اشخاص ایسے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ روز قیامت بات تک نہیں فرمائے گا، نہ انہیں پاک صاف کرے گا اور نہ ہی ان کی طرف نظر رحمت سے دیکھے گا بلکہ ان کے لیے دردناک عذاب ہوگا: بوڑھا زانی، جھوٹا بادشاہ، اور متکبر فقیر۔''

رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا ہے:

((لَا يَزْنِي الزَّانِي حِينَ يَزْنِي وَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَلَا يَسْرِقُ السَّارِقُ حِينَ يَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَلَا يَشْرَبُ الْخَمْرَ حِينَ يَشْرَبُهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ)) ②

''زانی بوقت زنا مومن نہیں ہوتا اور چور بوقت چوری مومن نہیں ہوتا اور شرابی شراب پیتے وقت مومن نہیں ہوتا۔''

نبی کریم ﷺ نے یہ بھی فرمایا ہے:

((رَأَيْتُ اللَّيْلَةَ رَجُلَيْنِ أَتَيَانِي فَأَخْرَجَانِي إِلَى أَرْضٍ مُقَدَّسَةٍ)) فَذَكَرَ الْحَدِيثَ إِلَى أَنْ قَالَ: ((فَانْطَلَقْنَا إِلَى نَقْبٍ مِثْلَ التَّنُّورِ أَعْلَاهُ ضَيِّقٌ وَأَسْفَلُهُ وَاسِعٌ، يَتَوَقَّدُ تَحْتَهُ نَارًا، فَإِذَا ارْتَفَعَتْ ارْتَفَعُوا حَتَّى كَادُوا أَنْ يَخْرُجُوا، وَإِنْ خَمِدَتْ رَجَعُوا فِيهَا، وَفِيهَا رِجَالٌ وَنِسَاءٌ عُرَاةٌ))

''آج رات میں نے دو آدمیوں کو دیکھا جو میرے پاس آئے، وہ مجھے ارض مقدس کی طرف لے گئے۔ آپ نے پوری حدیث یہاں تک بیان فرمائی۔ آپ نے فرمایا: ہم ایک تنور نما سوراخ کی طرف چلے جس کا بالائی حصہ تنگ اور زیریں حصہ وسیع تھا، جس کے نیچے آگ جل رہی تھی۔ جب آگ اوپر کو اٹھتی تو وہ لوگ بھی...... جو اس آگ میں تھے...... آگ کے ہمراہ اوپر کو آتے، حتیٰ کہ تنور سے باہر نکلنے کے قریب تر ہو جائے۔

---

① صحیح مسلم ۱/ ۱۰۲ واحمد ۲/ ٤٨٠ والنسائی ٥/ ٨٦ من حدیث ابی ہریرۃ۔

② صحیح البخاری ۱۰، ح ۵۵۸۷ ((الفتح)) وصحیح مسلم ۱/ ۷٦، وابوداود ٤، ح ٤٦٨٩، والترمذی ٥، ح ٢٦٢٥ من حدیث ابی ہریرۃ۔

پھر جب آگ کا جوش نرم ہوتا تو اس میں دوبارہ پلٹ جاتے۔ اس میں مرد اور عورتیں سبھی ننگے ہی تھے۔"

ایک اور روایت میں ہے:

((فَانْطَلَقْنَا اِلَى مِثْلِ التَّنُّورِ' قَالَ: فَأَحْسِبُ أَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ: فَإِذَا فِيهِ لَغَطٌ وَأَصْوَاتٌ قَالَ: فَاطَّلَعْنَا فِيهِ فَإِذَا فِيهِ رِجَالٌ وَنِسَاءٌ عُرَاةٌ وَإِذَا هُمْ يَأْتِيهِمْ لَهَبٌ مِنْ أَسْفَلِ مِنْهُمْ' فَإِذَا أَتَاهُمْ ذٰلِكَ اللَّهَبُ ضَوْضَوْا۔ اَیْ صَاحُوا۔ اَلْحَدِيْثَ۔ وَفِي آخِرِهِ۔ وَأَمَّا الرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ الْعُرَاةُ الَّذِيْنَ هُمْ فِي مِثْلِ بِنَاءِ التَّنُّوْرِ' فَإِنَّهُمُ الزُّنَاةُ وَالزَّوَانِي)) [1]

"ہم ایک تنور نما جگہ کی طرف چلے۔ صحابی کہتے ہیں: میرا خیال ہے کہ آپ یوں فرما رہے تھے: "اس میں سے شوروغل اور مخلوط آوازیں آ رہی تھیں۔" نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں: "ہم نے اس میں جھانک کر دیکھا تو اس میں بالکل برہنہ مرد اور عورتیں تھیں۔ اچانک ان کی نچلی جانب سے آگ کی لپٹ اور شعلہ نکلتا۔ جونہی وہ شعلہ انہیں لگتا تو وہ چلانے اور چیخنے لگتے۔ الحدیث۔ اس کے آخر میں یوں ہے: "یہ سب ننگے مرد اور عورتیں جو اس تنور نما عمارت میں تھے' وہ زانی مرد اور زانیہ عورتیں تھیں۔"

سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ فرماتے تھے:

((بَيْنَمَا أَنَا نَائِمٌ أَتَانِي رَجُلَانِ' فَأَخَذَا بِضَبْعِي فَأَتَيَا بِي جَبَلًا وَعِرًا فَقَالَا: اِصْعِدْ فَقُلْتُ: اِنِّي لَا أُطِيقُهُ فَقَالَا: اِنَّا سَنُسَهِّلُهُ لَكَ فَصَعِدْتُ حَتَّى اِذَا كُنْتُ فِي سَوَاءِ الْجَبَلِ' فَإِذَا أَنَا بِأَصْوَاتٍ شَدِيدَةٍ فَقُلْتُ: مَا هٰذِهِ الْأَصْوَاتُ؟ قَالَا: هٰذَا عَوَاءُ أَهْلِ النَّارِ' ثُمَّ انْطَلَقَا بِي' فَإِذَا أَنَا بِقَوْمٍ مُعَلَّقِيْنَ بِعَرَاقِيبِهِمْ' مُشَقَّقَةً أَشْدَاقُهُمْ تَسِيلُ أَشْدَاقُهُمْ دَمًا قَالَ: قُلْتُ: مَنْ هٰؤُلَاءِ؟ قِيلَ: هٰؤُلَاءِ الَّذِينَ يُفْطِرُوْنَ قَبْلَ تَحِلَّةِ صَوْمِهِمْ۔ فَقَالَ: خَابَتِ الْيَهُوْدُ وَالنَّصَارَى' ثُمَّ انْطَلَقَا بِي فَإِذَا أَنَا بِقَوْمٍ أَشَدُّ شَيْءٍ اِنْتِفَاخًا وَأَنْتَنُ رِيحًا وَأَسْوَأُ مَنْظَرًا' فَقُلْتُ: مَنْ هٰؤُلَاءِ؟ فَقَالَا:

[1] صحيح البخاري ١٢' ح ٧٠٤٧ ((الفتح)) من حديث سمرة بن جندب' واحمد ٥/٨

هٰـؤُلَاءِ قَتـلَى الْكُفَارِ، ثُمَّ انطَلَقَا بِي فَإِذَا أَنَا بِقَومٍ أَشَدُّ شَيْءٍ اِنتِفَاخًا وَأَنتَنُهُ رِيحًا، كَأَنَّ رِيحَهُمُ الْمَرَاحِيضُ قُلتُ: مَنْ هٰؤُلَاءِ؟ قَالَا: هٰؤُلَاءِ الزَّانُونَ وَالزَّوَانِي، ثُمَّ انطَلَقَا بِي فَإِذَا أَنَا بِنِسَآءٍ تَنهَشُ ثَدْيَهُنَّ الْحَيَّاتُ، قُلتُ: مَا بَالُ هٰؤُلَاءِ؟ قِيلَ: هٰؤُلَاءِ يَمنَعنَ أَولَادَهُنَّ أَلبَانَهُنَّ، ثُمَّ انطَلَقَا بِي فَإِذَا أَنَا بِغِلمَانٍ يَلعَبُونَ بَيْنَ نَهرَينِ، قُلتُ: مَنْ هٰؤُلَاءِ؟ قِيلَ: هٰؤُلَاءِ ذَرَارِي الْمُؤمِنِينَ۔ ثُمَّ شَرَفَا بِي شَرَفًا فَإِذَا أَنَا بِثَلَاثَةٍ يَشرَبُونَ مِنْ خَمرٍ لَهُمْ، قُلتُ: مَنْ هٰؤُلَاءِ؟ قَالَا: هٰؤُلَاءِ، جَعفَرٌ وَزَيدٌ وَابنُ رَوَاحَةَ، ثُمَّ شَرَفًا بِي شَرَفًا آخَرَ، فَإِذَا أَنَا بِنَفَرٍ ثَلَاثَةٍ، قُلتُ: مَنْ هٰؤُلَاءِ؟ قَالَ: هٰذَا اِبرَاهِيمُ وَمُوسَى وَعِيسَى، وَهُمْ يَنتَظِرُونَكَ)) (1)

''میں سویا ہوا تھا' میرے پاس دو آدمی آئے' انہوں نے مجھے بازوؤں سے پکڑا اور ایک دشوار گزار اور کٹھن پہاڑ کے قریب لائے۔ مجھے کہنے لگے: اوپر چڑھو! میں نے کہا: میں اس پر چڑھنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ انہوں نے پھر کہا: ہم اس معاملے میں آپ کی خاطر کچھ مدد کریں گے۔ پھر میں اس پر چڑھتا گیا' یہاں تک کہ میں اس کے وسط تک جا پہنچا' تو اچانک مجھے شوروغل کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔ میں نے دریافت کیا: یہ آوازیں کیسی ہیں؟ انہوں نے کہا: یہ اہل دوزخ کی چیخ پکار ہے۔ پھر وہ دونوں مجھے آگے لے چلے' تو پھر میں ایک ایسی قوم کے پاس پہنچ گیا جو ایڑیوں کے پٹھوں سے لٹکے ہوئے تھے' جن کی باچھیں چیری ہوئی تھیں اور ان سے خون بہہ رہا تھا۔ آپ فرماتے ہیں: میں نے پوچھا: یہ کون لوگ ہیں؟ کہا گیا: یہ وہ لوگ ہیں جو افطاری کا وقت ہونے سے پہلے ہی روزے افطار کر لیا کرتے تھے۔ تو آپ نے فرمایا: یہود ونصاریٰ ناکام ونامراد ہوئے۔ پھر وہ دونوں مجھے آگے لے چلے' تو میں ایک ایسی قوم کے پاس پہنچا جو انتہائی زیادہ پھولے ہوئے' جن سے تعفن اور بدبو آرہی تھی' انتہائی برے منظر والے۔ میں نے دریافت کیا: یہ کون ہیں؟ انہوں نے جواب دیا: یہ کافروں کے مقتول ہیں۔ پھر

---

(1) اخرجه ابن حبان ۹ ح۷۴۴۸ وابن خزيمة ۳ ح۱۹۸۶ والحاكم فى المستدرك ۱/ ۴۳۰ وقال الالبانیؒ: اسناده صحيح۔

مجھے مزید آگے لے چلے' تو میں ایک ایسی قوم تک پہنچا جو انتہائی موٹے تھے' پہلوں سے زیادہ بدبودار' گویا کہ ان سے بیت الخلا کی بدبو آ رہی تھی۔ میں نے کہا: یہ کون لوگ ہیں؟ ان دونوں نے جواب دیا: یہ سب زانی مرد و عورتیں ہیں۔ پھر وہ مجھے اور آگے لے چلے۔ میں ایسی عورتوں کے پاس پہنچا جن کے پستانوں کو سانپ ڈس رہے تھے۔ میں نے پوچھا: ان کا کیا جرم ہے؟ بتایا گیا: یہ وہ عورتیں ہیں جو اپنے بچوں کو اپنا دودھ پلانے سے انکار کر دیا کرتی تھیں۔ پھر مجھے مزید آگے لے گئے۔ میں اچانک ایسے بچوں کے پاس تھا جو دو نہروں کے مابین کھیل کود رہے تھے۔ میں نے استفسار کیا: یہ کون ہیں؟ بتایا گیا: یہ مومنوں کے چھوٹے بچے ہیں۔ پھر وہ مجھے مزید اونچی جگہ پر لے گئے' تو میں ایسے تین آدمیوں کے پاس تھا جو اپنی اپنی شراب میں سے پی رہے تھے۔ میں نے پوچھا: یہ کون ہیں؟ ان دونوں نے کہا: یہ جعفر' زید اور ابن رواحہ ہیں۔ پھر وہ دونوں مجھے ایک اور چوٹی پر لے گئے۔ اب کے بھی میں تین اشخاص کے پاس تھا۔ میں نے پوچھا: یہ کون حضرات ہیں؟ دونوں نے کہا: یہ ابراہیم' موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام ہیں اور یہ آپ کا انتظار فرما رہے ہیں۔"

رسول اکرم ﷺ کی ایک اور حدیث مبارکہ ہے:

((اِذَا زَنَـى الرَّجُلُ أُخْرِجَ مِنْهُ الْاِيْمَانُ' وَكَانَ عَلَيْهِ كَالظُّلَّةِ' فَاِذَا أَقْلَعَ رَجَعَ اِلَيْهِ الْاِيْمَانُ)) [1]

"جب آدمی زنا کاری کرتا ہے تو ایمان اس سے نکال لیا جاتا ہے' اور اس کے سر پر چھتری کی مانند ہو جاتا ہے۔ جب وہ اس حرام کاری سے فارغ ہوتا ہے تو ایمان اس کی طرف پلٹ آتا ہے۔"

نبی برحق ﷺ نے یہ بھی فرمایا ہے:

((مَا ظَهَرَ فِيْ قَوْمِ الزِّنَا وَالرِّبَا اِلَّا أَحَلُّوْا بِأَنْفُسِهِمْ عَذَابَ اللّٰهِ)) [2]

---

[1] اخرجه ابوداود ٤ ح ٤٦٩٠ والترمذی ٥ ح ٢٦٢٥ والبیهقی فی الشعب ٤ ح ٥٣٦٤ من حدیث ابی هریرة' وذکر الالبانیؒ فی الصحیحة ٥٠٩۔

[2] ذکر الهیثمی فی المجمع ٤/١١٨ وقال: رواه ابو یعلی واسناده جید' من حدیث ابن مسعود وذکره الالبانیؒ فی صحیح الجامع ٥٦٣٤ وقال: حسن

''کسی قوم میں زنا اور سود عام نہیں ہوتے مگر وہ لوگ اپنے اوپر عذاب الٰہی کو حلال کر لیتے ہیں۔''

تنبیہ ......زنا کو کبیرہ گناہوں میں شمار کرنے پر اجماع ہے' بلکہ پیچھے صحیح حدیث مبارکہ کے حوالے سے بات گزر چکی ہے کہ پڑوسی کی بیوی سے زنا کرنا تو ''اکبر الکبائر'' ہے' اور یہ بھی کہا گیا ہے: مطلق زنا تو قتل سے بھی بڑا ہے جو ترتیب میں شرک کے متصل بعد آتا ہے۔ لیکن صحیح موقف یہ ہے کہ قتل ہی ایسا گناہ کبیرہ ہے جس کا نمبر شرک کے بعد آتا ہے' پھر اس کے بعد زنا کاری کا۔ زنا کی بدترین اور گندی ترین صورت یہ ہے کہ پڑوسی کی بیوی سے زنا کرے یا کسی رشتہ دار خاتون سے' یا کسی اجنبی خاتون سے' لیکن ماہ رمضان میں یا بلد حرام میں تو یہ اور بھی زیادہ بے حیائی ہے۔ البتہ زنا کاری سے کم درجہ گناہ (مثلاً: بوسہ بازی) تو یہ ایسے صغیرہ گناہ ہیں جو حد کو واجب کر دیتے ہیں۔

شرمگاہ کی حفاظت کرنے میں چند فوائد کا بیان

بخاری و مسلم رحمہما اللہ نے یہ روایت بیان کی ہے:

((مِنَ السَّبْعَةِ الَّذِیْنَ یُظِلُّهُمُ اللّٰهُ تَعَالَی فِیْ ظِلِّهٖ یَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّهٗ:

((رَجُلٌ دَعَتْهُ امْرَأَةٌ ذَاتَ مَنْصَبٍ وَجَمَالٍ، فَقَالَ: اِنِّیْ أَخَافُ اللّٰهَ)) [1]

''ان سات افراد میں جنہیں اللہ تعالیٰ اپنا سایہ نصیب فرمائے گا' جس دن اللہ تعالیٰ کے سائے کے سوا کوئی اور سایہ نہ ہو گا' ایک شخص وہ بھی ہو گا جسے کسی اعلیٰ عہدے والی اور حسن و جمال والی عورت نے دعوت گناہ دی ہو گی اور اس نے یوں جواب دیا ہو گا: ((انی اخاف الله)) ''یقیناً مجھے تو اللہ سے ڈر لگتا ہے''

ان تین آدمیوں کی حدیث میں ہے جن پر غار کا منہ بند ہو گیا تھا:

((فَقَالُوْا: اِنَّهٗ لَا یُنَجِّیْكُمْ مِنْ هٰذِهِ الصَّخْرَةِ اِلَّا أَنْ تَدْعُوا اللّٰهَ بِصَالِحِ أَعْمَالِكُمْ، فَقَالَ أَحَدُهُمْ: اَللّٰهُمَّ اِنَّهٗ كَانَتْ لِیْ ابْنَةُ عَمٍّ وَكَانَ أَحَبَّ النَّاسِ اِلَیَّ، فَرَاوَدْتُهَا عَنْ نَفْسِهَا، فَتَنَعَتْ حَتّٰی أَلَمَّتْ بِهَا سَنَةٌ مِنَ السِّنِیْنَ - أَیْ نَزَلَ بِهَا حَاجَةٌ وَفَقْرٌ لِشِدَّةِ الْقَحْطِ - فَجَائَتْنِیْ، فَأَعْطَیْتُهَا مِائَةً وَعِشْرِیْنَ دِیْنَارًا عَلٰی أَنْ تُخَلِّیَ بَیْنِیْ وَبَیْنَ نَفْسِهَا،

[1] صحیح البخاری ۳-۱۴۱۳ ((الفتح)) وصحیح مسلم ۲/۱۵۸ من حدیث ابی هریرة۔

فَفَعَلَتُ، حَتَّى إِذَا قَدَرْتُ عَلَيْهَا، قَالَتْ: لَا أُحِلُّ لَكَ أَنْ تَفُضَّ الْخَاتَمَ۔ أَيْ تَطَأَ۔ إِلَّا بِحَقِّهِ۔ أَيْ بِالنِّكَاحِ۔ فَتَحَرَّجْتُ مِنَ الْوُقُوعِ عَلَيْهَا، فَانْصَرَفْتُ عَنْهَا وَهِيَ أَحَبُّ النَّاسِ إِلَيَّ وَتَرَكْتُ لَهَا الذَّهَبَ الَّذِي أَعْطَيْتُهَا، اَللَّهُمَّ إِنْ كُنْتُ فَعَلْتُ ذٰلِكَ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ فَافْرِجْ عَنَّا مَا نَحْنُ فِيهِ، فَانْفَرَجَتِ الصَّخْرَةُ)) [۱]

''انہوں نے آپس میں کہا: لگتا ہے تمہیں اس چٹان سے کوئی بھی نجات نہیں دلا سکتا۔ ہاں ایک صورت یہ ہے کہ تم اپنے نیک اعمال کے ذریعے اور وسیلے سے اللہ تعالیٰ سے دعا کرو۔ تو ان میں سے ایک نے یوں دعا مانگی: اے میرے اللہ! میری ایک چچا کی بیٹی تھی، وہ مجھے سب لوگوں میں سے زیادہ محبوب تھی۔ میں نے اسے بہکانا چاہا لیکن وہ نہ مانی، یہاں تک کہ اسے ایک سال قحط سالی نے آن لیا، بھوک و افلاس کے بادل اس پر چھا گئے، تو وہ اس پریشانی میں میرے پاس چلی آئی۔ میں نے اسے ایک سو بیس دینار اس شرط پر دیے کہ وہ مجھے اپنی عزت سے کھیلنے دے گی۔ چنانچہ وہ مان گئی، یہاں تک کہ جب میں اس پر مکمل قادر تھا، وہ بول پڑی: اس مہر کو توڑنا میں تیرے لیے حلال نہیں سمجھتی مگر نکاح کے حق کے ساتھ پھر میں اس پر واقع ہونے کو گناہ سمجھنے لگا، بالآخر میں اس سے پیچھے ہٹ گیا۔ حالانکہ وہ مجھے لوگوں میں سے سب سے زیادہ محبوب تھی۔ میں نے وہ سونا بھی چھوڑ دیا جو میں نے اسے دیا تھا۔ اے میرے اللہ! اگر میں نے یہ کام تیری رضا جوئی کی خاطر کیا ہے تو ہمارے اوپر کشادگی فرما دے اور ہمیں اس تنگی سے نکال دے، تو وہ چٹان ہٹ گئی اور راستہ کھل گیا۔''

رسول کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

((إِذَا صَلَّتِ الْمَرْأَةُ خَمْسَهَا، وَحَصَّنَتْ فَرْجَهَا، وَأَطَاعَتْ بَعْلَهَا دَخَلَتْ مِنْ أَيِّ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ شَاءَتْ)) [۲]

''جب عورت اپنی پانچ نمازیں ادا کرتی ہے، اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرتی ہے، اپنے خاوند کی اطاعت گزاری کرتی ہے، تو وہ جنت کے جس دروازے سے چاہے گی

---

[۱] صحیح البخاری برقم ۲۲۷۲ [۲] اخرجه ابن حبان ٦، ح ٤١٥١، وذكره الالبانیؒ فی صحیح الجامع ٦٦٠، وقال: من حديث صحيح ابی هريرة۔

داخل ہو جائے گی۔''

نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے:

((مَنْ یَضْمَنْ لِی مَا بَیْنَ لِحْیَیْهِ۔ أَیْ لِسَانِهِ۔ وَمَا بَیْنَ رِجْلَیْهِ۔ أَیْ فَرْجِهِ۔ ضَمِنْتُ لَهُ الْجَنَّةَ)) [1]

''جو آدمی مجھے اس چیز کی ضمانت دیتا ہے جو اس کے دونوں جبڑوں کے مابین یعنی زبان کی اور اس چیز کی جو اس کی دونوں ٹانگوں کے درمیان ہے یعنی اپنی شرمگاہ کی...... میں اسے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔''

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

((مَنْ وَقَاهُ اللّٰهُ شَرَّ مَا بَیْنَ رِجْلَیْهِ دَخَلَ الْجَنَّةَ)) [2]

''جسے اللہ تعالیٰ اس چیز کی برائی سے بچا لے جو اس کی دونوں ٹانگوں کے درمیان ہے وہ جنت میں داخل ہو جائے گا۔''

نبی الثقلین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

((اِضْمَنُوا لِی سِتًّا مِنْ أَنْفُسِکُمْ أَضْمَنْ لَکُمُ الْجَنَّةَ: أُصْدُقُوا إِذَا حَدَّثْتُمْ، وَأَوْفُوا إِذَا وَعَدْتُمْ، وَأَدُّوا إِذَ ائْتُمِنْتُمْ، وَاحْفَظُوا فُرُوجَکُمْ وَغُضُّوا أَبْصَارَکُمْ، وَکُفُّوا أَیْدِیَکُمْ)) [3]

''تم اپنی جانوں کی طرف سے مجھے چھ چیزوں کی ضمانت دے دو، میں تمہیں جنت کی ضمانت دیتا ہوں:

① جب تم بات کرو تو سچ بولو۔ ② جب تم وعدہ کرو تو پورا کرو۔

③ جب تمہارے پاس امانت رکھی جائے تو اسے واپس ادا کرو۔

④ اپنی شرمگاہوں کی حفاظت رکھو۔ ⑤ اپنی نگاہوں کو جھکائے رکھو۔

⑥ اپنے ہاتھوں کو روکے رکھو۔''

---

[1] صحیح البخاری ۱۱، ح ۶۴۷۴ ((الفتح)) من حدیث سهل بن سعد۔

[2] اخرجه الترمذی ٤، ح ۲٤۰۹ من حدیث ابی هریرة، وقال الالبانیؒ: حسن صحیح، الصحیحة ۵۱۰

[3] اخرجه احمد ۵/۳۲۳ وابن حبان ۱، ح ۲۷۱ والحاکم ٤/۳۵۸ وذکره الالبانیؒ فی صحیح الجامع ۱۰۱۸ وقال: حسن، الصحیحة ۱٤۷۰

بحث : 5

نکاح متعہ

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

((کُنَّا تَغْزُو مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، وَلَيْسَ مَعَنَا نِسَاءٌ، فَقُلْنَا: أَلَا نَخْتَصِي؟ فَنَهَانَا عَنْ ذٰلِكَ، ثُمَّ رَخَّصَ لَنَا أَنْ نَسْتَمْتِعَ، فَكَانَ أَحَدُنَا يَنْكِحُ الْمَرْأَةَ بِالثَّوْبِ إِلَى أَجَلٍ)) ①

''ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ غزوہ میں تھے اور ہمارے ساتھ خواتین نہ تھیں، ہم نے پوچھا: کیا ہم خصی نہ ہو جائیں؟ تو آپ نے ہمیں اس سے منع فرمایا، پھر آپ نے ہمیں ''نکاح متعہ'' کرنے کی رخصت عطا فرمائی، تو ہم میں سے ایک آدمی خاص مدت تک کے لیے کپڑے کے (حق مہر کے) عوض عورت سے نکاح کر لیتا تھا۔''

سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

((رَخَّصَ النَّبِيُّ ﷺ عَامَ أَوْطَاسٍ فِي الْمُتْعَةِ ثَلَاثًا ثُمَّ نَهَى عَنْهَا)) ②

''نبی اکرم ﷺ نے ''اوطاس کے سال'' تین دنوں تک متعہ کی اجازت دی تھی، پھر آپؐ نے اس سے روک دیا۔''

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں:

((إِنَّمَا كَانَتِ الْمُتْعَةُ فِي أَوَّلِ الْإِسْلَامِ كَانَ الرَّجُلُ يَقْدُمُ الْبَلْدَةَ لَيْسَ لَهُ بِهَا مَعْرِفَةٌ، فَيَتَزَوَّجُ الْمَرْأَةَ بِقَدْرِ مَا يَرَى أَنَّهُ يُقِيمُ، فَتَحْفَظُ لَهُ مَتَاعَهُ، وَتُصْلِحُ لَهُ شَأْنَهُ حَتَّى نَزَلَتْ: (سُورَةُ الْمُؤْمِنُونَ: الْآيَة:٦)

---

① رواه الامام احمد فی مسنده ج۱/۱۷۵۔۱۷۶۔۱۸۳۔۳۸۵، ورواه البخاری فی کتاب تفسیر سورة ٥، والنکاح ٦۔٨، ورواه مسلم فی کتاب النکاح ١١۔١٢۔

② رواه الامام احمد فی مسنده ج۱ ۱٤۲، ج٤/٥٥ ورواه البخاری فی کتاب الحج ١٢٤۔١٢٥، جهاد ٩١، نکاح ٨۔٣١ ورواه مسلم فی کتاب النکاح ١٨۔

فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: كُلُّ فَرْجٍ سِوَاهُمَا فَهُوَ حَرَامٌ)) ①

''ابتدائے اسلام میں متعہ ہوتا تھا' کوئی آدمی اس شہر میں آتا جس میں اس کی معرفت اور جان پہچان نہ ہوتی تھی' تو وہ کسی عورت سے اتنے دنوں تک کے لیے نکاح کر لیتا جتنے دن وہ وہاں قیام پذیر رہنا چاہتا۔ وہ خاتون اس کے سازوسامان کی حفاظت کرتی اور اس کی حالت کو سنوارتی' یہاں تک کہ یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی:

﴿إِلَّا عَلَىٰٓ أَزْوَٰجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَٰنُهُمْ﴾ (المومنون :۲۳/۶)

''بجز اپنی بیویوں اور ملکیت کی لونڈیوں کے۔''

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

محمد بن حنیفہ رحمہ اللہ (سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے لخت جگر) روایت کرتے ہیں' سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا:

((اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنْ مُتْعَةِ النِّسَاءِ يَوْمَ خَيْبَرَ وَعَنْ أَكْلِ لُحُوْمِ الْحُمُرِ الْاِنْسِيَّةِ)) ②

''رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے دن عورتوں سے ''نکاح متعہ'' منع فرما دیا تھا اور گھریلو گدھوں کا گوشت کھانے سے بھی۔''

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

((كُنَّا نَسْتَمْتِعُ بِالْقَبْضَةِ مِنَ التَّمْرِ وَالدَّقِيْقِ الْاَيَّامَ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَأَبِيْ بَكْرٍ' حَتّٰى نَهٰى عَنْهُ عُمَرُ فِيْ شَانِ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ)) ③

''ہم رسول اللہ ﷺ اور سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہد میں مٹھی بھر کھجوروں اور آٹے کے عوض نکاح متعہ کر لیا کرتے تھے' یہاں تک کہ عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ کے واقعہ کی وجہ سے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے روک دیا۔''

---

① رواہ الترمذی فی کتاب النکاح ۲۸

② رواہ الامام احمد فی مسندہ ج۱/۷۹' ج۳/۲۰۴۔۴۰۵' رواہ البخاری فی کتاب المغازی ۳۸' ذبائح ۲۸' نکاح ۳۱ ورواہ مسلم فی کتاب النکاح ۲۵۔۳۰

③ رواہ مسلم فی کتاب النکاح ۱۶' ورواہ ابوداود فی کتاب النکاح ۲۹۔

میں کہتا ہوں: نکاح متعہ منسوخ ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چند ایام اس کی رخصت دی تھی، پھر آپ نے خود ہی اس سے روک دیا تھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت کی حدیث میں اس کا منسوخ ہونا ثابت شدہ امر ہے۔ امام مسلم رحمہ اللہ کی ایک بیان کردہ روایت میں اس طرح بھی ہے، جسے وہ مرفوع بیان کرتے ہیں:

((اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ ذٰلِكَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ)) [1]

''بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے اسے قیامت تک کے لیے حرام قرار دے دیا ہے۔''

اس مسئلہ میں ویسے تو کافی طویل اختلاف موجود ہے، اور جس نے اس کے حرام ہونے کی روایت بیان کی ہے وہی اس بات میں حجت ہے۔

---

[1] رواہ احمد بن حنبل فی مسندہ ج۱/۷۹ ج۳/۴۰۴۔۴۰۵، ورواہ البخاری فی کتاب المغازی ۲۸، ذبائح ۲۸ نکاح ۳۱ رواہ مسلم فی کتاب النکاح ۲۵۔ ۳۰

بحث: 6

جھوٹی گواہی دینا اور سچی گواہی کو چھپانا

اے میری مسلمان بہن!

جھوٹی گواہی دینے سے بچتی رہو' کیونکہ یہ ایمان کو برباد کرنے والی اور روز قیامت جھوٹی شہادت دینے والوں کو جہنم کے عذاب میں جھونکنے والی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ''حقوق العباد'' کی حفاظت کرنے کے لیے برحق اور سچی گواہی کو واجب قرار دیا ہے' اور ہر وہ چیز جو ان حقوق کو ضائع اور پامال کرنے والی ہے اسے حرام قرار دیا ہے' اور ان چیزوں میں سے سرفہرست جھوٹی شہادت ہے۔

سیدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ جن کا نام نفیع بن الحارث روایت ہے' کہتے ہیں: ہم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے' آپ نے فرمایا:

((أَلا أُنَبِّئُكُم بِأَكْبَرِ الْكَبَائِرِ؟- ثَلاثًا- اَلإِشْرَاكُ بِاللّٰهِ، وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ وَكَانَ مُتَّكِئًا فَجَلَسَ، فَقَالَ: أَلا وَقَوْلُ الزُّوْرِ وَشَهَادَةُ الزُّوْرِ)) فَمَا زَالَ يُكَرِّرُهَا حَتَّى قُلْنَا: لَيْتَهُ سَكَتَ)) [1]

''کیا میں تمہیں ''اکبر الکبائر'' کے متعلق نہ بتاؤں؟ تین بار آپ نے ایسے ہی فرمایا: اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک بنانا' والدین کی نافرمانی کرنا۔ آپ ٹیک لگائے ہوئے تشریف فرما تھے' پھر آپ سیدھے ہو کر بیٹھ گئے' اور فرمایا: خبردار! جھوٹی بات بھی اور جھوٹی شہادت دینا بھی۔'' آپ مسلسل یہی فرماتے رہے' حتی کہ ہم نے کہا: کاش کہ آپ خاموش ہو جائیں!!''

اللہ تعالیٰ کا فرمان عالی شان ہے:

﴿فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْأَوْثَانِ وَ اجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ ۝ حُنَفَآءَ لِلّٰهِ غَيْرَ مُشْرِكِيْنَ بِهٖ ؕ وَ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ اَوْ تَهْوِيْ بِهٖ﴾ (الحج : ۲۲/ ۳۰'۳۱)

[1] صحيح البخاري ٥/ ٢٦٥٤ ((الفتح)) وصحيح مسلم ١/ ٩١

''پس تمہیں بتوں کی گندگی سے بچتے رہنا چاہیے اور جھوٹی بات سے بھی پرہیز کرنا چاہیے' اللہ کی توحید کو مانتے ہوئے' اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتے ہوئے۔''

ایک اہم نکتہ

صریح حدیث مبارکہ کے ہوتے ہوئے جھوٹی شہادت کو کبائر کی فہرست میں شمار کرنا شک وشبہ سے بالاتر ہے' اور جھوٹی گواہی کا مفہوم یہ ہے کہ ایسی گواہی دے جو ثابت شدہ اور وقوع پذیر نہ ہوئی ہو۔ عز بن عبدالسلام کہتے ہیں: اسے کبیرہ گناہ شمار کرنا ظاہر ہے اگر یہ ''مال خطیر'' میں واقع ہو' لیکن اگر یہی گواہی ''مال قلیل'' میں ہو جیسے کہ گھاس یا کھجور وغیرہ میں تو اسے ''کبیرہ گناہ'' شمار کرنا مشکل ہے۔ البتہ یہ جائز ہے کہ ایسے امور کو بھی ان مفاسد اور خرابیوں سے بچانے اور چھڑانے کے لیے کبائر میں ہی شمار کیا جائے' جس طرح کہ شراب کے ایک قطرے کو پینا بھی کبیرہ گناہ میں ہی شمار کیا جاتا ہے' اگرچہ ایک قطرے سے خرابی اور تباہی ثابت نہیں ہوتی۔ اور یہ بھی جائز ہے کہ اس مال کو ''چوری کے نصاب'' کے ساتھ منضبط کیا جائے (یعنی تین درہم تک۔) انہوں نے یہ بھی کہا ہے: اس طرح یتیم کا مال کھانے کا معاملہ بھی ہے۔ اس میں بھی یہی قول ہے۔

اس میں کچھ فرق نہیں ہے کہ جھوٹی گواہی کو مال کی قلت اور کثرت میں الگ الگ رکھا جائے' بلکہ اس عظیم خرابی اور خطرناک تباہی سے بچانے کے لیے ہے۔ اسے ''کبیرہ گناہ'' ہی شمار کرنا چاہیے۔ اس لیے تو اس کو شرک کے مساوی اور برابر رکھا گیا ہے۔ (سورۃ الحج کی آیت مذکورہ بالا ملاحظہ ہو۔) اور پھر نبی کریم ﷺ نے اس کے بیان کے وقت جس غیظ وغضب کا اظہار فرمایا اور جس انداز سے بار بار اس کا تذکرہ کیا' حالانکہ اس سے بڑے بڑے گناہوں کے بیان کے موقع پر آپ کا یہ انداز نہ تھا جیسے کہ قتل اور زنا وغیرہ ہیں' تو یہ سب باتیں اس کے زیادہ قبیح اور زیادہ برے ہونے پر واضح دلیلیں ہیں' اور پھر اسی لیے سابقہ چند احادیث میں جھوٹی گواہی کو ''اکبر الکبائر'' میں بیان کیا گیا ہے!!!

شیخ عزالدین نے یہ بھی کہا ہے: جب کوئی جھوٹی گواہی کا مرتکب ہوتا ہے تو وہ تین طرح کے گناہ کرتا ہے: نافرمانی کرنے والا گناہ' ظالم کی مدد کرنے والا گناہ' اور مظلوم کا حق اسے نہ دلوانے والا گناہ۔ اور پھر یوں کہا ہے: اگر کسی نے برحق گواہی دی ہے تو اسے اس کی نیت' اس کے جذبہ اطاعت اور مستحق کو اس کا حق دلوانے والے اور ظالم کو ظلم سے بچانے والے عمل کی وجہ

سے ثواب ملے گا' اگرچہ وہ گواہی دینے میں جھوٹا ہی ہو' کہ جس سبب سے اس نے گواہی دینی قبول کی ہے اس سے حق دار کا حق ساقط ہوتا ہو' لیکن اسے اس کا شعور نہ ہو تب بھی اسے اس کی نیت پر ثواب ضرور ملے گا۔ لیکن اسے شہادت دینے پر ثواب نہیں ملے گا' کیونکہ اس کی گواہی فریقین کے مابین نقصان کا باعث بنی ہے۔ انہوں نے مزید یہ بھی کہا ہے: کہ اس کے تاوان میں اور مظلوم سے مال لے کر ظالم کو لوٹانے میں نظر ہے' کیونکہ خطا اور غلطی اور اسباب و تعلقات میں لاعلمی تاوان اور ضمانت کے بارے میں برابر ہیں۔

بلا عذر گواہی کو چھپانا گناہ ہے

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿وَ مَنۡ یَّکۡتُمۡهَا فَاِنَّهٗۤ اٰثِمٌ قَلۡبُهٗ﴾ (البقرہ: ۲/۲۸۳)

''اور جو اسے چھپالے وہ گناہگار دل والا ہے۔''

امام طبرانی رحمہ اللہ نے ایک روایت بیان کی ہے جس کے راوی سے امام بخاریؒ نے بھی روایت لی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

((مَنْ كَتَمَ شَهَادَةً اِذَا دُعِيَ اِلَيْهَا' كَانَ كَمَنْ شَهِدَ بِالزُّوْرِ)) [1]

''جس نے گواہی کو چھپایا جب کہ اسے گواہی دینے کے لیے بلایا جائے تو وہ ایسے ہی ہے جیسے اس نے جھوٹی گواہی دی۔''

تنبیہ ...... اسے علمائے کرام کی صراحت کی وجہ سے کبیرہ گناہ شمار کیا گیا ہے اور جلال البلقینی نے اس کو اس آیت مبارکہ کے ساتھ مقید کیا ہے:

﴿وَ لَا یَاۡبَ الشُّهَدَآءُ اِذَا مَا دُعُوۡا﴾ (البقرة : ۲/۲۸۲)

''اور گواہوں کو چاہیے کہ جب وہ بلائے جائیں تو انکار نہ کریں۔''

یعنی جب اسے گواہی کے لیے بلایا جائے لیکن وہ آنے سے انکار کرے تب کبیرہ گناہ بنے گا' وگرنہ نہیں۔

---

[1] ذکرہ الهیثمی فی المجمع ۴/ ۲۰۰ من حدیث ابی موسی وقال: رواہ الطبرانی فی الکبیر والاوسط وفی سندہ عبداللہ بن صالح وثقه عبدالملک بن شعیب بن اللیث' فقال: ثقة مامون وروی له البخاری فی الصحیح' وضعفه جماعة' فالحدیث حسن۔

البتہ ایسا آدمی جس کے پاس شہادت ہو اور صاحب حق کو اس کا علم نہ ہو یا وہ کسی ایسے معاملے میں گواہی دینے والا ہو جس کی گواہی کی اس کو ضرورت ہی نہیں ہے بلکہ وہ صرف اچھی تدبیر اور حصول ثواب کی نیت سے جائز سمجھتا ہو اور اسے پیش نہ کرے اور نہ ہی صاحب کو اس کی اطلاع کرے تاکہ وہ اسے بلا لے' کیا ایسی صورتوں میں بھی وہ گواہی چھپانے والا قرار دیا جائے گا؟ اس میں نظر ہے۔

ہر طریقے سے حق دار کو اس کا حق دلوانے کی کوشش کرنا زیادہ اہمیت رکھتا ہے اور گواہی چھپانے والے کے دل کا گناہ گار بننا اس امر کی دلیل ہے کہ یہ بھی کبیرہ گناہوں میں سے ایک گناہ ہے۔

بحث: 7

یمین غموس اور یمین کاذبہ

اے میری ایمان والی بہن!

جھوٹی قسم کھانے سے بھی بچ کر رہو' کیونکہ یہ منافق عورتوں کے برے اخلاق میں سے ہے' اور یہی جھوٹی قسمیں بالآخر آہستہ آہستہ ''یمین غموس''[۱] تک پہنچا دیتی ہیں جو ''اکبر الکبائر'' میں سے ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللهِ وَ أَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا أُولَٰئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ وَ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللهُ وَ لَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَ لَا يُزَكِّيهِمْ وَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿۷۷﴾ (آل عمران : ۳/۷۷)

''بے شک جو لوگ اللہ تعالیٰ کے عہد اور اپنی قسموں کو تھوڑی قیمت پر بیچ ڈالتے ہیں ان کے لیے آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ نہ تو ان سے بات چیت کرے گا' نہ ان کی طرف قیامت کے دن دیکھے گا' نہ انہیں پاک کرے گا' اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔''

یہ آیت مبارکہ ان دو آدمیوں کے متعلق نازل ہوئی تھی جو نبی اکرم ﷺ کے پاس زمین کے جھگڑے میں پیش ہوئے تھے۔ جس طرح کہ صحیح احادیث کے حوالے سے عام معروف ہے۔ مدعی علیہ نے قسم اٹھانے کا قصد کر لیا تھا' پھر جب یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی تو پیچھے ہٹ گیا اور اس نے مدعی کے حق کا اقرار کر لیا۔ ﴿يَشْتَرُونَ﴾ کا معنی بدلے میں لیتے ہیں' خریدتے ہیں۔ ﴿بِعَهْدِ اللهِ﴾ سے مراد وہ باتیں ہیں جن کا اللہ تعالیٰ نے ان سے وعدہ لیا ہے۔ ﴿وَ أَيْمَانِهِمْ﴾ سے جھوٹی قسمیں مراد ہیں۔ ﴿ثَمَنًا قَلِيلًا﴾ سے مراد دنیا کا معمولی اور حقیر سامان و متاع ہے جس کے لیے جھوٹی قسمیں کھاتے ہیں۔ ﴿أُولَٰئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ

---

[۱] یمین غموس وہ جھوٹی قسم ہے جو انسان دھوکا اور فریب دینے کے لیے کھائے۔

فِي الْاٰخِرَةِ ﴾ یعنی ان کے لیے آخرت میں نعمتوں اور ثواب میں سے کوئی حصہ نہ ہو گا۔ ﴿ وَ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ ﴾ یعنی ان سے ایسا کلام نہیں فرمائے گا جس سے انہیں خوشی اور مسرت نصیب ہو ﴿ وَ لَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ﴾ یعنی نظر رحمت سے نہیں دیکھے گا۔ ﴿ وَ لَا يُزَكِّيْهِمْ ﴾ یعنی ان کی خیر اور نیکی میں اضافہ نہیں کرے گا اور نہ ہی ان کی تعریف کرے گا۔ ﴿ وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴾ یعنی انتہائی دردناک عذاب ہو گا۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ حَلَفَ عَلَى مَالِ امْرِئٍ مُسْلِمٍ بِغَيْرِ حَقٍّ لَقِيَ اللّٰهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ)) [1]

"جس نے کسی مسلمان کا مال ناحق لینے کے لیے جھوٹی قسم کھائی تو وہ اللہ تعالیٰ کو اس حال میں ملے گا کہ وہ اس پر غضب ناک ہو گا۔"

سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتاب اللہ سے اس کی تائید کرتے ہوئے ہمارے سامنے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی: ﴿اِنَّ اللّٰهَ يَشْتَرُوْنَ.... الخ﴾ (ایضاً) کہتے ہیں: اشعث بن قیس کندی رضی اللہ عنہ داخل ہوئے اور انہوں نے آتے ہی کہا: کہ ابوعبدالرحمٰن تمہیں کیا بیان کر رہے ہیں؟ ہم نے کہا: ایسے ایسے' پھر انہوں نے کہا: ابوعبدالرحمٰن نے سچ کہا۔ میرے اور ایک آدمی کے درمیان کنویں کے معاملے میں جھگڑا تھا۔ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جھگڑا لے کر گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تیرے دو گواہ یا اس کی قسم؟ میں نے عرض کی: یہ تو قسم کھا لے گا' اسے کوئی پروا اور ڈر نہیں ہے؟ تب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا:

((اِنْ حَلَفَ عَلَى يَمِيْنِ صَبْرٍ يَقْتَطِعُ بِهَا مَالَ امْرِئٍ مُسْلِمٍ هُوَ فِيْهَا فَاجِرٌ لَقِيَ اللّٰهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ)) [2]

"جس نے کسی مسلمان کا مال ہتھیانے کے لیے جھوٹی قسم اٹھائی' وہ اللہ تعالیٰ کو اس حال میں ملے گا کہ وہ اس پر غضب ناک ہو گا۔"

اور اس موقع پر یہ آیت مبارکہ اتری تھی: ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ .... الخ﴾

---

[1] صحیح بخاری ۱۱' ح٦٦٧٦ ((الفتح)) وصحیح مسلم ۱/۱۲۳

[2] صحیح بخاری ۱۱' ح٦٦٧٧ وصحیح مسلم ۱/۱۲۲

حضرموت سے ایک آدمی اور قبیلہ کندہ سے ایک آدمی دونوں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرمی نے کہا: یارسول اللہ! میرے باپ کی زمین تھی لیکن یہ آدمی اس زمین پر قابض ہوگیا ہے' کندی نے کہا: یہ میری زمین ہے' میرے زیر کاشت ہے۔ اس زمین میں اس آدمی کا کوئی بھی حق نہیں ہے۔ نبی کریم ﷺ نے دریافت فرمایا: کیا تیرے پاس کوئی ثبوت ہے؟ اس نے کہا: نہیں! تو آپ نے فرمایا: تب تیرے لیے اس کی قسم ہوگی اس نے عرض کی: یارسول اللہ! یہ فاسق و فاجر آدمی ہے۔ اسے قسم کی پروا نہیں ہے کہ کس کام پر قسم اٹھا رہا ہے۔ یہ کسی معاملے میں خوف الٰہی رکھتا ہی نہیں ہے؟ پھر بھی نبی کریم ﷺ نے یہی فرمایا: بھئی تیرے لیے اس کی طرف سے اور کچھ نہیں ہے'' پھر وہ قسم اٹھانے کے لیے بالکل تیار ہوگیا۔ پھر جب وہ قسم کھانے کے لیے پلٹا تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((لَئِنْ حَلَفَ عَلَى مَالِهِ لِيَأْكُلَهُ ظُلْمًا لَيَلْقَيَنَّ اللّٰهَ وَهُوَ عَنْهُ مُعْرِضٌ)) ①

''اگر اس نے اس کا مال زیادتی اور ظلم سے ہضم کرنے کے لیے قسم اٹھائی تو یقیناً یہ اللہ تعالیٰ سے اس حالت میں ملے گا کہ وہ اس سے منہ پھیرنے والا ہوگا۔''

رسول اکرم ﷺ نے اس طرح بھی فرمایا ہے:

((مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ لِيَقْتَطِعَ بِهَا مَالَ امْرِئٍ مُسْلِمٍ هُوَ فِيهَا فَاجِرٌ لَقِيَ اللّٰهَ أَجْذَمَ)) ②

''جس نے کسی مسلمان کا مال حاصل کرنے کے لیے قسم اٹھائی' جب کہ وہ اس میں فاجر ہو' اللہ تعالیٰ کو اس حال میں ملے گا کہ کوڑھی ہوگا۔''

سنن ابن ماجہ میں اس روایت کے آخر میں ''اللہ تعالیٰ اس پر غضب ناک ہوگا'' کے الفاظ ہیں۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((كُنَّا نَعُدُّ الذَّنْبَ الَّذِي لَيْسَ لَهُ كَفَّارَةٌ الْيَمِينَ الْغَمُوسَ' قِيلَ: وَمَا

① صحیح مسلم ۱/۱۲۳' وابوداود ۳' ح ۳۲۴۵

② اخرجه ابن ماجه ۲' ح۲۳۲۳ بلفظ: ((لقی الله وهو علیه غضبان)) من حدیث ابن مسعود وقال الالبانیؒ: صحیح' اخرجه الحاکم ۲۹۵/۴ وقال: حدیث صحیح الاسناد ووافقه الذهبی' من حدیث الاشعث بن قیس

الیَمِینُ الغَمُوسُ؟ قَالَ: الرَّجُلُ یَقْتَطِعُ بِیَمِینِهِ مَالَ الرَّجُلِ)) ①

''ہم ''یمین غموس'' کو جس پر کفارہ بھی نہیں ہوتا' گناہ شمار کیا کرتے تھے۔ پوچھا گیا: ''یمین غموس کیا ہوتی ہے؟'' آپ نے فرمایا: ''جس قسم سے آدمی کسی دوسرے کا مال ہتھیانا چاہتا ہے۔''

سیدنا حارث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دو جمروں کے درمیان حج کے موقع پر خود سنا تھا' آپ ارشاد فرما رہے تھے:

((مَنِ اقْتَطَعَ مَالَ أَخِیهِ بِیَمِینٍ فَاجِرَةٍ فَلْیَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ' لِیُبَلِّغْ شَاهِدُکُمْ غَائِبَکُمْ)) ثَلَاثًا ②

''جس نے جھوٹی قسم کے ساتھ اپنے کسی بھائی کا مال ہتھیانے کی کوشش کی' اسے چاہیے کہ اپنا ٹھکانہ آگ میں بنا لے' اور چاہیے کہ تمہارے حاضر غیر حاضروں تک یہ بات پہنچا دیں۔'' آپ نے تین بار یہ بات ارشاد فرمائی۔

ایک دوسری روایت میں اس طرح آتا ہے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ حَلَفَ عَلَی یَمِینٍ مَصْبُورَةٍ کَاذِبَةٍ فَلْیَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ)) ③

''جس نے دانستہ جھوٹی قسم کھائی' اسے چاہیے کہ اپنا ٹھکانہ آگ میں بنا لے۔''

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح بھی فرمایا ہے:

((مَنِ اقْتَطَعَ مَالَ امْرِیءٍ مُسْلِمٍ بِیَمِینٍ کَاذِبَةٍ کَانَتْ نُکْتَةً سَوْدَاءَ فِی قَلْبِهِ لَا یُغَیِّرُهَا شَیْءٌ إِلَی یَوْمِ الْقِیَامَةِ)) ④

''جس آدمی نے جھوٹی قسم کھا کر کسی مسلمان کا مال حاصل کیا' اس کے دل میں ایک سیاہ نقطہ بن جاتا ہے' جسے قیامت کے دن تک کوئی چیز بھی بدل نہیں سکے گی۔''

نبی برحق صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طریقے سے بھی سمجھایا ہے:

① اخرجه الحاکم ٤/ ٧٤ وقال: هذا حدیث صحیح' ووافقه الذهبی' من حدیث عبدالله بن مسعود۔

② اخرجه الحاکم ٤/ ٢٩٤۔ ٢٩٥' وقال: هذا حدیث صحیح الاسناد ووافقه الذهبی واخرجه احمد ١/ ١٦٠ من حدیث الحارث بن البرصاء۔

③ اخرجه ابوداود ٣' ح٣٢٤٢ والحاکم ٤/ ٢٩٤ وقال الالبانی رحمه الله: صحیح' من حدیث عمران بن حصین۔

④ اخرجه الحاکم ٤/ ٢٩٤ وقال الحاکم: هذا حدیث صحیح الاسناد ووافقه الذهبی۔

((اِنَّ اللّٰهَ جَلَّ ذِكْرُهُ أَذِنَ لِي أَنْ أُحَدِّثَ عَنْ دِيْكٍ قَدْ مَرَقَتْ رِجْلَاهُ الْأَرْضَ وَعُنُقُهُ مُنْثَنٍ تَحْتَ الْعَرْشِ، وَهُوَ يَقُوْلُ: سُبْحَانَكَ مَا أَعْظَمَكَ رَبَّنَا، فَيَرُدُّ عَلَيْهِ: مَا عَلِمَ ذٰلِكَ مَنْ حَلَفَ بِيْ كَاذِبًا)) ①

''بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے اس کی اجازت عنایت فرمائی ہے کہ میں اس مرغ کے بارے میں بیان کروں جس کی دونوں ٹانگیں زمین کے اندر تک گئی ہوئی ہیں اور گردن عرش الٰہی کے نیچے مڑی ہوئی ہے، جو یہ پکار پکار کر کہہ رہا ہے: ''پاک ہے تو، تو کتنا عظیم ہے، اے ہمارے رب!'' اللہ تعالیٰ اسے یہ جواب دیتا ہے: ''اس نے میری شان کو نہیں جانا اور نہیں پہچانا، جس نے میرا نام لے کر جھوٹی قسم کھائی۔''

رسول اکرم ﷺ نے یوں بھی فرمایا ہے:

((مَنِ اقْتَطَعَ حَقَّ امْرِئٍ مُسْلِمٍ بِيَمِيْنِهِ فَقَدْ أَوْجَبَ اللّٰهُ لَهُ النَّارَ، وَحَرَّمَ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ)) قَالُوْا: وَإِنْ كَانَ شَيْئًا يَسِيْرًا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((وَإِنْ كَانَ قَضِيْبًا مِنْ أَرَاكٍ)) ②

''جس کسی نے دوسرے مسلمان کا حق اپنی قسم سے حاصل کر لیا، اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے آگ کو واجب کر دیا اور اس پر جنت کو حرام قرار دے دیا۔'' صحابہ کرام نے عرض کی: ''یارسول اللہ! اگر چہ وہ چیز معمولی سی ہی کیوں نہ ہو؟'' تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر چہ وہ پیلو کے درخت کی ایک ٹہنی ہی کیوں نہ ہو۔''

اہم فوائد

یہ کبیرہ گناہوں میں سے ہے، ان احادیث میں اس امر کی صراحت ہے۔ البتہ کچھ احادیث میں ''کبیرہ'' کی اور کچھ احادیث میں ''اکبر الکبائر'' کی وضاحت ہے، اس وعید شدید بلکہ سخت ترین وعید کی وجہ سے۔ البتہ اگر کوئی آدمی اللہ تعالیٰ کی قسم جھوٹا ہوتے ہوئے کھائے تو یہ بھی کبیرہ گناہ ہے، کیونکہ اس میں بھی عظیم دھمکی اور سخت وعید موجود ہے۔

① اخرجه الحاكم ٤/٢٩٧ وقال: هذا حديث صحيح الاسناد ووافقه الذهبي، وذكره الهيثمي في المجمع ٤/١٨٠ وقال: رواه الطبراني في الاوسط ورجاله رجال الصحيح، وذكره الالبانيؒ في السلسلة الصحيحة ١٥٠۔

② اخرجه مسلم ١/١٢٢ واحمد ٥/٢٦٠ والنسائي ٨/٢٩٦ وابن ماجه ٢/ح٢٣٢٤ ومالك في الموطا ٢/٤٧ من حديث ابي امامة۔

سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

((ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ)) قَالَ: فَقَرَأَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَقُلْتُ: خَابُوا وَخَسِرُوا مَنْ هُمْ؟ قَالَ: ((اَلْمُسْبِلُ۔ أَيْ إِزَارَهُ خُيَلَاءَ۔ وَالْمَنَّانُ، وَالْمُنْفِقُ سِلْعَتَهُ بِالْحَلِفِ الْكَاذِبِ)) ①

''تین آدمی ایسے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ کلام نہیں فرمائے گا' نہ ان کی طرف نظر رحمت سے دیکھے گا' نہ ان کا تزکیہ کرے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہو گا۔'' صحابی کہتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کو تین مرتبہ دہرایا' میں نے عرض کی: نامراد ہوں اور خسارہ پائیں' وہ کون لوگ ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''تکبر سے اپنی چادر (شلوار' پینٹ وغیرہ) کو ٹخنوں سے نیچے لٹکانے والا' احسان جتلانے والا اور جھوٹی قسم کھا کر اپنے سامان کو بیچنے والا۔''

یہ حدیث پاک اس امر میں واضح اور صریح ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نام کی جھوٹی قسم کھانا کبیرہ گناہ ہے' اگرچہ وہ ''یمین غموس'' نہ ہی بنے' اس تفسیر کے مطابق جو علمائے کرام نے بیان کی ہے۔ شاید ایسا بھی ہو کہ کوئی دعویٰ کر دے کہ جھوٹی قسم کے ساتھ مال فروخت کرنا بھی مسلمان کے مال کو حاصل کرنا ہے اور یہ جھوٹی قسم کے سبب خریدار سے مال کی قیمت وصول کرنا مراد ہے۔ اگر یہ ایسے نہ ہو تو وہ اس خریدار کو اپنا مال کیوں بیچ رہا ہے' گویا کہ وہ اس قسم کی وجہ سے اس کا حق کھا رہا ہے۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح بھی فرمایا ہے:

((ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ: رَجُلٌ عَلَى فَضْلِ مَاءٍ يَمْنَعُهُ ابْنَ السَّبِيلِ، وَرَجُلٌ بَايَعَ رَجُلًا سِلْعَةً بَعْدَ الْعَصْرِ فَحَلَفَ بِاللّٰهِ لَقَدْ أَخَذَهَا بِكَذَا وَكَذَا، فَصَدَّقَهُ وَهُوَ عَلَى غَيْرِ ذٰلِكَ، وَرَجُلٌ بَايَعَ إِمَامًا لَا يُبَايِعُهُ إِلَّا لِدُنْيَا، فَإِنْ أَعْطَاهُ مِنْهَا وَفَى لَهُ، وَإِنْ لَمْ يُعْطِهِ لَمْ يَفِ لَهُ)) ②

---

① صحیح مسلم ۱/ ۱۰۲

② صحیح البخاری ۵' ح ۲۳۵۸ ((الفتح)) وصحیح مسلم ۱/ ۱۰۳

''تین آدمی ایسے ہوں گے جن سے اللہ تعالیٰ بات چیت نہیں فرمائے گا' نہ ان کا تزکیہ فرمائے گا' اور ان کے لیے عذاب الیم ہو گا: وہ آدمی جو زائد پانی بھی مسافروں کو نہیں دیتا۔ ایک وہ آدمی جو کسی دوسرے آدمی کو نماز عصر کے بعد سامان تجارت فروخت کرتا ہے اس کے سامنے اللہ تعالیٰ کی قسم کھاتا ہے کہ اس نے اتنی اتنی قیمت میں یہ مال خود خریدا ہے' وہ خریدار اس کو سچا مانتے ہوئے اس پر یقین کر لیتا ہے جب کہ وہ سچا نہیں ہوتا۔ ایک وہ آدمی جو امام وقت کی بیعت صرف حصول دنیا کے لیے کرتا ہے' اگر وہ امام اسے کچھ عطا کر دیتا ہے تو اس کا وفادار رہتا ہے' اور اگر امام اسے کچھ نہیں دیتا تو اس سے وفاداری نہیں کرتا۔''

''نماز عصر'' کے بعد کی قید اس لیے لگائی ہے کہ اس وقت میں جھوٹی قسم کھانا اور بھی زیادہ برا ہے' اس لیے نہیں کہ بس اسی بنا پر ہی اسے سخت ترین سزا دی جائے گی۔

ان احادیث مبارکہ سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ ''یمین غموس'' سے مراد ایسی قسم ہے جو قسم کھانے والا جانتے بوجھتے اور دانستہ کھا رہا ہو' جب کہ وہ اچھی طرح جانتا بھی ہو کہ حقیقت اور صداقت اس کے برعکس ہے' تاکہ اس قسم کی وجہ سے جھوٹ کو سچ کر دکھائے یا کسی سچ کو جھوٹ بنا دے۔ اس کے ساتھ کسی بے گناہ کا مال ہضم کرنا چاہتا ہے' اگرچہ وہ کوئی غیر مسلم ہی کیوں نہ ہو' جیسا کہ ان احادیث سے ظاہر ہے۔ اور جس کسی نے صرف مسلمان کا اعتبار کیا ہے' اس نے غالب کا لحاظ رکھا ہے۔

ایسی قسم کو ''غموس'' اس لیے کہا جاتا ہے کہ ایسی قسم کھانے والے کو دنیا میں گناہ اور روز قیامت آگ میں ڈبوئے گی۔ اسی طرح ایسی قسم کو الصابرۃ' الصبر اور المصبورہ کے الفاظ سے بھی گزشتہ احادیث میں بیان کیا گیا ہے۔ کیونکہ یہ قسم کھانے والے کو حکم کے اعتبار سے چھٹ جانے والے ہیں۔ قسم کھانے والا اپنے آپ کو اس قسم کی وجہ سے باز رکھتا ہے' اور ''صبر'' کا اصل معنی روکنا اور باز رکھنا ہے۔ عرب لوگ اسے اس طرح استعمال کرتے ہیں: قتل فلان صبرا کہ فلاں کو روک کر' باندھ کر زبردستی قتل کیا گیا۔

❀❀❀❀

بحث: 8

مردار، خون اور خنزیر کا گوشت

اے میری اخت ایمان!

اللہ تعالیٰ نے اپنے ایماندار بندوں کو یہ اعزاز بخشا ہے کہ اس نے ان کے لیے پاکیزہ اشیا کو حلال اور ناپاک چیزوں کو ان پر حرام رکھا ہے۔ لہٰذا ان حرام کردہ چیزوں سے بچتی رہو، کیونکہ یہ سب چیزیں ایماندار لوگوں کی شان اور رتبے کے منافی ہیں!!

اللہ تعالیٰ نے واضح فرمایا ہے:

﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيرِ وَمَآ أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيحَةُ وَمَآ أَكَلَ السَّبُعُ إِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَأَنْ تَسْتَقْسِمُوا بِالْأَزْلَامِ ذَٰلِكُمْ فِسْقٌ﴾ (المائدہ: ۳/۵)

''تم پر حرام کیا گیا مردار اور خون اور خنزیر کا گوشت اور جو اللہ تعالیٰ کے سوا دوسرے کے نام پر مشہور کیا گیا ہو اور جو گلا گھٹنے سے مرا ہو اور جو کسی ضرب سے مر گیا ہو اور جو اونچی جگہ سے گر کر مرا ہو اور جو کسی ٹکر سے مرا ہو اور جسے درندوں نے پھاڑ کھایا لیکن اسے تم ذبح کر ڈالو تو حرام نہیں اور جو آستانوں پر ذبح کیا گیا ہو اور یہ بھی کہ قرعہ کے تیروں کے ذریعے فال گیری کرو۔ یہ سب بدترین گناہ ہیں۔''

اللہ جل جلالہ نے یوں بھی فرمایا ہے:

﴿قُل لَّآ أَجِدُ فِي مَآ أُوحِيَ إِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلَىٰ طَاعِمٍ يَطْعَمُهُ إِلَّآ أَن يَكُونَ مَيْتَةً أَوْ دَمًا مَّسْفُوحًا أَوْ لَحْمَ خِنزِيرٍ فَإِنَّهُ رِجْسٌ﴾ (الانعام: ۱۴۵/۶)

''آپ کہہ دیجیے کہ جو احکام بذریعہ وحی میرے پاس آئے ہیں ان میں تو میں کوئی حرام نہیں پاتا، کسی کھانے والے کے لیے جو اس کو کھائے، مگر یہ کہ وہ مردار ہو یا بہتا ہوا خون ہو یا خنزیر کا گوشت ہو، کیوں کہ وہ بالکل ناپاک ہے۔''

مفسرین کہتے ہیں: اللہ تبارک وتعالیٰ نے پہلی آیت مبارکہ (یعنی سورۃ المائدہ کی آیت نمبر:۳) میں گیارہ اقسام کی چیزوں کا مباح ہونا استثنا کے انداز میں بیان کیا ہے۔ مردار اور اس کا حرام ہونا عقلوں کے بالکل موافق اور مطابق ہے۔ کیونکہ خون ایک نہایت ہی لطیف جوہر ہے۔ جب کوئی حیوان طبعی موت مر جاتا ہے تو اس کی رگوں میں خون رک جاتا ہے' پھر بدبودار بن جاتا ہے اور خراب ہو جاتا ہے' پھر ایسے گوشت کے کھانے سے وہ نقصانات ہو سکتے تھے جو مناسب نہ تھے۔ پھر اس مردار سے دو مردار ''مچھلی اور ٹڈی'' صحیح احادیث کی رو سے مستثنیٰ قرار دیے گئے ہیں۔ اسی طرح صحیح حدیث پاک میں یہ آتا ہے کہ:

((زَكَاةُ الْجَنِينِ زَكَاةُ أُمِّهِ)) [1]

''جنین (یعنی شکم میں موجود بچے) کی ماں کو ذبح کرنا بچے کو ذبح کرنا ہے۔''

''الدم'' خون سے مراد وہ خون ہے جو رگوں اور گوشت سے مستثنیٰ اور الگ ہو۔ کیونکہ دوسری آیت مبارکہ (یعنی سورۃ الانعام کی آیت نمبر:۱۴۵) میں ''بہنے والے خون'' سے اسے خاص اور مقید کر دیا گیا ہے اور اس آیت میں اسے مطلق بیان کیا گیا ہے۔ اس خون سے ''جگر اور تلی'' بھی صحیح حدیث مبارکہ کی رو سے مستثنیٰ قرار دیے گئے ہیں۔ دوسرے اعتبار سے دیکھا جائے تو وہ دونوں چونکہ ''بہنے والے خون'' میں شامل ہی نہیں ہیں اس لیے استثنا ہی نہیں۔

خنزیر اور اس کی حرمت اور اس کی پلیدی' علمائے کرام فرماتے ہیں کہ کھائی ہوئی غذا کھانے والے کے بدن میں پہنچ کر لازمی طور پر ایک ''جوہر'' میں تبدیل ہو جاتی ہے' اور پھر اس غذا سے حاصل ہونے والے جوہر کی وجہ سے اس غذا کو استعمال کرنے والے میں وہی صفات اور اخلاق پیدا ہو جاتے ہیں' اور خنزیر انتہائی گندے اور مذموم کردار پر پیدا کیا گیا ہے۔ ان میں سے گندی حرص' منہیات کا شدت کے ساتھ چاہنے والا' عزت کے فقدان وغیرہ جیسی خامیوں اور نقائص کی وجہ سے انسان پر اس کا کھانا حرام رکھا گیا ہے' تاکہ اس کی گندی حالتیں اور کیفیتیں انسان بھی اختیار نہ کر لے۔

یہی وجہ ہے کہ جب سے عیسائیوں خصوصاً انگریزوں نے اس کے کھانے پر ہمیشگی اختیار کر لی ہے انہیں حد سے بڑھا ہوا لالچ' منہیات کی شدید رغبت اور غیرت کے بالکل نہ ہونے والی

---

[1] اخرجه احمد ۳/۳۹' وابوداود ۳/۲۸۲۸' وابن ماجه ۲/۳۱۹۹ من حديث ابي سعيد' وقال الالبانیؒ: صحیح۔

عادات اور صفات نے گھیر لیا ہے۔ یہ خنزیر ایسا حیوان ہے جو اپنی مادہ پر کسی دوسرے نر کو جفتی کرنے کے لیے چڑھتا ہوا دیکھ کر آڑے نہیں آتا صرف اپنی غیرت کے فقدان کی وجہ سے۔ بخلاف بکریوں اور اس طرح کے دوسرے جانوروں کے' کیونکہ یہ سب حیوانات ایسے مذموم اور گندے اخلاق و صفات سے مبرا اور پاک ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے گوشت کھانے سے انسان میں اس کی عزت اور دیگر حالتوں کے اعتبار سے کوئی خارجی تبدیلی رونما نہیں ہوتی۔ آیت مبارکہ میں ''لحم خنزیر'' (خنزیر کا گوشت) صرف اس لیے حرام کیا گیا ہے کیونکہ وہ مقصود بالذات ہے۔ ویسے تو خنزیر پورے کا پورا ہی اور اس کے تمام اعضا ہی حرام ہیں۔

((وما اهل لغير الله به)) سے مراد جو کسی صنم اور بت کے نام پر ذبح کیا جائے۔ ''اہلال'' کا معنی آواز کو بلند کرنا ہوتا ہے اور وہ مشرک ذبح کے وقت اس طرح کہا کرتے تھے: ''لات اور عزیٰ کے نام پر'' تو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر ''وما اهل لغير الله به'' کہہ کر یہ حرام کر دیا کہ جو بھی بتوں اور طواغیت کے لیے ذبح کیا جائے وہ بھی حرام ہے۔

علمائے کرام نے کہا ہے: اگر کوئی مسلمان اللہ تعالیٰ کے سوا کسی غیر کے لیے ذبح کرے اور اس کے ذبح کرنے سے اس غیر کا تقرب حاصل کرنا مقصود ہو تو ایسا مسلمان مرتد ہو جاتا ہے۔ اس کا ذبیحہ ایک مرتد کا ذبیحہ ہے اس کا کھانا بھی جائز نہیں ہے۔ [1]

اسی طرح ہر اس چیز کا کھانا بھی حرام ہے جسے اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی کتاب میں یا اس کے رسول مقبول ﷺ نے اپنی سنت مبارکہ میں حرام قرار دیا ہوا ہے۔

---

[1] مسئلہ ہذا کی مزید توضیح کے لیے ملاحظہ فرمائیں تفسیر احسن البیان سورۃ البقرۃ آیت: ۱۷۳ اور ضمیمہ نمبر ۱' بعنوان قبر پرستوں کے دلائل اور ان کا جائزہ۔

بحث: 9

آگ سے سزا دینا

اے میری ایمانی بہن!

یقیناً حشرات الارض کو آگ سے جلانا اسلام میں حرام ہے۔ ان سے چھٹکارا پانے کے لیے جائز ذریعہ انہیں آگ کے بغیر کسی طریقے سے قتل کرنا ہے۔ اسی کے تحت یہ بھی ثابت ہوا کہ بچوں کو آگ سے سزا دینا بھی حرام ہے' اگرچہ معمولی سی آگ ہی کیوں نہ ہو۔ یقیناً یہ کام انتہائی درجہ کا حرام کام ہے۔ جس طرح کہ بعض مائیں اپنے چھوٹے بچوں کے ساتھ ایسا کرتی ہیں' جب وہ کپڑوں میں (بستروں میں) پیشاب کر دیتے ہیں۔ صحیحین میں یہ بات ثابت شدہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

((اِنِّی کُنْتُ أَمَرْتُکُمْ أَنْ تُحَرِّقُوا فُلَانًا وَفُلَانًا بِالنَّارِ، وَاِنَّ النَّارَ لَا یُعَذِّبُ بِهَا اِلاَّ اللّٰهُ، فَاِنْ وَجَدْتُمُوهُمَا فَاقْتُلُوهُمَا)) ①

''بے شک میں نے تمہیں فلاں فلاں شخص کو آگ سے جلا دینے کا حکم دیا تھا' مگر اب یاد رکھو کہ آگ سے صرف اللہ تعالیٰ ہی عذاب دے سکتا ہے۔ اگر تمہیں وہ مل جائیں ② تو انہیں قتل کر دینا۔''

ایک خاص نکتہ

یہ عمل مطلق طور پر کبیرہ گناہ ہے۔ چاہے وہ حیوان ماکول اللحم ہو یعنی جس کا گوشت کھایا جاتا ہے' یا کوئی دوسرا ہو' چھوٹا ہو یا بڑا۔

پانچ فاسق جانوروں ③ کو جب کبھی راستے میں دیکھ لیا جائے تو ان کے نقصان اور ضرر کو ختم کرنے کے لیے آگ سے جلانا منع نہیں ہے' جب کہ ان کے علاوہ آدمی اور کوئی حیوان' اگرچہ وہ غیر ماکول اللحم ہی ہو' ان کو آگ سے سزا دینا یقیناً گناہ کبیرہ ہی بنے گا' صحیح مسلم میں

---

① صحيح البخاري برقم ٢٩٥٤

② ہبار بن اسود اور نافع بن عبد عمر (بقول علامہ وحید الزماں رحمہ اللہ مترجم بخاری)

③ چیل' کوا' بچھو' چوہیا اور باؤلا کتا مراد ہیں۔ (مترجم)

موجود سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے واقعہ کی روشنی میں' جب ان کا گزر ایسی جماعت کے پاس سے ہوا تھا جو مرغی کو گاڑ کر پتھر مار رہے تھے۔ جب آپ کی نظر پڑی تو سب بھاگ اٹھے تو آپؓ نے دریافت کیا: ایسا کس نے کیا ہے؟ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کرنے والے شخص پر لعنت فرمائی ہے۔ آگ سے عذاب کرنا کسی چیز کو نشانہ بازی سے مارنے کے مترادف ہے یا اس سے بھی بڑھ کر سخت گناہ ہے۔ امام مسلم رحمہ اللہ نے روایت کی ہے:

((اِنَّ اللّٰهَ يُعَذِّبُ الَّذِيْنَ يُعَذِّبُوْنَ فِي الدُّنْيَا)) [1]

"بے جو لوگ دنیا میں دوسروں کو عذاب دیتے ہیں' اللہ تعالیٰ انہیں عذاب دے گا۔"

کچھ حیوان وہ ہیں جو نقصان پہنچاتے ہیں اور فائدہ بالکل نہیں پہچانتے' جیسے کہ سانپ' چوہیا' چیل' باؤلا کتا' کوا جو زاغ نہ ہو' بھیڑیا' شیر' چیتا' سب درندے' ریچھ' عقاب' پسو' چھوٹی چیونٹی' چھپکلی' کھٹمل اور بھڑ' یہ سب اور ان جیسے' ان سب کو قتل کرنا اگرچہ کوئی محرم حرم میں ہی کیوں نہ ہو' جائز ہے۔ البتہ جن کا فائدہ اور نقصان دونوں ہیں' جیسے کہ تیندوا' شکرا اور باز' ان جانوروں کے فائدہ مند ہونے کے پیش نظر انہیں قتل کرنا جائز نہیں اور ان کے نقصانات اور مضرات کی وجہ سے قتل کرنا مکروہ بھی نہیں ہے۔

[1] صحیح مسلم برقم ۲۶۱۳

بحث: 10

شراب اور دیگر منشیات

اے میری مسلمان بہن!

اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہم سب مسلمانوں پر تمام گندی چیزیں حرام کر دی ہیں۔ یقیناً شراب اور باقی سب منشیات ناپاک اور گندی چیزیں ہیں۔ ان کے نقصانات انسانی وجود اور معاشرے پر نہایت ہی خطرناک ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَ الْمَيْسِرِ ؕ قُلْ فِيْهِمَاۤ اِثْمٌ كَبِيْرٌ وَّ مَنَافِعُ لِلنَّاسِ ۫ وَ اِثْمُهُمَاۤ اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا﴾ (البقرة : ۲/۲۱۹)

''لوگ آپ سے شراب اور جوئے کا مسئلہ پوچھتے ہیں۔ آپ کہہ دیجیے: ان دونوں میں بہت بڑا گناہ ہے' اور لوگوں کو اس دنیوی فائدہ بھی ہوتا ہے' لیکن ان کا گناہ ان کے نفع سے بہت زیادہ ہے۔''

یعنی لوگ ان دونوں چیزوں کا آپ سے حکم دریافت کرتے ہیں۔ شراب جو انگوروں سے نچوڑی ہوئی ہو جب جوش مارنے لگے اور جھاگ چھوڑنے لگے' وہ مراد ہے۔ اسے عربی زبان میں ''الخمر'' اس لیے کہتے ہیں کہ یہ عقل کو ڈھانپ لیتی ہے۔ خمر کا معنی ہوتا ہے ڈھانپ لینا' پردہ ڈالنا۔ اس سے ہی عورت کے دوپٹہ کو ''خمار'' کہتے ہیں' کیونکہ وہ عورت کے چہرے کو ڈھانپ لیتا ہے۔

اور ''الخامر'' اس شخص کو کہتے ہیں جو شہادت کو چھپانے والا ہو۔ اور یہ بھی معنی کیا گیا ہے کہ یہ عقل کو بگاڑتی اور خراب کر دیتی ہے۔ اسی سے یہ معنی بھی لیا جاتا ہے ((خامرة داو)) کہ اسے بیماری لگ گئی ہے' یعنی اس کی صحت خراب ہوگئی ہے۔

رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

((اِنَّ مِنَ الْعِنَبِ خَمْرًا' وَاِنَّ مِنَ التَّمْرِ خَمْرًا' وَاِنَّ مِنَ الْعَسَلِ خَمْرًا)) [1]

---

[1] اخرجه ابوداود ۳' ح ۳٦٧٦ من حديث النعمان بن بشير' وقال الالبانیؒ: صحيح۔

''بے شک انگوروں سے بھی شراب ہوتی ہے' اور کھجوروں سے بھی شراب ہوتی ہے'
اور شہد سے بھی شراب ہوتی ہے۔''

امام خطابی رحمہ اللہ نے کہا ہے: ان چیزوں سے شراب کو تخصیص کے ساتھ بیان کرنا صرف اس لیے ہے کہ اس زمانے میں ان چیزوں سے عموماً تیار کی جاتی تھی' وگرنہ جس چیز سے بھی شراب تیار کی جائے وہ اس معنی میں ہی ہو گی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

((كُلُّ مُسْكِرٍ خَمْرٌ وَكُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ)) ①

''ہر نشہ آور چیز شراب ہے اور ہر نشہ آور حرام ہے۔''

صحیحین میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ''النحل' یعنی شہد کی نبیذ کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا:

((كُلُّ شَرَابٍ أَسْكَرَ فَهُوَ حَرَامٌ)) ②

''ہر مشروب جو نشہ پیدا کرے وہ حرام ہے۔''

نبی برحق صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

((مَا أَسْكَرَ كَثِيرُهُ فَقَلِيلُهُ حَرَامٌ)) ③

''جس چیز کا زیادہ حصہ نشہ آور ہو اس کا تھوڑا سا حصہ بھی حرام ہے۔''

ایک اور حدیث میں ہے:

((مَا أَسْكَرَ الْفَرَقُ۔ أَيْ بِفَتْحِ الرَّاءِ: كَيْلٌ يَسَعُ سِتَّةَ عَشَرَ رِطْلًا۔ مِنْهُ فَمِلْءُ الْكَفِّ مِنْهُ حَرَامٌ)) ④

''جس چیز کا ایک ''فرق'' (عربوں کے ایک پیمانے کا نام ہے جو تقریباً سولہ رطل کا

---

① صحيح البخارى ٥٥٨٦/٣ ((الفتح)) وصحيح مسلم ١٥٨٨/٣ وابوداود ٣' ح٣٦٧٩ من حديث ابن عمر۔

② صحيح البخارى ١٠' ح٥٥٨٦ ((الفتح)) وصحيح مسلم ١٥٨٥/٣ من حديث عائشة

③ اخرجه ابوداود ٣' ح٣٦٨١ والترمذى ٤' ح١٨٦٥ وابن ماجه ٢' ح٣٣٩٣ من حديث جابر بن عبدالله' وقال: حسن صحيح

④ اخرجه احمد ١٣١/٦ وابوداود ٣' ح٣٦٨٧ والترمذى ٤' ح١٨٦٦ من حديث عائشة وقال الالبانىؒ: صحيح۔

ہوتا تھا) نشہ پیدا کرے اس چیز سے ایک مٹھی بھی حرام ہے۔''

امام خطابی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''سستی پیدا کرنے والا' اعضا میں فتور اور سستی لانے والا ہر مشروب بھی شراب کے حکم میں ہے۔ انہوں نے سابقہ اشتقاق اور اللہ تعالیٰ کے اس فرمان گرامی سے استدلال کرتے ہوئے یہ بات کہی ہے:

﴿اِنَّمَا یُرِیْدُ الشَّیْطٰنُ اَنْ یُّوْقِعَ بَیْنَکُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ فِی الْخَمْرِ وَالْمَیْسِرِ وَیَصُدَّکُمْ عَنْ ذِکْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ﴾ (المائدہ : ۵/۹۱)

''شیطان تو یوں چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے ذریعہ سے تمہارے آپس میں عداوت اور بغض واقع کرا دے اور اللہ تعالیٰ کی یاد سے اور نماز سے تم کو باز رکھے۔''

یہ علت تو تمام طرح کے نبیذوں میں پائی جاتی ہے' کیونکہ ان سب میں اس سستی کا غالب گمان موجود ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ''فیھا'' یعنی ان دونوں کے استعمال کرنے میں ''اثم کبیر'' گناہ کی کبیر کے ساتھ صفت بیان کی گئی ہے' جو کہ گناہ کبیرہ اور عظیم ہونے میں مبالغہ کو بیان کر رہا ہے۔ اس طرح کا اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

﴿اِنَّهٗ کَانَ حُوْبًا کَبِیْرًا ۝﴾ (النساء : ٤/٢)

''بے شک یہ بہت بڑا گناہ ہے۔''

اسی طرح یہ فرمان گرامی بھی ہے:

﴿اِنْ تَجْتَنِبُوْا کَبَآئِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ﴾ (النساء : ٤/٣١)

''اگر تم ان بڑے گناہوں سے بچتے رہو گے جن سے تم کو منع کیا جاتا ہے''

شراب نوشی اور قمار بازی دونوں ہی کبیرہ گناہوں میں سے ہیں' اس لیے دونوں کے گناہ کو ''اثم کبیر'' کے الفاظ سے بیان کرنا ہی مناسب تھا۔

اللہ تعالیٰ کا ''اثم کبیر'' نام رکھنا ہی شراب نوشی کے حرام ہونے کی دلیل ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تو صرف ''اثم'' کو بھی حرام قرار دیا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

﴿قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّیَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْاِثْمَ﴾

(الاعراف : ۷/۳۳)

''آپ فرمائیے کہ البتہ میرے رب نے صرف حرام کیا ہے ان تمام فحش باتوں کو

جو اعلانیہ ہیں اور جو پوشیدہ ہیں اور ہر گناہ کی بات کو۔''

تو ہر گناہ پر عذاب کا سبب بنے گا اور یہ دونوں کام صرف ''حرام شدہ'' کام پر ہی ہو سکتے ہیں۔ مزید برآں اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا ہے:

﴿وَإِثْمُهُمَآ أَكْبَرُ مِن نَّفْعِهِمَا﴾ (البقرة : ۲/۲۱۹)

''لیکن ان کا گناہ ان کے نفع سے بہت زیادہ ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے ان کے گناہ کو زیادہ بتایا ہے اور یہی چیز اس کی حرمت کو واجب قرار دے رہی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

((اِنَّ اللّٰهَ لَنْ يَجْعَلَ شِفَاءَ أُمَّتِي فِيمَا حَرَّمَ عَلَيْهِمْ)) [1]

''یقیناً اللہ تعالیٰ نے میری امت کی شفا ان چیزوں میں ہرگز اور قطعاً نہیں رکھی جنہیں اس نے ان پر حرام کر رکھا ہے۔''

شراب نوشی کے ایک بڑے نقصان میں سے عقل کا جاتے رہنا ہے جو انسانی کمالات و صفات میں سب سے اشرف اور افضل کمال ہے۔ تو جب شراب ایسی صفات اور کمالات کی دشمنی ٹھہری تو لازماً اسے ذلیل اور گھٹیا امور میں سے ہی ہونا چاہیے تھا۔ کیونکہ ''عقل'' کو عقل اس لیے کہا جاتا ہے کیونکہ وہ روک دیتی ہے۔ یعنی اپنے صاحب کو برائیوں سے روکتی ہے جن کی طرف وہ طبعاً مائل ہوتا ہے۔ جب وہ شراب پی لیتا ہے تو اس کی عقل جس نے اسے برائیوں سے روکنا تھا وہ ختم ہو جاتی ہے' اس لیے وہ برائیوں سے مانوس ہو جاتا ہے۔ پھر وہ ان برائیوں کو طبعاً کرنے لگتا ہے' زیادہ سے زیادہ ان برائیوں کا ارتکاب کرتا ہے ہاں برائیوں سے بچنے کی ایک ہی صورت ہے کہ اس کی عقل واپس پلٹ آئے' اور وہ تبھی ممکن ہے کہ شراب سے اجتناب کرے۔

ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ وہ ایک شراب کے نشے میں دھت آدمی کے پاس سے گزرے جو اپنے ہاتھوں میں بول کر رہا تھا اور اس سے اپنے ہاتھوں کو یوں دھو رہا تھا جیسے وضو کرنے والا دھوتا ہے اور ساتھ ساتھ یہ کہتا جا رہا تھا: ''تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے اسلام کو نور اور پانی کو طہور بنا دیا ہے۔''

---

[1] ذکرہ الهیثمی فی المجمع ۸٦/٥ وقال' رواہ ابو یعلی والبزار ورجال ابی یعلی رجال الصحیح خلا حسان عن مخارق' وقد وثقه ابن حبان' من حدیث ام سلمة۔

عباس بن مرداس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ زمانہ جاہلیت میں ان سے کہا گیا: تو شراب کیوں نہیں پیتا؟ حالانکہ یہ تو تیری حرارت کو اور چستی کو بڑھائے گی انہوں نے جواب دیا: میں اپنی جہالت کو اپنے ہاتھوں میں پکڑنے والا نہیں ہوں کہ پھر اسے میں اپنے پیٹ میں داخل کر لوں' اور نہ میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ میں علی الصبح تو اپنی قوم کا سردار ہوں اور پچھلے پہر میں ان میں سے بے وقوف بن جاؤں!

ان نقصانات میں سے یہ بھی ہے کہ یہ ذکر الٰہی اور نماز کی ادائیگی سے روکتی ہے اور یہ عداوت اور باہمی بغض پیدا کرتی ہے۔ جس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ المائدہ میں ان باتوں کا تذکرہ کیا ہے۔ اس کا ایک نقصان یہ بھی ہے کہ یہ ایسی نافرمانی اور معصیت ہے جس کے خواص میں سے یہ بات ہے کہ جب کوئی انسان اس سے مالوف اور مانوس ہو جاتا ہے تو اس کی جانب اس کا میلان مزید بڑھتا جاتا ہے' حتیٰ کہ اس کا چھوڑنا اس کے لیے ناممکن اور محال بن جاتا ہے' بخلاف دوسری نافرمانیوں اور معصیات کے۔ اس کا ایک نقصان یہ بھی ہے کہ باقی گناہوں کی بہ نسبت اس کا رسیا اس سے اکتاتا بھی نہیں ہے۔ کیا آپ نے کبھی غور نہیں کیا کہ زانی زنا سے اکتا جاتا ہے جیسے جیسے وہ زنا زیادہ کرتا ہے اس کی کمزوری اور اکتاہٹ ویسے ویسے بڑھتی جاتی ہے۔ اس کے برعکس شراب نوش جوں جوں شراب نوشی میں آگے بڑھتا ہے' اس کا نشاط مزید بڑھتا جاتا ہے' بدنی لذت اسے مکمل طور پر غرق کر لیتی ہے' نتیجتاً وہ آخرت کی یاد سے بالکل غافل ہو جاتا ہے' حتیٰ کہ اسے نسیاً منسیاً بنا کر پس پشت ڈال دیتا ہے۔ تو ایسا شراب کا رسیا ان لوگوں میں سے ہو جاتا ہے جو اللہ تعالیٰ کو بھول جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ انہیں فراموش کر دیتا ہے' اور ایسے ہی لوگ نافرمان اور فاسق بنتے ہیں۔

خلاصہ کلام یہ ہوا کہ جب عقل جاتی رہی تو اس میں سب برائیاں اور خباثتیں اکٹھی ہو گئیں۔ اسی لیے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں فرمایا ہے:

((اِجْتَنِبُوا الْخَمْرَ فَإِنَّهَا أُمُّ الْخَبَائِثِ)) [1]

''شراب سے بچ کر رہو' کیونکہ یہ تمام برائیوں کی ماں ہے۔''

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

---

[1] اخرجه الدارقطنی ٤/٢٤٧ وذکره الالبانیؒ فی صحیح الجامع ٣٣٤٤ من حدیث ابن عمرو' وقال: حسن

((لَا یَزْنِی الزَّانِی حِیْنَ یَزْنِی وَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَلَا یَسْرِقُ السَّارِقُ حِیْنَ یَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَلَا یَشْرَبُ الْخَمْرَ حِیْنَ یَشْرَبُهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ)) ①

''نہیں زنا کرتا زانی جس وقت وہ زنا کرتا ہے اور وہ مومن بھی ہو' اور نہیں چوری کرتا کوئی چور جس وقت وہ چوری کرتا ہے اور وہ مومن بھی ہو' اور نہیں شراب پیتا کوئی بھی جس وقت وہ شراب پیتا ہے اور وہ مومن بھی ہو۔''

نسائی کی روایت میں اس طرح ہے' آپ ﷺ نے فرمایا:

((لَا یَزْنِی الزَّانِی وَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَلَا یَسْرِقُ السَّارِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَلَا یَشْرَبُ الْخَمْرَ وَهُوَ مُؤْمِنٌ۔ وَذَکَرَ رَابِعَةً فَنَسِیْتُهَا۔ فَإِذَا فَعَلَ ذٰلِكَ فَقَدْ خَلَعَ رِبْقَةَ الْإِسْلَامِ مِنْ عُنُقِهِ فَإِنْ تَابَ تَابَ اللّٰهُ عَلَیْهِ)) ②

''نہیں زنا کرتا زانی اس حالت میں کہ وہ ایمان دار بھی ہو' اور چور چوری نہیں کرتا اس حالت میں کہ وہ ایماندار بھی ہو' اور شرابی شراب نہیں پیتا اس حالت میں کہ وہ ایماندار بھی ہو۔ آپ نے چوتھی چیز کا بھی ذکر فرمایا تھا' وہ مجھے بھلا دی گئی ہے۔ یہ راوی کی بات ہے۔ جب وہ ان مذکورہ کاموں میں سے کوئی کام کرتا ہے تو وہ اسلام کا پھندا اپنی گردن سے اتار دیتا ہے۔ پھر اگر وہ توبہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمالیتا ہے۔''

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ہے:

((لَعَنَ اللّٰهُ الْخَمْرَ وَشَارِبَهَا، وَسَاقِیَهَا وَمُبْتَاعَهَا وَبَائِعَهَا، وَعَاصِرَهَا وَمُعْتَصِرَهَا وَحَامِلَهَا وَالْمَحْمُوْلَةَ إِلَیْهِ)) ③ وَرَوَاهُ ابْنُ مَاجَه وَلَفْظُهُ: ((وَآكِلَ ثَمَنِهَا)) ④

''اللہ تعالیٰ نے لعنت کی ہے شراب پر' اس کے پینے والے پر' اس کے پلانے والے پر' اس کے خریدار پر' اس کے بیچنے والے پر' اس کے نچوڑنے والے پر' اس

① صحیح مسلم ۱/۷۷ وابوداود ٤'ح٤٦٨٩

② اخرجه النسائی ۸/۳۱۳ من حدیث ابی هریرة' وذکره الالبانیؒ فی صحیح الجامع ۷۷۰۷' وقال: صحیح۔

③ اخرجه ابوداود ۳'ح۳٦٤۷ من حدیث ابن عمر' وقال الالبانیؒ: صحیح۔

④ اخرجه ابن ماجه ۲'ح۳۳۸۰ من حدیث ابن عمر' وقال الالبانیؒ: صحیح۔

کے نچڑوانے والے پر، اس کے اٹھانے والے پر، اور جس کے لیے اٹھائی جائے اس پر۔" ابن ماجہ کی روایت میں یہ لفظ بھی ہیں: "اور اس کی قیمت کھانے والے پر۔"

نبی برحق ﷺ نے شراب سے متعلقہ مذکورہ بالا دس افراد پر لعنت فرمائی ہے اور ایک روایت میں الفاظ ہیں:

((عَاصِرَهَا' مُعْتَصِرَهَا' وَشَارِبَهَا' وَحَامِلَهَا' وَالْمَحْمُولَةَ لَهُ وَسَاقِيَهَا' وَبَائِعَهَا' وَآكِلَ ثَمَنِهَا)) ①

"اس کے نچوڑنے والے پر، اور جس کی خاطر نچوڑی جائے اس پر، اس کے پینے والے پر، اس کے اٹھانے والے پر، اور جس کی خاطر اٹھائی جائے اس پر، اس کے پلانے والے پر، اس کے بیچنے والے پر، اور اس کی قیمت کھانے والے پر۔"

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((أَتَانِي جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ إِنَّ اللّٰهَ لَعَنَ الْخَمْرَ وَعَاصِرَهَا وَمُعْتَصِرَهَا وَشَارِبَهَا وَحَامِلَهَا وَالْمَحْمُولَةَ إِلَيْهِ وَبَائِعَهَا وَمُبْتَاعَهَا وَسَاقِيَهَا وَمُسْقَاهَا)) ②

"میرے پاس جبریل تشریف لائے اور کہا: اے محمد! بے شک اللہ تعالیٰ نے لعنت کی ہے شراب پر، اس کے نچوڑنے والے پر، اور جس کے لیے نچوڑی جائے اس پر، اس کے پینے والے پر، اس کے اٹھانے والے پر، جس کے پاس اٹھا کر لائی جائے اس پر، اس کے بیچنے والے پر، اس کے خریدار پر، اس کے پلانے والے، اور جس کو پلائی جائے اس پر۔"

نبی اکرم ﷺ نے یہ بھی فرمایا ہے:

((كُلُّ مُسْكِرٍ خَمْرٌ وَكُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ' وَمَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فِي

---

① اخرجه ابن ماجه ۲' ح ۳۳۸۱ والترمذى ۳' ح ۱۲۹۵ وذكره الالبانیؒ فى صحيح الجامع ۵۰۹۱' وقال: صحيح من حديث انس بن مالك۔

② اخرجه احمد ۱/ ۳۱٦ والحاكم ۲/ ۳۱ وقال: هذا حديث صحيح الاسناد وشاهده حديث عبدالله بن عمر ولم يخرجاه ووافقه الذهبى من حديث ابن عباس' وذكره الالبانیؒ فى صحيح الجامع ۵۰۹۱۔

الدُّنْيَا فَمَاتَ وَهُوَ يُدْمِنُهَا، لَمْ يَشْرَبْهَا فِي الْآخِرَةِ)) ①

''ہر نشہ آور چیز شراب ہے اور ہر نشہ آور چیز حرام ہے اور جس نے دنیا میں شراب پینے پر ہیشگی کی ② وہ آخرت میں اسے نہیں پی سکے گا۔''

رسول کائنات ﷺ نے فرمایا ہے:

((ثَلَاثَةٌ لَا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ: مُدْمِنُ الْخَمْرِ، وَقَاطِعُ الرَّحِمِ، وَمُصَدِّقٌ بِالسِّحْرِ، وَمَنْ مَاتَ مُدْمِنَ الْخَمْرِ سَقَاهُ اللّٰهُ جَلَّ وَعَلَا مِنْ نَهْرِ الْغُوطَةِ۔ قِيلَ: وَمَا نَهْرُ الْغُوطَةِ؟ قَالَ: نَهْرٌ يَجْرِي مِنْ فُرُوجِ الْمُومِسَاتِ۔ أَيِ الزَّوَانِي۔ يُؤْذِي أَهْلَ النَّارِ رِيحُ فُرُوجِهِمْ)) ③

''تین آدمی جنت میں داخل نہ ہوں گے: شراب کا عادی، قطع رحمی کرنے والا، اور جادو کی تصدیق کرنے والا۔ اور جو آدمی شراب پر ہیشگی کرتے ہوئے مر گیا، اللہ تبارک و تعالیٰ اسے ''نہر غوطہ'' سے پینے کو دیں گے۔ پوچھا گیا: ''نہر غوطہ'' کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا: ایسی نہر ہے جو زانیہ عورتوں کی شرمگاہوں سے بہے گی۔ ان کی شرمگاہوں کی بدبو اہل دوزخ کو اذیت پہنچانے والی ہوگی۔''

نبی برحق ﷺ نے فرمایا ہے:

((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مُدْمِنُ خَمْرٍ، وَلَا مُؤْمِنٌ بِسِحْرٍ، وَلَا قَاطِعُ رَحِمٍ)) ④

''شراب کا عادی جنت میں داخل نہیں ہوگا، اور نہ ہی جادو پر ایمان رکھنے والا، اور نہ ہی قطع رحمی کرنے والا۔''

سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میرے خلیل ﷺ نے مجھے وصیت فرمائی ہے:

---

① صحیح البخاری ۱۰، ح۵۵۷۵ ((الفتح)) وصحیح مسلم ۱۵۸۷/۳ من حدیث ابن عمر، وابوداود ۳۶۷۹،۳ والنسائی ۳۵۴/۸ والترمذی ٤، ح۱۸۶۱

② پھر اسی حال میں مر گیا۔

③ اخرجه احمد ۳۹۹/٤ وابن حبان ۷، ح۵۳۲۲ والحاکم ۱٤٦/٤ وقال: ھذا حدیث صحیح الاسناد ولم یخرجاه، ووافقه الذھبی، وذکره الھیثمی فی المجمع ۱۷٤/۵، وقال: رواه احمد وابو یعلی والطبرانی، ورجال احمد وابی یعلی ثقات، من حدیث ابی موسی۔

④ اخرجه ابن حبان ۷، ح٦۱۰٤ من حدیث ابی موسی، وذکره الالبانیؒ فی الصحیحة ٦۷۸۔

((أَنْ لَا تُشْرِكَ بِاللّٰهِ شَيْئًا، وَإِنْ قُطِعْتَ وَإِنْ حُرِّقْتَ، وَلَا تَتْرُكْ صَلَاةً مَكْتُوبَةً مُتَعَمِّدًا، فَمَنْ تَرَكَهَا مُتَعَمِّدًا فَقَدْ بَرِئَتْ مِنْهُ الذِّمَّةُ، وَلَا تَشْرَبِ الْخَمْرَ فَإِنَّهَا مِفْتَاحُ كُلِّ شَرٍّ)) ①

''یہ کہ تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنانا، اگرچہ تو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جائے اگرچہ تو جلا دیا جائے، اور فرض نماز کو جان بوجھ کر نہ چھوڑنا، جس نے اسے دانستہ چھوڑ دیا اس سے ذمہ ختم ہو گیا، اور شراب مت پینا کیونکہ وہ ہر برائی کی چابی ہے۔''

سید المرسلین ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

((كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ، وَإِنَّ عَلَى اللّٰهِ عَهْدًا لِمَنْ يَشْرَبُ الْمُسْكِرَ أَنْ يُسْقِيَهُ مِنْ طِينَةِ الْخَبَالِ)) قَالُوا: يَارَسُولَ اللّٰهِ وَمَا طِينَةُ الْخَبَالِ؟ قَالَ: ((عَرَقُ أَهْلِ النَّارِ أَوْ عُصَارَةُ أَهْلِ النَّارِ)) ②

''ہر نشہ آور چیز حرام ہے، اور جو آدمی نشہ آور چیز کو پیے گا اس کے لیے اللہ تعالیٰ پر ذمہ ہے کہ اسے ''طينة الخبال'' سے پلائے گا۔'' لوگوں نے پوچھا ''یا رسول اللہ! ''طينة الخبال'' کیا ہے؟'' فرمایا: ''اہل دوزخ کا پسینہ یا اہل دوزخ کا نچوڑ۔''

نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے:

((يَشْرَبُ نَاسٌ مِنْ أُمَّتِي الْخَمْرَ يُسَمُّونَهَا بِغَيْرِ اسْمِهَا، يُضْرَبُ عَلَى رُؤُوسِهِمْ بِالْمَعَازِفِ وَالْقَيْنَاتِ، يُخْسِفُ اللّٰهُ بِهِمُ الْأَرْضَ وَيَجْعَلُ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيرَ)) ③

''میری امت کے کچھ لوگ شراب نوشی کریں گے اور وہ شراب کو غیر ناموں سے پکاریں گے، یعنی اس کے نئے نئے نام رکھیں گے۔ ان کے سروں پر گانے بجانے والے آلات بجائے جائیں گے اور گانا گانے والیاں ان کے پاس ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ انہیں زمین میں دھنسا دے گا اور ان میں سے بندر اور خنزیر بنائے گا۔''

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ہے:

① اخرجه ابن ماجه ٢، ح٤٠٣٤ من حديث ابى الدرداء وقال الالبانیؒ: حسن

② صحيح مسلم ١٥٧/٣ والنسائى ٣٢٧/٨ من حديث جابر۔

③ اخرجه ابن ماجه ٢، ح٣٣٨٥ وابن حبان ٨، ح٦٧٢١ وذكره الالبانیؒ فى صحيح ابن ماجه، وقال: صحيح، والصحيحة ٩٠ من حديث عبادة بن الصامت۔

((لَا يَشْرَبُ الْخَمْرَ رَجُلٌ مِنْ أُمَّتِي فَتُقْبَلُ لَهُ صَلَاةٌ أَرْبَعِينَ صَبَاحًا)) ①

''میری امت میں سے کوئی آدمی شراب نہیں پیتا کہ اس کے ساتھ چالیس روز تک اس کی نماز بھی قبول ہو جائے۔''

سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا ہے:

((كُلُّ مُخَمِّرٍ خَمْرٌ، وَكُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ، وَمَنْ شَرِبَ مُسْكِرًا اِنْحَبَسَتْ صَلَاتُهُ أَرْبَعِينَ صَبَاحًا، فَإِنْ تَابَ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ، فَإِنْ عَادَ الرَّابِعَةَ كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ أَنْ يُسْقِيَهُ مِنْ طِينَةِ الْخَبَالِ)) قِيلَ: وَمَا طِينَةُ الْخَبَالِ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((صَدِيدُ أَهْلِ النَّارِ، وَمَنْ سَقَى صَغِيرًا لَا يَعْرِفُ حَلَالَهُ مِنْ حَرَامِهِ كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ أَنْ يُسْقِيَهُ مِنْ طِينَةِ الْخَبَالِ)) ②

''ہر پردہ ڈالنے والی چیز خمر ہے' اور ہر نشہ آور چیز حرام ہے' اور جو بھی کوئی نشہ آور چیز پیتا ہے' چالیس ایام تک اس کی نماز (قبولیت سے) رک جاتی ہے۔ اگر وہ توبہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرما لیتے ہیں۔ لیکن اگر وہ چوتھی مرتبہ پھر شراب نوشی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کا یہ حق بنتا ہے کہ اسے ''طینۃ الخبال'' سے پلائے۔ پوچھا گیا: یارسول اللہ! یہ ''طینۃ الخبال'' کیا چیز ہے؟ آپ نے فرمایا: اہل دوزخ کے زخموں کی پیپ۔ اور جس کسی نے تھوڑی سی مقدار بھی پی لی اور اسے حلال وحرام کی پہچان نہ رہے تو اللہ تعالیٰ پر یہ حق بن جاتا ہے کہ اسے ''طینۃ الخبال'' سے پلائے۔''

یہ بھی جان لیں کہ مشہور ومعروف بوٹی یعنی نشہ آور گھاس بھی شراب ہی کی طرح حرام ہے۔ اس کے کھانے والے کو شرعی حد لگائی جائے گی' علماء کی ایک جماعت کے قول کے مطابق۔ جس طرح شراب پینے والے کو حد لگائی جاتی ہے۔ بلکہ یہ بوٹی تو ایک اعتبار سے شراب

---

① اخرجه الحاكم ۱/۲۵۷-۲۵۸ وقال: صحيح على شرط الشيخين ولم يخرجاه' ووافقه الذهبي' من حديث انس۔

② اخرجه ابوداود ۳'ح ۳۶۸۰ من حديث ابن عباس' وقال الالبانیؒ: صحيح' الصحيحة ۲۰۳۹۔

سے بھی زیادہ بری ہے' کیونکہ یہ عقل اور مزاج کو...... عجیب و غریب تباہی کے ساتھ...... تباہ کر دیتی ہے۔حتی کہ اس کے خوگر میں گندی طرز کا ہیجڑا پن اور عجیب انداز کی بے غیرتی آ جاتی ہے۔اس طرح کے اور مفاسد اور رذائل بھی۔ اس میں مردانگی نام کی کوئی چیز باقی نہیں رہتی۔ اس کے استعمال سے طبیعت کا ہیجڑا پن' طبع کی خرابی اور عورتوں کی طبعی خرابیوں سے بڑھ کر بڑی بڑی خرابیوں کی جانب پلٹنا عام دیکھا جاتا ہے۔ چہ جائیکہ اسے اجنبی لوگوں کے سامنے کیا جائے جسے وہ اپنے گھر والوں اور اپنی بیوی کے سامنے ایسی بے غیرتی کا مظاہرہ کرتے ہیں کہ ایک عقل مند آدمی کسی طور پر بھی گوارہ نہیں کر سکتا۔ بالکل اسی طرح بھنگ' افیون وغیرہ کے عادی لوگوں کا معاملہ ہے۔

البتہ ایک اعتبار سے شراب اس سے بری ہے کہ اس سے دوسروں پر حملہ کرنا' ان پر غالب آ جانے کے لیے جست لگانا' دوسرں سے جھگڑا کرنا' لڑائی کرنا' پکڑ دھکڑ کرنا وغیرہ بھی ہوتا رہتا ہے۔

یقیناً یہ دونوں ذکر الٰہی اور نماز کی ادائیگی سے روکتی ہیں۔ دوسرے علمائے کرام بھنگ وغیرہ پر صرف تعزیر لاگو کرتے ہیں (شرعی حد کو نہیں۔)

اور جس بنا پر یہ کہتے ہیں کہ اس کے کھانے والے کو شرعی حد لگائی جائے' وہ یہ ہے کہ اس کے کھانے والے کو نشہ آتا ہے اور شراب کی مانند اس میں بھی زیادہ کی چاہت پیدا ہوتی ہے' بلکہ اس سے بھی کچھ زیادہ ہی۔ حتیٰ کہ وہ اس سے صبر بھی نہیں کر سکتا۔ ان قباحتوں اور خرابیوں کے علاوہ ذکر الٰہی سے اور نماز کی ادائیگی سے روکنا بھی شامل ہے۔ علمائے کرام کا اس کی سزا کے متعلق اختلاف اس وجہ سے ہے کہ یہ جامد اور خوردنی چیز ہے' شراب تو نہیں ہے' اور یہ وجہ بھی کہی گئی ہے کہ یہ شراب کی ہی مثل ہے' اور یہی قول درست اور صحیح ہے۔

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ہے:

((مَا أَسْكَرَ كَثِيرُهُ فَقَلِيلُهُ حَرَامٌ))

''جس چیز کی زیادہ مقدار نشہ پیدا کرے اس کی قلیل مقدار بھی حرام ہے۔''

نبی اکرم ﷺ نے اپنے اس فرمان عالی شان میں مختلف اقسام کا فرق تو بیان نہیں کیا کہ وہ چیز خوردنی ہو یا نوشیدنی' کھانے والی ہو یا پی جانے والی۔

اور یہ بات بھی سچ ہے کہ شراب کو بطور سالن روٹی کے ہمراہ بھی استعمال کیا جاتا ہے' اور بھنگ بوٹی کو بعض اوقات گھول کر یا پانی وغیرہ میں حل کر کے بھی پیا جاتا ہے۔ تو اس اعتبار سے

بحث: 11

شراب نوشی، منشیات اور تمباکو نوشی

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۝﴾ (المائدہ: ۵/۹۰)

''اے ایمان والو! بات یہی ہے کہ شراب اور جوا اور بت وغیرہ اور قرعہ کے تیر یہ سب گندی باتیں شیطان کے کام ہیں۔ ان سے بالکل الگ رہو، تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ۔''

''خمر'' (شراب): ہر نشہ آور چیز جو عقل پر چھا جائے (اور اس کے ساتھ ہی لگی رہے اور اسے چھپائے رکھے) اور اس کے ادراک و شعور اور اس کی ہمت و طاقت کو ختم کر دے۔

محبوب کبریا ﷺ نے فرمایا ہے:

((اَلْخَمْرُ أُمُّ الْخَبَائِثِ، فَمَنْ شَرِبَهَا لَمْ تُقْبَلْ صَلَاتُهُ أَرْبَعِينَ يَوْمًا، فَإِنْ مَاتَ وَهِيَ فِي بَطْنِهِ مَاتَ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً)) [1]

''شراب ام الخبائث ہے۔ جس نے اسے پی لیا، چالیس روز تک اس کی نماز قبول نہ کی جائے گی۔ اگر وہ اسے پیٹ میں لیے ہوئے ہی مر گیا تو جاہلیت کی موت مرا۔''

اور یہ شراب، جس طرح کہ رسول اللہ ﷺ نے ذکر فرمایا ہے ان چیزوں سے ہوتی ہے:

((مِنَ الْحِنْطَةِ خَمْرٌ، وَمِنَ التَّمْرِ خَمْرٌ، وَمِنَ الشَّعِيرِ خَمْرٌ، وَمِنَ الزَّبِيبِ خَمْرٌ، وَمِنَ الْعَسَلِ خَمْرٌ)) [2]

''گندم سے شراب ہے، کھجور سے شراب ہے، جو سے شراب ہے، منقہ سے شراب ہے، اور شہد سے شراب ہے۔''

شراب پھلوں کے رس میں جھاگ اٹھنے اور خمیر بننے کے بعد حاصل کی جاتی ہے۔ اس کی

---

[1] صحيح الجامع الصغير برقم ٣٣٤٤، واسناده حسن۔

[2] صحيح جامع الصغير برقم ٥٩٠٣ واسناده صحيح۔

تین اقسام ہیں، جو یہ ہیں: نشہ آور مشروب، مقطر[۱] کیے ہوئے نشہ آور مشروبات، اور کشید شدہ خوشبو دار مائعات۔ اور یہ تمام اقسام الکحل پر مشتمل ہیں۔

البتہ یہ تینوں اقسامِ شراب، تیز ہونے یا ہلکا ہونے میں ایک دوسرے سے مختلف ہوتی رہتی ہیں۔ انگوروں کے رس کی شراب میں الکحل کی مقدار شرح 5% اور 10% کے درمیان رہتی ہے اور بعض اوقات اس کی شرح 25% تک بھی چلی جاتی ہے، جب کہ ''شامبانیا'' (شیمپئن) نامی شراب ذرا ہلکی ہوتی ہے اور ''البیرہ'' نامی شراب جو کہ جو کی شراب ہوتی ہے، اس میں الکحل کی شرح 2% سے لے کر 7% تک ہوتی ہے، اور ''العرق'' نامی شراب جو کہ جھاگ اٹھے انگوروں کے رس کو عمل تقطیر سے گزار کر اور اس میں ''یانسون'' کی آمیزش کے بعد حاصل کی جاتی ہے اور عمل تقطیر کے درمیان ''اسپرٹ'' (متیھائل الکحل) کے ساتھ اسے مزید تلخ اور کڑوا بنایا جاتا ہے، اور ''الکونیاک'' نامی شراب سفید شراب سے کشید کر کے حاصل کی جاتی ہے، اور ''الوسکی'' نامی شراب جو دانوں کی شراب سے کشید کی جاتی ہے۔

ان شرابوں میں سے بعض زیادہ الکحل ملانے سے تیز اثر والی یعنی تیز زہر اور تیز نشہ والی بھی ہوتی ہے۔ شراب انگوروں کی شکر یا دوسرے پھلوں کو شکر کے الکحل اور کاربن کوئلے کے پانی کے بغیر ''ایک دوسری کاربن آکسائیڈ'' میں تحویل وتبدیل کرنے سے بنتی ہے۔ یعنی یہی شکر تیز زہر والی الکحل میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ یہ الکحل شراب کے مرکبات میں سے سب سے اہم ترین عنصر ہوتا ہے۔ یہ کاربن آکسائیڈ جونہی شکر کے ساتھ ملتی ہے تو شکر اپنی نصف غذائیت تو ختم کر بیٹھتی ہے۔

"الغول الایتلی" [۲] ایک ایسا سیال مرکب ہوتا ہے جو بے رنگ اور آتش گیر ہوتا ہے۔ پانی اور روغنی چربی دار مواد میں بہت جلد حل ہو جاتا ہے۔ یہی ''تیزابی الکحل'' ہر قسم کی شرابوں اور نشہ آور اشیا میں لازمی عنصر کے طور پر شامل کی جاتی ہے۔

الکحل غذائی اور خوردنی مواد میں سے نہیں ہے، بلکہ یہ تو انسانی بدن پر ایک بیماری ہے، بلکہ یہ زہر کے قریب تر ہے۔ یہ اعصاب کو چھیلنے اور خراش لگانے والا ایک مادہ ہے۔ اس کی کثرت اور قلت دونوں ہی حرام ہیں، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

---

[۱] اتنا جوش دینا کہ وہ بھاپ بن کر قطرہ قطرہ ٹپکنے لگے پھر اسے جمع کر لیا جائے، وہ مقطر ہے۔

[۲] تیزابی الکحل

((مَا أَسْكَرَ كَثِيْرُه فَقَلِيْلُهُ حَرَامٌ))

''جس چیز کی کثرت نشہ پیدا کرے اس کی قلیل مقدار بھی حرام ہے۔''

اسی طرح رسول اکرم ﷺ کا یہ فرمان بھی آپ پڑھ چکے ہیں:

((مَا أَسْكَرَ مِنْهُ الْفَرَقُ۔ وَهُوَ مِكْيَالٌ يَسَعُ سِتَّةَ عَشَرَ رِطْلًا۔ فَمِلْءُ الْكَفِّ مِنْهُ حَرَامٌ)) [1]

''جس چیز کا ایک فرق (ایک پیمانے کا نام ہے جو ۹ رطل کے برابر ہوتا ہے) نشہ پیدا کرے اس سے چلو کی مقدار بھی حرام ہے۔''

[1] صحیح الجامع الصغیر برقم ۵۵۳۰۔۵۵۳۱ واسنادھما صحیح

مختلف اعضائے بدن پر شراب کے نقصان دہ اثرات

شراب نوشی جسم کے مختلف اعضا اور جسم کی بافتوں کے لیے بہت سے نقصانات کا سبب بنتی ہے۔ جسم کو ہلاکت میں ڈالنے والے چند اہم نقصانات مندرجہ ذیل ہیں:

شراب اور خلیوں کی تباہی

یہ بات تو پہلے بیان ہو چکی ہے کہ الکحل کسی بھی جسمانی خلیے کے لیے ایک زہر ہے جو اپنی ابتدائی تبدیلی اور تغیر کے ساتھ ہی خلیے کو ہلاک اور تباہ کرنے کی قدرت رکھتا ہے۔

شراب اور جملہ اعضاء پر اس کی تباہ کاریاں

عصبی خلیہ کے ''الکحل'' مادے سے متاثر ہونے کی وجہ سے وہ لرزنے اور ہلنے لگتا ہے' اور یہی مدہوشوں کی فضول حرکات ہیں۔ شراب نوشی کرنے والے کو دماغ کے گرد موجود جھلیوں میں بھی امراض لاحق ہو جاتے ہیں۔ ہمیشہ شراب پیتے رہنے والے کو درد اور طیش وغضب کے دورے پڑنے لگتے ہیں۔ پھر اسے مکمل جدائی اور خلوت میں رہنے اور موت کی طرف دھکیل دیتی ہے۔

اس طرح مئے نوش کو کئی پٹھوں میں الکحل کی وجہ سے بیماری لگ جاتی ہے۔ اس طرح عقلی کمزوری اور دبلا پن کا مرض لاحق ہو جاتا ہے۔ مختلف اعضا کے ناکارہ ہونے کے سبب جسم کے متعدد حصوں میں درد والم رہنے لگتے ہیں۔

شراب نوش بصری پٹھوں کے ورم اور سوزش کا بھی شکار ہو جاتا ہے اور یہ پریشانی نشہ کی کثرت کرنے والوں کو ہوتی ہے۔ انہیں ''بصارت کی کمی'' اور اس سے بڑھ کر ''نابینا پن'' بھی ہو جاتا ہے۔

مستی اور نشہ کی حالتوں اور دردِ سر کے درمیان باہم دوستی ہے' اور شراب کا رسیا ہونے کی صورت میں یہ مرض ہمہ وقتی بھی بن جاتا ہے۔ شراب کے عادی شخص کی اولاد میں بھی سر کے درد کا مرض اثر انداز ہوتا ہے۔

شراب اور نظامِ تنفس

شراب کا ہلکا سا گھونٹ ہی سانس لینے کی رفتار کو تیز بنا دیتا ہے' پھر اس کے بعد تنفس میں

سستی آ جاتی ہے اور بالکل سطحی سانس لیا جاتا ہے' اور سانس کی آمدرفت میں کمی واقع ہو جاتی ہے' سانس کی نالیوں میں سوزش اور نمونیا کی شکایت ہو جاتی ہے۔ شراب کے عادی لوگوں میں ''مرض سل'' کی شرح ۱۰ تا ۲۰ فیصد پہنچ جاتی ہے۔ ناک بھی اس کی زد میں آ جاتا ہے۔ اس میں ''سونگھنے کی حس'' کم ہو جاتی ہے۔ گلا بھی اس ''دائمی سوزش'' کی زد سے محفوظ نہیں رہتا۔ آواز میں کھردرا پن اور خشونت پیدا ہو جاتی ہے۔

شراب اور نظام دوران خون

شراب کے اوسط درجے کے چند گھونٹ دل کی دھڑکنوں کو تیز کر دیتے ہیں۔ پھر یہیں سے یہ دھڑکنیں کم ہونا شروع ہو جاتی ہیں۔ البتہ شراب کے زیادہ اور بڑے بڑے گھونٹ دل کی دھڑکنوں کی وسعت کو کم کر دیتے ہیں۔ پھر اس کے ساتھ ہی ٹمپریچر میں کمی اور دل کی دھڑکنوں میں عدم توازن اور بے ترتیبی آ جاتی ہے۔

اور یہ بات ثابت شدہ ہے کہ نشہ کرنے والوں میں ۲۶ تا ۳۸ فیصد لوگ ''امراض قلب'' کا شکار ہوتے ہیں۔ اس لیے شراب دل کے لیے انتہائی خطرناک اور نقصان دہ ہے۔

دل پر شراب کی اثر آفرینی

دل کا پٹھا شراب نوشی سے بیمار ہو جاتا ہے' خصوصاً ''البیرہ'' نامی شراب کے استعمال کرنے سے' جس میں ''کوبالٹ'' (نامی دھات) بکثرت پائی جاتی ہے۔ الکحل کے جلنے کے دوران ''وٹامن بی'' کے ختم ہونے کے نتیجے میں دل میں ورم بن جاتے ہیں۔ ''البیرہ'' بکثرت پینے سے دل کی بے چینی اور گھبراہٹ میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ مزید برآں اس کی وجہ سے دل کا حجم بڑھنے اور اس کا پھیلاؤ بڑھنے لگتا ہے' جس کے ساتھ دل اپنے عمل میں سست رفتار ہو جاتا ہے۔ بالآخر موت اسے اپنے شکنجے میں جکڑ لیتی ہے۔

''خون کی تھیلیوں'' پر شراب کے اثرات

اور یہ اثرات ان تھیلیوں کے کھلنے اور وسیع ہونے کے سبب سست روی کی وجہ سے ہوتے ہیں۔ پھر اس کے ساتھ ہی درجہ حرارت میں کمی ہونے لگتی ہے' جس سے خلوت پسندی اور علیحدگی کی عادت پڑ جاتی ہے۔ شراب نوشی سے شریانوں میں سختی آنی شروع ہوتی ہے' جس سے ان میں مڑنے والا مرض بھی لاحق ہو جاتا ہے۔

شراب اور اس کے نظام انہضام پر مضر اثرات

شراب کے استعمال کرتے ہی مئے نوش کے جسم میں ایذا رسانی اور تباہ کاری شروع ہو جاتی ہے۔ منہ میں شراب کے جاتے ہی ''چکھنے کی حس'' فساد اور گڑبڑ کا شکار ہو جاتی ہے۔ زبان پھٹنے لگتی ہے جس سے زبان کے ذائقہ بتانے والے ریشے دبلے پتلے اور کمزور ہو جاتے ہیں۔ مسوڑھے اور دانت پھیلنے اور بڑھنے لگتے ہیں۔ ''لعابی غدود'' میں اضطراب اور فساد جنم لیتا ہے' جس سے منہ میں خشکی گھر کر لیتی ہے' پھر اس کے بعد لعاب بہنے لگتا ہے' پھر اس کے علاوہ زبان کی سطح پر سفید رنگ کی کائی نمودار ہوتی ہے جو بالآخر زبان کے کینسر میں تبدیل ہو جاتی ہے۔

اس کے بعد شراب ''خوراک والی نالی'' پر بھی اثر انداز ہوتی ہے۔ اس میں ورم اور سوزش کا سبب بنتی ہے۔ خوراک والی نالی کی جھلی کو پھیلا دیتی ہے۔ اس کے علاوہ وریدوں کو بھلا دیتی ہے۔ بعض اوقات خوراک والی نالی میں زخم بھی بن جاتے ہیں جو اس ''نالی کے کینسر'' کا تقریباً ۹۰% ایسے لوگ ہی شکار ہو رہے ہیں جو شراب کے عادی اور رسیا ہوتے ہیں۔

جب کہ شراب کے معدہ پر مضر اثرات تو مشہور و معروف ہیں۔ معدے کی اندرونی سطح پر ورم بنانے کا سبب بنتی ہے۔ عمر بھر کے لیے معدے کو کمزور اور دبلا پتلا کرتی ہے۔ یہ سب نتائج شراب کے عادیوں میں ظاہر ہوتے رہتے ہیں۔ دراصل اس کی وجہ یہ بنتی ہے کہ معدے کے اندر داخلی نظام جو وٹامن بی ۱۲ کو جذب کرتا تھا وہ ختم ہو چکا ہوتا ہے اور پھر اسی حالت میں معدے کا کینسر بننا شروع ہو جاتا ہے۔ لہٰذا شراب معدے کے کینسر کا سبب بھی بنتی ہے۔

شراب نظام انہضام میں شامل اعضا پر زخم بھی بنا دیتی ہے' پھر آہستہ آہستہ اس نظام کو ختم بھی کر دیتی ہے۔ پھر یہ زخم معدہ سے آگے بڑھ کر انتڑیوں تک بھی جا پہنچتے ہیں۔ ان کے ساتھ والے اعضا میں بھی سوزش اور ورم بننے لگتے ہیں' جس کے باعث بدبودار گیسیں جنم لیتی ہیں۔ اس کے علاوہ پیشاب کی رکاوٹ بھی ہونے لگتی ہے' اور اگر یہ رکاوٹ پہلے سے ہی ہو تو اس کے سبب شدت اختیار کر جاتی ہے۔ ان کے علاوہ شراب انتڑیوں میں بھی بری طرح جذب ہونے لگتی ہے۔ بالآخر موت تک پہنچا دیتی ہے۔

شراب اور اس کے جگر پر خطرناک اثرات

شراب جگر پر بھی خطرناک اثرات مرتب کرتی ہے' جو مندرجہ تین انواع کی کوتاہیاں اور نقائص پیدا کر دیتی ہے۔

① جگر کو متغیر کر دیتی ہے جس سے جگر میں شکر کے جمع ہونے کی مقدار کم ہونے لگتی ہے اور چربی بڑھنے لگتی ہے جس کی تہیں جگری خلیات کے اندرونی اطراف میں جمع ہونے لگتی ہیں۔

② جگری خلیات پر تیزابیت آنے لگتی ہے۔

③ کھانے سے مسلسل گریز اور بے رغبتی کے باعث غذائی کمی اور خوراک کی قلت واقع ہو جاتی ہے۔

جب کہ الکحل سے متاثر ہو کر جگر جن امراض میں گھر جاتا ہے وہ مندرجہ ذیل ہیں:

① الکحل سے متاثر جگر پر چربی کی تہہ جم جاتی ہے۔ یہ بیماری شراب کے عادیوں کو لاحق ہوتی ہے۔

② جگر پر چربی جمنے کے علاوہ صفراوی مادہ بھی منجمد ہوتا ہے۔

③ ہیپاٹائٹس بی۔ [1]

اور یہ ایک دوسرے مرض کے ساتھ داخل ہو کر بڑھنے لگتا ہے جن میں سب سے بڑا مرض جگر کا چربی دار بن جانا ہے اور یہ ایسا لا علاج مرض ہے جس سے صحت یابی ناممکن ہوتی ہے۔ ''جگری چکناہٹ'' یا جگر کے مثل موم ہو کر فاسد ہو جانے کے سبب مندرجہ ذیل خطرات بھی ظہور پذیر ہونے لگتے ہیں:

سبات جگر (سبات ایسی بے ہوشی کو کہتے ہیں جو کسی زود اثر دوا سے بھی زائل نہ ہو بخلاف اغما کے جگر میں داخل ہونے والی ورید کی سختی اور کھنچاؤ کا مزید پھول جانا' جس سے پیٹ میں سیال اور مائع چیزیں جمع ہونے لگتی ہیں' جسے مرض استسقا یا پیٹ پھولنا کہتے ہیں' خوراک کی نالی میں غنطت اور سختی کا پیدا ہو جانا۔ ابتدائی درجے کا جگر کا کینسر بن جاتا ہے۔

شراب کے جگر پر مضر اثرات ڈالنے کی اس بات سے بھی مزید تاکید ہوتی ہے کہ فرانس میں تقریباً ۲۳ ہزار آدمی سالانہ ''جگر کی الکحلی چکناہٹ'' کے مرض میں مبتلا ہو رہے ہیں۔ برطانیہ اور جرمنی میں بھی تقریباً یہی شرح ہے۔ جب کہ امریکا میں شرح اس تعداد سے زیادہ ہے۔ جوں جوں شراب نوشی کی عادت زیادہ ہوتی ہے اس کے مضر اثرات توں توں ہی بڑے سے بڑے ہوتے جاتے ہیں۔

اس کے علاوہ بھی شراب بہت سے خطرناک امراض کا سبب بنتی ہے' مثلاً: جگر' پتہ اور لبلبہ

---

[1] HEPATITIS (B)

تینوں کے مجموعے ''المعثلکہ'' میں سوزش پیدا کر دیتی ہے اور یہ انتہائی خطرناک بیماری ہے' جو پیٹ کے اندرونی نظام میں اندر ہی اندر کئی موذی امراض کو جنم دیتی ہے۔ اس کے علاوہ الکحل لبلبہ میں پتھری بھی پیدا کر دیتی ہے۔

شراب اور اس کے خون میں ضرر رساں اثرات

۱ **شراب اور خون کی رنگت:** شراب خون کی رنگت میں کمی کا باعث بنتی ہے۔ وہ اس طرح خون میں فولاد کو جذب کرنے کی صلاحیت ختم کرتی رہتی ہے تو فولاد کی کمی کے سبب خون میں سرخ رنگت کم ہونے کے ساتھ ساتھ خون کی مقدار بھی کم ہونے لگتی ہے۔

۲ **شراب اور سفید ذرات:**[1] ایک مرتبہ الکحل پینے سے خون کے سفید ذرات بڑھنے لگتے ہیں اور پھر بار بار کے استعمال سے گھٹنے لگتے ہیں۔ اس طرح پھر خون میں ان کی حرکت بھی محدود ہو کر رہ جاتی ہے۔

۳ **شراب اور سرخ ذرات:** (Red Blood Carpuscles)

الکحل ترشی کی کمی کے باعث خون میں سرخ ذرات کی بڑی حد تک کمی واقع ہو جاتی ہے' اور وٹامن بی ۱۲ کی کمی کے سبب انتہائی خطرناک حد تک خون کم ہو جاتا ہے۔ اس طرح جگر کی جلدوں میں ''پروفیریا'' (PROPHYRIA) کا مرض لاحق ہو جاتا ہے اور ''ہیموسیدانی'' کا مرض بھی لاحق ہو جاتا ہے۔

۴ **شراب اور جی متلانا:** صرف چند گھونٹوں کے ساتھ جی متلانے لگتا ہے' جب کہ زیادہ گھونٹوں کے ساتھ یہ کیفیت بڑھ جاتی ہے۔

الکحل شراب خون کے سرخ ذرات کو آپس میں جوڑ دیتی ہے' جس سے خون کے مدے یا لوتھڑے بننے لگتے ہیں جو ''بالوں جیسی باریک رگوں'' کو بند کر دیتے ہیں۔ جس کے نتیجے میں آکسیجن وہاں تک نہ پہنچنے کی وجہ سے بافتیں ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو جاتی ہیں۔

شراب اور خون کے کیمیائی اجزا

۱ خون میں ''یود'' کی کمی ہو جاتی ہے (''یود'' ایک عنصر کا نام ہے جو چمک دار اور ٹھوس ہوتا ہے۔ گرم کرنے پر پھیلتا ہے۔)

۲ خون میں پیشاب کی تیزابیت پیدا ہو جاتی ہے جس کی وجہ سے ''نقرس'' کے بار بار حملے

[1] (WHITE BLOOD CARPUSCLES)

ہوتے ہیں۔ (نقرس: پیروں کے درد' پیروں کے جوڑوں میں درد خصوصاً انگوٹھوں میں۔)

۳ خون میں ''پوٹاشیم'' کی کمی ہو جاتی ہے۔

۴ خونی شکر کی مقدار کم ہو جاتی ہے۔ بعض اوقات لاعلاج بے ہوشی والی کیفیت بھی بن جاتی ہے' جس کے نتیجہ میں موت یقینی ہو جاتی ہے۔

شراب اور جنسی شہوت

مردوں میں:

شراب کے عادی لوگوں میں جنسی عمل کی شہوت زیادہ ہو جاتی ہے' پھر اسی نشے اور مدہوشی کی کیفیت میں بڑے بڑے زنا کاری کے واقعات رونما ہوتے ہیں۔

عورتوں میں:

ان میں بھی جنسی شہوت بڑھ جاتی ہے۔ اسی مستی اور نشے میں وہ جنسی عمل کو بکثرت چاہتی ہیں اپنی صحت اور تندرستی والی عادت کے برعکس' جس میں اولاً تو ''انکار'' کی کیفیت' پھر دل لگی اور خوش طبعی کے بعد کی باتوں میں ''ہاں'' کی کیفیت ہوتی ہے۔

مرد کے ''اعضائے تناسل'' پر بھی شراب کے مضر اثرات ظاہر ہوتے ہیں۔ شراب پر ہمیشگی کرنے والے کو ''نامردی'' کا مرض بھی لاحق ہو جاتا ہے۔ شراب ''فوطوں'' میں دبلا پن پیدا کر دیتی ہے۔ مثانہ کے غدودوں کو پھیلا کر ضخامت والی بنا دیتی ہے۔ اس کے علاوہ ''نطفہ'' کو بھی بگاڑ دیتی ہے' جس کی وجہ سے ''جنین'' کے اعضا میں بھی بدشکلی اور بدصورتی پیدا ہو جاتی ہے۔

جب کہ عورتوں میں ''بیضہ دانی'' دبلی پتلی ہو جاتی ہے اور خاص طور پر اس کی جھلی سکڑنے لگتی ہے جس کی وجہ سے ''بانجھ پن'' کی طرف پیش رفت ہوتی ہے' بلکہ بانجھ پن کا مرض لاحق ہونے سے قبل ''ایام مخصوصہ'' میں بے ترتیبی اور اضطراب پیدا ہو جاتا ہے۔

شراب پستانوں کی بافتوں میں ڈھیلا پن پیدا کر دیتی ہے اس طرح دودھ پلانے والیوں کے پستان ڈھیلے ہو کر ڈھلک جاتے ہیں۔

شراب اور پیشاب کا نظام

① شراب اس نظام میں بہت زیادہ تیزابیت اور زہر پیدا کرتی ہے۔ پیشاب کی نالیوں کے اندر تیز ب کی لمبی لمبی قلمیں بن جاتی ہیں جو کہ پیشاب کرتے وقت باہر گرتی ہیں۔

② گردہ ہمیشہ کے لیے سوزش کا شکار ہو جاتا ہے۔
③ گردے پر چربی کی تہیں چڑھ جاتی ہیں۔
④ شراب کے عادی لوگوں میں گردے کے اندر اور باہر پتھری کی دوہری تہیں بن جاتی ہیں۔

شراب اور غدود پر اس کے مضر اثرات

① گردے کی چربی کے غدودوں میں ''کارٹی سون'' (CORTISONE) کی افزائش میں کمی ہو جاتی ہے۔
② گلے کے اگلے حصے کے غدود میں ''ہارمونز'' کی افزائش ہیں کمی واقع ہو جاتی ہے۔
③ بلغمی غدود پر شراب مضر اثرات ڈالتی ہے۔

آنکھوں پر شراب کے خطرات

① آنکھوں میں دائمی سوزش پیدا کرنے کے علاوہ ان سے پانی رستا رہتا ہے۔آنکھوں کے کناروں میں سرخی بنی رہتی ہے۔
② آنکھ کے پٹھوں پر اثر انداز ہوتی ہے جس کی وجہ سے ''نظر کی کمزوری'' پیدا ہو جاتی ہے۔
③ رنگوں میں فرق کرنے کی قدرت ماند پڑ جاتی ہے۔

اس کے علاوہ سننے، چکھنے اور سونگھنے کے حواس پر بھی شراب کا منفی اثر پڑنے لگتا ہے اور یہ منفی اثرات شراب کے عادی لوگوں میں مختلف درجات میں ظاہر ہوتے ہیں۔

عضلات پر شراب کے منفی اثرات

① الکحل 50 تا 18 گرام استعمال کرنے کے بعد پٹھے 17% کی شرح سے ختم ہو جاتے ہیں۔
② پٹھوں کی موزونیت اور یکسانیت کے درمیان بگاڑ کا سبب بنتی ہے اور براہ راست ان پر اثر انداز ہوتی ہے۔
③ پٹھوں کے آخری کناروں میں ورم اور سوزش پیدا کرتی ہے۔

جلد پر شراب کا مضر اثر

① ''الکحل'' جسمانی رگوں کو کھلا اور کشادہ کر دیتی ہے جو خون کو منجمد کرنے لگتی ہیں، جس سے پہلے تو وہ سرخ ہوتی ہیں، پھر بعد میں نیلے رنگ میں بدل جاتی ہیں۔
② بعض اوقات اس سے چہرے پر سرخی مائل کیل، مہاسے اور پھنسیاں نکلنے لگتی ہیں۔
③ ناک کے کنارے پر زرد رنگت پیدا ہو جاتی ہے۔

④ اس شراب کی وجہ سے پورے جسم پر خون کے جوش سے سرخ دانے اور دھپڑ بن جاتے ہیں، جن کی وجہ سے خارش اور تکلیف ہوتی ہے۔

پورے جسم میں شراب کا قوت مدافعت کو ختم کرنا

الکحل شراب جسمانی قوت مدافعت کو امراض کے مقابلے میں کمزور بنا دیتی ہے، بلکہ ان امراض کے لیے جسم کو سازگار بنا دیتی ہے، حتیٰ کہ جسم میں پہلے سے موجود امراض کو مزید بڑھاتی اور گھمبیر بنا دیتی ہے۔ ان امراض میں سے کچھ اہم ترین یہ ہیں: سل (ایسی بیماری جس سے پھیپھڑوں میں زخم پڑ جاتے ہیں اور منہ سے خون آنے لگتا ہے، یعنی تپ دق) افرنجی، نمونیا، پھیپھڑوں میں پیپ پڑ جانا، ملیریا ہو جانا، ٹائی فائیڈ ہو جانا، جلدی ورم مثلاً: پھوڑے پھنسیاں وغیرہ، بغلوں کے نیچے غدود میں ورم بن جانا اور جریان وغیرہ۔

روحانی صحت پر شراب کے اثرات

شراب ''الکحل'' جسم کو متعدد الٹی میٹم دیتی ہے۔ یہ یا تو اس پر مداومت اور ہمیشگی کرنے کی وجہ سے ہیں یا اس سے یکبارگی اور دفعتاً باز آ جانے کی وجہ سے ہیں۔ ان میں سے اہم الٹی میٹم اور الارم یہ ہیں:

① **ارتعاش ہذیانی یعنی کانپنا:** یہ ایسی حالت ہے جس میں عقل کا فساد اور بگاڑ پیدا ہو جاتا ہے، توجہ کی کمی، رعشہ اور جلد مشتعل ہو جانا وغیرہ امراض لاحق ہو جاتے ہیں۔

② فضول باتوں کے ساتھ ساتھ انتہائی زیادہ یادداشت کی کمی، پٹھوں میں نہ ختم ہونے والی جلن اور سوزش اور عقل و بصیرت کا جاتے رہنا۔

③ **دماغی کمزوری:**

جو ان کے پٹھوں کو ناکارہ بنانے کا سبب بنتی ہے، اور سوچنے میں کمی، قوت حافظہ میں کمی یا بالکل ہی پاگل بنا دیتی ہے۔

④ **عقل کا پیچھے ہٹ جانا:** جس سے قوت یادداشت کمزور ہو جاتی ہے۔ اس کے علاوہ تمام تعلقات میں خلل واقع ہو جاتا ہے۔ مزید برآں دماغی بگاڑ اور خرابی واقع ہو جاتی ہے۔

شراب کینسر پھیلانے کے اسباب میں سے ہے

کینسر پیدا کرنے والے عناصر میں سے ''الکحل'' بھی ایک سبب ہے، اور باقی اسباب یہ

ہیں: تمباکو نوشی' نشہ آور چیزوں کا استعمال' بدبودار چیزوں کا استعمال' چٹپٹی اور مسالے دار اشیا کا بکثرت استعمال' ردی اور خراب چیزیں استعمال کرنا۔

کینسر ان ''الکحل ملے مشروبات'' کی وجہ سے بھی ہو جاتا ہے۔ کیونکہ ان میں (NITROSAMINE) نامی [1] مادہ ہوتا ہے' جو کہ کینسر پیدا کرنے والا مادہ ہے۔

معاشرے پر شراب کے خطرناک اثرات

شراب نوشی کثرت سے کرنے والوں کی جانب سے معاشرے میں جرائم کی شرح مسلسل بڑھتی جا رہی ہے' جو اس بات کا ٹھوس ثبوت ہے کہ شراب کے معاشرے پر بھی خطرناک اثرات مرتب ہو رہے ہیں۔ معاشرے میں نشہ کرنے والے مجرموں کی باقی عام لوگوں کے مقابلے میں شرح اور نسبت تقریباً ۵۰% ہے۔

منشیات کے مہلک اور مہیب خطرات

گزشتہ چند سالوں میں منشیات کا مسئلہ نہایت ہی شدت اختیار کر گیا ہے' حتیٰ کہ یہ بین الاقوامی مسئلہ بن گیا ہے۔ یوں سمجھ لیجیے کہ پوری دنیا میں امن و امان اور صحت و تندرستی کے مراکز کے بستر بھی کھردرے' ناہموار اور کنکریوں والے بن گئے ہیں۔

یہ مسئلہ اپنے دامن میں بہت سے دوسرے مسائل بھی چھپائے ہوئے ہے' مثلاً: تمباکو نوشی کا عام ہونا' نشہ آور مشروبات کا پھیلنا' جرائم کا بڑھتے جانا' امراض زنا اور انواع و اقسام کی بے حیائیوں کا پھیلتے جانا' اور پھر اس کے ساتھ ساتھ معاشرے کے لوگوں کا باہمی انتشار و خلفشار' خاندانوں اور برادریوں کے کفیلوں اور سربراہوں کا آپس میں پارہ پارہ ہونا' قلق و اضطراب' حزن و ملال' پریشانی و بے چینی اور خودکشی کی لہروں کا بڑھتے جانا' سب جرائم و نقائص اس منشیات کے شاخسانے اور کارنامے ہیں۔

گزشتہ اوراق میں جو خطرناک اور مہلک اثرات گزر چکے ہیں' وہ خواہ جسم پر ہوں یا روح پر یا معاشرے پر' وہ سب شراب کی وجہ سے ہیں۔ جب کہ منشیات کے خطرات اس سے بھی بڑھ کر مہلک اور گندے ہیں۔

بلاشبہ سب شرابیں اور ہمہ اقسام کی منشیات جسم میں قوت مدافعت کو کمزور کرتی ہیں۔ مختلف جراثیموں (MICROBES) کے لیے جسم پر حملہ آور ہونا' پھر اسے ہلاکت کی وادیوں

[1] نائٹریٹ اور امینو ایسڈ کا مرکب

میں پہنچا دینا آسان تر ہو جاتا ہے۔

منشیات کا عادی بھی بلا شک وشبہ شراب کے عادی کی طرح ہی ہے' جو اپنی صحت کی پروا کرتا ہے اور نہ ہی اپنے کھانے پینے کو اہمیت دیتا ہے۔ منشیات اور شرابوں کے رسیا لوگوں کی بڑی تعداد تمباکو نوشی میں اسراف اور فضول خرچی میں مشغول ہونے کی وجہ سے ہی ادھڑ جاتی ہے۔

شراب اور منشیات کے عادی لوگوں کو غشی کے بار بار دورے پڑتے ہیں' پھر ان کو قے اور الٹیاں بھی شروع ہو جاتی ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ شراب اور منشیات کے بعض اجزا قے میں خارج ہونے کے بجائے ہوا کی نالیوں اور پھیپھڑوں میں سرایت کر جاتے ہیں' جس کے باعث دونوں پھیپھڑوں میں یا صرف ایک ہی میں زبردست اور شدید نوعیت کی سوزش ہونے لگتی ہے۔ پھیپھڑوں میں پھوڑے پھنسیاں پہلے سے ہی موجود ہوتی ہیں یا طاعون کے پھوڑے بننا شروع ہو جاتے ہیں۔

مغربی ممالک میں نشہ آور اشیا اور منشیات کے عادی لوگوں میں اور جنسی بے راہ روی اختیار کرنے والے لوگوں میں ہیپاٹائٹس بی کے وائرس پھیل رہے ہیں۔ یہ ہیپاٹائٹس بی کے وائرس بڑی خطرناک بیماری اعتبار کی جاتی ہے۔ کیونکہ ان چیزوں میں مبتلا افراد لگاتار مقوی ادویات استعمال کرنے کے محتاج بن جاتے ہیں اور دوسرے اعتبار سے یہ چیزیں جگر کو ناکارہ بنانے میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ ویسے بھی مذکورہ بالا مرض ذاتی طور پر ایک مہلک اور خطرناک مرض ہے۔ اس کے علاوہ جن لوگوں کو جگری کمزوری لاحق ہوئی ہے ان میں سے ۱۵ (۱۵) لوگ جگر کے کینسر میں مبتلا پائے گئے ہیں۔ مغربی معاشروں میں جنسی بے راہ روی' منشیات کے استعمال کی عادت اور خاص طور پر ہیروئین اور مارفین کا استعمال بذریعہ انجکشن بڑھتا جا رہا ہے۔ تیسری دنیا کے معاشروں کے ساتھ موازنہ کریں تو پتا چلتا ہے کہ یہی یہ دونوں چیزیں اعلیٰ صحت وتندرستی والے معاشروں میں اس مرض کے پھیلاؤ کا اہم سبب ہیں۔

منشیات خون کو بدبودار بنانے کا سبب بنتی ہے

یہ جراثیم (MICROBES) انجکشن کے ذریعے یا غیر اصلی اور ملاوٹ شدہ مواد کے ذریعے خون میں منتقل ہوتے ہیں جو سخت اور تیز بخار کا سبب بن جاتے ہیں۔ پھر یہی جرثومے خون سے آگے بڑھ کر اعضائے رئیسہ مثلاً: دل وغیرہ کی طرف منتقل ہو جاتے ہیں جو دل کی

① ہیپاٹائٹس (بی) کے وائرس

اندرونی جھلی میں شدید سوزش یا کم شدید سوزش کا سبب بنتے ہیں۔ یہی جرثومے عام طور پر سنہری پیچ دار نوعیت کی سوزش کا سبب بن جاتے ہیں۔

یہ جرثومے صرف دل کی اندرونی جھلی کو پارہ پارہ ہی نہیں کرتے بلکہ دل' وریدوں اور شریانوں کے منہ پر لگے ہوئے والوز کو بھی پارہ پارہ کر دیتے ہیں۔ ① خاص طور پر دل کی سب سے بڑی شریانوں اور طی AORTA اور ''میتر الی'' تو چکنا چور ہو جاتی ہیں۔

دماغ کے پردہ اور جھلیوں (MENINGES) میں سوزش پیدا ہو جاتی ہے' اور اس طرح حرام مغز میں بھی اور پھیپھڑوں میں بھی متعدد اور بکثرت ورم بن جاتے ہیں جن میں سے پھیپھڑوں کے ورم' پھیپھڑوں کے پھوڑے' پھیپھڑے کی جھلی میں سوزش' اس جھلی میں پیپ بھرا لیکن بلا درد پھوڑا' پھیپھڑے میں رطوبتوں کا ٹپکنا اور جم جانا' پھیپھڑے کی شریان کی سختی اور کھنچاؤ کا زیادہ ہو جانا وغیرہ۔ اس کے علاوہ منشیات کے بکثرت استعمال کرنے والوں میں اور بالخصوص ہیروئن اور مارفین کے عادی لوگوں میں پھیپھڑے کی تپ دق بالکل اسی طرح لاحق ہوتی ہے جس طرح شراب اور نشہ آور مشروبات کے استعمال کرنے والوں میں ہوتی ہے۔

ہیروئین ان مہلک بوٹیوں میں سے سخت مہلک بوٹی شمار کی جاتی ہے جنہیں منشیات استعمال کرنے والے استعمال کرتے ہیں' جو بہت زیادہ نشہ آور ہے۔ عام طور پر کسی شخص کو ان اشیا منشیات کا عادی بنانے اور ان کا خوگر بنانے کے لیے ہیروئن کی متواتر دو یا تین چٹکیاں ہی کافی ہوتی ہیں۔ اسی لیے اس بارے میں ہیروئن تمام جڑی بوٹیوں میں سے خطرناک ترین بوٹی سمجھی جاتی ہے اور یہ سب سے زیادہ تیزی کے ساتھ نفسی اور جسمانی طور پر اثر کرتی ہے۔

ہیروئن جسم میں خطرناک امراض کو پیدا کرنے کا سبب بن جاتی ہے' ہیروئن اور مارفین دونوں ہی آلہ تناسل میں زبردست کھنچاؤ لانے کے علاوہ انتہائی زیادہ جسمی کھنچاؤ بھی پیدا کرتی ہیں جو صرف ان دونوں کی وجہ سے ہی ہوتا ہے۔ جب کہ منشیات کا کاروبار کرنے والے اور اس کی اسمگلنگ کرنے والے لوگ زمین میں تباہی پھیلانے کی سزا کے حق دار ہیں۔ ان کے لیے ''تعزیری ② سزا'' بھی قتل سے کم نہیں ہے ایسے لوگوں کی گوشمالی کرنے اور انہیں قرار واقعی

① صمام جمع صمامات: لغوی معنی سر بند شیشہ' بوتل کا ڈاٹ یا کاک۔ اصطلاح میں دہانہ قلب یا شریان یا ورید وغیرہ کی کواڑی جو خون یا رطوبت وغیرہ کو صرف ایک ہی طرف جانے دیتی ہے اور بازگشت یعنی واپسی کو روکتی ہے۔ انگریزی میں اسے VALVE کہتے ہیں۔

② کسی گناہ کبیرہ پر شرعی سزا دینے کو ''حد'' اور حد سے کم سزا کو ''تعزیر'' کہتے ہیں۔ مترجم

سزا کر ہی معاشرے کو ان منشیات کے خطرناک اور ہولناک نتائج سے بچایا جا سکتا ہے۔ منشیات کا صرف ایک اسمگلر ہی اس مہلک اور تباہ کن پاؤڈر اور مواد کے ذریعے بیسیوں بلکہ سیکڑوں افراد کو قتل کر دیتا ہے۔

ہیروئن یا مارفین (MORPHIN) کی وجہ سے شدت تیزابیت

ان زہریلی اور تیزابی منشیات کو استعمال کرنے سے مندرجہ ذیل خطرناک عوارض اور امراض پیدا ہو جاتے ہیں:

دل کی شریانوں میں شدید اضطراب اور بے ترتیبی رونما ہو جاتی ہے۔ کبھی کبھار تو یہی کیفیت اچانک موت کا سبب بھی بن جاتی ہے یا بعض اوقات دل یا دماغ میں خون کے انجماد کا باعث بھی بن جاتی ہے۔

اس سے سر درد اور تشنج کے دورے بھی شروع ہو جاتے ہیں جس سے درجہ حرارت ۴۰ درجے سینٹی گریڈ یا اس سے بھی زائد ہو جاتا ہے۔ سانس لینے کی تنگی اور صعوبت بھی شروع ہو جاتی ہے۔ مختلف درجے میں شعور واحساس کی کمی اور فقدان بھی لاحق ہو جاتا ہے جو بعض اوقات مکمل غشی اور بے ہوشی تک بھی پہنچ جاتا ہے' کھوپڑی یا کاسئہ سر کے اندر ٹمپریچر کا دباؤ بھی بڑھ جاتا ہے۔

منشیات کے مسلسل استعمال کرنے سے دماغ میں دبلا پن' دیوانگی اور پاگل پن کی کیفیات یعنی سٹھیا جانا اور فضول باتیں کرتے رہنا جیسے امراض لاحق ہو جاتے ہیں۔ ان کے علاوہ اور بھی بہت سے خطرناک امراض وعوارض لاحق ہوتے ہیں جنہیں جدید علم نے ثابت کیا ہے۔ [1]

اس امر میں کوئی شک وشبہ نہیں رہ جاتا کہ منشیات کی تمام اقسام کے خطرات اور مضر اثرات انسان اور معاشرے میں سخت ہلاکت خیزیاں لا رہے ہیں۔ نشہ آور مشروبات کی تمام انواع بھی یہی نتائج دکھا رہی ہیں۔ لہٰذا ان سب کا حکم ''شدید حرام'' ہونے کا ہے' اور ان سے مکمل بچاؤ انتہائی ضروری ہے۔

تمباکو نوشی کے خطرات

سائنسی لحاظ سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ سگریٹ نوشی یا تمباکو نوشی کی عادت کئی ایک ''امراض قلب'' کے لیے پیش خیمہ ہے اور بہت سی اقسام کے ''کینسری ورموں'' کے لیے

[1] انظر کتاب ((المخدرات الخطر الدامهم)) اللدکتور محمد علی البار ط دار القلم

سازگار ماحول پیدا کرنے والی ہے۔

''نیکوٹین'' دماغ کو نشاط و مسرت بخشنے والی ہے۔ اسی لیے بعض تمباکو نوش اس سے اپنے اعصاب میں سکون اور اطمینان محسوس کرتے ہیں۔ حالانکہ اس سے اختلاج قلب (دل کا پھڑکنا) کا مرض لاحق ہو جاتا ہے۔ اس عادت سے جسم کا ٹمپریچر بڑھ جاتا ہے' کھانے کی تمنا کم ہو جاتی ہے اور جنسی طاقت میں ضعف روی ہو جاتی ہے۔

تمباکو کے دھوئیں میں ہیجان خیز اور اشتعال انگیز مواد پھیپھڑوں میں جانے والی رگوں اور نالیوں میں تنگی پیدا کر دیتے ہیں' جس سے آگے چل کر پھیپھڑے کی لچک بھی ختم ہو جاتی ہے۔ ان دونوں اسباب کی وجہ سے (BRONCHITIS) یعنی ہوا کی نالیوں میں سوجن بن جاتی ہے' جس سے سگریٹ نوش کو ''دائمی کھانسی'' کی ایسی شکایت ہوتی ہے جس طرح کہ واقعی اسی پر ہی ختم ہو گی۔ ہوا کی نالیوں میں سوجن کی وجہ سے شرح اموات صرف سگریٹ پینے والوں میں سگریٹ نہ پینے والوں کی نسبت کہیں زیادہ ہے بلکہ ان سے چھ گنا زائد ہے۔

سگریٹ نوشی (آکسیجن کی کمی کے باعث) خون کو منجمد کرنے اور سینے کی گھٹن اور درد (ANGINA) کو پیدا کرنے والے بڑے بڑے اسباب میں سے ایک ہے۔ پھیپھڑے کا کینسر یہ ایک ایسا مرض ہے جو سگریٹ نوشوں میں دن بدن بڑھتا ہی جا رہا ہے اور سگریٹ نہ پینے والوں میں یہ مرض برائے نام ہے' اور تجربات سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ بس یہ اس دھوئیں پر موقوف ہے جو انسان کے اندر داخل ہوتا ہے۔

اسی طرح سگریٹ نوشوں میں گلے اور سانس کی نالی میں کینسر بن جاتا ہے۔ معدے کا کینسر اور مثانے کا کینسر بھی بن جاتا ہے۔

ان تحقیقات سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ سگریٹ نوشی منشیات اور نشہ آور مشروبات و اشیاء کے اسباب کے بعد سب سے اہم موت لانے کا سبب ہے۔ اس لیے یہ انسانی صحت و عافیت کو ہلاک اور تباہ کرنے والی چیزوں کے بعد حرام ہونے میں بالکل ان کے بعد دوسرے نمبر پر ہے۔

''الفواکه العریدة فی المسائل المفیدة' کتاب میں شیخ احمد منقور بری النجدی نے ''تمباکو نوشی'' کی بحث میں لکھا ہے:

''سگریٹ نوش کے بدن' عقل اور مال پر ایسے مضر اثرات پڑتے ہیں جو مخفی اور

پوشیدہ نہیں ہیں۔ اس میں مال بھی ضائع ہوتا ہے جو کہ شرعاً ناجائز ہے اس بات میں چنداں فرق نہیں کہ مال کو سمندر میں پھینک دیا جائے یا اسے آگ میں جلا دیا جائے۔ پھر جو چیز عقل اور بدن کو نقصان پہنچانے والی ہے وہ صرف نقصان کے پیش نظر حرام ہے' اور اس نقصان پہنچانے والی چیز کے حرام ہونے میں یہ کوئی فرق نہیں ہے کہ وہ ایسی چیز ہو جس میں ہم بحث پڑھ رہے ہیں یعنی سگریٹ نوشی یا کوئی اور چیز ہو اس چیز کا نقصان فوراً ہو یا درجہ بدرجہ اور آہستہ۔ آہستہ یقیناً تدریجی اثرات والی اشیا کثیر الوقوع ہیں۔ لہٰذا سگریٹ نوشی حرام ہے۔ اس کے استعمال کی حرمت میں ذرہ بھر بھی شک وشبہ نہیں ہے۔''[1]

---

[1] التوافكة العديدة في المسائل المفيدة' ج۲/۷۸۔۸۰

بحث : 12

حرمت آواز وساز

اے میری ایمان والی بہن!

باجے گاجے اور کمان کی تانت وغیرہ' یعنی جو آج کل موسیقی کے نام سے معروف ومشہور ہیں' سننے سے خاص طور پر بچ کر رہو' کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے روکتے ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے نبی کریم ﷺ کی زبان مبارک سے ان آلات موسیقی کو منع فرما دیا ہے۔ آپ کے لیے مندرجہ دلائل حاضر خدمت ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۖ وَّيَتَّخِذَهَا هُزُوًا ۭ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝﴾

(القمان : ٣١/٦)

''اور بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو لغو باتوں کو مول لیتے ہیں کہ بے علمی کے ساتھ لوگوں کو اللہ کی راہ سے بہکائیں اور اسے ہنسی بنائیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کے لیے رسوا کرنے والا عذاب ہے۔''

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور حسن بصری رحمہ اللہ نے ''لھو الحدیث'' (لغو باتوں) سے مراد آلات لہو ولعب اور سامان تفریح مراد لیے ہیں۔ ان کا بیان آگے آرہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا دوسرا فرمان ملاحظہ فرمائیں:

﴿وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ﴾ (بنی اسرائیل : ١٧/٦٤)

''ان میں سے تو جسے بھی اپنی آواز سے بہکا سکے بہکا لے۔''

صرف ایک مرتبہ تانت کی آواز سننے سے ''کلمہ شہادت'' دوبارہ پڑھنا واجب نہیں ہوتا بلکہ بار بار سننے سے واجب ہو جائے گا۔ اہل عراق اور بڑے بڑے علما نے (یعنی فقہ حنفی کے علما نے) اسے کبائر کی فہرست میں یقین کے ساتھ بیان کیا ہے۔

اسے حرام کہنے والوں کے دلائل کا ماحصل آپ کے سامنے پیش خدمت ہے۔ ان کے پیچھے بھی بہت سی باتیں ہیں جن کو بیان کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ تو ہم یوں کہتے ہیں: مستی

اور وجد پیدا کرنے والے سب آلات کو بجانا اور انہیں بڑے غور سے سننا حرام ہے' مثلاً: طنبورہ (ایک باجا)' عود (سارنگی)' رباب (سارنگی نما ایک تار کا باجا) جنک (جانجھ ایک باجا) منجہ (ایک آلہ موسیقی کا نام) درنج (طنبورہ نما ایک آلہ) صنج (ایک قسم کا باجا بھی اور پتیلہ کی ایسی دو تھالیاں بھی جو ایک دوسرے پر ماری جاتی ہیں) مزمار (بانسری اور منہ سے بجانے والا ہر آلہ جس سے آواز پیدا ہو) مزمار عراقی' یراع (بانسری نما ایک آلہ)' کوبہ (سارنگی نما ایک آلہ موسیقی) اور اس کے علاوہ دیگر آلات لہو ولعب۔

''معازف'' معترفہ کی جمع ہے جس کا معنی ہے: باجا' ساز' آلہ موسیقی' سارنگی وغیرہ۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس سے مراد مغنیہ (گلوکارہ) کی ایسی آواز جو سارنگی بجانے کے ساتھ ہو' وگرنہ اسے معترفہ نہیں کہا جائے گا' اور دوسرا قول یہ بھی ہے کہ اس سے مراد ہر وہ دھاگا اور تانت ہے جو کھینچی ہوئی' اور یہ شراب نوشی کے آلات ہیں اور جو اس کی طرف دعوت دیتے ہیں۔ تو ان کے سننے اور بجانے میں ان مئے نوشوں سے مشابہت ہوتی ہے۔ لہٰذا یہ سب حرام ہیں۔

سیدنا ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((لَيَكُونَنَّ فِي أُمَّتِي قَوْمٌ يَسْتَحِلُّونَ الْحِرَ- أَيِ الزِّنَا- وَالْحَرِيرَ وَالْخَمْرَ وَالْمَعَازِفَ)) [1]

''ضرور میری امت میں بھی ایسے لوگ ہوں گے جو زنا کاری اور ریشم اور شراب اور آلات موسیقی کو حلال سمجھیں گے۔''

یہ حدیث مبارکہ ان تمام آلات لہو اور بوقت خوشی استعمال ہونے والے باجوں گاجوں کو حرام ثابت کرنے کے لیے بڑی ظاہر اور واضح ہے۔

امام ابن حزم رحمہ اللہ اور ان کے متبعین کے اس خیال نفسانی اور عجیب تساہل پر بڑی حیرانی ہے کہ انہوں نے اس تعصب سے کام لیا ہے کہ اس حدیث مبارکہ اور اس باب میں وارد شدہ دیگر احادیث مبارکہ پر ''موضوع'' ہونے کا حکم لگایا ہے' جب کہ یہ صریح جھوٹ ہے۔ کسی آدمی کو بھی اس حکم پر اعتماد اور یقین کرنے کی قطعاً کوئی اجازت نہیں ہے۔

امام ابوالعباس قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: بانسری اور بانسری نما دیگر آلات' کمان کے تانت اور کوبہ (سارنگی نما آلات) کے سماع کے حرام ہونے میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ میں

---

[1] صحیح البخاری ۱۰/ ۵۵۹۰ ((الفتح))

نے اسلاف میں سے کسی بزرگ کی بات' جس کی بات قابل اعتبار سمجھی جاتی ہو' اور ائمہ خلف میں سے کسی کی بات نہیں سنی جو ان آلات کے سننے کو مباح اور جائز قرار دیتا ہو' اور یہ آلات کیسے حرام نہ ہوں گے جب کہ یہ شراب نوشوں' نافرمانوں' شہوانی جذبات بھڑکانے والوں' فساد برپا کرنے والوں اور بے ہودہ اور شوخی بگھارنے والوں کا شکار ہیں۔ جو چیز اس طرح کی ہو' اس کے حرام ہونے میں کوئی شک نہیں رہ جاتا اور اس کے فاعل کے گناہ گار اور نافرمان بننے میں کون سا شک رہ جاتا ہے؟

''احیاء العلوم'' میں لکھا ہے: ایسی تانتوں کے حرام ہونے کی تین اہم وجوہات ہیں: یہ آلات ''مئے نوشی'' کی دعوت دیتے ہیں' کیونکہ ان سے حاصل ہونے والی لذتیں شراب کی طرف بلاتی ہیں۔ اس لیے شراب کی تھوڑی سے تھوڑی مقدار کو بھی حرام رکھا گیا ہے۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ جس آدمی کا شراب پینے کا زمانہ ابھی قریب قریب گزرا ہے یہ آلات اسے ان مجالس لہو ولعب اور شراب نوشی کے دور یاد کروا دیں گے۔ ان محافل کی یاد گناہ اور نافرمانی کو تازہ دم کرنے کا سبب بنے گی' اور پھر ان کو تازہ دم کرنا پیش رفت کرنے کا سبب بن سکتا ہے اس لیے بھی احرام ہیں۔

اور تیسری وجہ یہ ہے کہ ایسے آلات کے گرد جمع ہونا یہ اہل فسق کی عادات میں سے ہے۔ تو جو ایسے کرے گا گویا ان سے مشابہت اختیار کر رہا ہے۔ ((ومن تشبہ بقوم فھو منھم)) [1] کے مصداق وہ بھی ان ہی میں سے ہو جائے گا۔

تفسیر ''الحاوی'' میں ہے: آلات لہو ولعب اور آلات موسیقی یا تو حرام ہیں جیسے کہ عود' طنبور' مغزفہ' طبل اور بانسری وغیرہ' یا ہر وہ تنہا آواز جو خوش کن اور غافل کرنے والی ہو' یا پھر وہ آلات مکروہ ہیں جو گانا گانے کے ہمراہ لہو ولعب اور موسیقی میں آتے ہیں منفرد اور اکیلے استعمال نہیں کیے جاتے' مثلاً: صنج اور بانس کی لکڑی وغیرہ' انہیں گانا گانے کے ہمراہ استعمال کرنا مکروہ ہے اکیلے نہیں' یا پھر وہ آلات مباح اور جائز ہیں جو لہو ولعب کے آلات سے خارج ہوں' مثلاً: ڈرانے کے لیے جیسے بگل' طبل حرب (کفار سے لڑائی کرنے کے لیے مسلمانوں کو جمع کرنے کے لیے طبل بجانا) یا ویسے ہی اجتماع عام کی خاطر طبل بجانا یا اعلان کرنے کی خاطر جیسے نکاح میں دف بجانا وغیرہ۔

---

[1] یعنی جس نے کسی غیر قوم سے مشابہت اختیار کی وہ ان ہی میں سے ہو گا۔ مترجم

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے جسے سیدنا نافع رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے کہ آپ نے ایک چرواہے کی بانسری کی آواز سنی تو آپؓ نے اپنی انگلیوں کو اپنے کانوں میں ٹھونس لیا اور راستے سے ہٹ کر چلنے لگے اور پھر پوچھنے لگے: اے نافع! کیا تجھے آواز سنائی دے رہی ہے؟ میں کہتا: جی ہاں! پھر جب میں نے کہا ''نہیں!'' تب آپ راستے پر آئے اور یوں فرمایا:

((هٰكَذَا رَأَيْتَ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَفْعَلُهُ)) ①

''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا ہی کرتے ہوئے دیکھا تھا۔''

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ایسا کرنا اپنی امت کو بتانے اور سمجھانے کے لیے تھا کہ بانسری اور اس جیسے دیگر آلات کا سننا ان پر حرام ہے' اور سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے لیے آپ نے رخصت اور اجازت رکھی' کیونکہ وہ مجبوری کی کیفیت تھی' اس وقت ایسا کرنا ہی ممکن تھا' اور یہ اصول بھی ہے کہ ''بوقت مجبوری حرام کام جائز اور مباح بن جاتا ہے۔'' جس شخص نے بھی اس بانسری کے سننے کو جائز کہا ہے اس نے سنت کی خلاف ورزی کی ہے۔

البتہ جس آدمی نے اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے یہ مباح لکھا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو کان بند کرنے کا حکم نہیں دیا اور نہ ہی آپ نے چرواہے کو روکا تھا تو اس حدیث مبارکہ سے ثابت ہوا کہ آپ نے اس طرح صرف بطور تنزیہہ یعنی اظہار تقدیس و پاکی کے لیے کیا تھا یا اس وقت آپ ذکر الٰہی اور فکر آخرت کی حالت میں ہوں گے کہ بانسری کے سننے سے آپ کی توجہ اس طرف جانے کا اندیشہ تھا' لہٰذا آپ نے کان بند کر لیے' لہٰذا یہ مباح ہوا۔

تو علمائے کرام نے کئی جوابات سے اس کا رد کیا ہے:

ان میں ایک کہ وہ بانسری ویسی نہ ہوگی جیسی اس فن کے ماہرین استعمال کرتے ہیں اور یہی چیز تو ''محل نزاع'' ہے' یعنی جھگڑے اور اختلاف کی اصل چیز تو یہی ہے۔ اس فن کے ماہرین جس بانسری کو بڑے ذوق شوق سے بناتے ہیں اور اس کے تحت ہی وہ سارے آلات موسیقی آجاتے ہیں جو خوشی میں وجد اور حال پیدا کرنے والے ہیں۔ یہ بات تو بالکل واضح ہے کہ چرواہے کی بانسری کوئی ''بانس کی پوری'' ہی ہوگی۔ وہ بانسری ایسی نہیں تھی جسے کسی کاریگر

---

① اخرجه ابو داود ٤/٤٩٢٤ من حديث ابن عمر' وقال الالبانيؒ في صحيح سنن ابي داود برقم ٤١١٦ صحيح

نے اپنی پوری مہارت سے بنایا ہو یا اس میں مکمل فنکاری کا مظاہرہ کیا ہو۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ ان نوجوانوں نے یعنی ماہرین فن نے ایسے ایسے طریقے اختیار اور اختراع کر لیے ہیں کہ ان میں گانے اور نغمے پڑھتے ہیں جو شہوات کو بھڑکاتے اور جنسی خیالات میں ہیجان پیدا کرتے ہیں۔ اس چرواہے میں یہ بات بھی نہ تھی۔

ان میں سے ایک جواب یہ بھی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو کان بند کرنے کا حکم تو نہیں دیا تھا' کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہاں یہ اصول مقرر شدہ تھا کہ آپ ﷺ کے افعال و اعمال بھی اسی طرح ہی قابل حجت ہیں جیسے آپ کے اقوال و فرمودات' تو جونہی سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس ایسے ہوا تو فوراً انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے نقش قدم کو اختیار کیا اور آپ کی اتباع اختیار کر لی۔ یہ کس طرح گمان کیا جا سکتا ہے کہ آپ نے رسول اللہ ﷺ کی اتباع اختیار نہ کی ہو گی' جب کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما انتہائی اتباع رسول کرنے والے اور آپ کے نقش قدم کی پیروی کرنے والے تھے؟!!

ان میں سے ایک جواب یہ ہے کہ علمائے کرام کا اس امر پر اتفاق ہے کہ بانسری کی آواز کو کان لگا کر سننا منع ہے۔ ویسے کان میں آواز پڑ جائے تو وہ منع نہیں ہے یا سننے کا ارادہ ہی نہ ہو تو وہ بھی منع نہیں ہے اسے ختم کرنا بھی ناممکن ہو' تو ایسے آدمی کو راستہ چھوڑنا لازم نہیں ہے اور نہ ہی اس کے سننے سے گناہ گار بنے گا۔ بلکہ کان لگانے اور قصداً سننے سے ہی گناہ گار بنے گا۔

امام غزالی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے: سماع یا تو محبوب ہے کہ سننے والے پر اللہ تعالیٰ کی محبت اور اس کی ملاقات کا شوق غالب ہو یا پھر مباح ہے کہ کوئی اپنی بیوی کے پاس سچی محبت کا اظہار کرے' یا پھر حرام ہے کہ اس پر حرام خواہشات غالب آ رہی ہوں۔

امام عز بن عبدالسلام رحمہ اللہ سے محبت بھرے نغمے اور رقص و سرود کے گیت سننے کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا: رقص و سرود کی باتیں سننا بدعت ہے۔ ان باتوں کی طرف صرف ناقص العقل ہی آتا ہے۔ یہ کام عورتوں کے علاوہ کسی کے لیے مناسب نہیں ہیں۔ البتہ ایسے اشعار کو سننا جو صحیح سنت اور امور آخرت کو یاد کروانے والے ہوں' ان کے سماع میں کوئی حرج نہیں ہے۔ بلکہ جسمانی سستی اور دل کے تھکان اور اکتاہٹ کے وقت ایسے اشعار کو سننا مباح ہے۔ ان کے سننے کے وقت اپنے دل میں کوئی بری خواہش اور غلط خیال نہ آنے دے' کیونکہ یہ سماع دل کی بات کو تحریک دیتا ہے اور اس میں ہیجان پیدا کرتا ہے۔

انہوں نے مزید یوں بھی فرمایا: سماع' سننے والوں اور سنی جانے والے چیز کے حال سے مختلف حکم رکھتا ہے۔ اگر تو سننے والے عارف باللہ ہیں تو ان کے احوال کے پیش نظر ان کا سماع مختلف نوعیت کا ہوگا۔ پس جس آدمی میں خوف ایزدی غالب ہوگا تو خوف وخطرات کی باتیں سننے سے اس میں اثر پیدا ہوگا' مثلاً: غمی کے آثار' ظاہری حالت میں تغیر اور آنکھیں اشکبار وغیرہ۔ یہ یا تو عذاب کے خوف سے ہوگا یا کسی ثواب سے محروم ہو جانے کے باعث' یا حصول انس وقرب کے سبب' اور ڈرنے والوں اور سننے والوں کی یہ کیفیات بلند ترین درجہ رکھتی ہیں۔ اور قرآن کریم کی تاثیر اس آدمی پر اس سماع سے بڑھ کر اثر پذیر ہوتی ہے!! اور یہ بات یاد رکھیں کہ سماع پسندیدہ صرف اور صرف ایسی باتوں کے سننے ہی سے ہوگا جن میں سنت نبی اکرم ﷺ کے احوال اور پسندیدہ صفات کا ذکر ہو وگرنہ نہیں۔

شادیوں میں دف بجانے کا جواز

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اِعۡلِنُوۡا هٰذَا النِّكَاحَ، وَاجۡعَلُوۡهُ فِي الۡمَسَاجِدِ، وَاضۡرِبُوۡا عَلَيۡهِ بِالدُّفُوۡفِ)) ①

''اس نکاح کا اعلان کیا کرو' اور اس کا اہتمام مساجد میں کیا کرو' اور اس موقع پر دف بھی بجایا کرو۔''

آپ ہی روایت کرتی ہیں: ہم نے انصار کے ایک آدمی کے پاس اس کی بیوی کو ''شب زفاف'' کے لیے روانہ کیا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((يَا عَائِشَةُ، أَمَا كَانَ مَعَكُمۡ لَهۡوٌ، فَإِنَّ الۡأَنۡصَارَ يُعۡجِبُهُمُ اللَّهۡوُ)) ②

''اے عائشہ! کیا تمہارے پاس تفریح طبع کے لیے کوئی سامان نہیں ہے؟ کیونکہ انصار کو ''سامان تفریح'' اچھا لگتا ہے۔''

محمد بن حاطب الجمحی روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

((فَصۡلُ مَا بَيۡنَ الۡحَلَالِ وَالۡحَرَامِ الدَّفُّ وَالصَّوۡتُ)) ③

''حلال (نکاح) اور حرام (زنا) کے مابین دف بجانے اور شہرت کرنے کا ہی

---

① رواہ الترمذی فی کتاب النکاح ② رواہ البخاری فی کتاب النکاح۔

③ اخرجہ الترمذی والنسائی وزاد فی النکاح

فرق ہے۔''

سیدنا عمرو بن شعیب رحمہ اللہ اپنے باپ سے اور اپنے دادا سے روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: جب تم میں سے کوئی کسی خاتون سے شادی کرے یا کسی خادم کو خرید کر لائے تو اسے چاہیے کہ یوں کہے:

((اِذَا تَزَوَّجَ أَحَدُكُمُ امْرَأَةً، أَوِ اشْتَرَى خَادِمًا، فَلْيَقُلْ: اَللّٰهُمَّ اِنِّی أَسْأَلُكَ خَيْرَهَا وَخَيْرَ مَا جَبَلْتَهَا عَلَيْهِ، وَأَعُوذُبِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّمَا جَبَلْتَهَا عَلَيْهِ......)) ①

''اے میرے اللہ! میں تجھ سے اس کی خیر کا سوال کرتا ہوں اور اس خیر کا بھی جس پر تو نے اسے پیدا فرمایا ہے، اور میں تجھ سے اس کے شر سے پناہ مانگتا ہوں اور اس شر سے جس پر تو نے اسے پیدا کیا ہے۔''

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی شادی کرنے والے کو مبارک باد دیتے تو یہ فرماتے:

((كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهُ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا رَفَأَ مَنْ تَزَوَّجَ، قَالَ: بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ وَبَارَكَ عَلَيْكَ، وَجَمَعَ بَيْنَكُمَا فِي خَيْرٍ)) ②

''اللہ تعالیٰ تیرے لیے برکت فرمائے، اور تجھ پر برکت کا نزول فرمائے، اور تم دونوں کو خیر سے جمع رکھے۔''

❀❀❀❀

---

① رواہ ابو داود فی کتاب النکاح ٤٥، ادب ٩٨۔١٠١

② رواہ الامام احمد فی مسندہ ج٢/٣٨١۔٤٥١

بحث: 13

عید کے دن نابالغ بچی کا گانا

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا روایت فرماتی ہیں:

((دَخَلَ عَلَی النَّبِیُّ ﷺ وَعِنْدِیْ جَارِیَتَانِ تُغَنِّیَانِ بِغِنَاءِ بُعَاثٍ، فَاضْطَجَعَ عَلَی الْفِرَاشِ وَحَوَّلَ وَجْهَهُ، وَدَخَلَ أَبُو بَكْرٍ فَانْتَهَرَنِیْ وَقَالَ: مِزْمَارَةُ الشَّيْطَانِ فِیْ بَيْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ، فَأَقْبَلَ عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَقَالَ: دَعْهُمَا، فَلَمَّا غَفَلَ غَمَزْتُهُمَا فَخَرَجَتَا، قَالَتْ: وَكَانَ يَوْمُ عِيْدٍ، وَكَانَ السُّوْدَانُ يَلْعَبُوْنَ بِالدَّرَقِ وَالْحِرَابِ فِی الْمَسْجِدِ، فَسَأَلْتُ النَّبِیَّ ﷺ فَقَالَ: أَتَشْتَهِيْنَ أَنْ تَنْظُرِیْ؟ فَقُلْتُ: نَعَمْ، فَأَقَامَنِیْ وَرَاءَهُ وَهُوَ يَقُوْلُ: دُوْنَكُمْ يَا بَنِیْ أَرْفِدَةَ، حَتّٰی إِذَا مَلِلْتُ قَالَ: حَسْبُكِ؟ قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: فَاذْهَبِیْ)) ①

"نبی اکرم ﷺ میرے ہاں تشریف لائے جبکہ میرے پاس دو نابالغ بچیاں تھیں جو "یوم بعاث" کے متعلق گا رہی تھیں۔ رسول اللہ ﷺ بستر پر لیٹ گئے اور رخ انور دوسری جانب فرما لیا۔ اسی اثنا میں ابو بکر رضی اللہ عنہ بھی آ گئے۔ انہوں نے مجھے ڈانٹا اور کہا: رسول اللہ ﷺ کے گھر میں شیطان کی بانسری؟ رسول اللہ ﷺ ان کی جانب متوجہ ہوئے اور فرمایا: ان دونوں کو رہنے دو۔ (بانسری پر گانے دو۔) پھر جس وقت نبی اکرم ﷺ کا دھیان دوسری طرف ہوا تو میں نے ان دونوں کو آنکھ سے اشارہ کیا۔ وہ دونوں چلی گئیں۔"

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا مزید فرماتی ہیں: وہ عید کا دن تھا' سوڈانی مسجد نبوی میں چمڑے کی ڈھالوں اور برچھیوں سے کھیل رہے تھے۔ میں نے نبی اکرم ﷺ سے پوچھا' تب آپ نے فرمایا: کیا تو بھی دیکھنے کی تمنا رکھتی ہے؟ میں نے عرض کیا: ہاں! تب نبی اکرم ﷺ نے مجھے اپنی

① رواہ البخاری فی کتاب مناقب الانصار ٤٦ والعیدین ٢ رواہ مسلم فی کتاب العیدین ١٦-١٩ ورواہ ابن ماجہ فی کتاب النکاح ٢١

پچھلی جانب کھڑا کر لیا اور فرمانے لگے: اے ابن ارفدہ! کھیلتے رہو' یہاں تک کہ میں خود تھک گئی۔ آپ نے پوچھا: اتنا ہی کافی ہے؟ میں نے جواب دیا: جی ہاں! تو آپ نے فرمایا: اچھا پھر چلی جاؤ!''

''بعاث'' قبیلہ اوس کے ایک قلعہ کا نام ہے۔ اس میں اوس اور خزرج کے درمیان ایک مشہور و معروف معرکہ ہوا تھا۔ ''انتھرنی'' کا معنی ہے مجھے ڈانٹا۔ ''بنوارفدہ'' ''فا'' کی زبر اور زیر دونوں طرح سے پڑھا جا سکتا ہے۔ حبشیوں کی ایک نسل جو رقص کرتے اور اچھل کود کیا کرتے تھے۔

سیدنا عامر بن سعد رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

((دَخَلْتُ عَلٰی قُرْظَةَ بْنِ كَعْبٍ، وَاَبِي مَسْعُوْدِ الْاَنْصَارِيِّ فِي عُرُسٍ، فَاِذَا جَوَارٍ يُغَنِّيْنَ فَقُلْ: اَنْتُمَا صَاحِبَا رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنْ اَهْلِ بَدْرٍ يُفْعَلُ هٰذَا عِنْدَكُمْ؟ فَقَالَا اِجْلِسْ اِنْ شِئْتَ فَاسْتَمِعْ مَعَنَا، وَاِنْ شِئْتَ اذْهَبْ، لَقَدْ رَخَّصَ لَنَا فِي اللَّهْوِ عِنْدَ الْعُرُسِ)) [1]

''میں قرظہ بن کعب اور ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہما کے پاس ایک شادی کی تقریب میں آیا۔ وہاں پر میں نے دیکھا کہ چند نابالغ لڑکیاں گا رہی تھیں۔ میں نے کہا: آپ دونوں حضرات رسول اللہ ﷺ کے بدری صحابہ کرام میں سے ہیں۔ آپ کے سامنے یہ کیا ہو رہا ہے؟ وہ دونوں بولے: بیٹھ جاؤ! اگر چاہتے ہو تو ہمارے ساتھ تم بھی سنو' اور اگر چاہتے ہو تو چلے جاؤ۔ شادی کے موقع پر ایسے کھیل کود کی ہمیں اجازت دی گئی ہے۔''

❀❀❀❀

[1] رواہ النسائی فی کتاب النکاح ۸۰

بحث: 14

عورتوں کا مہندی لگانا

کریمہ بنت ہمام رحمہا اللہ بیان کرتے ہیں کہ ایک خاتون نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے عورت کے مہندی لگانے کی بابت سوال کیا تو آپ نے فرمایا:

((لَا بَأْسَ بِهٖ، وَلٰكِنِّي أَكْرَهُهُ لِأَنَّ حَبِيْبِي ﷺ كَانَ يَكْرَهُ رِيْحَهُ)) ①

''اس میں کوئی حرج نہیں ہے، لیکن میں اسے ناپسند کرتی ہوں کیونکہ میرے حبیب ﷺ اس کی بو کو ناپسند فرمایا کرتے تھے۔''

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا ہی بیان کرتی ہیں: ایک عورت نے پردے کے پیچھے سے رسول اللہ ﷺ کو ایک کتاب پکڑانے کے لیے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا۔ آپ نے اپنا ہاتھ پیچھے ہٹا لیا اور فرمایا:

((مَا أَدْرِي أَيَدُ رَجُلٍ أَمْ يَدُ امْرَأَةٍ؟ فَقَالَتْ: بَلْ يَدُ امْرَأَةٍ فَقَالَ: لَوْ كُنْتَ امْرَأَةً لَغَيَّرْتِ أَظْفَارَكِ. يَعْنِي بِالْحِنَّاءِ)) ②

''مجھے کیا معلوم کہ یہ آدمی کا ہاتھ ہے یا کسی خاتون کا ہے؟ وہ بولی: بلکہ یہ تو ایک خاتون کا ہاتھ ہے تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر تو عورت ہوتی تو اپنے ناخنوں کو تبدیل کر لیتی یعنی مہندی سے۔''

(یہ روایت اگرچہ سنداً ضعیف ہے لیکن اپنے دیگر شواہد کی وجہ سے حسن درجہ کی ہے۔)

آپ ہی روایت کرتے ہیں کہ ہند بنت عتبہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: یارسول اللہ! مجھ سے بیعت لے لیں، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا أُبَايِعُكِ حَتّٰى تُغَيِّرِي كَفَّيْكِ، كَأَنَّهُمَا كَفَّا سَبُعٍ)) ③

''میں تب تک تجھ سے بیعت نہ لوں گا جب تک تو اپنی ہتھیلیوں کی رنگت کو تبدیل نہیں کر لیتی۔ یہ تو یوں لگتے ہیں جیسے کسی درندے کے ہاتھ ہوں۔''

① رواہ احمد فی مسندہ برقم ٢٥٦٣٦ وسندہ صحیح رواہ ابو داود فی کتاب الطلاق ٤٦ ورواہ النسائی فی کتاب الطلاق ٦٥۔ ٦٦ ② رواہ احمد فی مسندہ ج ٦/٢٦٢ ورواہ ابو داود فی کتاب الترجل ٤ ورواہ النسائی فی کتاب الزینة ١٨ وسندہ ضعیف ولہ شواھد یرتقی بھا الی الحسن۔

③ رواہ ابو داود فی کتاب الترجل ٤، وسندہ ضعیف

بحث: 15

سونے چاندی کے برتن استعمال کرنا

اے میری خواہر ایمان!

رسول اللہ ﷺ نے خورونوش کے لیے سونے اور چاندی کے برتنوں کو استعمال کرنا حرام قرار دیا ہے، کیونکہ یہ دونوں ہی دنیا میں بڑی قیمتی اور عمدہ اشیا ہیں، اور یہ دونوں ہی آخرت میں جنتی نعمتوں میں سے ہوں گی!!

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ روایت کرتی ہیں کہ آپ نے فرمایا ہے:

((اِنَّ الَّذِیْ یَأْکُلُ وَیَشْرَبُ فِیْ آنِیَةِ الذَّھَبِ وَالْفِضَّةِ اِنَّمَا یُجَرْجِرُ أَیْ یَصُوْتُ فِیْ بَطْنِهٖ نَارَ جَھَنَّمَ)) زَادَ الطَّبَرَانِیُّ: ((اَلَّا أَنْ یَّتُوْبَ)) ①

''بلاشبہ جو آدمی سونے اور چاندی کے برتن میں کھاتا اور پیتا ہے، یقیناً وہ اپنے پیٹ میں جہنم کی آگ کو غٹ غٹ اور غرغر کر کے پیتا اور کھاتا ہے۔'' طبرانی کی روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں: ''مگر یہ کہ وہ توبہ کر لے۔''

سیدنا انس رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں:

((نَھٰی عَنِ الْأَکْلِ وَالشُّرْبِ فِیْ اِنَاءِ الذَّھَبِ وَالْفِضَّةِ)) ②

''کہ نبی کریم ﷺ نے سونے اور چاندی کے برتنوں میں کھانے اور پینے سے روکا ہے۔''

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا روایت فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

((مَنْ یَشْرَبُ فِیْ اِنَاءِ الْفِضَّةِ، اِنَّمَا یُجَرْجِرُ فِیْ بَطْنِهٖ نَارَ جَھَنَّمَ)) ③

''جو شخص چاندی کے برتنوں میں پیتا ہے وہ تو اپنے پیٹ میں آتش جہنم غٹ غٹ کر کے انڈیل رہا ہے۔''

---

① صحیح مسلم ۳/۱٦۳٤ وابن ماجه ۲/۳٤۱۳

② اخرجه النسائی ۸/۱۹۹ وھو صحیح فی الجامع ٦۸٦٦ وقال الالبانیؒ صحیح

③ اخرجه البخاری ۱۰/...... ٥٦۳٤ ((الفتح)) ومسلم ۳/۱٦۳٤

صحیح مسلم میں سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے' کہتی ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

((مَنْ يَشْرَبُ فِي اِنَاءٍ مِنْ ذَهَبٍ أَوْ فِضَّةٍ فَاِنَّمَا يُجَرْجِرُ فِي بَطْنِهِ نَاراً مِنْ جَهَنَّمَ)) [1]

''جو سونے یا چاندی کے برتنوں پیتا ہے وہ اپنے پیٹ میں جہنم کی آگ سے غٹ غٹ کرتا ہے۔''

چند اہم فوائد و نکات

ان میں سے ایک یہ ہے: اس عمل کو گناہ کبیرہ شمار کرنا اس وجہ سے ہے کہ ہمارے بعض ائمہ کا یہی موقف ہے۔ گویا کہ انہوں نے مذکورہ احادیث مبارکہ سے یہی نتیجہ اخذ کیا ہے۔ آگ کو غٹ غٹ پینے کا مطلب یہی ہے کہ اسے عذاب شدید کا سامنا کرنا پڑے گا۔ پھر میں نے شیخ الاسلام صلاح الدین العلائی کو دیکھا ہے کہ انہوں نے بھی میری ذکر کردہ توجیہ کے مطابق سے ہی اسے کبیرہ گناہ میں شمار کرنے کی صراحت کی ہے' اور مزید کئی ایک اصحاب علم کے فرامین سے کچھ تفصیل بھی بیان کی ہے۔ شیخ الاسلام الجلال البلقینی رحمہ اللہ نے ان کی پیروی کرتے ہوئے یہ لکھا ہے:

''شیخ صلاح الدین العلائی نے فرمایا ہے: ہمارے اصحاب علم نے اس امر کی وضاحت و صراحت کی ہے کہ سونے اور چاندی کے برتنوں میں پینا گناہ کبیرہ ہے اور یہ بات پہلے بیان شدہ اصول کے بالکل مطابق ہے کہ جس کام پر آگ کی وعید ہو وہ کام کبیرہ گناہ بنتا ہے۔''

لیکن اذرعی وغیرہ علما اس طرف گئے ہیں اور انہوں نے جمہور علما کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ یہ عمل صغیرہ گناہ ہے۔ ان خاص نکات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ حدیث مبارکہ میں کھانے اور پینے کا ذکر بطور خاص ہے۔ اسی لیے علمائے کرام نے ان برتنوں کے استعمال کے تمام طریقوں کو اس میں شامل کیا ہے۔ ان علمائے کرام کے بقول ان برتنوں کو گھر میں جمع کرنا اور رکھنا بھی استعمال کے ضمن ہی میں آتا ہے' لہٰذا یہ بھی حرام ہے۔ کیونکہ انہیں گھروں میں رکھنا ہمیں کبھی کبھی استعمال کرنے کی طرف کھینچ سکتا ہے جس طرح آلات لہو و لعب کو گھروں میں رکھنے کا حکم ہے' اور ان برتنوں سے مراد وہ تمام برتن ہیں جنہیں کسی بھی مقصد کے لیے استعمال کیا جا سکے۔ عرف عام میں جس مقصد کے لیے بھی انہیں تیار کیا جائے سب کا یہی حکم ہے۔

[1] صحیح مسلم ۱۶۳۴/۳

مومنات کے لباس میں حرام چیزیں

- عورتوں کا مردوں سے مشابہت اختیار کرنا حرام ہے۔
- مردوں کے سامنے باریک کپڑے زیب تن کرنے حرام ہیں۔
- عورت کو خوشبو لگا کر گھر سے نکلنا حرام ہے۔
- مومنہ عورتوں کا اللہ تعالیٰ کی تخلیق کو بدلنے والے کاموں مثلاً: بال نوچنا، جسم کی گدوائی کر کے اسے بھرنا اور دانت تیز اور باریک کرنا وغیرہ سے بچنا۔
- عورت کا تنہا ایسے راستے پر سفر کرنا حرام ہے جس میں اس کو جان کا خطرہ ہو۔
- محرم کے بغیر عورت کا سفر کرنا حرام ہے۔

بحث : 1

مردوں سے مشابہت اختیار کرنا حرام ہے

اے میری اخت ایمان!

مردوں کی سی وضع قطع سے مشابہت اختیار کرنے سے بچ کر رہنا' کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی فطری اور کائناتی سنتوں کے خلاف بغاوت اور سرکشی ہے۔ یقیناً سب عورتیں نسوانیت اور زنانہ پن پر پیدا کی گئی ہیں۔ جب ان میں سے کوئی عورت لباس پہننے میں یا چلنے میں یا گفتگو کرنے میں مرد سے مشابہت اختیار کرتی ہے تو وہ اپنی اس نسوانی فطرت سے نکل جاتی ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے اسے پیدا فرمایا ہے۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی حدیث پاک میں ہے:

((لَعَنَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الْمُتَشَبِّهِينَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ وَالْمُتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ)) ①

''رسول اللہ ﷺ نے عورتوں کی مشابہت اختیار کرنے والے مردوں پر اور مردوں کی مشابہت اختیار کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔''

دوسری حدیث مبارکہ میں ہے:

((وَلَعَنَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الْمُخَنَّثِينَ مِنَ الرِّجَالِ، وَالْمُتَرَجِّلَاتِ مِنَ النِّسَاءِ)) ②

''رسول اللہ ﷺ نے مردوں میں سے مخنث بننے والوں اور عورتوں میں سے مرد بننے والیوں پر لعنت فرمائی ہے۔''

''مخنث'' وہ ہے جس کی چال ڈھال میں نسوانیت کی جھلک اور کمر کو دوہرا کرکے چلنے

① صحيح البخاري ١٠' ح٥٨٨٥ ((الفتح)) واحمد ١/٣٣٩ وابو داود ٤'ح ٤٠٩٧' وابن ماجه ١'ح ١٦٠٤ والترمذي ٥'ح٢٧٨٤ من حديث ابن عباس

② صحيح البخاري ١٠'ح٥٨٨٦ ((الفتح)) من حديث ابن عباس بزيادة: ((وقال: اخرجوهم من بيوتكم))

کی روش ہو، جس طرح عموماً عورتیں کرتی ہیں، اگرچہ وہ کسی بڑی بے حیائی اور فحاشی کا مرتکب نہ بھی ہو:

((وَلَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الرَّجُلَ يَلْبَسُ لِبْسَةَ الْمَرْأَةِ، وَالْمَرْأَةَ تَلْبَسُ لِبْسَةَ الرَّجُلِ)) ①

"رسول اللہ ﷺ نے اس مرد پر جو عورتوں کا لباس پہنتا ہے اور اس عورت پر جو مرد کا لباس پہنتی ہے، لعنت کی ہے۔"

((وَلَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مُخَنَّثِي الرِّجَالِ الَّذِيْنَ يَتَشَبَّهُوْنَ بِالنِّسَاءِ، وَالْمُتَرَجِّلَاتِ مِنَ النِّسَاءِ الْمُتَشَبِّهَاتِ بِالرِّجَالِ، وَرَاكِبَ الْفَلَاةِ وَحْدَهُ)) ②

"رسول اکرم ﷺ نے مردوں میں سے ہیجڑوں پر لعنت فرمائی ہے جو عورتوں کی مشابہت اختیار کرتے ہیں اور ایسی عورتوں پر بھی لعنت فرمائی ہے جو مردوں کی مشابہت اختیار کرتی ہیں اور اس مرد پر بھی لعنت کی ہے جو اکیلا ہی بیابان کا سفر شروع کر دیتا ہے۔"

((وَأُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِمُخَنَّثٍ قَدْ خَضَبَ يَدَيْهِ وَرِجْلَيْهِ بِالْحِنَّاءِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا بَالُ هٰذَا؟)) قَالُوْا: يَتَشَبَّهُ بِالنِّسَاءِ، فَأُمِرَ بِهِ فَنُفِيَ إِلَى النَّقِيْعِ۔ أَيْ بِالنُّوْنِ وَهُوَ بَعِيْدٌ مِنَ الْمَدِيْنَةِ)) ③

"رسول کریم ﷺ کے پاس ایک ایسے مخنث کو لایا گیا جس نے مہندی سے اپنے ہاتھوں اور پاؤں کو رنگا ہوا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: اس کا کیا حال ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بتایا: عورتوں کی مشابہت اختیار کرتا ہے۔ تو نبی اکرم ﷺ نے اسے مدینہ سے باہر نکالنے کا حکم دیا۔ چنانچہ اسے مدینہ منورہ سے

---

① اخرجه الحاكم ٤/١٩٤ وابوداود ٤، ح٤٠٩٨ وابن ماجة ١٩٠٣/١ والنسائی فی کتاب عشرة النساء ٣٧١ وقال الالبانیؒ: صحیح من حدیث ابی هریرة۔

② اخرجه احمد ٢/٢٨٧-٢٨٩ من حدیث ابی هریرة، وذکره الالبانیؒ فی صحیح الجامع ح٥١٠٣ وقال: صحیح

③ اخرجه ابوداود ٤/٤٩٢٨ من حدیث ابی هریرة، والحدیث اسناد صحیح۔

دور نکال دیا گیا۔“

سرکار دو عالم ﷺ نے یہ بھی فرمایا ہے:

((ثَلَاثَةٌ لَا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ: اَلْعَاقُ لِوَالِدَيْهِ وَالدُّيُوثُ، وَرَجِلَةُ النِّسَاءِ)) ①

”تین شخص جنت میں داخل نہیں ہوں گے: والدین کی نافرمانی کرنے والا' بے غیرت اور عورت نما مرد۔“

ایک اہم نکتہ

خاوند کے ذمے یہ واجب ہے کہ اپنی بیوی کو ہر اس بات اور عمل سے منع کرے جس سے مردوں کی چال ڈھال یا لباس پہننے میں یا دیگر کاموں میں مشابہت ہوتی ہو' اس پر لعنت برسنے کے ڈر اور اندیشے سے خوف کھاتے ہوئے' کیونکہ جب وہ اسے ایسی حالت پر برقرار رکھے گا تو ایسے خاوند کو بھی وہی عذاب اور لعنت آئے گی جو اس کی بیوی کو عذاب اور لعنت پڑے گی' اللہ تعالیٰ کے اس فرمان گرامی کی تعمیل کرتے ہوئے:

﴿قُوٓا اَنۡفُسَكُمۡ وَاَهۡلِيۡكُمۡ نَارًا﴾ (التحریم: ٦٦/٦)

”تم اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو آگ سے بچاؤ۔“

یعنی انہیں تعلیم دے کر' انہیں ادب سکھا کر' انہیں اپنے رب تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری کا حکم دے کر' اور انہیں اس کی نافرمانی اور معصیت کرنے سے روک کر' اور پھر نبی کریم ﷺ کے اس فرمان کو بجالاتے ہوئے:

((كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْؤُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، اَلرَّجُلُ فِي أَهْلِهِ رَاعٍ، وَهُوَ مَسْؤُولٌ عَنْهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) ②

”تم میں سے ہر کوئی راعی اور نگہبان ہے اور سبھی سے اس کی رعیت کی بابت پوچھا جائے گا۔ آدمی اپنے اہل و عیال میں راعی اور نگہبان ہے اور روز قیامت ان کے متعلق جواب دہ ہوگا۔“

---

① ذکرہ الهيثمي في المجمع ٤/٣٢٧ من حديث عمار بن ياسر' وذكره الالبانیؒ في السلسلة الصحيحة ١٣٩٧ وقال: حسن

② صحيح البخاري ٢/٨٩٣ ((الفتح)) وابوداود ٣/٢٩٢٨ والترمذي ٤/١٧٠٥ من حديث ابن عمر

بحث: 2

مردوں کے سامنے باریک کپڑے پہننا

میری ایماندار بہن!

یقیناً مردوں کے سامنے باریک کپڑے پہننے سے اللہ تعالیٰ کے اس ''فریضۂ حجاب'' کی دھجیاں اڑ جاتی ہیں جو اس نے اپنی بندیوں پر فرض کر رکھا ہے۔ جب کہ اس سے مقصود ہی عورت کے بدن کو چھپانا ہے اور باریک کپڑے بدن نہیں چھپا نہیں سکتے۔ مزید برآں ایسے کپڑے مردوں کو فساد میں ڈالنے کا بھی باعث بنتے ہیں' اور یہ بھی حرام ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

((صِنْفَانِ مِنْ أَهْلِ النَّارِ لَمْ أَرَهُمَا: قَوْمٌ مَعَهُمْ سِيَاطٌ كَأَذْنَابِ الْبَقَرِ يَضْرِبُوْنَ بِهَا النَّاسَ، وَنِسَاءٌ كَاسِيَاتٌ عَارِيَاتٌ مَائِلَاتٌ مُمِيلَاتٌ رُؤُوسُهُنَّ كَأَسْنِمَةِ الْبُخْتِ الْمَائِلَةِ لَا يَدْخُلْنَ الْجَنَّةَ، وَلَا يَجِدْنَ رِيحَهَا وَإِنْ رِيحَهَا لَيُوجَدُ مِنْ مَسِيرَةِ كَذَا وَكَذَا)) [1]

''اہل دوزخ کی دو جماعتیں ہیں کہ میں نے ابھی تک انہیں نہیں دیکھا: ایک وہ قوم جن کے پاس گائے کی دم کی مثل کوڑے ہوں گے جن کے ساتھ وہ لوگوں کو ماریں گے اور ایسی عورتیں جو کپڑے پہننے والیاں' ننگی رہنے والیاں' خود مائل ہونے والیاں' دوسروں کو مائل کرنے والیاں ہوں گی۔ ان کے سر بختی اونٹوں کی کوہانوں کی مانند جھکے ہوئے ہوں گے۔ وہ جنت میں داخل نہ ہوسکیں گی اور نہ اس کی خوشبو کو ہی پاسکیں گی۔ حالانکہ اس کی خوشبو اتنی اتنی مسافت کی دوری سے پائی جاسکے گی۔''

کاسیات (پہننے والیاں) اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو استعمال کرنے والیاں بھی مراد ہوسکتا ہے۔ ''عاریات'' جو ان نعمتوں کا شکر ادا کرنے سے عاری ہوں گی یا اس کا یہ معنی بھی مراد لیا جاسکتا ہے کہ ظاہری صورت میں لباس پہننے والیاں ہوں گی جب کہ معنوی اعتبار سے ننگی ہوں

---

[1] صحیح مسلم ۳/ ۱۹۸۰ واحمد ۲/ ۲۵۶ من حدیث ابی ہریرۃ۔

گی کہ انہوں نے اتنے باریک کپڑے پہنے ہوں گے جو ان کے بدن کے رنگ کو نمایاں دکھا رہے ہوں گے۔

''مائلات'' اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے دور جا رہی ہوں گی اور اس چیز سے دور جا رہی ہوں گی جن کا کرنا یا جن کی حفاظت کرنا ان پر لازم ہو گا۔ ''ممیلات'' یعنی دوسروں کو بھی اس عمل کی تعلیم دے کر اس فعل مذموم کی جانب مائل کر رہی ہوں گی۔ یا یوں بھی معنی کیا جا سکتا ہے ''مائلات'' یعنی ایسے مٹک مٹک کر چلیں گی کہ اپنے کندھوں کو دائیں بائیں جھکائیں گی یا ایک جانب جھکاؤ رکھ کر چلیں گی اور ایسی چال ڈھال صرف زانیہ اور فاحشہ عورتوں ہی کی ہوتی ہے۔

رسول کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

((يَكُونُ فِي آخِرِ أُمَّتِي رِجَالٌ يَرْكَبُونَ عَلَى سُرُوجٍ كَأَشْبَاهِ الرِّحَالِ: يَنْزِلُونَ عَلَى أَبْوَابِ الْمَسَاجِدِ، وَنِسَاؤُهُمْ كَاسِيَاتٌ عَارِيَاتٌ، عَلَى رُؤُوسِهِنَّ كَأَسْنِمَةِ الْبُخْتِ الْعِجَافِ، أَلْعَنُوهُنَّ فَإِنَّهُنَّ مَلْعُونَاتٌ، لَوْ كَانَ وَرَاءَكُمْ أُمَّةٌ مِنَ الْأُمَمِ خَدَمَتْهُنَّ نِسَاؤُكُمْ كَمَا خَدَمَتْكُمْ نِسَاءُ الْأُمَمِ قَبْلَكُمْ)) [1]

''میری امت کے آخری زمانے میں ایسے مرد بھی ہوں گے جو کجاوے کی مانند زینوں پر سواری کر کے مسجدوں کے دروازوں پر اتریں گے۔ ان کی عورتیں کپڑے پہننے کے باوجود بھی عریاں اور ننگی ہوں گی۔ ان کے سروں پر (ایسے بالوں کے جوڑے ہوں گے) جیسے دبلے پتلے بختی اونٹوں کی کوہانیں ہوتی ہیں۔ تم ان پر لعنت بھیجنا کیونکہ وہ لعنت کی حقدار ہوں گی۔ اگر تمہارے بعد امتوں میں سے کوئی امت ہوتی تو تمہاری عورتیں ان کی بالکل ایسے ہی خدمت گار بنتیں جیسے تم سے پہلوں کی عورتیں تمہاری خدمت گزاری کر رہی ہیں۔''

امام ذہبی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے: ان افعال اور حرکات میں سے جن کی وجہ سے عورت مستحق لعنت قرار پاتی ہے، یہ امور بھی ہیں:

اس کا اپنی زینت اور خوبصورتی کو نمایاں کرنا مثلاً: اپنے نقاب کے نیچے سے سونا اور موتی

---

[1] اخرجه ابن حبان ۵۷۲۳/۷ من حديث ابن عمر، واحمد فی مسنده ۷۰۸۳، شاکر، وقال احمد شاکر، اسناده صحیح۔

وغیرہ ظاہر کرنا۔

اس کا خوشبو مثلاً: کستوری وغیرہ لگا کر باہر نکلنا۔

اسی طرح اس کا نکلنے کے وقت ایسا لباس پہننا جو آراستہ ہونے اور مزین ہونے کے ضمن میں آتا ہوں مثلاً: بھڑکیلے اور شوخ رنگ کے ملبوسات' ریشمی ساڑھی' کھلے اور طویل آستینوں والے قمیص' تو یہ سب ملبوسات ایسے فیشن اور زیبائش میں داخل ہیں جن کے کرنے والے سے اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں سخت بیزار ہو گا۔ یقیناً ان ہی قباحتوں اور خرابیوں کے پیش نظر نبی کریم ﷺ نے ان کے متعلق یہ فرمایا تھا:

((اِطَّلَعْتُ فِی النَّارِ فَرَأَیْتُ أَکْثَرَ أَهْلِهَا النِّسَاءِ)) [1]

''میں نے دوزخ میں جھانک کر دیکھا تو میں نے وہاں عورتوں کی اکثریت دیکھی۔''

❀❀❀❀

[1] صحیح البخاری ۱۱' ح ۶۴۴۹ ((الفتح)) من حدیث عمران بن حصین واحمد ۱/۲۳۴ من حدیث ابن عباس والترمذی ۴/۲۶۰۲ من حدیث ابن عباس۔

بحث : 3

عورت کا خوشبو لگانا

میری ایمان والی بہن!

اپنے گھر سے خوشبو لگائے ہوئے باہر نکلنے سے بچ کر رہنا' کیونکہ یہ وہ کام ہے جسے اللہ تبارک وتعالیٰ نے ایماندار خواتین پر حرام کر رکھا ہے۔ اپنے دین کے معاملے میں سست روی اور مداہنت کرنے والی عورتوں میں سے مت بننا۔ ہم کتنی ہی باپردہ اور حجاب پوش مستورات کو دیکھتے ہیں جب کہ وہ خوشبو لگائے ہوئے باہر راستوں میں نکلی ہوتی ہیں۔ تو یہ کسی بھی ایمان والی عورت کی شان کے لائق نہیں ہے!!!

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

((كُلُّ عَيْنٍ زَانِيَةٌ' وَالْمَرْأَةُ إِذَا اسْتَعْطَرَتْ فَمَرَّتْ بِالْمَجْلِسِ فَهِيَ كَذَا وَكَذَا' يَعْنِي زَانِيَةً)) ①

''ہر آنکھ زانیہ ہے' اور عورت جب خوشبو استعمال کر کے مجلس کے قریب سے گزرتی ہے تو وہ ایسی ہے' یعنی زنا کار اور بدکار ہے۔''

نبی کریم ﷺ نے یوں بھی فرمایا ہے:

((أَيُّمَا امْرَأَةٍ اسْتَعْطَرَتْ فَمَرَّتْ عَلَى قَوْمٍ لِيَجِدُوا رِيحَهَا فَهِيَ زَانِيَةٌ' وَكُلُّ عَيْنٍ زَانِيَةٌ)) ②

''جو خاتون خوشبو لگا کر کسی قوم کے پاس سے اس لیے گزرتی ہے تا کہ وہ اس کی خوشبو کو پالیں تو ایسی خاتون زانیہ ہے اور ہر آنکھ زنا کار ہے۔''

ایک ایسی عورت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزری جس کی تیز خوشبو مہک رہی تھی' تو آپ رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا: اے اللہ جبار کی بندی! تو کہاں کا ارادہ رکھتی ہے؟ اس نے کہا:

---

① اخرجه ابوداود ٤/٤١٧٣ والترمذي ٥/٢٧٨٦ من حديث ابي موسى' وقال الالبانيؒ حسن۔

② اخرجه النسائي ٨/١٥٣ وابن حبان ٦/٤٤٠٧ وابن خزيمة ٣/١٦٨١ وقال الالبانيؒ: اسناده حسن

مسجد تک' تو انہوں نے دوبارہ پوچھا: کیا تو نے مسجد کے لیے خوشبو لگائی ہے؟ وہ بولی: جی ہاں! تو فرمانے لگے: واپس پلٹ جا اور غسل کر' کیونکہ میں نے خود رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے:

((لَا یَقْبَلُ اللّٰهُ مِنَ امْرَأَةٍ خَرَجَتْ إِلَى الْمَسْجِدِ صَلَاةً، وَرِیْحُهَا یَعْصِفُ حَتّٰی تَرْجِعَ فَتَغْتَسِلَ)) ①

''اللہ تعالیٰ اس عورت کی نماز قبول نہیں کرتا جو اس حال میں مسجد کی طرف نکلتی ہے کہ اس سے خوشبو مہک رہی ہو' یہاں تک کہ وہ واپس جائے اور غسل کرے۔''

① اخرجه احمد ۲/ ۲۴۶۔۴۶۴ وابوداود ۴/ ۴۱۷۴ وابن خزیمة ۳/ ۱۶۸۲ من حدیث ابی هریرة' وقال الالبانیؒ: حسن۔

بحث : 4

مومنہ عورتوں کا اللہ تعالیٰ کی تخلیق کو بدلنا

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَعَنَ اللّٰهُ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ وَالْوَاشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ)) ①

''اللہ تعالیٰ نے زائد بال لگانے والی اور زائد بال لگوانے والی اور جسم گوندھنے والی اور گوندھوانے والی عورت پر لعنت فرمائی ہے۔''

صحیحین میں ہے، سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے روایت بیان کی ہے:

((لَعَنَ اللّٰهُ الْوَاشِمَاتِ وَالْمُسْتَوْشِمَاتِ. وَالْمُتَنَمِّصَاتِ وَالْمُتَفَلِّجَاتِ لِلْحُسْنِ، اَلْمُغَيِّرَاتِ خَلْقَ اللّٰهِ)) فَقَالَتْ لَهُ امْرَأَةٌ فِي ذٰلِكَ، فَقَالَ: ((وَمَا لِيَ لَا اَلْعَنُ مَنْ لَعَنَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ، وَهُوَ فِي كِتَابِ اللّٰهِ تَعَالَى (سورة الحشر: ۷))) ②

''اللہ تعالیٰ نے جسم کو گوندھنے والیوں پر اور جسم گوندھوانے والیوں پر اور بال چونٹنے (اکھیڑنے) والیوں پر اور خوبصورتی کے حصول کے لیے دانتوں میں فاصلہ بنانے والیوں پر یعنی اللہ تعالیٰ کی پیدائش میں تبدیلی لانے والیوں پر لعنت فرمائی ہے۔ اس پر ایک عورت نے آپ سے کچھ کہا، تو سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے کونسی چیز مانع ہے کہ میں اس پر لعنت نہ کروں جس پر رسول اللہ ﷺ نے لعنت فرمائی ہے، حالانکہ یہ اللہ تعالیٰ کی کتاب میں بھی ہے:

﴿وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا﴾

(الحشر: ۵۹/۷)

''اور تمہیں جو کچھ رسول دے وہ لے لو اور جس سے روکے اس سے رک جاؤ۔''

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہتے ہیں:

---

① صحیح البخاری ۵۹۳۷/۱ ((الفتح)) وصحیح مسلم ۱۶۷۷/۳ من حدیث ابن عمر

② صحیح البخاری ۵۹۳۱/۱۰ ((الفتح)) وصحیح مسلم ۱۶۷۸/۳ من حدیث عبداللہ

((لُعِنَتِ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ وَالنَّامِصَةَ وَالْمُتَنَمِّصَةَ وَالْوَاشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ مِنْ غَيْرِ دَاءٍ)) ①

''زائد بال ملانے والی اور زائد بال ملانے کا مطالبہ کرنے والی' دانتوں کو تیز اور باریک کرنے والی اور ایسا کروانے والی' جسم کو گوندھنے والی اور بغیر کسی بیماری کے گوندھوانے والی پر لعنت کی گئی ہے۔''

انصار کی ایک خاتون نے اپنی صاحبزادی کی شادی کر دی' اس لڑکی کے سر کے بال جھڑ گئے۔ وہ خاتون نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپ ؐ سے اس کا تذکرہ کیا اور عرض کی: اس کے خاوند نے مجھے اس کے بالوں میں زائد بال ملانے کا حکم کیا ہے' تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا اِنَّهُ قَدْ لَعَنَ الْمُوْصُوْلَاتِ)) ②

نہیں! اللہ تعالیٰ نے زائد بال لگوانے والیوں پر لعنت کی ہے۔''

سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے جس سال حج کیا' اس موقع کی بات ہے کہ آپ منبر پر کھڑے ہوئے۔ انہوں نے بالوں کا ایک گچھا لیا اور فرمایا: اے مدینہ والو! تمہارے علما کدھر گئے؟ میں نے خود نبی کریم ﷺ سے سنا تھا' آپ نے اس جیسی چیزوں سے روکا' ہے اور آپ یہ بھی فرما رہے تھے:

((اِنَّمَا هَلَكَتْ بَنُوْ اِسْرَائِيْلَ حِيْنَ اتَّخَذَهَا نِسَاؤُهُمْ)) ③

''بنو اسرائیل اس وقت ہلاک ہوئے جس وقت ان کی عورتوں نے ایسی چیزیں اختیار کر لی تھیں۔''

صحیح بخاری ہی میں یہ بات موجود ہے' انہوں نے بالوں کا ایک گچھا باہر نکالا اور فرمایا:

((مَا كُنْتُ اَرَى اَحَدًا يَفْعَلُهُ اِلَّا الْيَهُوْدُ' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بَلَغَهُ فَسَمَّاهُ الزُّوْرَ)) ④

---

① اخرجه ابوداود ٤/ ٤١٧٠ من حديث ابن عباس وقال الالبانیؒ: صحيح

② صحيح البخاری ١٠/ ٥٩٣٥ ((الفتح)) وصحيح مسلم ٣/ ١٦٧٧ من حديث اسماء

③ صحيح البخاری ١٠// ٥٩٣٢ ((الفتح)) وصحيح مسلم ٣/ ١٦٧٩ من حديث عبدالرحمن بن عوف۔

④ صحيح البخاری ١٠/ ٥٩٣٨ ((الفتح)) وصحيح مسلم ٣/ ١٦٨٠ من حديث سعيد بن المسيب

''میرا تو خیال ہے کہ ماسوائے یہودیوں کے ایسا کوئی نہیں کرتا۔ ایسا گچھا نبی کریم ﷺ تک بھی پہنچا تھا تو آپ نے اس کا نام ''جھوٹ اور باطل'' رکھا تھا۔''

بخاری و مسلم کی روایت میں ہے کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک روز فرمایا:

((اِنَّكُمْ قَدْ اَخَذْتُمْ زِیَّ سُوْءٍ فَاِنَّ نَبِیَّ اللّٰهِ ﷺ نَهٰی عَنِ الزُّوْرِ)) ①

''تم نے برائی والا لباس اختیار کر لیا ہے اور نبی اکرم ﷺ نے ''جھوٹ اور جعل سازی'' سے روکا ہے۔

قتادہ رحمہ اللہ کا کہنا ہے: اس سے مراد ایسے بال ہیں جو عورتیں اپنے بال کم سمجھتے ہوئے ان کو زیادہ کرنے کی جعلی کاوش کرتے ہوئے ساتھ لگاتی ہیں۔

ایک اہم نکتہ

مذکورہ تمام کاموں کو کبائر کی فہرست میں شمار کرنا اس بنا پر ہے جو ائمہ کرام نے بیان کیا ہے۔ صرف شیخ الاسلام جلال البلقینی رحمہ اللہ نے ابتدائی اور پہلی دو چیزوں کو (یعنی اس باب میں مذکور پہلی حدیث میں موجود دو چیزوں کو) کبائر میں شمار کیا ہے۔ باقی ائمہ نے سب باتوں کو (جو اس باب میں آپ پڑھ چکے ہیں) کبائر میں شمار کیا ہے۔ اور یہی بات نظر آتی ہے ان نشانیوں اور علامات کے پیش نظر جن کی وجہ سے اللہ کریم کی طرف سے لعنت وارد ہوتی ہے۔ احادیث کی صحت سے آپ نے جان لیا ہے کہ مذکورہ افعال میں سے سب پر لعنت کا استعمال ہوا ہے۔ لیکن ہمارے ائمہ کرام کی کثیر تعداد نے اس لعنت کو مطلق طور پر نہیں رکھا' بلکہ بعض نے کہا ہے کہ ماسوائے گوندھنے اور دانت باریک کرنے کے' خاوند یا مالک کی اجازت کے بغیر حرام ہیں۔ تو یہ فیصلہ مذکورہ انصاری صحابیہ رضی اللہ عنہا کے قصے میں موجود بات کو مدنظر رکھیں تو محل نظر ہے۔ اس میں نبی کریم ﷺ نے ''نہیں'' ہی فرمایا تھا' حالانکہ خاتون نے یہ عرض بھی کی تھی کہ اس کے شوہر نے ایسا کرنے کا حکم بھی دیا ہے۔ ان کا یہ قول بھی بڑا عجیب ہے کہ دانتوں کو تیز اور باریک کرنے کو سابقہ دونوں معنوں کے ہوتے ہوئے باوجود اس کے کہ اس پر لعنت کی گئی ہے' مکروہ سمجھتے ہیں' جب کہ اختلاف رائے ہونے کی بنیاد پر مطلق طور پر باقی سب کاموں کو حرام کہتے ہیں یا خاوند کی اجازت سے مشروط رکھتے ہیں آپ غور فرمائیں کہ ایک ہی حدیث مبارکہ میں سب کاموں پر لعنت آ گئی ہے تو ان کے مابین فرق کس طرح کیا جا سکتا ہے؟ اس پر جواب انہوں نے مذکورہ بحث میں اشارۃً پیش کیے ہیں۔

① صحیح البخاری ۱۰/۵۹۳۸ ((الفتح))' وصحیح مسلم ۳/۱۶۸۰

بحث: 5

خطرناک راستے پر عورت کا تنہا سفر

اے میری مسلمان بہن!

اسلام نے تیری سلامتی اور تیری عزت کی سلامتی کا بڑا ہی خیال رکھا ہے۔ لہٰذا تو ایسے کسی بھی راستے کا سفر اختیار نہ کر جس میں خطرات کا اندیشہ ہو۔ کیونکہ تیرا اپنی حفاظت کرنا تیرے خاندان، تیرے بچوں اور تیرے اہل خانہ ہی کی حفاظت ہے۔ لہٰذا تو اس امر کی بخوبی نگہداشت کر۔ اللہ تعالیٰ تیرے اوپر اپنے کرم واحسان کی مزید فراوانی فرمائے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

((لَا یَحِلُّ لِامْرَأَۃٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْآخِرِ أَنْ تُسَافِرَ سَفَرًا یَکُوْنُ ثَلَاثَۃَ أَیَّامٍ فَصَاعِدًا إِلَّا وَمَعَھَا أَبُوْھَا أَوْ أَخُوْھَا أَوْ زَوْجُھَا أَوِ ابْنُھَا أَوْ ذُوْ مَحْرَمٍ مِنْھَا)) وَفِیْ رِوَایَۃٍ ((یَوْمَیْنِ)) وَفِیْ أُخْرَی: ((مَسِیْرَۃَ یَوْمٍ وَلَیْلَۃٍ)) (مَسِیْرَۃَ یَوْمٍ)) وَفِیْ أُخْرَی: ((مَسِیْرَۃَ لَیْلَۃٍ)) ①

''کسی عورت کے لیے جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتی ہے، حلال نہیں ہے کہ وہ تین ایام یا اس سے زیادہ کا سفر کرے، مگر اس کے ساتھ اس کا باپ ہو یا اس کا بھائی ہو یا اس کا خاوند ہو یا اس کا بیٹا ہو یا اس کا کوئی محرم رشتہ دار ہو۔'' ایک روایت میں ''دودنوں'' دوسری روایت میں ''شب وروز کی مسافت'' کا بھی ذکر آتا ہے۔ ''ایک دن کی مسافت'' ایک دوسری روایت میں ''ایک رات کی مسافت'' کا ذکر بھی موجود ہے۔''

خاص نکتہ

اس عمل کو کبائر میں شمار کرنا، اس قید اور پابندی کے ساتھ جس کا میں نے مذکورہ عنوان میں ذکر کر دیا ہے، بالکل ظاہر وواضح ہے، اس عظیم اور زبردست خرابی کی وجہ سے جو غالباً اس میں ہو

① صحیح البخاری ۲/۱۰۸۸ من حدیث ابی ھریرۃ، وصحیح مسلم ۲/۹۷۷ من حدیث ابی سعید الخدری وابوداود ۲/۱۷۲۶

سکتی ہے۔ یعنی فاجروں اور بدکاروں کا قبضہ اور تسلط کر لینا اور ان کا اس کے ساتھ بدکاری اور غلط کام کرنا۔ لہٰذا ایسا سفر زنا کا ذریعہ اور وسیلہ بنا۔ ایسے ذرائع اور وسائل کا حکم ''مقاصد اور نتائج'' کا حکم ہے' ایسا سفر مذکورہ قید کے ساتھ ہی حرام نہیں ہے بلکہ غیر محرم کے ساتھ بھی سفر کرنا حرام ہے' اگرچہ سفر تھوڑا اور قلیل المسافت ہی ہو' اگرچہ پرامن بھی کیوں نہ ہو' اگرچہ کسی نیک مقصد کے لیے ہی کیوں نہ ہو' جیسے کہ حج اور عمرہ کے لیے جانا' اگرچہ صرف قافلہ خواتین کے ساتھ ہی کیوں نہ ہو۔

بحث: 6

بغیر محرم سفر

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ تُسَافِرَ سَفَرًا يَكُوْنُ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فَصَاعِدًا إِلَّا وَمَعَهَا أَبُوْهَا، أَوْ أَخُوْهَا، أَوْ زَوْجُهَا، أَوِ ابْنُهَا، أَوْ ذُوْ مَحْرَمٍ مِنْهَا)) ①

''کسی بھی خاتون کے لیے، جو اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتی ہے، یہ حلال نہیں ہے کہ کوئی بھی ایسا سفر کرے جو تین دنوں کا یا اس سے زائد ہو، مگر اس کے ہمراہ اس کا باپ ہو، یا اس کا بھائی ہو، یا اس کا شوہر ہو، یا اس کا بیٹا ہو، یا اس کا کوئی محرم ہو۔''

صحیحین کی ایک اور روایت ہے:

((لَا تُسَافِرُ الْمَرْأَةُ يَوْمَيْنِ مِنَ الدَّهْرِ إِلَّا وَمَعَهَا ذُوْ مَحْرَمٍ مِنْهَا، أَوْ زَوْجُهَا)) ②

''عورت زمانے میں سے دو دنوں کا سفر نہ کرے مگر اس کے ساتھ اس کا محرم ہو، یا اس کا خاوند ہو۔''

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ تُسَافِرَ مَسِيْرَةَ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ إِلَّا مَعَ ذِيْ مَحْرَمٍ عَلَيْهَا)) وَفِيْ رِوَايَةٍ: ((مَسِيْرَةَ يَوْمٍ)) وَفِيْ أُخْرَى: ((مَسِيْرَةَ لَيْلَةٍ إِلَّا وَمَعَهَا ذُوْ مَحْرَمٍ مِنْهَا)) ③

---

① رواه احمد فی مسنده ج۲/۱۳۔۱۹ ورواه البخاری فی كتاب التقصير ٤ ورواه مسلم فی كتاب الحج ٤١٣۔٤١٤۔٤١٧

② رواه احمد فی مسنده /٣٤۔٦٢ ورواه البخاری فی كتاب التقصير ٤، رواه مسلم فی كتاب الحج ٤١٣، ٤٢٤

③ رواه احمد فی مسنده ١/٢٢٢، ٣٤٦۔ ٢/١٣، ١٨٢١٩، ٢٣٦ ورواه البخاری فی كتاب التقصير ، ررواه مسلم فی كتاب الحج ١٣، ٤٢٤

''کسی بھی عورت کے لیے یہ حلال نہیں ہے جو اللہ تعالیٰ پر اور آخرت پر ایمان رکھتی ہو کہ وہ ایک دن رات کا سفر کرے مگر اس کے ہمراہ اس کا کوئی محرم ہو۔ ایک روایت میں ''ایک دن کا سفر'' اور دوسری روایت میں ''ایک رات کا سفر مگر اس کے ہمراہ اس کا کوئی محرم ہو۔''

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ تُسَافِرَ مَسِيْرَةَ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ إِلَّا وَمَعَهَا مَحْرَمٌ لَهَا)) [۱]

''کسی ایسی عورت کے لیے حلال نہیں ہے، جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتی ہو کہ ایک دن اور ایک رات کا سفر کرے مگر اس کے ساتھ اس کا کوئی محرم ہو۔''

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ إِلَّا وَمَعَهَا مَحْرَمٌ))، فَقَامَ رَجُلٌ وَقَالَ: إِنَّ امْرَأَتِي خَرَجَتْ حَاجَّةً وَإِنِّي اكْتُتِبْتُ فِي غَزْوَةِ كَذَا وَكَذَا قَالَ: ((فَانْطَلِقْ وَحُجَّ مَعَ امْرَأَتِكَ)) [۲]

''کوئی آدمی کسی عورت کے پاس ہرگز نہ خلوت میں جائے مگر اس کے ہمراہ کوئی محرم ہو۔ ایک آدمی کھڑا ہوا اور یوں عرض پرداز ہوا: ''میری بیوی حج کے لیے گئی ہے جب کہ مجھے فلاں فلاں غزوہ کے لیے لکھ لیا گیا ہے۔'' تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم بھی جاؤ اور اپنی بیوی کے ساتھ حج کرو۔''

❀❀❀❀

---

[۱] رواہ البخاری فی کتاب التقصیر ٤ ومسجد مكة ٢٦، والفصید ٦ والصوم ٦٧ ورواه مسلم فی کتاب الحج ٤١٣، ٤٢٤

[۲] رواه البخاری فی کتاب النكاح ١١١، ١١٢ ورواه مسلم فی کتاب الحج ٤٢٤

اسلام کا
برے اخلاق و آداب سے محتاط رکھنا

- خاتون مسلم کا اخلاق اور اس میں کمال کا حصول۔
- مسلمان عورت کا اخلاق روزمرہ کا ایک فریضہ ہے۔
- مسلمان عورت کی اخلاقی جرأت۔
- مسلمان خاتون کا ''احسان'' یعنی طرزِ عبادت۔
- عورت کی کشادہ دلی اور حسن ضیافت۔
- بڑائی، خود پسندی اور تکبر حرام ہے۔
- ناجائز غصہ، بغض اور حسد حرام ہے۔
- مذاق کرنا، برے القابات سے پکارنا، بدگمانی کرنا اور غیبت کرنا حرام ہے۔
- عورت کا اچھا سا نام رکھنا واجب ہے۔
- ایسی دل کی سختی بھی حرام ہے جو تجھے نیکی اور بھلائی سے باز رکھے۔
- نعمتوں اور لوگوں کے احسانات کی بے قدری اور ناشکری حرام ہے۔

❀❀❀❀

بحث : 1

مومنات کا کمال درجہ کا اخلاق

مسلمان عورت کے لیے کمال درجے کے اخلاق کا مطالبہ اور خواہش بلاشبہ اعلیٰ درجے کی عزت کا مطالبہ ہے' جب کہ فضیلت والی زندگی کے لیے صرف اخلاق ہی ایک اصل الاصول اور بنیادی امر ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کی صرف آپ کے اخلاق ہی کی بدولت اس طرح تعریف و ستائش بیان فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ﴾ (القلم : ٦٨/٤)

''اور بے شک آپ بہت بڑے (عمدہ) اخلاق پر ہیں۔''

آپ کی رسالت کی خوبصورتی اور جمال بھی صرف اخلاق کی تکمیل میں ہے' اس لیے آپ کا فرمان گرامی ہے:

((اِنَّمَا بُعِثْتُ لِأُتَمِّمَ مَكَارِمَ الْأَخْلَاقِ)) [1]

''مجھے صرف اس لیے مبعوث کیا گیا ہے تا کہ میں عمدہ اور اعلیٰ اخلاق کو پورا کر دوں۔''

کیونکہ اعلیٰ اور حسین اخلاق والے کا خلق ہی اسے روک دیتا ہے کہ وہ اپنے رب سے کفر کرے یا اس کی نعمتوں کی ناشکری کرے۔ جس طرح اس کا اخلاق ہی شر و فساد کرنے سے اسے روکے رکھتا ہے یا اسے گندے کاموں میں جا پڑنے اور پھنسنے سے روکتا ہے۔ اسی لیے ایک مسلمان خاتون کا یہ حق بنتا ہے کہ وہ اخلاق میں کمال درجے کو پانے کی کوشش کرے' بلکہ اس میں اتنی ترقی پائے تا کہ ان صاحب فضیلت خواتین میں سے بن جائے جنہوں نے اپنے اخلاق کی بدولت مقام بلند پایا ہے' اور جہان کی مستورات میں سے نمایاں اور ممتاز ہوئی ہیں۔ اخلاق کے اس مرتبے کو حاصل کرنے کا طریقہ اور ذریعہ' جس طرح کہ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کے اخلاق کے متعلق جب دریافت کیا گیا تھا تو آپ نے فرمایا تھا:

---

[1] حديث صحيح رواه احمد ٣٨١/٣ وفي الموطا ص ٩٠٤ بمعناه

((كَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآنُ)) ①

''آپ کا اخلاق تو قرآن تھا۔''

مسلمان خاتون کو چاہیے کہ شمائل (عادات) محمدی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام اور گزری ہوئی نیک مومنہ خواتین کے حالات زندگی پڑھتی رہے' جس سے وہ اپنے اخلاق کو کامل بنا سکتی ہے' حتیٰ کہ پورے لوگوں کے سامنے کمال درجے کے اخلاق میں نمونہ بن جائے' اور یہ بھی اس کی ذمہ داریوں میں سے ایک اہم ترین ذمہ داری ہے اور ایک اعلیٰ ترین مقصد ہے۔ اس معاملے میں کوئی اس سے مت جھگڑ سکے اور نہ ہی کوئی روکنے والا اسے روک سکے۔ ②

---

① رواہ مسلم ۲/۱۶۹

② المراۃ المسلمۃ: للجزائری' ۱۰۴-۱۰۵

بحث : 2

اخلاق ایک فریضہ

اے مسلمان خاتون!

اچھی طرح جان لے کہ ''حسن اخلاق'' ہی تیری زندگی کی اصل بنیاد ہے' تیری سعادت کا دارومدار ہے۔ اگر تجھے ''حسن خلق'' مل گیا تو تجھے سب بھلائیاں مل گئیں اور اگر تجھے اس سے محروم رکھا گیا تو یقیناً تجھے ہر قسم کی بھلائیوں سے محروم کر دیا گیا ہے۔ (۱)

رسول اللہ ﷺ تمہیں فرما رہے ہیں' جب کسی پوچھنے والے نے نیکی کے متعلق پوچھا تھا:

((اَلْبِرُّ حُسْنُ الْخُلُقِ)) (۲)

''نیکی ''حسن خلق'' کا نام ہے۔''

اسی طرح آپ سے پوچھا گیا کونسی چیز جنت میں داخلے کا اہم سبب بنے گی؟ تو آپ نے فرمایا تھا:

((تَقْوَى اللّٰهِ تَعَالَى وَحُسْنُ الْخُلُقِ)) (۳)

''اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اور اخلاق کی خوبصورتی۔''

نبی کریم ﷺ نے ''حسن خلق'' کی عظمت کو یوں بھی بیان فرمایا ہے:

((اِنَّ مِنْ أَحَبِّكُمْ اِلَيَّ وَاَقْرَبِكُمْ مِنِّي مَجْلِسًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَحَاسِنُكُمْ أَخْلَاقًا)) (۴)

''تم میں سے مجھے سب سے زیادہ محبوب اور مجلس کے اعتبار سے قیامت کے دن مجھ سے زیادہ نزدیک وہ ہوں گے جو تم میں اخلاق کے اعتبار سے زیادہ اچھے ہوں گے۔''

آپ نے فرمایا ہے:

---

(۱) المراۃ المسلمۃ: للشیخ ابی بکر الجزائری ۵۸' ۸۸

(۲) رواہ مسلم ۸/۷ (۳) رواہ الترمذی وصححہ ۴/۳۶۳

(۴) رواہ البخاری ۸/۳۴ ((ان من احبکم الی احسنکم خلقا)) وباقی الروایۃ فی الترمذی ۴/۳۷' واحمد ۴/۱۹۳'۱۹۴

((اِنَّ الْعَبْدَ لَيَبْلُغُ بِحُسْنِ خُلُقِهِ عَظِيمَ دَرَجَاتِ الْآخِرَةِ وَشَرَفَ الْمَنَازِلِ، وَإِنَّهُ لَضَعِيفُ الْعِبَادَةِ)) [1]

"بندہ اپنے اچھے اخلاق کی بدولت آخرت کے عظیم درجات اور اعلیٰ مراتب کو پالے گا جب کہ وہ عبادت میں ضعیف اور کم ہو گا۔"

"اعلیٰ اور کمال اخلاق" مشق کے ذریعے ہمیشگی کرنے سے اور بار بار کرنے سے حاصل کیے جا سکتے ہیں۔ اب میں آپ کی خدمت میں چند معروضات پیش کیے دیتا ہوں۔ ان پر اپنے نفس کو چلانے کی کوشش کرو' ان سے اپنے آپ کو آراستہ رکھنے کی عادت بناؤ' ان پر ہمیشگی کرنے کی کوشش کرو ان شاء اللہ حسن خلق کو پانے میں کامیاب ہو جائے گی۔ تمام بھلائیوں اور خوبیوں میں سے "حسن خلق" ہی تجھے کافی ہو گا!!

① **صبر:** اس سے مراد یہ ہے کہ تو اپنے آپ کو بغیر کسی گھٹن اور بلا اکتاہٹ کے طاعات اور نیکیوں پر روکے رکھ۔ اسی طرح اپنے نفس کو معاصی اور جرائم سے دور رکھنے کی کوشش کر' ہر طرح کے مذموم اخلاق و کردار سے' مثلاً: جھوٹ' خیانت' دھوکا' ملاوٹ' رذالت و کمینگی' تکبر' خود پسندی' کنجوسی' خود غرضی' گھبراہٹ اور بے چینی وغیرہ۔

② **درگزر کرنا اور اعراض کرنا:** ایسی ناموزوں بات سے یا ہر ایسی سخت حرکت سے جو تو سنے' تو برائی کا جواب برائی سے مت دے' بلکہ اچھائی سے دے' کیونکہ یہی پاکیزہ بات ہے۔ اپنے افراد کنبے کی جفا اور سختی کے مقابلے میں مہربانی' نرمی اور شفقت سے پیش آ۔ اگر ان کی آوازیں بلند ہوں تو تو اپنی آواز کو دھیما رکھ۔ اگر ان کے الفاظ برے ہوں تو تو اپنے الفاظ کو عمدہ بنا' اپنی باتوں کو پاکیزہ رکھ' اس نہج پر چلتے ہوئے تو ان کے دلوں کی مالک بن جائے گی' ان کا قرب اور ان کی محبت حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائے گی' ان کا اچھا برتاؤ تو حاصل کر لے گی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِينَ ﴿١٩٩﴾﴾

(الاعراف: ۷/۱۹۹)

---

[1] رواه الطبراني وسنده جيد' المعجم الاوسط ج۷/۱۵٤ برقم ٦٢٧٩

''آپ درگزر کو اختیار کریں' نیک کام کی تعلیم دیں اور جاہلوں سے کنارہ کش ہو جائیں۔''

یہ آیت کریمہ اپنے اندر عمدہ اور فاضل اخلاق کے اصولوں کو سموئے ہوئے ہے۔ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ﴿خُذِ الْعَفْوَ﴾ ایک ایسا حکم ہے کہ کوئی مومن مرد وعورت اپنے بھائی بہن کو کسی ایسے عمل یا قول کے لیے تکلیف نہ دے جس کی اس کے پاس قدرت اور طاقت نہیں ہے۔ اور جو ادب اور حسن خلق اس کے پاس نہیں ہے اس کا تقاضا نہ کرے۔ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان: ﴿وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ﴾ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ لوگوں کو نیکی کے ساتھ حکم کریں' سخت اور شدت کے ساتھ نہیں۔ ایسے قول وفعل کا حکم کریں جو نیک ہو' باطل اور منکر کا نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ﴿وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِينَ﴾ یہاں پر درگزر کرنے کا حکم دیا گیا ہے کہ سختی اور درشتی کے بالمقابل شفقت' نرمی اور معافی کو اپنایا جائے' عدم مواخذہ والی صفت پیدا کی جائے۔

مذکورہ اخلاق فاضلہ تیرے لیے کافی ثابت ہوں گے۔ ہر خیر اور بھلائی اس کے نتیجے میں تجھے ملے گی اور سلامتی کی راہوں کی تجھے ہدایت ملے گی۔

اللہ تعالیٰ نے اس طرح فرمایا ہے:

﴿اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِيْ بَيْنَكَ وَ بَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِيٌّ حَمِيْمٌ ﴿٣٤﴾ وَ مَا يُلَقّٰىهَاۤ اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا ۚ وَ مَا يُلَقّٰىهَاۤ اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ ﴿٣٥﴾﴾ (حم السجدہ : ٤١/٣٤'٣٥)

''برائی کو بھلائی سے دفع کرو' پھر تیرا دشمن ایسا ہو جائے گا جیسے دلی دوست۔ اور یہ بات انہیں کو نصیب ہوتی ہے جو صبر کریں' اور اسے سوائے بڑے نصیب والوں کے کوئی نہیں پا سکتا۔''

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی اور رسول ﷺ کو یوں حکم دیا ہے:

﴿فَاصْفَحْ عَنْهُمْ وَقُلْ سَلٰمٌ﴾ (الزخرف : ٤٣/٨٩)

''پس آپ ان سے منہ پھیر لیں اور رخصتانہ سلام کہہ دیں۔''

۳ شرم وحیا: شرم وحیا کو اپنی ذات کے لیے لازم قرار دے لے' کیونکہ یہ ایمان ہے اور نیکی اور احسان کی بنیاد ہے۔ پس اللہ تعالیٰ سے ایسا حیا کر جیسا کہ اس سے حیا کا حق بنتا ہے۔ اللہ

تعالیٰ تجھے کسی ایسی حالت میں نہ دیکھے جو حالت اس کو ناپسند ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فرشتوں سے بھی حیا کر' اپنی استطاعت کے مطابق۔ اپنی خلوت میں بھی اپنے آپ کو عریاں نہ کر۔ اپنے خاوند سے' اپنے اہل خانہ سے' حتیٰ کہ باقی لوگوں سے بھی حیا کر۔ بدکلامی اور بدزبانی نہ کر' اور نہ ہی فحش کلامی کر' حتیٰ کہ کوئی ایسا عمل نہ کر اور کوئی ایسا بول بھی نہ بول جو شرم و حیا سے ہٹا ہوا ہو۔

کیونکہ حیا سب کا سب ہی خیر اور بھلائی ہے اور حیا داری سے خیر ہی سامنے آئے گی۔ ((اَلْحَیَاءُ کُلُّهُ خَیْرٌ)) (سارا حیا خیر ہی خیر ہے۔) ((اَلْحَیَاءُ مِنَ الْاِیْمَانِ)) (یا ایمان کا حصہ ہے) ((وَالْحَیَاءُ لَا یَأْتِیْ اِلَّا بِخَیْرٍ)) (حیا صرف خیر ہی لاتا ہے)

اپنے جسمانی محاسن کو چھپا کر رکھ' انہیں اپنے رشتہ داروں کے سامنے بھی عریاں نہ کر' اپنے کلام کو شیریں بنا' اپنی نگاہ کو نیچا رکھ' اپنے لباس کو لمبا رکھ' اپنے سر کو ننگا نہ رکھ' اپنی چادر کو اپنے سے جدا نہ کر اور نہ ہی اپنے دوپٹے کو' سوائے اس کہ تو اپنے خاوند کے ساتھ اپنے گھر کے اندر خلوت میں ہو۔

④ **سخی بن جا:** زائد کھانے پینے یا کپڑے یا دوا کے معاملے میں کنجوسی نہ کر' نیکی کو عام کر' اپنے خاوند سے اجازت مانگ اور پھر اجازت ملنے کے بعد اس کے مال میں سے صدقہ خیرات کر اور اس کے ساتھ نصف ثواب کی حق دار بن۔ صحیح بخاری شریف میں ہے:

((اِنَّ الْمَرْأَةَ اِذَا تَصَدَّقَتْ مِنْ مَالِ زَوْجِهَا بِاِذْنِهٖ' لَهَا نِصْفُ الْأَجْرِ وَلِلزَّوْجِ النِّصْفِ))

''بلاشبہ جب عورت اپنے خاوند کے مال میں سے اس کی اجازت کے بعد صدقہ خیرات کرے' تو اس کے لیے نصف اجر ہے اور خاوند کے لیے بھی نصف۔''

تیرے لیے اجر و ثواب ہو گا اور عقاب و عذاب سے سلامت رہ سکتی ہے' اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰى ۝ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى ۝ فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْيُسْرٰى ۝﴾ (اللیل : ۹۲/۵-۷)

''تو جو شخص دیتا رہے گا اور ڈرتا رہے گا اور نیک بات کی تصدیق کرتا رہے گا' تو ہم بھی اس کے لیے آسانی پیدا کر دیں گے۔''

---

① کلها احادیث صحیحة طالعها ان شئت فی جامع الاصول ۳/۶۱۶-۶۲۳ وصحیح مسلم ۱/۴۶'۴۷

کنجوسی سے دور رہ اور اس سے تھوڑے بہت صدقہ سے بچتی رہ' اپنی ہمسائی کے ساتھ ویسے ہی اچھا برتاؤ کر جیسے تو اپنے رشتہ داروں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرتی ہے' اور یہ اچھی طرح جان لے کہ اللہ تعالیٰ نیکو کاروں کے ساتھ ہے۔

۵ اپنے اوپر ایثار کو لازم قرار دے لے' اپنے اہل خانہ کو اپنے اوپر ترجیح دے' خود پیاسی رہ کر انہیں سیر کر دے' خود تھک کر انہیں آرام پہنچا لے۔ اس عمل کو اپنے لیے عیب اور نقص نہ سمجھ بلکہ یہی تو کمال ہے' جمال ہے اور جلال ہے۔ یقیناً تو نیکی میں ایثار کا مظاہرہ کر کے سردار اور سیدہ بن سکتی ہے۔ کم مرتبہ رہنے سے سردار بننا بہتر ہے۔ حدیث میں ہے:

((خَادِمُ الْقَوْمِ سَيِّدُهُمْ)) ۱

''قوم کا خادم ہی ان کا سردار ہوتا ہے۔''

پھر سردار ہی امور میں مالک اور متصرف ہوتا ہے۔ کسی سے پوچھا گیا: فلاں شخص تم میں سردار کیسے بن گیا ہے؟ اس نے جواب دیا: ہمیں اس کے پاس اپنی حاجتیں لے جانا پڑتی ہیں اور وہ ہم سے بے نیاز ہے!! اس خلق کو اچھی طرح پہچان لے' اپنی جان کو بذریعہ مشق اور ریاضت یہ خوبی عطا کر دے' اس خوبی کے حصول کے لیے خوب جدوجہد سے کام لے۔

۶ خاموشی بلکہ بہترین خاموشی اختیار کر۔ اس خلق کو بھی اپنے اوپر لازم قرار دے لے۔ گفتگو کو کم کر دے' نیکی کے سوا اپنے کلام کو ختم کر دے' رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان گرامی پر عمل پیرا ہوتے ہوئے:

((مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ)) ۲

''جو اللہ تعالیٰ اور روز آخرت پر ایمان رکھتا ہے اُسے چاہیے کہ نیکی کی بات کرے یا پھر خاموش ہی رہے۔''

جب تو گفتگو کرے تو مختصر کر اور بس نیکی کی بات ہی کر' اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کی ازواج اور بیویوں کو ادب سکھاتے ہوئے یوں فرمایا ہے:

''نرم لہجے میں بات نہ کرو کہ جس کے دل میں روگ ہو وہ کوئی خیال کرے۔ ہاں! قاعدے کے مطابق کلام کرو' اور اپنے گھروں میں قرار سے رہو' اور قدیمی جاہلیت

۱ البخاری فی صحیحه

۲ رواه البخاری ۸/۱۳۱ ومسلم ۱/۴۹

کے زمانے کی طرح اپنے بناؤ سنگار کا اظہار نہ کرو۔''

اپنے لباس' اپنی رفتار' اپنے بیٹھنے میں اور اپنے قول و عمل میں بہترین ہیئت و صورت کو اختیار کر' غور و فکر اور بردباری اختیار کر' غصے نہ ہو' پریشان نہ کر' شیخی خواری اور متکبروں کی طرح خوش نہ ہو بلکہ اللہ تعالیٰ کی تعریف و ستائش بیان کرتی رہ' اس کی نعمتوں پر حمد و ثنا بیان کر' اور اس کا شکریہ اور حمد کثرت سے بیان کر۔

⑦ اپنے آپ سے بھی انصاف کر' کیونکہ انصاف ''اسلام کی خوبصورتی'' میں سے ہے۔ ①
اپنے خاوند کے لیے بناؤ سنگار کر' جس طرح تو خود چاہتی ہے کہ وہ تیرے لیے بن سنور کر رہے۔ دوسروں کے لیے بھی وہ چیز ناپسند کر جو تو اپنے لیے ناپسند کرتی ہے۔ اپنے اہل خانہ کے لیے' اپنے عزیز و اقارب کے لیے بلکہ سب مومنوں کے لیے وہ چیز پسند کر جو تو اپنی ذات کے لیے پسند کرتی ہے کیونکہ صحیح حدیث میں ہے:

((لَا یُؤْمِنُ أَحَدُکُمْ حَتّٰی یُحِبَّ لِأَخِیْهِ مَا یُحِبُّ لِنَفْسِهِ)) ②

''تم میں سے کوئی بھی اس وقت تک ایمان دار نہیں بن سکتا جب تک وہ اپنے بھائی کے لیے وہی چیز پسند نہ کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے یعنی بھلائی اور خیر سے۔''

اس انصاف میں سے جس کا حکم دیا گیا ہے' یہ بات بھی ہے کہ تو دوسروں کے ساتھ ایسا سلوک اور برتاؤ رکھے جس طرح تو چاہتی ہے کہ دوسرے تیرے ساتھ سلوک کریں۔ اپنے آپ کو دوسروں پر فضیلت نہ دے۔ جس طرح تو خواہش رکھتی ہے کہ تجھے اچھے الفاظ اور عمدہ کلام سے مخاطب کیا جائے' بالکل اسی طرح دوسروں کے لیے تو استعمال کر۔ جس طرح تو اپنی عزت یا اپنے بدن کے متعلق کوئی تکلیف دہ بات ناپسند رکھتی ہے' بالکل اسی طرح کسی سے بھی ایسی بات نہ کہہ۔ اس طرح تو اپنے آپ سے انصاف کرنے والے خلق میں کامیاب ہو جائے گی' اور یہ خلق ''حسن خلق'' میں سے ہے' عمدہ عادات میں سے اور نفس کی پاکی میں سے ہے۔

اے مومنہ خاتون!

یہ تھیں اخلاق فاضلہ پر مبنی چند معروضات۔ ان سے اپنے آپ کو آراستہ کر لے' ان کو حاصل کر کے خوب سیرت بن جا' ان کے مطابق زندگی بسر کرنی شروع کر دے' تو کامل

---

① هذا بعض حديثه في صحيح البخاري ١/ ١٥ تعليقا

② رواه البخاري ١/ ١١ ومسلم ١/ ٤٩

اور سعادت مند بن جائے گی، اللہ تعالیٰ تیرا حامی و ناصر ہوگا۔ وہ تیرے عمل کو بالکل ترک نہ کر دے، کیونکہ اللہ تعالیٰ تو ان لوگوں کے ساتھ ہوتا ہے جو اس کا تقویٰ اختیار کرتے ہیں اور ان لوگوں کے ساتھ ہوتا ہے جو نیکی کرنے والے بنتے ہیں، جس طرح کہ خود اللہ تعالیٰ نے وضاحت فرمائی ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ مَعَ الَّذِينَ اتَّقَوا وَّالَّذِينَ هُم مُّحْسِنُونَ ﴿١٢٨﴾﴾

(النحل : ١٦/١٢٨)

''یقین مانو کہ اللہ تعالیٰ پرہیزگاروں اور نیکوکاروں کے ساتھ ہے۔''

بحث: 3

مسلمان عورت کی اخلاقی جرأت

سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے ایام کے حوالے سے ابونوفل بیان کرتے ہیں: پھر اس نے یعنی حجاج بن یوسف نے سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی والدہ محترمہ سیدہ اسما بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما کے پاس پیغام بھیجا تو انہوں نے حجاج کے پاس آنے سے انکار کردیا۔ اس نے قاصد کو دوبارہ بھیجا اور کہا: یا تو خود بخود میرے پاس چلی آ یا تیرے پاس میں ایسے آدمی بھیجوں گا جو تجھے سر کی مینڈھیوں سے گھسیٹ کر میرے پاس لے آئیں گے۔ انہوں نے پھر بھی آنے سے انکار ہی کیا اور قاصد کو یہ کہہ بھیجا: اللہ کی قسم! میں خود تیرے پاس چل کر نہیں آؤں گی۔ اب تو میرے پاس ایسے آدمیوں کو بھیج دے جو مجھے سر کے بالوں سے گھسیٹ کر لے جائیں۔ تب حجاج نے کہا: ''میرے سبتی جوتے لاؤ!'' اس نے جوتے پہنے اور متکبرانہ چال چلتا ہوا ان کے پاس آ پہنچا اور بولا: تو نے دیکھا کہ میں نے اللہ کے دشمن (یعنی سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ اور سیدہ اسما بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما کے صاحبزادے) کے ساتھ کیسا سلوک کیا؟ انہوں نے جواب دیا: مجھے تیری باتوں میں سے یہ بات بھی پہنچی ہے کہ تو کہتا تھا: اے دو پٹکوں والی کے بیٹے! ((یا ابن ذات النطاقین)) ہاں اللہ کی قسم! میں ہی دو پٹکوں والی ہوں۔ ایک پٹکے سے تو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اپنے باپ کے لیے کھانا باندھ کر بھیجا کرتی تھی اور دوسرا کمر بند کے طور پر باندھا کرتی تھی جس کے بغیر کسی عورت کو کوئی چارۂ کار نہیں۔

میں نے دیکھا ہے کہ تو نے تو اس کی دنیا خراب کی ہے جب کہ اس نے تو تیری آخرت تباہ و برباد کردی ہے۔

((أَمَا اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم حَدَّثَنَا اَنَّ فِي ثَقِيفٍ كَذَّابًا وَمُبِيرًا، أَمَّا الْكَذَّابُ فَقَدْ رَأَيْنَاهُ، وَاَمَّا الْمُبِيرُ فَلَا اَخَالُكَ اِلَّا ((اِيَّاهُ)) فَقَامَ وَلَمْ يُرَاجِعْهَا)) ①

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایک حدیث بیان فرمائی تھی کہ قبیلہ ثقیف میں سے

① رواہ مسلم فی کتاب فضائل الصحابۃ ۲۲۹

ایک ''کذاب'' اور ایک ''تباہی مچانے والا'' ہو گا۔ ''کذاب'' کو تو ہم دیکھ چکے ہیں البتہ ''تباہی مچانے والا'' کے متعلق میرا خیال ہے کہ تیرے سوا کوئی نہیں۔ حجاج یہ باتیں سن کر کھڑا ہو گیا' کسی بات کا جواب تک نہ دیا۔''

''مبیرا'' بوار سے بنا ہے جس کا معنی ہلاکت اور تباہی ہوتا ہے۔ قرآن مجید میں بھی آتا ہے:

﴿وَ كُنْتُمْ قَوْمًا بُوْرًا ﴿۱۲﴾﴾ (الفتح: ۱۲/۴۸)

''دراصل تم لوگ ہو بھی ہلاکت والے۔''

جوہری نے کہا ہے: اس سے مراد وہ آدمی ہے جو فساد اور تباہی مچانے والا ہو' جس میں کوئی خیر نہ ہو۔

رزین نے اتنی بات مزید لکھی ہے کہ حجاج نے بس اتنی سی بات کہی:

''میں تو اس لیے اس کے پاس گیا تھا تاکہ اسے رنجیدہ اور غمگین کروں گا لیکن الٹا اس نے ہی مجھے رنجیدہ بنا دیا ہے۔''

''سبتی جوتے'' دراصل یہ لفظ ''سبت'' سے بنا ہے اور یہ لفظ گائے کے اس چمڑے پر بولا جاتا ہے جسے ببول کی چھال میں رنگا جائے اور پھر اس چمڑے سے جوتے بنائے جائیں تو وہ سبتی جوتے ہوتے ہیں' یعنی ان جوتوں کی اس چمڑے کی طرف نسبت کی جاتی ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ''سبت'' کا ایک معنی ''بال صاف کرنا'' بھی آتا ہے۔ چونکہ اس چمڑے سے بال اتارے جاتے تھے پھر جوتے بنائے جاتے تھے اس لیے ان جوتوں کو سبتی کہتے تھے کہ ''صاف شدہ بالوں والے جوتے۔''

بحث : 4

مسلمان عورت کا ''احسان''

اے ایمان دار خاتون! احسان تو تیرے دین کا تہائی حصہ ہے جس طرح کہ تو جانتی ہے کہ جب نبی کریم ﷺ سے اسلام کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے جواب میں فرمایا تھا کہ یہ ایمان، اسلام اور احسان کا مجموعہ ہے، اور تو اس کتاب میں بھی قبل ازیں ایمان اور اسلام کے بارے میں جان چکی ہے۔ اب باقی رہا ''احسان'' تو اس کے متعلق بھی چند باتیں جان لے۔ تو اپنے عقائد میں، اپنے قول میں اور اپنے عمل میں احسان کو اختیار کر۔ اس کے ساتھ تیرا دین مکمل ہوگا اور تو کمال درجے کا اخلاق پانے کی اہل بن جائے گی، اور دین و دنیا دنیا و آخرت کی سعادتوں کو پانے کی حق دار بن جائے گی۔ اب اس کا مفصل بیان ملاحظہ کر لے:

''احسان'' لغت کے اعتبار سے ''نیکی کرنا'' ہے جو ''برائی کرنا'' کی ضد ہے۔ احسان (نیکی) کرنا واجب ہے جبکہ برائی کرنا حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں نیکی کرنے کا ہی حکم دیا ہے اور نیکی کرنے والے کی تعریف بیان فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان غور سے پڑھ لے:

﴿وَأَحْسِنُوٓا۟ ۛ إِنَّ ٱللَّهَ يُحِبُّ ٱلْمُحْسِنِينَ ﴿١٩٥﴾﴾ (البقرۃ : ۲/۱۹۵)

''اور سلوک و احسان کرو۔ اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔''

اور یہ بات ''حدیث جبریل'' میں بھی ہے جسے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے۔ یہ ایک مشہور و معروف صحیح حدیث ہے۔ اور یہ بھی اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ وہ نیکی کرنے والوں کے ساتھ ہوتا ہے۔ لہٰذا عقیدہ، عمل اور قول میں احسان کرنا واجب ہوا، جس طرح عقیدہ، عمل اور قول میں ''برائی کرنا'' بھی ہوتا ہے، جو کہ مذموم ہے۔

اس احسان کے درجے کو تو مکمل طور پر نہیں پا سکتی اور نہ ہی تو ''احسان کرنے والوں'' کے ساتھ شامل ہو سکتی ہے جب تک تو اللہ تعالیٰ کی مراقبت اور نگرانی کے لیے اپنے نفس کو تیار نہیں کر لیتی، یعنی یہ تصور پیدا کر کہ تو اللہ تعالیٰ کے بالکل سامنے ہے اور تو اسے دیکھ رہی ہے یا وہ تجھے دیکھ رہا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے احسان کے متعلق پوچھنے والے کو یہی جواب سمجھایا تھا۔ آپ نے فرمایا تھا:

((اَلْإِحْسَانُ: أَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ، فَإِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ)) ①

''احسان یہ ہے کہ تو اللہ تعالیٰ کی ایسے عبادت کرے گویا کہ تو اسے دیکھ رہا ہے۔ پھر اگر تو اسے نہیں دیکھ رہا تو وہ تو تجھے دیکھ رہا ہے۔''

مطلب یہ ہے کہ جب بندہ عبادت کرے تو دونوں حالتوں میں سے اس کی ایک حالت ضرور ہونی چاہیے۔ یا تو اللہ تعالیٰ کے لیے مراقبہ کی کیفیت ہو گویا کہ وہ خود اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا ہے یا پھر اس کا یہ اعتقاد ضرور ہو کہ اللہ تعالیٰ اسے دیکھ رہا ہے۔ اس کی وجہ سے بندہ اپنے قول اور عمل کو نیک اور بہترین بنائے گا۔ ان دونوں یعنی قول و عمل کو اتنا عمدہ اور بہترین بنائے گا یہاں تک کہ یہ دونوں مطلوبہ پھل دینے لگیں گے۔

اے مومنہ خاتون! اپنے آپ کو ''اہل احسان'' لوگوں میں شامل کرنے کے لیے تو اپنے اوپر اللہ تعالیٰ کی نگرانی اور دیکھ بھال کو لازمی اختیار کر' یعنی اپنی سوچ میں' اپنی بات میں اور اپنی حرکت میں اس کے سبب تیرے تمام افکار' تمام اقوال اور تمام اعمال نیک بن جائیں گے جو تیرے لیے ثمر آور اور نفع مند ہوں گے۔

اور یہ بھی جان لے کہ تیرا کوئی قول یا تیرا کوئی عمل اس وقت تک صحیح اور درست نہ ہو گا جب تک تو اس سے سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی طلب نہ کرے اور اسی کا نام اخلاص ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿ أَلَا لِلَّهِ الدِّينُ الْخَالِصُ ﴾ (الزمر : ۳۹/۳)

''خبردار! اللہ تعالیٰ کے لیے خالص عبادت کرنا ہے۔''

دوسرے مقام پر اس طرح فرمایا ہے:

﴿ وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ ﴾ (البينة : ۹۸/۵)

''نہیں اس کے سوا کوئی حکم نہیں دیا گیا کہ صرف اللہ کی عبادت کریں' اس کے لیے دین کو خالص رکھیں۔''

ایک اور مقام پر یہ بھی آتا ہے:

---

① وهو في صحيح مسلم ۲۸/۲۹ واخرجه اهل الحديث

﴿ فَادْعُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَ لَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ۝ ﴾

(المومن : ٤٠/ ١٤)

''تم اللہ کو پکارتے رہو اس کے لیے دین کو خالص کر کے' گو کافر برا مانیں۔''

دعا ہی دین ہے۔ جس نے اپنی دعا میں غیر اللہ کو شریک کیا اس کی دعا قبول نہ ہوگی' بلکہ اس کے لیے نار جہنم واجب ہے۔

اے ایمان دار خاتون!

دعا کرنے میں اور دیگر عبادات میں شرک کرنے سے بچتی رہ۔ اپنے تمام اعمال کو اپنے پروردگار عزوجل کے لیے خاص رکھ' اور اس بات کو سیکھ لے کہ کونسا قول اور کونسا عمل اللہ تعالیٰ کو محبوب اور پسندیدہ ہے؟ اس قول کی کیفیت کیا ہے؟ پھر دوسرے نمبر پر عمل کی کونسی کیفیت اللہ تعالیٰ کو محبوب ہے؟

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ قول اور عمل سے پہلے علم حاصل کرنا لازمی ہوا جس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا ہے:

﴿ فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ﴾ (محمد : ٤٧/ ١٩)

''سو (اے نبی!) آپ یقین کر لیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔''

جس طرح کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے لکھا ہے:

((اَلْعِلْمُ قَبْلَ الْقَوْلِ وَالْعَمَلِ)) [1]

''قول اور عمل سے پہلے علم حاصل کرنا ہے۔''

اس لیے تو میں نے یہ کتاب تالیف کی ہے' اس بات کی کوشش کرتے ہوئے کہ وہ تمام معتقدات' اقوال اور اعمال جن کی تجھے حاجت ہے اور جن کا اعتقاد رکھنا' اور جن اقوال و اعمال کو اختیار کرنا واجب ہے اور جن کا ترک کرنا واجب ہے' ایسی سب باتیں اس کتاب میں جمع کر دوں۔ یہ سب باتیں قبل ازیں گزر چکی ہیں۔ اب میں آپ کے سامنے ان پر عمل کی کیفیات بیان کرنا چاہتا ہوں' یعنی عبادات' آداب اور اخلاق کے حوالے سے اقوال و اعمال کی کیفیات:

---

[1] البخاری ج ۱/ ۲۷

سب سے پہلے تو میں ارکان اسلام میں سے پہلی بات کو بیان کروں گا' یعنی نماز' پھر اس کے بعد بالترتیب آخر تک باقی ارکان کا بیان ہو گا' پھر میں ان آداب کا بیان کروں گا جن کو اختیار کرنا اور اپنانا لازمی ہے' اور ان اخلاق کا ذکر کروں گا جن سے اپنے آپ کو آراستہ کرنا ضروری ہے' اللہ تعالیٰ سے تیرے لیے ان باتوں کو سمجھنے کا سوال کرتے ہوئے اور ان پر عمل پیرا ہونے کی دعا کرتے ہوئے' تاکہ تو ان میں کامل بن جائے اور پھر اپنی دنیا اور اپنی آخرت کی نیک بختی کے لیے کوشش کرنے والی بن جائے۔ [1]

[1] المراة المسلمة لابی بکر الجزائری ۲۸/۲۹

بحث: 5

عورت کی کشادہ دلی اور حسن ضیافت

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک آدمی آیا اور یوں عرض پرداز ہوا: میں بھوک اور مشقت کا مارا ہوا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ایک بیوی کے پاس ایک آدمی بھیجا۔ اس نے جواب بھیجا' قسم اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے' ہمارے پاس سوائے پانی کے اور کچھ نہیں ہے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دوسری بیوی کی طرف بھیجا تو اس نے بھی ویسا ہی جواب بھیجا۔ تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ يُضَيِّفُهُ يَرْحَمُهُ اللّٰهُ؟))

''اس کو اپنا مہمان کون بنائے گا؟ اللہ تعالیٰ اس پر رحمت فرمائے۔''

سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے: اے اللہ کے رسول! ''میں'' پھر وہ ان کو لے کر اپنے گھر روانہ ہو گئے۔ انہوں نے اپنی زوجہ سے کہا: کیا تیرے پاس کچھ ہے؟ اس نے جواب دیا: بچوں کے کھانے کے سوا اور کچھ نہیں۔ سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ان کو کسی چیز سے بہلا اور انہیں سلا دے۔ جب ہمارا مہمان ہمارے پاس آئے تو اس کو یوں دکھلانا کہ ہم کھانا کھا رہے ہیں۔ جس وقت وہ کھانے کی طرف اپنا ہاتھ بڑھائے تو تم دیے کو درست کرنے کے بہانے بجھا دینا۔ اس طرح وہ سب بیٹھے رہے اور مہمان نے کھانا کھا لیا۔ ان دونوں میاں بیوی نے بھوکے ہی رات بسر کی۔ پھر جب ابوطلحہ رضی اللہ عنہ علی الصبح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے تو آپ نے فرمایا: آج رات تم نے جو مہمان نوازی کی ہے اللہ تعالیٰ نے اسے بہت ہی پسند فرمایا ہے۔ اس موقع پر یہ فرمان باری تعالیٰ نازل ہوا:

﴿وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ﴾ (الحشر : ۵۹/۹)

''بلکہ خود اپنے اوپر انہیں ترجیح دیتے ہیں' گو خود کو کتنی ہی سخت حاجت ہو۔''[1]

---

[1] رواہ البخاری فی کتاب مناقب الانصاری ۱۰ والتفسیر سورۃ ۵۹ ورواہ مسلم فی کتاب الاشربہ ۱۷۲۔۱۷۳ ورواہ الترمذی فی کتاب التفسیر سوۃ ۵۹

بحث: 6

بڑائی‘ خود پسندی اور تکبر

اے میری ایمان کی طالب بہن!

مذکورہ برے اخلاق سے بچتی رہ‘ کیونکہ یہ اسلامی اخلاق کے منافی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے معاشرے میں ان کے نقصانات اور ان کے خبث کی وجہ سے حرام کیا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿سَأَصْرِفُ عَنْ اٰيٰتِيَ الَّذِيْنَ يَتَكَبَّرُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ﴾

(الاعراف: ۷/۱٤٦)

”میں ایسے لوگوں کو اپنے احکام سے برگشتہ ہی رکھوں گا جو دنیا میں تکبر کرتے ہیں‘ جس کا ان کو کوئی حق حاصل نہیں۔“

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان بھی ہے:

﴿وَاسْتَفْتَحُوْا وَخَابَ كُلُّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ ⑮﴾ (ابراهيم: ۱٤/۱٥)

”اور انہوں نے فیصلہ طلب کیا اور تمام سرکش ضدی لوگ نامراد ہو گئے۔“

مالک کائنات کا ایک فرمان بایں الفاظ بھی ہے:

﴿كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ قَلْبِ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ ㉟﴾ (المومن: ٤٠/٣٥)

”اللہ تعالیٰ اسی طرح ہر ایک مغرور سرکش کے دل پر مہر کر دیتا ہے۔“

یہ فرمان الٰہی بھی یاد رکھیں:

﴿اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْتَكْبِرِيْنَ ㉓﴾ (النحل: ١٦/٢٣)

”وہ غرور کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا۔“

یہ فرمان باری تعالیٰ بھی پیش نظر رکھیں:

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِيْنَ ⑥⓪﴾

(المومن: ٤٠/٦٠)

”یقین مانو کہ جو لوگ میری عبادت سے خودسری کرتے ہیں وہ ابھی ابھی ذلیل ہو

کر جہنم میں پہنچ جائیں گے۔''

غرور اور تکبر کی مذمت میں آیات کریمہ بکثرت موجود ہیں۔ نبی اکرم ﷺ کا فرمان اقدس ہے:

((بَیْنَمَا رَجُلٌ یَمْشِیْ فِیْ حُلَّةٍ تُعْجِبُهُ نَفْسُهُ مُرَجِّلٌ۔ أَیْ مُمَشِّطٌ۔ رَأْسَهُ مُخْتَالٌ فِیْ مِشْیَتِهِ اِذْ خَسَفَ اللّٰهُ بِهِ، فَهُوَ یَتَجَلْجَلُ فِی الْأَرْضِ اِلَی یَوْمِ الْقِیَامَةِ)) ①

''ایک آدمی عمدہ پوشاک پہنے چلا جا رہا تھا' اسے اپنا آپ بہت اچھا لگ رہا تھا' اس نے سر میں کنگھی کر رکھی تھی' اپنی رفتار میں مٹک مٹک کر چل رہا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے زمین میں دھنسا دیا۔ اب وہ قیامت تک زمین میں دھنستا ہی جا رہا ہے۔''

نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

((بَیْنَمَا رَجُلٌ مِمَّنْ کَانَ قَبْلَکُمْ یَجُرُّ اِزَارَهُ مِنَ الْخُیَلَاءِ، خُسِفَ بِهِ فَهُوَ یَتَجَلْجَلُ فِی الْأَرْضِ اِلَی یَوْمِ الْقِیَامَةِ)) ②

''اس حال میں کہ ایک آدمی تم میں سے پہلوں میں سے تکبر کے ساتھ چلتا ہوا اپنے تہبند کو گھسیٹتا ہوا چلا جا رہا تھا' اسے زمین میں دھنسا دیا گیا۔ تب سے قیامت تک زمین میں دھنستا ہی جائے گا۔''

''الخُیَلاء'' خا'' کے ضمہ معنی ہے: تکبر' خود پسندی۔ ''یتجلجل'' دو جیموں کے ساتھ' اس سے مراد ہے: ''وہ زمین میں اترتا ہی جا رہا ہے۔''

نبی اکرم ﷺ کا فرمان گرامی ہے:

((بَیْنَمَا رَجُلٌ مِمَّنْ کَانَ قَبْلَکُمْ خَرَجَ فِیْ بُرْدَیْنِ أَخْضَرَیْنِ مُخْتَالاً فِیْهَا۔ لَا فِیْهِمَا۔ أَمَرَ اللّٰهُ الْأَرْضَ فَأَخَذَتْهُ فَهُوَ یَتَجَلْجَلُ فِیْهَا اِلَی یَوْمِ الْقِیَامَةِ)) ③

''ایک آدمی تم سے پہلے لوگوں میں سے دو سبز دھاری دار چادروں میں باہر نکلا'

① صحیح البخاری ٣٤٨٥/٦ ((الفتح)) والترمذی ٢٤٩١/٤

② اخرجه احمد ٣١٥/٢ وذكره الهيثمي في المجمع ١٢٦/٥ فقال: رواه احمد والبزار باسانيد واحد اسانيد البزار رجاله رجال الصحيح

③ اخرجه احمد ٣١٥/٢ وذكره الهيثمي في المجمع ١٢٦/٥ فقال: رواه احمد والبزار باسانيد' واحد اسانيد البزار ورجاله رجال الصحيح۔

بڑے فخر و غرور سے زمین پر چلنے لگا۔ اللہ تعالیٰ نے زمین کو حکم کیا' چنانچہ زمین نے اسے دبوچ لیا۔ اب وہ قیامت کے دن تک اس میں دھنستا ہی چلا جا رہا ہے۔''

یہ بات بھی صحیح حدیث سے ثابت ہے:

((اَنَّ رَجُلًا کَانَ فِیْ حُلَّةٍ حَمْرَاءَ فَتَبَخْتَرَ وَاَخْتَالَ فِیْهَا فَخَسَفَ اللّٰهُ بِهِ الْاَرْضَ فَهُوَ یَتَجَلْجَلُ فِیْهَا اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ)) ①

''ایک آدمی سرخ حلے میں بڑے تکبر اور بڑے گھمنڈ سے چلا جا رہا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے زمین میں دھنسا دیا۔ اب وہ روز قیامت آنے تک اس میں دھنستا ہی جائے گا۔''

رسول اکرم ﷺ کا فرمان مبارک ہے:

((اِنَّ الرَّجُلُ یُحِبُّ اَنْ یَکُوْنَ ثَوْبُهُ حَسَنًا وَنَعْلُهُ حَسَنَةً، قَالَ: اِنَّ اللّٰهَ جَمِیْلٌ یُحِبُّ الْجَمَالَ، اَلْکِبْرُ بَطَرُ الْحَقِّ)) ②

''اللہ تعالیٰ اس آدمی کی طرف نہیں دیکھتا جو گھمنڈ اور غرور سے اپنے تہبند کو زمین پر گھسیٹتے ہوا چلتا ہے۔ ایسا کوئی آدمی جنت میں داخل نہیں ہو گا جس کے دل میں ذرہ برابر بھی تکبر ہو گا۔'' آپ سے عرض کیا گیا: ''آدمی اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اس کا لباس خوبصورت ہو اور اس کا جوتا اچھا ہو۔'' رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''یقیناً اللہ تعالیٰ خوبصورت ہے اور خوبصورتی کو پسند فرماتا ہے۔ تکبر تو حق کو ٹھکرانا اور لوگوں کو نظر حقارت سے دیکھنا ہے۔''

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

((قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: اَلْکِبْرِیَاءُ رِدَائِیْ فَمَنْ نَازَعَنِیْ فِیْ رِدَائِیْ قَصَمْتُهُ)) ③

''اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: کبریائی میری ردا ہے۔ جو میری ردا کے بارے میں مجھ سے جھگڑا کرے گا' مجھ سے چھیننے کی کوشش کرے گا' میں اسے ہلاک کر

---

① ذکرہ الهیثمی فی المجمع ۵/۱۲۶ وقال: رواہ البزار ورجالہ رجال الصحیح۔

② صحیح مسلم ۳/۱۶۵۳

③ اخرجه الحاکم ۱/۶۱ وقال: صحیح' ووافقه الذهبی' وقال الالبانیؒ: صحیح۔

دوں گا۔"

دوسری حدیث مبارکہ میں اس طرح بھی آتا ہے:

((اَلْكِبْرِيَاءُ رِدَائِي وَالْعِزُّ إِزَارِي مَنْ نَازَعَنِي فِي شَيْءٍ فِيهِمَا عَذَّبْتُهُ)) ①

"اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: کبریائی میری چادر ہے اور عزت میری تہبند ہے۔ جس نے مجھ سے ان دونوں چیزوں میں جھگڑنے کی کوشش کی، میں اسے عذاب میں مبتلا کر دوں گا۔"

ایک اور حدیث قدسی میں ہے:

((قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى: اَلْكِبْرِيَاءُ رِدَائِي وَالْعَظَمَةُ إِزَارِي فَمَنْ نَازَعَنِي وَاحِدًا مِنْهُمَا قَذَفْتُهُ فِي النَّارِ)) ②

"اللہ تعالیٰ کا فرمان گرامی ہے: کبریا میری چادر ہے اور عظمت میری ازار ہے۔ جس نے ان میں سے کوئی ایک بھی مجھ سے چھیننے کی کوشش کی، میں اسے آتش رسید کر دوں گا۔"

نبی کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

((أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَهْلِ النَّارِ؟ كُلُّ عُتُلٍّ)) أَيْ هُوَ الْغَلِيظُ الْجَافِي، ((جَوَّاظٍ))

"کیا میں تمہیں دوزخ والوں کے متعلق خبردار نہ کروں؟ ہر سرکش اکڑ کر چلنے والا اور متکبر۔"

اس طرح بھی فرمان اقدس آتا ہے:

((أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَهْلِ النَّارِ: كُلُّ عُتُلٍّ جَوَّاظٍ مُسْتَكْبِرٍ)) ③

"کیا میں تمہیں اہل دوزخ کے متعلق نہ بتاؤں؟ ہر سرکش، بسیار خور اور تکبر کرنے والا۔"

نبی کریم ﷺ نے یوں بھی فرمایا ہے:

---

① اخرجه احمد ۲/۲۴۸ وابوداود ۴/۴۰۹۰ وقال الالبانیؒ: حدیث صحیح۔

② اخرجه احمد ۲/۳۷۶ وابوداود ۴/۴۰۹۰ وابن ماجه ۲/۴۱۷۴ وهو حدیث حسن

③ صحیح البخاری ۸/۴۹۱۸ ((الفتح)) ۴۹۰۴ ۲۱

((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ الْجَوَّاظُ وَالَا الْجَعْظَرِيُّ)) ①

''اکڑ کر چلنے والا اور متکبر شخص جنت میں داخل نہیں ہوگا۔''

(الجواظ: اکڑ کر چلنے والا' بسیار خور' جمع کر کے رکھنے والا اور خرچ نہ کرنے والا' اکھڑ اور سخت زبان سبھی پر استعمال ہوتا ہے۔)

نبی آخر الزمان ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

((سَيُصِيبُ أُمَّتِي دَاءُ الْأُمَمِ: اَلْأَشَرُ وَالْبَطَرُ وَالتَّكَاثُرُ وَالتَّشَاحُنُ فِي الدُّنْيَا وَالتَّبَاغُضُ وَالتَّحَاسُدُ حَتَّى يَكُونَ الْبَغْيُ)) ②

''میری امت کو بھی سابقہ امتوں کی بیماریاں لاحق ہو جائیں گی: اترانا' اکڑنا' مال سمیٹنا' دنیوی معاملات میں باہمی دشمنی اور جھگڑے کرنا' ایک دوسرے سے بغض اور ناراضگی رکھنا' ایک دوسرے سے حسد کرنا' حتیٰ کہ حد سے بڑھ جانا۔''

اور رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

((ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ' وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ: شَيْخٌ زَانٍ' وَمَلِكٌ كَذَّابٌ' وَعَائِلٌ۔ أَيْ: فَقِيرٌ۔ مُسْتَكْبِرٌ)) ③

''تین شخص ایسے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ قیامت کے روز کلام تک نہیں فرمائے گا' نہ ان کا تزکیہ کرے گا اور نہ ان کی جانب نظر رحمت سے دیکھے گا' بلکہ ان کے لیے عذاب الیم ہوگا: بوڑھا زانی' جھوٹا بادشاہ اور متکبر فقیر۔''

ناطق وحی ﷺ نے یوں بھی فرمایا ہے:

((أَرْبَعَةٌ يُبْغِضُهُمُ اللّٰهُ: اَلْبَيَّاعُ الْحَلَّافُ' وَالْفَقِيرُ الْمُخْتَالُ' وَالشَّيْخُ الزَّانِي' وَالْإِمَامُ الْجَائِرُ)) ④

''چار آدمیوں سے اللہ تعالیٰ ناراض رہتے ہیں: قسمیں کھا کر مال بیچنے والا' اکڑنے

---

① اخرجه ابو داؤد ٤/ ٤٨٠١ وهو حديث صحيح

② اخرجه الحاكم ٤/ ١٦٨ وقال: صحيح الاسناد ووافقه الذهبي' حديث صحيح

③ صحيح مسلم ١/ ١٠٢ والنسائي ٥/ ٨٦

④ اخرجه النسائي ٥/ ٨٦ وابن حبان ٧/ ٥٥٣٢ وصححه الالبانيؒ في صحيح الجامع ٨٨٠

والا فقیر، بوڑھا زنا کار اور ظالم امام۔''

نبی کائنات ﷺ نے فرمایا ہے:

((مَنْ تَعَظَّمَ فِیْ نَفْسِهِ وَاخْتَالَ فِیْ مَشْیَتِهِ لَقِیَ اللّٰهَ وَهُوَ عَلَیْهِ غَضْبَانُ)) ①

''جو اپنے دل میں مصنوعی بڑا بنے اور اپنی چال میں اکڑفوں دکھائے، وہ اللہ تعالیٰ سے اس حالت میں ملے گا کہ وہ اس پر غضب ناک ہوگا۔''

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

((لَا یَنْظُرُ اللّٰهُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ إِلَی مَنْ جَرَّ إِزَارَهُ بَطَرًا)) ②

''قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس آدمی کی طرف نہیں دیکھے گا جو گھمنڈ اور غرور سے اپنی تہبند کو گھسیٹ کر چلتا رہا۔''

رسول الثقلین ﷺ نے فرمایا ہے:

((مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ خُیَلَاءَ لَمْ یَنْظُرِ اللّٰهُ إِلَیْهِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ)) ③

''جس نے تکبر وغرور سے اپنے کپڑے کو زمین پر گھسیٹا، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی طرف نہیں دیکھے گا۔''

محبوب کبریا ﷺ نے فرمایا ہے:

((لَیَنْتَهِیَنَّ أَقْوَامٌ یَفْتَخِرُوْنَ بِآبَائِهِمُ الَّذِیْنَ مَاتُوْا إِنَّمَا هُمْ فَحْمُ جَهَنَّمَ، أَوْ لَیَکُوْنَنَّ أَهْوَنَ عَلَی اللّٰهِ مِنَ الْجُعَلِ)) أی: دویبة ارضیه ((الذی یدهده)) ای: یدحرج ((الْخَرَاءَةَ بِأَنْفِهِ، إِنَّ اللّٰهَ أَذْهَبَ عَنْکُمْ عُبِّیَّةَ الْجَاهِلِیَّةِ وَفَخْرَهَا بِالْآبَاءِ، إِنَّمَا هُوَ مُؤْمِنٌ تَقِیٌّ وَفَاجِرٌ شَقِیٌّ، النَّاسُ بَنُوْ آدَمَ، وَآدَمُ خُلِقَ مِنْ تُرَابٍ)) ④

---

① اخرجه احمد ۲/ ۱۱۸ والبخاری فی الادب المفرد ۲/ ۵۴۹، والحاکم ۱/ ۶۰ وهو حدیث صحیح حسن

② صحیح البخاری ۱۰/ ۵۷۸۸ ((الفتح)) ۲/ ۳۸۶

③ صحیح البخاری ۱۰/ ۵۷۸۴ ((الفتح)) ومسلم ۳/ ۱۶۵۱

④ اخرجه احمد ۲/ ۳۶۱ والترمذی ۵/ ۳۹۵۵ وابو داود ۴/ ۱۱۶ وهو حدیث حسن

''لوگ اپنے فوت شدہ باپ دادوں کے نام پر فخر کرنا چھوڑ دیں' وہ تو جہنم کا کوئلہ ہیں' یا ضرور وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں بھونرے (کالے کیڑے) سے بھی حقیر اور کم درجہ ہو جائیں گے' جو اپنی بیٹ (پاخانے) کو اپنی ناک سے لڑھکاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تم سے جاہلیت کی نخوت اور اتراہٹ کو اور باپ دادا کے نام پر فخر وغرور کرنے کو ختم فرما دیا ہے۔ اب تو صرف پرہیزگار مومن ہے یا بدبخت فاجر ہے۔ سب لوگ آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں اور آدم علیہ السلام مٹی سے پیدا ہوئے تھے۔''

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں فرمایا ہے:

((تَحَاجَّتِ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ، فَقَالَتِ النَّارُ: أُوثِرْتُ بِالْمُتَكَبِّرِينَ وَالْمُتَجَبِّرِينَ، وَقَالَتْ: الْجَنَّةُ مَا لِي لَا يَدْخُلُنِي إِلَّا ضُعَفَاءُ النَّاسِ وَاسْقَاطُهُمْ وَعَجَزَتُهُمْ؟ فَقَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ لِلْجَنَّةِ: إِنَّمَا أَنْتِ رَحْمَتِي أَرْحَمُ بِكِ مَنْ أَشَاءُ مِنْ عِبَادِي، وَقَالَ لِلنَّارِ: إِنَّمَا أَنْتِ عَذَابِي أُعَذِّبُ بِكِ مَنْ أَشَاءُ مِنْ عِبَادِي، وَلِكُلِّ وَاحِدَةٍ مِنْكُمَا مِلُوُّهَا)) [1]

''جنت اور دوزخ کی آپس میں بحث ہو گئی۔ دوزخ نے کہا: ''مجھے متکبروں اور جابروں کے ساتھ تجھ پر برتری حاصل ہے۔'' جنت نے کہا: ''میری قسمت میں تو صرف لوگوں میں سے ضعیف اور غریب لوگ ہی آئیں گے' اور وہ جو معاشرے میں کمترین اور درماندہ حال ہوں گے۔'' اللہ تعالیٰ نے جنت سے فرمایا: ''یقیناً تو میری رحمت ہے۔ میں اپنے بندوں میں سے جس کو چاہوں گا تیرے ساتھ رحمت فرما دوں گا۔'' پھر اللہ تعالیٰ نے دوزخ سے فرمایا: ''یقیناً تو میرا عذاب ہے۔ میں تیرے ساتھ اپنے بندوں میں سے جسے چاہوں گا عذاب کروں گا۔'' تم دونوں میں سے ہر ایک کو اس کے بھرنے کا حصہ ضرور مل جائے گا۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے:

((أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَهْلِ الْجَنَّةِ؟ كُلُّ ضَعِيفٍ مُسْتَضْعِفٍ، وَلَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَأَبَرَّهُ، أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَهْلِ النَّارِ؟ كُلُّ عُتُلٍّ جَوَّاظٍ

[1] صحیح البخاری ۱۸/۴۸۵ (الفتح) و مسلم ۴/۲۱۸۷

مُسْتَکْبِرٍ)) ①

''کیا میں تمھیں اہل جنت کی خبر نہ دوں؟ ہر کمزور' کمزور سمجھا جانے والا' اگر وہ اللہ تعالیٰ کو قسم دے کر کوئی بات کہہ دے تو اللہ تعالیٰ اس کی قسم کو پورا فرما دے۔ کیا میں تمھیں اہل دوزخ کی خبر نہ دے دوں؟ ہر سرکش' بدزبان' بسیار خور اور متکبر آدمی۔''

نبی کائنات ﷺ نے فرمایا ہے:

((اِنَّ مِنْ أَحَبِّکُمْ اِلَیَّ وَأَقْرَبِکُمْ مِنِّی مَجْلِسًا یَوْمَ الْقِیَامَةِ أُحَاسِنُکُمْ أَخْلَاقًا' وَاِنْ أَبْغَضَکُمْ اِلَیَّ وَأَبْعَدَکُمْ مِنِّی مَجْلِسًا یَوْمَ الْقِیَامَةِ الثَّرْثَارُوْنَ الْمُتَشَدِّقُوْنَ)) اَیْ اَلْمُتَوَسِّعُوْنَ فِی الْکَلَامِ ((اَلْمُتَفَیْهِقُوْنَ)) قَالُوا: یَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ عَلِمْنَا الثَّرْثَارُوْنَ الْمُتَشَدِّقُوْنَ' فَمَا الْمُتَفَیْهِقُوْنَ؟ ((اَلْمُتَکَبِّرُوْنَ)) ②

''بے شک قیامت کے دن تم میں سے مجھے زیادہ محبوب اور مجھ سے زیادہ قریب بیٹھنے والا وہ ہوگا جس کے اخلاق تم سب سے زیادہ اچھے ہوں۔ اور یقیناً قیامت کے روز تم میں سے مجھے زیادہ برے لگنے والے اور بیٹھنے کے اعتبار سے مجھ سے زیادہ دور وہ آدمی ہوں گے جو کثرت سے باتیں کرنے والے ہیں' یعنی باتونی آدمی اور اس کے علاوہ تکبر کرنے والے۔''

(''الثرثارون'' الثرثار کی جمع ہے' تکلف سے زیادہ باتیں بنانے والا۔ ''المتشدقون'' المشیدق کی جمع ہے' اپنی باچھوں کو بھر کر گفتگو کرنے والا' یعنی دوسروں کو ہیچ جانتے ہوئے' اپنی مصنوعی فصاحت اور برتری کو جتانے والا۔ ''المتفیهقون'' تکبر کرنے والے۔)

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا: ''یارسول اللہ! کثرت سے کلام بنانے والوں کو تو ہم جانتے ہیں' متفیهقون سے کون لوگ مراد ہیں؟ آپ نے فرمایا: تکبر کرنے والے۔''

نبی کائنات ﷺ نے فرمایا ہے:

((مَنْ فَارَقَتْ رُوْحُهُ جَسَدَهُ وَهُوَ بَرِیءٌ مِنْ ثَلَاثٍ دَخَلَ الْجَنَّةَ:

---

① صحیح البخاری ٨/٤٩١٨ وصحیح مسلم ٤/١٤٩٠

② اخرجه احمد ٤/١٩٣۔١٩٤' والترمذی ٤/١٨٠٢ وقال: حدیث حسن

الْكِبْرُ وَالدَّيْنُ، وَالْغُلُوْلُ))

''جس آدمی کی روح اس کے جسم سے اس حالت میں جدا ہو کہ وہ تین خامیوں سے بری ہو وہ جنت میں داخل ہوگا: تکبر' قرضہ اور خیانت۔''

امام ترمذی رحمہ اللہ نے اس روایت کو بایں الفاظ ذکر کیا ہے:

((مَنْ مَاتَ وَهُوَ بَرِيءٌ مِنَ الْكِبْرِ وَالْغُلُوْلِ وَالدَّيْنِ' دَخَلَ الْجَنَّةَ)) ①

''جو آدمی اس حال میں مر جائے کہ وہ تکبر' خیانت اور قرضے سے بری الذمہ ہو وہ جنت میں داخل ہو جائے گا۔''

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((كَفٰى بِالرَّجُلِ إِثْمًا إِذَا قِيْلَ لَهُ: اتَّقِ اللّٰهَ' أَنْ يَقُوْلَ: عَلَيْكَ بِنَفْسِكَ))

''آدمی کو گنہگار بننے کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ اس سے کہا جائے کہ اللہ سے ڈر اور وہ یوں کہہ دے کہ تو اپنی فکر کر۔''

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی سے کہا:

((كُلْ بِيَمِيْنِكَ)) فَقَالَ مُتَكَبِّرًا: لَا أَسْتَطِيْعُ' فَشُلَّتْ يَدُهُ' فَلَمْ يَرْفَعْهَا بَعْدُ)) ②

''اپنے دائیں ہاتھ سے کھاؤ!'' اس نے تکبر سے کہا: ''میں استطاعت نہیں پاتا۔'' پھر اس کے بعد اس کا ہاتھ شل ہو گیا' یعنی سوکھ کر بے حرکت ہو گیا۔ اس کے بعد وہ ہاتھ کو اٹھا نہیں سکا۔''

اور خود پسندی کی اللہ تعالیٰ نے اپنے اس فرمان گرامی میں مذمت فرمائی ہے:

﴿وَيَوْمَ حُنَيْنٍ ۙ إِذْ أَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَيْئًا﴾

(التوبة: ۹/ ۲۵)

''اور حنین کی لڑائی والے دن بھی جب کہ تمہیں اپنی کثرت پر ناز ہو گیا تھا' لیکن

---

① اخرجه الترمذی ٤/ ٥٧٢ وابن ماجه ٢/ ٢٤١٢ وقال الترمذی: حدیث صحیح حسن۔ واخرجه الحاکم ٢/ ٢٦ بنحوه۔

② صحیح مسلم ٣/ ١٥٩٩ واحمد ٤/ ٤٦

اس نے تمہیں کوئی فائدہ نہ دیا۔''

اور اللہ تعالیٰ نے ایک مقام پر یوں بھی فرمایا ہے:

﴿وَ هُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا﴾ (الکھف : ۱۸/ ۱۰۴)

''اور وہ اسی گمان میں رہے کہ وہ بہت اچھے کام کر رہے ہیں۔''

بعض اوقات انسان اپنے کسی عمل کو بہت پسند کرتا ہے' حالانکہ وہ اس میں درست کار بھی ہو سکتا ہے اور خطا کار بھی۔''

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے:

''دو چیزوں میں ہلاکت اور بربادی ہے: ناامیدی اور خود پسندی۔ مراد یہ ہے کہ ناامید شخص اپنے اعمال کے فائدے سے مایوس ہو جاتا ہے اور جو ناامیدی کو اپنے اوپر لازم کرے وہ بالآخر اعمال کو ترک ہی کر دیتا ہے۔ اور خود پسند آدمی یہ سمجھ بیٹھتا ہے کہ وہ کامیاب ہو چکا ہے' اس نے اپنی مراد کو پا لیا ہے' اب اسے عمل کی ضرورت نہیں رہی اس لیے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿فَلَا تُزَكُّوْا اَنْفُسَكُمْ ؕ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقٰى﴾ (النجم : ۵۳/ ۳۲)

''پس تم اپنی پاکیزگی آپ بیان نہ کرو۔ وہی پرہیزگار کو خوب جانتا ہے۔''

اپنے نفس کو پاک ٹھہرانے میں یہ اعتقاد بن جاتا ہے کہ وہ نیکوکار ہے' اور یہی عجب اور خود پسندی ہوتی ہے۔

مطرف رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں رات بھر سو کر گزاروں اور ندامت سے صبح کروں' مجھے اس بات سے زیادہ پسند ہے کہ میں رات قیام میں بسر کروں اور صبح خود پسندی کا شکار بن جاؤں۔

خود پسندی کے بہت سی مفاسد اور مصیبتیں ہیں۔ یہ تکبر کو جنم دیتی ہے جیسا کہ قبل ازیں گزر چکا ہے۔ لہٰذا تکبر کی آفات عجب (خود پسندی) ہیں۔ کیونکہ بندوں کی نسبت سے یہی اصل اور بنیاد ہے۔ رہا معاملہ اللہ کی نسبت سے' تو بندہ یہ سمجھتے ہوئے اپنے گناہوں کو بھول جاتا ہے کہ اس سے مواخذہ نہیں ہوگا' اس لیے وہ اس کی ہلاکت خیزیوں اور گرداب سے نکلنے کی کوشش بھی نہیں کرتا' اور اس کی مذموم حرکات اور قابل مذمت مقامات سے جدا بھی نہیں ہوتا' بلکہ الٹا اپنی عبادت کو عظیم تر سمجھتا رہتا ہے اور اللہ تعالیٰ پر اس عبادت کا احسان رکھتا ہے۔ لہٰذا وہ

اس کی آفات کو ختم کرنے سے اندھا بنا رہتا ہے۔ نتیجتاً اس کی تمام کاوشیں یا اکثر کوششیں رائیگاں اور ضائع چلی جاتی ہیں۔ کیونکہ جب تک عمل کو ایسی آلائشوں سے پاک نہ رکھا جائے وہ مفید ثابت نہیں ہو سکتا' اور اس قسم کی آفات اور بری سوچوں سے صرف خوف الٰہی ہی محفوظ رکھ سکتا ہے' اور ادھر خود پسند کو اس کے نفس نے رب کے بارے میں دھوکے میں ڈال رکھا ہے' وہ اس کی تدبیر اور عذاب سے بے خوف ہو چکا ہے' اور یہ سمجھ رہا ہے کہ اس کے عمل کی وجہ سے اللہ تعالیٰ پر اب حق بن گیا ہے کہ اس کا تزکیہ نفس کرے۔ اس نے اپنی رائے' اپنی عقل اور اپنے علم کو اتنا پسند کر لیا ہے کہ وہ خود رائے اور خود مختار ہی بن بیٹھا ہے۔ اب اس کا نفس کسی صورت میں اس بات پر مطمئن نہیں ہوتا کہ علم و عمل کے سلسلہ میں کسی اور کی طرف رجوع کرے۔ اس لیے وہ اب کسی کی نصیحت سنتا ہے اور نہ ہی کسی وعظ پر کان دھرتا ہے۔ کیونکہ وہ تو دوسروں کو نظر حقارت سے دیکھ رہا ہوتا ہے۔

تو مذکورہ بالا باتوں سے معلوم ہوا کہ خود پسندی اپنے آپ کو کمال درجہ پر فائز سمجھنے کا نام ہے۔ لیکن اس کے برعکس جو اس کمال کے چھن جانے سے ڈرتا رہتا ہے' وہ خود پسند نہیں ہوتا۔ اسی طرح وہ آدمی بھی خود پسند نہیں ہوتا جو اسے نعمت الٰہی تصور کر کے خوش ہوتا ہے کہ صرف اللہ تعالیٰ نے اس پر خاص انعام فرمایا ہے' بخلاف اس آدمی کے جو صرف اس وجہ سے خوش ہوتا ہے کہ یہ تو ''کمال صفت'' سے متصف ہے' قطع نظر اس کے کہ وہ اسے اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب بھی کر دے۔ کیونکہ یہی تو درحقیقت خود پسندی ہے کہ کسی نصیحت کو عظیم جاننا اور پھر اس میں مائل رہنا' پھر اس کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کرنے کو بالکل بھول ہی جانا۔

رسول اکرم ﷺ نے ایک حدیث مبارکہ میں یوں فرمایا ہے:

((اِنَّ اللّٰهَ تَعَالَی أَوْحَی اِلَیَّ أَنْ تَوَاضَعُوا حَتّٰی لَا یَفْخَرَ أَحَدٌ عَلَی أَحَدٍ، وَلَا یَبْغِیَ أَحَدٌ عَلَی أَحَدٍ)) [1]

''یقیناً اللہ تعالیٰ نے میری جانب یہ وحی فرمائی ہے کہ تم تواضع اور عاجزی اختیار کرو' حتیٰ کہ تم میں سے کوئی کسی دوسرے پر فخر نہ کرے اور نہ ہی کوئی کسی دوسرے پر ظلم کرے۔''

نبی کریم ﷺ نے یہ بھی فرمایا ہے:

[1] صحیح مسلم ٤/٢١١٩ وابوداود ٤/٤٨٩٥ وابن ماجه ٢/٤٢١٤

((مَا نَقَصَتْ صَدَقَةٌ مِنْ مَالٍ، وَمَا زَادَ اللّٰهُ عَبْدًا بِعَفْوٍ اِلَّا عِزًّا، وَمَا تَوَاضَعَ أَحَدٌ لِلّٰهِ اِلَّا رَفَعَهُ اللّٰهُ)) [1]

''صدقہ مال کو کم نہیں کرتا، اور اللہ تعالیٰ معاف کرنے کی وجہ سے بندے کی عزت میں اضافہ ہی فرماتے ہیں، اور جس نے بھی اللہ تعالیٰ کی خاطر تواضع اختیار کی وہ اس کو مزید رفعتیں عطا فرماتا ہے۔''

[1] صحيح مسلم ٤/٢٠٠١ والترمذى ٤/٢٠٢٩

بحث: 7

ناجائز غصہ، بغض اور حسد

اے میری ایماندار بہن!

اپنے خاوند پر یا اپنے اہل خانہ میں سے کسی پر یا اپنے ہمسایوں پر ناجائز غصہ کرنے سے بچ کر رہ۔ اسی طرح بغض اور حسد کو بھی ترک کر دے۔ کیونکہ یہ دونوں ایمان کے منافی ہیں اور اسلامی اخلاق کے متضاد ہیں!!!

مذکورہ تینوں چیزوں کے مابین چونکہ تلازم اور چولی دامن کا ساتھ تھا، کیونکہ حسد بغض کے نتیجہ میں ہوتا ہے اور بغض غصے کے نتیجے میں پیدا ہوتا ہے، پھر یہ سب ایک ہی خرابی کے ضمن میں ہوئے، اس لیے میں نے بھی ان تینوں کو ایک ہی بحث میں جمع کر دیا ہے۔ کیونکہ ان میں سے ایک کی مذمت دوسرے کی بھی مذمت ہے۔ کیونکہ شاخ در شاخ کسی کی بھی مذمت ہو وہ دراصل ایک تنے، اس سے موٹے تنے سب ہی کی مذمت ہوتی ہے، یا اس کے برعکس سمجھ لیجیے کہ تنے کی مذمت شاخ کی مذمت ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿إِذْ جَعَلَ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي قُلُوبِهِمُ الْحَمِيَّةَ حَمِيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ فَأَنزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَىٰ رَسُولِهِ وَعَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَأَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوَىٰ وَكَانُوا أَحَقَّ بِهَا وَأَهْلَهَا﴾ (الفتح : ۴۸/۲۶)

"جب کہ ان کافروں نے اپنے دلوں میں عار کو جگہ دی اور عار بھی جاہلیت کی، سو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو اور مومنین کو اپنی طرف سے تحمل عطا فرمایا، اور اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو تقویٰ کی بات پر جمائے رکھا، اور وہ اس کے اہل اور زیادہ مستحق ہیں۔"

اللہ تعالیٰ نے کفار کی آپس میں ایک دوسرے کی مدد و نصرت کرنے کی مذمت فرمائی ہے۔ کیونکہ انہوں نے اس عار اور غیرت کی بنا پر یہ مدد کی تھی جو ان کے ناجائز غصے سے رونما ہوتی تھی۔ اور اس کے بالمقابل اہل ایمان کی اس لیے مدح و ستائش فرمائی ہے جو اللہ تعالیٰ نے ان پر سکون اور اطمینان نازل فرمایا تھا جس کے نتیجے میں ان کے لیے "کلمة التقویٰ" کا حصول ممکن ہوا، جس کے یہی اہل ایمان ہی اہل تھے، بلکہ زیادہ حق دار تھے!!

اللہ تعالیٰ نے ایک دوسرے مقام پر اس طرح فرمایا ہے:

﴿أَمْ يَحْسُدُونَ النَّاسَ عَلَىٰ مَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ﴾ (النساء : ٤/ ٥٤)

"یا یہ لوگوں سے حسد کرتے ہیں اس پر جو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے انہیں دیا ہے۔"

نبی برحق ﷺ نے فرمایا ہے:

((اِجْتَنِبِ الْغَضَبَ)) ①

"غصے سے اجتناب کرو۔"

رسول رحمت ﷺ نے یہ بھی فرمایا ہے:

((اِذَا غَضِبَ أَحَدُكُمْ فَلْيَسْكُتْ)) ②

"جب تم میں سے کسی کو غصہ آئے تو اسے چاہیے کہ خاموشی اختیار کرلے۔"

نبی اکرم ﷺ نے یہ فرمایا ہے:

((اَلصُّرَعَةُ كُلُّ الصُّرَعَةِ الَّذِى يَغْضَبُ فَيَشْتَدُّ غَضَبُهُ وَيَحْمَرُّ وَجْهُهُ وَيَقْشَعِرُّ شَعْرُهُ فَيَسْرَعُ غَضَبُهُ)) ③

"وہ شخص بالکل کمزور پہلوان ہے وہ مکمل مغلوب شخص ہے' جو غصہ کھاتا ہے پھر اس کا غصہ شدید ہو جاتا ہے' اس کا چہرہ سرخ ہو جاتا ہے' اس کے بال کھڑے ہو جاتے ہیں' جس کا غصہ اس پر جلدی چھا جاتا ہے۔"

صادق ومصدوق ﷺ کا ارشاد مبارک ہے:

((لَيْسَ الشَّدِيْدُ بِالصُّرَعَةِ اِنَّمَا الشَّدِيْدُ الَّذِى يَمْلِكُ نَفْسَهُ عِنْدَ الْغَضَبِ)) ④

"پچھاڑ دینے سے آدمی پہلوان نہیں ہوتا۔ پہلوان تو وہ آدمی ہے جو غصے کے موقع پر اپنے نفس کا مالک بن جائے۔"

امام احمد رحمہ اللہ نے ایک صحابی سے یہ روایت بیان کی ہے' وہ عرض کرتا ہے: یارسول اللہ!

---

① اخرجه احمد ٥/ ٤٠٨ وهو فى السلسلة الصحيحة ٤٦٧ وقال: اسناده صحيح۔

② اخرجه احمد ١/ ٢٣٩ وقال احمد شاكر: اسناده صحيح۔

③ اخرجه احمد ٥/ ٣٧٦ وفى صحيح الجامع ٣٨٥٩ حسن

④ صحيح البخارى ١٠' ح٦١١٤ ((الفتح)) ومسلم ٤/ ٢٠١٤ واحمد ٢/ ٢٣٦

مجھے وصیت فرمائیں۔ آپ نے فرمایا:

((لَا تَغْضَبْ)) قَالَ: أَوْصِنِي؟ قَالَ: ((لَا تَغْضَبْ)) ①

''غصہ نہ کیا کر۔'' وہ صحابی دوبارہ عرض کرتا ہے: ''مجھے کوئی اور وصیت فرمائیں۔''
آپ ﷺ اسے پھر یہ فرماتے ہیں: ''غصہ نہ کیا کر۔''

نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

((اِنِّی لَأَعْلَمُ كَلِمَةً لَوْ قَالَهَا هٰذَا الْغَضْبَانُ لَأَذْهَبَتِ الَّذِیْ بِهٖ مِنَ الْغَضَبِ: اَللّٰهُمَّ اِنِّی اَعُوْذُبِكَ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ)) ②

''یقیناً میں ایک ایسا جملہ جانتا ہوں کہ اگر یہ غصے میں آپے سے باہر ہونے والا اسے کہہ لے تو وہ ایک جملہ ہی اس کے سارے غصے کو ختم کر دے (وہ جملہ یہ ہے) ''اے میرے اللہ! بے شک میں شیطان مردود سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔''

سرورکائنات ﷺ کا فرمان اقدس ہے:

((تُعْرَضُ الْأَعْمَالُ فِیْ كُلِّ جُمُعَةٍ مَرَّةً یَوْمَ الْاِثْنَیْنِ، وَیَوْمَ الْخَمِیْسِ فَیُغْفَرُ لِكُلِّ عَبْدٍ مُؤْمِنٍ اِلَّا عَبْدًا بَیْنَهٗ وَبَیْنَ أَخِیْهِ شَحْنَاءُ فَیُقَالُ: أَتْرُكُوْا هٰذَیْنِ حَتّٰی یَفِیْئَا)) ③

''ہر جمعہ میں یعنی ہر ہفتے میں پیر کے دن اور جمعرات کے دن اعمال (اللہ تعالیٰ کے روبرو) پیش کیے جاتے ہیں۔ ہر مومن بندے کو بخش دیا جاتا ہے، ماسوائے اس بندے کہ اس کے درمیان اور اس کے بھائی کے درمیان ناراضی ہو۔ فرمایا جاتا ہے: ''ان دونوں کو چھوڑ دو، یہاں تک کہ دونوں پلٹ آئیں۔''

دوسری حدیث میں اس طرح ہے:

((تُفْتَحُ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ یَوْمَ الْاِثْنَیْنِ وَالْخَمِیْسِ فَیَغْفِرُ اللّٰهُ فِیْهِمَا لِكُلِّ عَبْدٍ لَا یُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَیْئًا، اِلَّا رَجُلٌ كَانَتْ بَیْنَهٗ وَبَیْنَ اَخِیْهِ شَحْنَاءُ،

---

① صحیح البخاری ۱۰، ح۶۱۱۶ ((الفتح)) واحمد ۳۶۲/۲

② اخرجہ احمد ۳۹۴/۶ وابوداود ٤، ح ٤٧٨١ والحاکم ٤٤١/٢ وقال: هذا حديث صحيح، ووافقه الذهبي۔

③ صحیح مسلم ۱۹۸۸/٤

فَقَالَ: أَنْظِرُوا هَذَيْنِ حَتَّى يَصْطَلِحَا)) ①

''سوموار اور جمعرات کے روز جنت کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔ ان دونوں ایام میں اللہ تعالیٰ ہر مومن بندے کی مغفرت فرما دیتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو بھی شریک نہیں ٹھہراتا۔ ماسوائے اس کے کہ اس کے اور اس کے بھائی کے درمیان ناراضی ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''ان دونوں کو ڈھیل دے دو' یہاں تک کہ دونوں صلح کر لیں۔''

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حسد' اس کے اسباب اور اس کے نتائج بد سے خبردار کرتے ہوئے ان الفاظ میں منع فرمایا ہے:

((لَا تَبَاغَضُوا وَلَا تَحَاسَدُوا' وَلَا تَدَابَرُوا' وَلَا تَقَاطَعُوا' وَكُونُوا عِبَادَ اللّٰهِ إِخْوَانًا' وَلَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثَةٍ)) ②

''ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو' اور نہ ہی ایک دوسرے سے حسد کرو' اور نہ ہی ایک دوسرے سے روگردانی کرو' اور نہ ہی ایک دوسرے سے قطع تعلق کرو' اللہ کے بندو! بھائی بھائی بن جاؤ۔ کسی بھی مسلمان کے لیے جائز نہیں ہے کہ اپنے بھائی سے تین دنوں سے زائد ناراضی میں بسر کرے۔''

غصے کی مذمت صرف اسی حالت میں ہوگی جب وہ باطل اور ناجائز ہوگا' وگرنہ غصہ محمود اور عمدہ وصف بھی ہے۔ اس معنی میں یہ بات ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صرف اللہ تعالیٰ کے لیے غضب ناک ہو جایا کرتے تھے' باقی کسی لیے غصے میں نہ آتے تھے۔ شیخین یعنی بخاری و مسلم رحمۃ اللہ علیہما نے روایت بیان کی ہے کہ ایک آدمی نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں فلاں آدمی کی نماز میں لمبی قراءت کرنے کی وجہ سے نماز فجر سے لیٹ ہو جاتا ہوں (پیچھے رہ جاتا ہوں۔) تب میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو وعظ کے درمیان جتنا غصے کی حالت میں دیکھا اتنا کبھی بھی وعظ و نصیحت کے دوران میں غصے کے عالم میں نہ دیکھا تھا۔ آپ نے فرمایا:

((يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ مِنْكُمْ مُنَفِّرِيْنَ فَأَيُّكُمْ أَمَّ النَّاسَ فَلْيُوْجِزْ فَإِنَّ مِنَ

---

① صحیح مسلم ٤'ح ١٩٨٧ وابوداود ٤'ح ٤٩١٦ وابن حبان ٧'ح ٥٦٣٢

② صحیح مسلم ٤/١٩٨٣ وابوداود ٤'ح ٤٩١٠

وَرَائِهِ الْكَبِيرَ وَالصَّغِيرَ وَذَا الْحَاجَةِ)) ①

''اے لوگو! تم میں نفرت پیدا کرنے والے (دین سے دور بھگانے والے) موجود ہیں۔ تم میں سے جو بھی امامت کروائے' اسے چاہیے کہ چھوٹی نماز پڑھائے۔ کیونکہ اس کی اقتدا میں بوڑھے' بچے اور حاجت مند سبھی موجود ہیں۔''

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

((قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ مِنْ سَفَرٍ وَقَدْ سَتَرْتُ سَهْوَةً لِي۔ أَي صفه۔ بَيْنَ يَدَي الْبَيْتِ بِقِرَامٍ۔ اَي سِتْرٍ رَقِيقٍ۔ فِيهِ تَمَاثِيلُ' فَلَمَّا رَآهُ ﷺ هَتَكَهُ۔ اَيْ اَفْسَدَهُ الصُّوْرَةِ الَّتِي فِيهَا۔ وَرَمَاهُ بِيَدِهِ' وَقَالَ: ((يَاعَائِشَةُ اَشَدُّ النَّاسِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ الَّذِينَ يُضَاهُوْنَ بِخَلْقِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ)) ②

''رسول اکرم ﷺ ایک سفر سے واپس تشریف لائے۔ میں نے اپنے گھر کے سامنے والے چبوترے پر ایک تصویروں والا باریک پردہ لٹکایا ہوا تھا۔ جونہی نبی کریم ﷺ نے اسے دیکھا' آپ نے فوراً اس پردے کو پھاڑ دیا' اس کی تصویروں کو درہم برہم کر دیا' اور اس پردے کو پھینک مارا' اور فرمایا: اے عائشہ! قیامت کے دن لوگوں میں سے سب سے زیادہ سخت عذاب ان لوگوں کو ہوگا جو اللہ تعالیٰ کی پیدائش میں مشابہت اختیار کرتے ہیں۔''

سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے قبلہ کی جانب دیوار میں ناک کی ریزش دیکھی۔ یہ آپ پر بہت شاق اور گراں گزری' یہاں تک کہ آپ کے چہرۂ مبارک پر غصے کے آثار دیکھے گئے۔ آپ کھڑے ہوئے' اسے اپنے ہاتھ سے کھرچا اور فرمایا:

((اِنَّ اَحَدَكُمْ اِذَا قَامَ فِي صَلَاتِهِ فَإِنَّهُ يُنَاجِي رَبَّهُ۔ أَوْ قَالَ۔ اِنَّ رَبَّهُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ فَلَا يَبْزُقَنَّ أَحَدُكُمْ قِبَلَ الْقِبْلَةِ وَلٰكِنْ عَنْ يَسَارِهِ أَوْ تَحْتَ قَدَمِهِ' أَوْ فِي غَيْرِ الْمَسْجِدِ)) ثُمَّ أَخَذَ طَرَفَ رِدَائِهِ فَبَصَقَ فِيهِ' ثُمَّ رَدَّ بَعْضَهُ عَلَى بَعْضٍ وَقَالَ: ((أَوْ يَفْعَلُ هٰكَذَا)) ③

---

① صحيح البخاری ٢/ ٧٠٢ ومسلم ١/ ٣٤

② اخرجه احمد ٦/ ٨٣ وصحيح مسلم ٣/ ١٦٦٨

③ صحيح البخاری ١/ ٤١٧ وصحيح مسلم ١/ ٣٩٠

''بے شک تم میں سے کوئی جب نماز میں حالت قیام میں ہوتا ہے' یقیناً وہ اپنے رب رحیم سے سرگوشی کر رہا ہوتا ہے۔'' یا آپ نے یوں فرمایا: ''اس کے درمیان اور قبلہ کے درمیان اس کا پروردگار ہوتا ہے۔ لہٰذا تم میں سے کوئی بھی بجانب قبلہ نہ تھوکے' لیکن اپنے یا اپنے قدم کے نیچے یا سجدہ گاہ سے ہٹ کر کسی جانب۔'' پھر آپ نے اپنی چادر کے ایک کنارے کو پکڑا' اس میں تھوکا' پھر اسے آپس میں مل دیا اور فرمایا: ''یا پھر ایسے کر لے۔''

نبی رحمت سید البشر ﷺ کے اس فرمان گرامی پر بھی غور کرو:

((اَللّٰهُمَّ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ أَغْضَبُ كَمَا يَغْضَبُ الْبَشَرُ، فَأَيُّمَا مُسْلِمٍ سَبَبْتُهُ، أَوْ لَعَنْتُهُ، أَوْ ضَرَبْتُهُ فَاجْعَلْهَا مِنِّي صَلَاةً عَلَيْهِ وَزَكَاةً وَقُرْبَةً تُقَرِّبُهُ بِهَا اِلَيْكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) ①

''اے میرے اللہ! یقیناً میں بھی بشر ہوں۔ میں بھی اسی طرح غصے میں آ جاتا ہوں جس طرح کوئی بشر غصے میں آ جاتا ہے۔ پس جو بھی مسلمان' میں نے اسے برا کہا ہو' یا میں نے اس پر لعنت کی ہو' یا میں نے اسے مارا ہو' ان چیزوں کو اس کے حق میں میری طرف سے دعا' پاکی کا ذریعہ اور اپنے ہاں قیامت کے دن قربت کا سبب بنا دے۔''

چند فوائد

غصہ پی جانے' معاف کرنے' درگزر کرنے' بردباری دکھانے' رحمت کرنے اور اللہ تعالیٰ کی خاطر محبت کرنے کے فضائل کے بارے میں چند باتیں:

﴿وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ۭ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ﴾

(آل عمران : ۳/۱۳٤)

''اور وہ غصہ پینے والے اور لوگوں سے درگزر کرنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان نیک کاموں کو دوست رکھتا ہے۔''

﴿خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ ۝۱۹۹﴾

(الاعراف : ۷/۱۹۹)

''آپ درگزر کو اختیار کریں' نیک کام کی تعلیم دیں اور جاہلوں سے کنارہ کش ہو جائیں۔''

① صحیح البخاری ۱۱' ح ٦٣٦١ ((الفتح)) و مسلم ٤/۲۰۰۸-۲۰۰۹۔

مالک کائنات کا ایک ارشاد گرامی اس طرح بھی ہے:

﴿وَ لَا تَسْتَوِی الْحَسَنَةُ وَ لَا السَّیِّئَةُ ؕ اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِیْ بَیْنَكَ وَ بَیْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِیٌّ حَمِیْمٌ ﴿۳۴﴾ وَ مَا یُلَقّٰىهَاۤ اِلَّا الَّذِیْنَ صَبَرُوْا ۚ وَ مَا یُلَقّٰىهَاۤ اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِیْمٍ ﴿۳۵﴾﴾ (حسم السجدة : ۴۱/ ۳۴'۳۵)

''نیکی اور بدی برابر نہیں ہوتی۔ برائی کو بھلائی سے دفع کرو۔ پھر تیرا دشمن ایسا ہو جائے گا جیسے دلی دوست۔ اور یہ بات انہیں کو نصیب ہوتی ہے جو صبر کریں' اور اسے سوائے بڑے نصیب والوں کے کوئی نہیں پا سکتا۔''

اللہ تعالیٰ نے صبر کرنے اور درگزر کرنے کی فضیلت میں اس طرح بیان فرمایا ہے:

﴿وَ لَمَنْ صَبَرَ وَ غَفَرَ اِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ﴿۴۳﴾﴾

(الشوری : ۴۲/ ۴۳)

''اور جو شخص صبر کرے اور معاف کر دے' یقیناً یہ بڑی ہمت کے کاموں میں سے ایک کام ہے۔''

ایک جگہ فرمان باری تعالیٰ اس طرح بھی ہے:

﴿فَاصْفَحِ الصَّفْحَ الْجَمِیْلَ ﴿۸۵﴾﴾ (الحجر : ۱۵/ ۸۵)

''پس تو وضعداری اور اچھائی سے درگزر کر لے۔''

اللہ تبارک وتعالیٰ نے یوں بھی فرمایا ہے:

﴿وَ لْیَعْفُوْا وَ لْیَصْفَحُوْا ؕ اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ یَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ﴾ (النور : ۲۴/ ۲۲)

''بلکہ معاف کر دینا چاہیے۔ کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے قصور معاف فرما دے؟''

اللہ تعالیٰ کا فرمان عالیشان بایں الفاظ بھی ملاحظہ ہو:

﴿وَ اخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۸۸﴾﴾ (الحجر : ۱۵/ ۸۸)

''اور مومنوں کے لیے اپنے بازو جھکائے رہیں۔''

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے یوں بھی فرمایا ہے:

﴿وَ لَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِیْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ﴾

(آل عمران : ۳/ ۱۵۹)

''اور اگر آپ بد زبان اور سخت دل ہوتے تو یہ سب آپ کے پاس سے بھاگ کھڑے ہوتے۔''

ان عنوانات پر آیات قرآنیہ بکثرت ہیں جو معلوم ومعروف ہیں۔

شیخین نے نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان اقدس بیان کیا ہے:

((اِنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ رَفِیْقٌ یُحِبُّ الرِّفْقَ فِی الْأَمْرِ کُلِّہٖ یَسِّرُوْا وَلَا تُعَسِّرُوْا وَبَشِّرُوْا وَلَا تُنَفِّرُوْا)) وَمَا خُیِّرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ بَیْنَ أَمْرَیْنِ قَطُّ اِلَّا اخْتَارَ أَیْسَرَھُمَا مَا لَمْ یَکُنْ اِثْمًا؟ کَانَ أَبْعَدَ النَّاسِ مِنْہُ، وَمَا انْتَقَمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لِنَفْسِہٖ قَطُّ فِی شَیْءٍ اِلَّا أَنْ تُنْتَھَکَ حُرُمَاتُ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ فَیَنْتَقِمُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ)) ①

''بلاشبہ اللہ عزوجل نرمی کرنے والے ہیں اور سب معاملات میں نرمی ہی کو محبوب رکھتے ہیں۔تم آسانی پیدا کرو، تنگی نہ بناؤ، تم خوشخبریاں سناؤ، نفرتیں پیدا نہ کرو۔''
نبی اکرم ﷺ کو جب بھی دو کاموں میں ایک کے انتخاب کا اختیار دیا گیا تو آپ نے صرف آسان تر کا ہی انتخاب کیا، جب کہ وہ گناہ نہ ہوتا۔ کیونکہ گناہ والے کام سے تو آپ لوگوں میں سب سے بڑھ کر دور رہنے والے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے کبھی اپنی ذات کی خاطر کسی سے انتقام نہیں لیا، الا کہ اللہ عزوجل کی حرام کردہ چیزوں کو پامال کیا جا رہا ہو، تب آپ اللہ عزوجل کیلئے انتقام لیتے تھے۔''

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: گویا کہ میں رسول اکرم ﷺ کے چہرۂ انور کی طرف دیکھ رہا ہوں، آپ انبیا میں سے ایک نبی کے متعلق بیان فرما رہے تھے، جسے اس کی قوم نے زدوکوب کیا تھا اسے خون میں تھا، اور وہ نبی اپنے چہرے سے خون پونچھ رہے تھے اور یوں فرما رہے تھے:

((اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِقَوْمِیْ فَاِنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ)) ②

''اے میرے اللہ! میری قوم کو معاف فرما دے، یقیناً یہ میری قدر کو نہیں جانتے۔''

رسول اکرم ﷺ نے کبھی بھی کسی کو اپنے ہاتھ سے نہیں مارا، کسی خاتون کو اور نہ کسی خادم کو

---

① صحیح البخاری ۱۲، ح ۶۹۲۷ ((الفتح)) وصحیح مسلم ٤/٢٠٠٤

② صحیح البخاری ٦، ح ٣٤٧٧ ((الفتح)) وصحیح مسلم ۳/۱٤۱۷

دی، مگر ہاں، آپ راہ للہ کافروں سے جہاد کرتے رہے ہیں۔ آپ کو جب بھی کسی سے کوئی کوفت اور تکلیف پہنچی آپ نے اس آدمی سے کبھی انتقام نہیں لیا الا یہ کہ اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیزوں میں سے کسی کی حرمت کو پامال کیا جا رہا ہو تو آپ اس سے اللہ تعالیٰ کی خاطر انتقام لیا کرتے تھے۔ ①

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ایک آدمی نے عرض کی: یارسول اللہ! میرے چند رشتے دار ہیں، میں تو ان سے صلہ رحمی کرتا ہوں جب کہ وہ مجھ سے قطع تعلقی کرتے ہیں، میں تو ان کے ساتھ نیکی کرتا ہوں جب کہ وہ میرے ساتھ برائی کرتے ہیں، میں تو ان سے تحمل مزاجی سے پیش آتا ہوں جب کہ وہ میرے ساتھ جہالت اور نادانی سے پیش آتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا:

((لَئِنْ كُنْتَ كَمَا قُلْتَ فَكَأَنَّمَا تُسِفُّهُمُ الْمَلَّ۔ أَيِ الرَّمَادَ الْحَارَّ۔ وَلَا يَزَالُ مَعَكَ مِنَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ ظَهِيرٌ عَلَيْهِمْ مَا دُمْتَ عَلٰى ذٰلِكَ)) ②

''اگر تو ایسا ہی ہے جیسا تو نے زبان سے کہا ہے، تو گویا کہ تو ان کو بھوبھل (گرم راکھ) میں دوائی گرم کرکے دے رہا ہے۔ جب تک تو اسی حال پر رہے گا، اللہ تعالیٰ کی طرف سے تیرے لیے مسلسل ایک مددگار تیرے ساتھ رہے گا۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يَقُوْلُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: أَيْنَ الْمُتَحَابُّوْنَ لِجَلَالِي الْيَوْمَ أُظِلُّهُمْ فِي ظِلِّي يَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلِّي)) ③

''یقیناً اللہ تعالیٰ روز قیامت اعلان فرمائے گا: میری بزرگی کی وجہ سے آپس میں محبت کرنے والے کہاں ہیں؟ آج میں انہیں اپنے سائے میں جگہ دوں گا، جس دن میرے سائے کے علاوہ کوئی سایہ نہیں ہے۔''

امام ترمذی رحمہ اللہ نے حسن سند سے یہ روایت بیان کی ہے:

---

① صحیح مسلم ٤/١٨١٤ واحمد ٦/٢٢٩

② صحیح مسلم ٤/١٩٨٢ واحمد ٢/٣٠٠

③ صحیح مسلم ٤، ح١٩٨٨، واحمد ٢/٢٣٧

((اَلْمُتَحَابُّوْنَ لِجَلَالِیْ لَهُمْ مَنَابِرُ مِنْ نُوْرٍ یَغْبِطُهُمُ النَّبِیُّوْنَ وَالشُّهَدَاءُ)) ①

''میری عظمت و جلال کی وجہ سے آپس میں محبت رکھنے والوں کے لیے نور کے منبر ہوں گے۔ ایسے لوگوں پر انبیاء اور شہدا بھی رشک کریں گے۔''

امام مالک رحمہ اللہ نے صحیح سند سے نقل کیا ہے:

((قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَی: وَجَبَتْ مَحَبَّتِی لِلْمُتَحَابِّیْنَ فِیَّ، وَالْمُتَجَالِسِیْنَ فِیَّ، وَالْمُتَزَاوِرِیْنَ فِیَّ، وَالْمُتَبَاذِلِیْنَ فِیَّ)) ②

''اللہ تبارک وتعالیٰ فرمائیں گے: میری ذات کی وجہ سے آپس میں دو محبت کرنے والوں کے لیے میری محبت واجب ہوگئی' میری ذات کی وجہ سے دو مل بیٹھنے والوں کے لیے' میری ذات کی وجہ سے آپس میں دو ملاقات کرنے والوں کے لیے' میری ذات کی وجہ سے آپس میں دو خرچہ کرنے والوں کے لیے۔''

صحیح حدیث پاک میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان اقدس موجود ہے:

((اِذَا أَحَبَّ الرَّجُلُ أَخَاهُ فَلْیُخْبِرْهُ أَنَّهُ یُحِبُّهُ)) ③

''جب کوئی آدمی اپنے مسلمان بھائی سے محبت کرے تو اسے چاہیے کہ اس کو بھی بتائے کہ وہ اس سے محبت رکھتا ہے۔''

❀❀❀❀

---

① اخرجه الترمذی ٤' ح ٢٣٩٠

② اخرجه احمد ٥/٢٣٣ ومالك فی الموطا ٩٥٣

③ اخرجه ابوداود ٤' ح ٥١٢٤ وقال الالبانی: صحیح

بحث: 8

مذاق' بدگمانی اور برے القابات سے پکارنا

اے میری ایمان والی بہن!

مذکورہ کاموں میں سے جنہیں اللہ تبارک وتعالیٰ نے حرام رکھا ہے' کسی بھی کام کا مرتکب ہونے سے بچ جا' کیونکہ یہ اخلاق و آداب کو خراب کرنے والے ہیں' رشتہ داروں' ہمسایوں اور ساتھیوں کے مابین موجود الفت و مودت کو تباہ کرنے والے ہیں' بلکہ یہ تو اسلامی اخلاق کے ہی منافی ہیں۔ ان سے بچ کر رہ! اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّن قَوْمٍ عَسَىٰٓ أَن يَكُونُوا۟ خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّن نِّسَآءٍ عَسَىٰٓ أَن يَكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ ۖ وَلَا تَلْمِزُوٓا۟ أَنفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوا۟ بِٱلْأَلْقَٰبِ ۖ بِئْسَ ٱلِٱسْمُ ٱلْفُسُوقُ بَعْدَ ٱلْإِيمَٰنِ ۚ وَمَن لَّمْ يَتُبْ فَأُو۟لَٰٓئِكَ هُمُ ٱلظَّٰلِمُونَ ﴿١١﴾ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ ٱجْتَنِبُوا۟ كَثِيرًا مِّنَ ٱلظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ ٱلظَّنِّ إِثْمٌ ۖ وَلَا تَجَسَّسُوا۟ وَلَا يَغْتَب بَّعْضُكُم بَعْضًا ۚ أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَن يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ ۚ وَٱتَّقُوا۟ ٱللَّهَ ۚ إِنَّ ٱللَّهَ تَوَّابٌ رَّحِيمٌ ﴿١٢﴾ ﴾ (الحجرات: ۴۹/۱۱'۱۲)

''اے ایمان والو! کوئی جماعت دوسری جماعت سے مسخرا پن نہ کرے۔ ممکن ہے کہ یہ اس سے بہتر ہو۔ اور نہ عورتیں عورتوں سے۔ ممکن ہے کہ یہ ان سے بہتر ہوں۔ اور آپس میں ایک دوسرے کو عیب نہ لگاؤ اور نہ کسی کو برے لقب دو۔ ایمان کے بعد گنہگاری برا نام ہے۔ اور جو توبہ نہ کریں' وہی ظالم لوگ ہیں۔ اے ایمان والو! بہت بدگمانیوں سے بچو۔ یقین مانو کہ بعض بدگمانیاں گناہ ہیں۔ اور بھید نہ ٹٹولا کرو' اور نہ تم میں سے کوئی کسی کی غیبت کرے۔ کیا تم میں سے کوئی بھی اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانا پسند کرتا ہے؟ تم کو اس سے گھن آئے گی۔ اور اللہ سے ڈرتے رہو۔ بے شک اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔''

جس آدمی سے مذاق ہو رہا ہو اس کی طرف حقارت کی نظر سے دیکھنا' یعنی کسی کو بھی بنظر حقارت مت دیکھ۔ ممکن ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں تجھ سے بہتر ہو' تجھ سے افضل ہو' تجھ سے زیادہ اللہ تعالیٰ کا قریبی ہو۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

((رُبَّ أَشْعَثَ أَغْبَرَ ذِي طِمْرَيْنِ لَا يُؤْبَهُ لَهُ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَأَبَرَّهُ)) ①

"کتنے ہی پراگندہ بالوں والے' غبار آلود' بوسیدہ کپڑوں میں ملبوس' حقیر و گمنام آدمی ہوں گے کہ اگر کوئی اللہ تعالیٰ پر قسم کھا کر کوئی بات کہہ دے تو اللہ تعالیٰ اس کی قسم کو پورا کر دے۔"

ابلیس لعین نے بھی تو سیدنا آدم علیہ السلام کو حقیر ہی جانا تھا تو وہ ابدی خسارے سے ہمکنار ہو گیا' جب کہ آدم علیہ السلام ابدی عزت سے ہمکنار ہو گئے۔ ان دونوں کے درمیان زمین و آسمان کی دوری ہے۔ "عسی" (ممکن ہے) کے لفظ سے یہ بھی احتمال ہے کہ وہ صبر سے کام لے' یعنی کسی دوسرے کو حقیر نہ سمجھ۔ کیونکہ بسا اوقات وہ صاحب عزت اور تو گرفتارِ ذلت ہو سکتا ہے' پھر وہ تجھ سے انتقام بھی لے سکتا ہے:

لَا تُهِينَ الْفَقِيرَ عَلَّكَ أَنْ
تَرْكَعَ يَوْمًا وَالدَّهْرُ قَدْ رَفَعَهُ

"فقیر و محتاج کو ذلیل و رسوا نہ کر۔ شاید کہ تو کسی دن کم قدر اور کم تر بن جائے اور زمانہ اسے مقام بلند پر فائز کر دے۔"

﴿وَلَا تَلْمِزُوا أَنفُسَكُمْ﴾

"اور آپس میں ایک دوسرے کو عیب نہ لگاؤ۔"

لمز زبان اور دوسرے کسی بھی طریقے سے عیب لگانا' جب کہ ھمز صرف زبان سے عیب جوئی کرنا ہوتا ہے۔ لیث رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں "اللمزة" وہ آدمی ہے جو تیرے سامنے تیرے عیب بیان کرے اور "الھمزة" وہ آدمی ہے جو تیری عدم موجودگی میں ایسا کرے۔

"بئس الاسم" یقیناً جس نے ان تینوں کاموں میں کسی ایک کا ارتکاب کیا وہ فسق کے نام کا حقدار بن گیا' اور یہ انتہا درجے کا نقص ہے' اگرچہ وہ اس سے قبل کامل الایمان ہی کیوں نہ

① اخرجه الترمذي ٥' ح ٣٨٥٤ من حديث ابي هريرة' وقال الالباني: صحيح

ہو' اللہ تعالیٰ نے اس شدید وعید کے ساتھ اپنا یہ فرمان بھی شامل کر دیا ہے: ﴿وَمَن لَّمْ يَتُبْ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ﴾ (الحجرات: ۴۹/۱۱) ''اور جو توبہ نہ کریں وہی ظالم لوگ ہیں۔'' مذکورہ تینوں کاموں کے گناہ کے عظیم ہونے کی طرف اشارہ ہے۔ پھر اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے بدگمانی سے اجتناب کرنے کا حکم دیا ہے' اور ساتھ اس کی یہ وجہ بیان فرمائی ہے کہ بعض بدگمانی گناہ ہوتی ہے' اور اس سے مراد تیرا ایسا خیال ہے کہ ''یہ کام فلاں نے کیا ہے'' جب کہ تیرے پاس اس امر کی یقینی سند نہیں ہوتی۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

((اِيَّاكُم وَالظَّنَّ' فَاِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيثِ)) ①

''بدگمانی سے خصوصی طور پر بچو۔ یقیناً بدگمانی جھوٹی ترین بات ہوتی ہے۔''

کیونکہ عقل مند آدمی جب اپنے کسی کام کو یقین پر موقوف کر دے' جب اسے کسی کے متعلق باعیب ہونے کا یقین ہو جائے تو وہ اس کا کسی نہ کسی طرح اظہار کرتا ہے۔ کیونکہ مذکورہ چیز ظاہری طور پر نہ کہ باطنی طور پر اس میں صحیح ثابت ہو چکی ہے' اور اس کے برعکس بھی ہو سکتا ہے' تو ایسی صورت میں لامحالہ گمان پر مبنی باتیں ہوں گی۔ البتہ بعض گمان گناہ نہیں ہوتے' بلکہ ان میں سے بعض تو واجب ہوتے ہیں' جیسے کہ شرعی دلائل پر قائم ہونے والی فروعات اور جزئیات کے سلسلے میں مجتہدین کے گمان ہیں' انہیں صرف گمان پر ہی اعتبار کرنا پڑتا ہے' اور ان میں سے کچھ گمان مندوب (یعنی مستحب) ہوتے ہیں (اور یہ برائی میں واقع ہونے سے بچنے وغیرہ کے لیے ہو۔)

رسول اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

((يَا مَعْشَرَ مَنْ آمَنَ بِلِسَانِهِ وَلَمْ يُفْضِ الْأَيْمَانُ اِلَى قَلْبِهِ لَا تَغْتَابُوا الْمُسْلِمِينَ وَلَا تَتَّبِعُوا عَوْرَاتِهِمْ' فَاِنَّ مَنْ يَتَّبِعْ عَوْرَاتِ الْمُسْلِمِينَ يَتَّبِعِ اللّٰهُ عَوْرَتَهُ' وَمَنْ يَتَّبِعِ اللّٰهُ عَوْرَتَهُ يَفْضَحْهُ' وَلَوْ فِي جَوْفِ رَحْلِهِ! ؟)) ②

''اے ان لوگوں کی جماعت! جو زبان سے تو ایمان لائے ہو لیکن ابھی تک ایمان

---

① صحيح البخاری ۲۰' ح ۶۰۶۴ ((الفتح)) وصحيح مسلم ۴/۱۹۸۵ من حديث ابی هريرة

② اخرجه الترمذی ۴' ح ۲۰۳۲ من حديث ابن عمر' وقال الالبانیؒ: حسن صحيح۔

ان کے قلب کی گہرائی تک نہیں پہنچا' تم مسلمانوں کی غیبت نہ کیا کرو' اور نہ ہی ان کے چھپے امور کی ٹوہ میں رہا کرو۔ کیونکہ جو مسلمانوں کے پوشیدہ معاملات کی ٹوہ میں رہتا ہے' اللہ تعالیٰ اس کے پوشیدہ معاملات کی ٹوہ میں لگ جاتا ہے' اور جس کے پوشیدہ امور کی ٹوہ میں اللہ تعالیٰ لگ جائے اسے ذلیل و رسوا کر کے چھوڑے گا' اگرچہ وہ اپنے گھر کے اندر ہی بیٹھا رہے۔"

اللہ تعالیٰ کا فرمان ﴿وَلَا يَغْتَبْ بَعْضُكُمْ بَعْضًا﴾ "یعنی تم میں سے کوئی کسی دوسرے کی عدم موجودگی میں اس کے متعلق کوئی ایسی بات نہ کرے جو اسے ناپسند ہو۔" اس کے ساتھ وہ بات بھی ملا لی جائے جو گزشتہ آیات مبارکہ میں گزر چکی ہے کہ اس کی موجودگی میں اس کے سامنے بھی برائی نہیں کرنی۔ کیونکہ وہ تو اذیت پہنچانے میں اس سے بھی کہیں بڑھ کر ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے پوچھا: کیا تم جانتے ہو کہ غیبت کیا ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی: اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں! تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((ذِكْرُكَ أَخَاكَ بِمَا يَكْرَهُ)) "کہ تیرا اپنے بھائی کو اس انداز سے یاد کرنا جو اسے ناپسند ہو۔" عرض کی گئی اگر وہ عیب میرے بھائی میں موجود ہو جو میں بیان کر رہا ہوں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((إِنْ كَانَ فِيهِ مَا تَقُولُ فَقَدِ اغْتَبْتَهُ، وَإِنْ لَمْ يَكُنْ فِيهِ مَا تَقُولُ فَقَدْ بَهَتَّهُ)) [1]

"اگر وہ بات جو تو اس کے متعلق بیان کر رہا ہے وہ اس میں موجود ہو تو تب ہی تو نے اس کی غیبت کی ہے' اور اگر وہ بات جو تو نے اس کے متعلق بیان کی ہے وہ اس میں نہ ہو پھر تو تو نے اس پر بہتان باندھا ہے۔"

((أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا))

"کیا تم میں سے کوئی بھی اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانا پسند کرتا ہے۔"

اس میں وجہ تشبیہ یہ ہے کہ جب انسان کی عزت کو کمتر کرتا ہے تو اس سے اس کا دل درد والم محسوس کرتا ہے' بالکل اسی طرح جیسے اس کے جسم کا گوشت کھانے کے لیے کاٹا جائے تو اس کا بدن درد والم محسوس کرتا ہے' بلکہ عزت کے معاملے میں زیادہ اذیت اور تکلیف ہوگی۔ کیونکہ ایک عقل مند کی عزت نفس اس کے ہاں اس کے گوشت اور خون سے زیادہ قدر و قیمت کی حامل ہوتی

---

[1] صحیح مسلم: ٤/٢٠٠١ والترمذی ٤/٢٩٠ من حدیث ابی ہریرۃ

ہے۔ جس طرح کوئی صاحب عقل لوگوں کے گوشت کھانے کو اچھا اور مستحسن قرار نہیں دیتا' وہ ان کی عزتوں کو کاٹنے اور کترنے کو بطریق اَولیٰ اچھا اور مستحسن قرار نہیں دے گا' کیونکہ یہ زیادہ باعث الم ہے۔ کیونکہ میت اگر اپنا گوشت کھانے والے کے متعلق جان لے تو یقیناً اسے درد اور کوفت کا احساس ہو۔ بالکل اسی طرح عدم موجودگی میں غیبت کرنا بھی حرام ہے۔ کیونکہ جس کی غیبت کی جارہی ہے اگر اسے اطلاع ہو جائے تو وہ بھی درد اور کوفت پاتا ہے۔

فکرھتموہ یعنی جس طرح تم اس سے گھن کھاتے ہو' اسے ناپسند کرتے ہو' مسلمان کا برائی سے ذکر کرنا بھی ناپسند رکھو' اس سے بھی گھن کھاؤ۔ تم میں سے کوئی بھی اس کے گوشت کو کھانا پسند نہیں کرتا' کیونکہ "ایحب" میں ہمزہ انکار کرنے کے لیے ہے۔ یعنی جس طرح تم اسے ناپسند رکھتے ہو بالکل اسی طرح اس کو بھی ناپسند رکھو۔

﴿وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ﴾ ''جو توبہ نہ کریں وہی ظالم لوگ ہیں'' اس آیت مبارکہ میں زیادہ برائی کو بیان کیا گیا ہے۔ کیونکہ پہلی آیت مبارکہ میں آدمی کی حاضری اور موجودگی میں مذاق کرنے' عیب بیان کرنے اور برے القابات سے پکارنے سے ایذا کا ذکر تھا' جب کہ اس آیت مبارکہ میں اس کے برخلاف چیزوں کا بیان ہے۔ یعنی پوشیدہ معاملے کے متعلق' یعنی بدگمانی' تجسس (بھید کو ٹٹولنا) اور غیبت جسے چھپانا چاہیے' اور غالباً ان کے متعلق مکمل علم بھی نہیں ہوتا۔

ان دونوں آیات میں موجود بعض حکمتوں اور آداب و احکام کو اور ان میں موجود تشدیدات اور تہدیدات کو بیان کرنے کے ساتھ یہ اعتراف کرنا ہے کہ ان میں وارد مکمل حکمتوں کو ان آیات کا اتارنے والا ہی بہتر طور پر جانتا ہے۔ اب اس کے ساتھ ہم غیبت اور اس کے متعلقات کے حوالے سے کچھ احادیث مبارکہ بھی بیان کرنا چاہتے ہیں:

سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے حجۃ الوداع کے خطبہ میں ارشاد فرمایا تھا:

((اِنَّ دِمَاءَكُمْ وَاَمْوَالَكُمْ وَأَعْرَاضَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا، فِيْ شَهْرِكُمْ هٰذَا، فِيْ بَلَدِكُمْ هٰذَا، اَلَا هَلْ بَلَّغْتُ؟)) [1]

''یقیناً تمہارے خون' تمہارے مال اور تمہاری عزتیں تم پر ایسے ہی حرام ہیں یعنی

---

[1] صحیح البخاری ۳' ح ۱۷۴۱ وصحیح مسلم ۳/ ۱۳۰۵ من حدیث ابی بکرۃ۔

تمہارے لیے قابل احترام ہیں جس طرح تمہارے اس دن کی حرمت تمہارے اس مہینے میں اور تمہارے اس شہر میں ہے۔ سن لو خبردار! کیا میں نے پہنچا دیا ہے؟''

نبی آخر الزمان ﷺ نے اس طرح بھی فرمایا ہے:

((كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ، دَمُهُ وَعِرْضُهُ وَمَالُهُ)) [1]

''ہر مسلمان کا خون، اس کی عزت اور اس کا مال دوسرے مسلمانوں پر حرام ہے۔''

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں میں نے نبی اکرم ﷺ سے عرض کی: ''آپ کو صفیہ کے بارے میں یہ بات ہی کافی ہے۔'' بعض راویوں نے بیان کیا ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اس سے مراد ان کا کوتاہ قد ہونا مراد لیتی تھیں، تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

((لَقَدْ قُلْتِ كَلِمَةً لَوْ مُزِجَتْ بِمَاءِ الْبَحْرِ لَمَزَجَتْهُ)) [2]

''یقیناً تو نے ایسی بات کہہ دی ہے کہ اگر اسے سمندر کے پانی میں ملا دی جائے تو اسے بھی بدبودار بنا دے۔''

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

((لَمَّا عُرِجَ بِي مَرَرْتُ بِقَوْمٍ لَهُمْ أَظْفَارٌ مِنْ نُحَاسٍ يَخْمُشُونَ وُجُوهَهُمْ وَصُدُورَهُمْ فَقُلْتُ: مَنْ هٰؤُلَاءِ يَا جِبْرِيلُ؟ قَالَ: هٰؤُلَاءِ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ لُحُومَ النَّاسِ وَيَقَعُونَ فِي أَعْرَاضِهِمْ)) [3]

''جب مجھے معراج کروائی گئی تو میں ایک ایسی قوم کے پاس سے گزرا جن کے پیتل کے ناخن تھے، جن سے وہ اپنے چہروں اور سینوں کو چھیل اور کھسوٹ رہے تھے۔ میں نے پوچھا: اے جبریل! یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے جواب دیا: یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کے گوشت کھاتے اور ان کی عزتوں پر حملہ آور ہوا کرتے تھے۔'' (یعنی ان کی غیبت کیا کرتے تھے۔)

رسول کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

---

[1] صحیح مسلم ٤/١٩٨٦ من حدیث ابی ھریرة۔

[2] اخرجه الترمذی ٤ ح ٢٥٠٢ وقال الالبانیؒ: صحیح، وابوداود ٤، ح٤٨٧٥

[3] اخرجه احمد ٣/٢٢٤ وابوداود ٤ ح٤٨٨٧ من حدیث انس بن مالك وذكره الالبانیؒ فی الصحیحه ٥٣٣

((مَا مِنْ اِمْرِیءٍ مُسْلِمٍ یَخْذِلُ امْرَأً مُسْلِمًا فِی مَوْضِعٍ تُنْتَهَكُ فِیهِ حُرْمَتُهُ وَیُنْتَقَصُ فِیهِ مِنْ عِرْضِهِ اِلَّا خَذَلَهُ اللّٰهُ فِی مَوْطِنٍ یُحِبُّ فِیهِ نُصْرَتَهُ، وَمَا مِنْ امْرِیءٍ مُسْلِمٍ یَنْصُرُ مُسْلِمًا فِی مَوْضِعٍ یُنْتَقَصُ فِیهِ مِنْ عِرْضِهِ وَیُنْتَهَكُ فِیهِ مِنْ حُرْمَتِهِ اِلَّا نَصَرَهُ اللّٰهُ فِی مَوْطِنٍ یُحِبُّ فِیهِ نُصْرَتَهُ)) ①

''کوئی بھی مسلمان آدمی کسی دوسرے مسلمان کی ایسے موقع پر مدد کرنے سے ہاتھ نہیں کھینچتا جہاں پر اس کی حرمت پامال اور اس کی عزت کم کی جا رہی ہو' مگر اللہ تعالیٰ ایسے موقع اور جگہ میں اس کی مدد کرنے سے دست کش ہو جاتا ہے جہاں وہ اپنی مدد ہونے کو پسند کرتا ہو' اور کوئی بھی مسلمان آدمی دوسرے مسلمان کی کسی ایسے موقع پر مدد نہیں کرتا جہاں اس کی عزت کم ہو رہی ہو اور اس کی حرمت پامال ہو رہی ہو' مگر اللہ تعالیٰ ایسے موقع پر اس کی مدد فرمائے گا جہاں وہ اپنی مدد ہونے کو محبوب رکھتا ہو گا۔''

یعنی مسلمان کی عزت کا دفاع کرنا اور اس سے اذیت ناک اور تکلیف دہ امر کو ہٹانا باقی مسلمانوں پر واجب ہے' اور غیبت بھی تو اذیت ناک اور تکلیف دہ امور میں سے ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے حجۃ الوداع کے سال اپنے خطبہ میں ارشاد فرمایا تھا:

((اِنَّ دِمَاءَکُمْ وَأَمْوَالَکُمْ وَأَعْرَاضَکُمْ حَرَامٌ عَلَیْکُمْ کَحُرْمَةِ یَوْمِکُمْ هٰذَا فِی شَهْرِکُمْ هٰذَا فِی بَلَدِکُمْ هٰذَا!)) ②

''یقیناً تمہارے خون' تمہارے مال اور تمہاری عزتیں تمہارے آپس میں بالکل اسی طرح قابل احترام ہیں جس طرح تمہارے اس شہر میں' تمہارے اس مہینے میں تمہارے اس دن کی حرمت ہے!!!

ایک اہم نکتہ

غیبت میں اصل حکم تو حرام ہونے کا ہے' لیکن بعض اوقات کسی صحیح شرعی مقصد کے لیے غیبت کرنی جائز' بلکہ بعض اوقات واجب بھی ہوتی ہے۔ اس شرعی مقصود تک عدم موجودگی میں

---

① اخرجه ابوداود ٤' ح ٤٨٨٤ وهو حديث حسن

② صحيح البخاري ١٧٤١/٣ ((الفتح)) وصحيح مسلم ١٣٠٥/٣ من حديث ابی بكرة۔

بات کیے بغیر پہنچنا ناممکن ہوتا ہے۔تو ایسی صورت حال چھ مقامات میں منحصر ہے:

① مظلوم: ایک مقام مظلوم آدمی کے لیے ہے کہ وہ کسی ایسے آدمی کے سامنے شکایت بیان کرے جس کے متعلق اسے خیال ہو کہ یہ اس کے ظلم کو ختم یا کم کروا سکتا ہے۔

② برائی کو تبدیل کروانے کے لیے مدد چاہنا: کسی ایسے آدمی کے پاس کسی کی برائی کو ذکر کرنا جس کے متعلق خیال ہو کہ یہ اس برائی کو ختم کرنے کی قدرت رکھتا ہے' مثلاً: یوں کہے کہ فلاں آدمی یہ کام کرتا ہے' اسے ڈانٹ پلاؤ' اسے اس سے منع کرو۔صرف برائی کو ختم کروانے کی نیت سے کسی کی برائی کو اس کے سامنے بیان کرے' وگرنہ حرام غیبت ہو گی' جب تک اس برائی کا فاعل کھلم کھلا اور علانیہ اس برائی کا ارتکاب نہ کرنے لگے۔

③ فتوی طلب کرنا: وہ اس طرح کہ آپ کسی مفتی سے عرض کریں: فلاں نے مجھ پر ظلم کیا ہے' کیا اس کے لیے یہ جائز ہے؟ اس سے چھٹکارا پانے کے لیے میرے لیے کونسا راستہ بہتر ہے؟ یا میرا حق کیسے حاصل کیا جا سکتا ہے؟ وغیرہ وغیرہ۔اس معاملے میں بہتر اور افضل طریقہ یہ ہے کہ اس ظالم اور برائی کرنے والے کا نام مبہم رکھے اور یوں پوچھے: اس شخص یا اس خاوند کے متعلق آپ کیا فرماتے ہیں جس کا معاملہ ایسے ایسے ہے' تاکہ آپ کا مقصد حاصل ہو سکے۔

④ مسلمانوں کو شر اور برائی سے بچانا اور ان کی خیر خواہی مقصود ہو: جیسے کہ راویوں کے حالات پر جرح' گواہوں' مصنّفین' مفتی حضرات یا بغیر اہلیت کے پڑھانے والے یا فسق و فجور کے ساتھ یا بدعت کے ساتھ تربیت کرنے والوں کے حالات پر جرح' یا ایسے بدعتی جو اپنی بدعت کی طرف لوگوں کو دعوت دینے والے ہوں' اگرچہ مخفی انداز سے ہی ہو' ان کے متعلق بتانا' یا ان کے متعلق ان کی عدم موجودگی میں باتیں کرنا جائز ہی نہیں بلکہ واجب ہیں۔کسی سے شادی کرنے والا' اگرچہ مشورہ طلب نہ بھی کرے' اسے مشورہ دے دینا' یا کسی دینی یا دنیوی معاملے میں کسی کے ساتھ شریک کار بننا' اور وہ اس دوسرے کے متعلق کوئی ایسی نفرت دلانے والی برائی جانتا ہو جیسے کہ فسق ہے یا بدعت ہے یا طمع ہے یا اس کے علاوہ دوسری چیزیں ہیں جیسے بیوی کے بارے میں تنگ دست اور دست کش ہونا ہے' جیسا کہ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق آگے آ رہا ہے' اس سے شادی کا ارادہ ترک کرنا یا اس کا شریک کار نہ بننے دینا وغیرہ۔

پھر اس معاملے میں کفایت کی حد تک اجازت ہے' ضرورت سے زائد باتیں درست نہیں ہیں۔ کسی ایک عیب کو بیان کرنے سے اگر مدعا مکمل ہو سکتا ہے تو اس سے آگے زیادہ بیان کرنا جائز نہیں ہو گا' یا اگر دو عیوب و نقائص کو بیان کرنے سے تو دو کو بیان کرے' اسی طرح آگے تک۔ یہ تو بالکل مجبوری کے عالم میں مردار کے حلال اور مباح ہونے کے مسئلے کی طرح ہے جس سے بقدر ضرورت کھانے کی اجازت ہوئی ہے' زائد کی نہیں۔ اس میں اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کی نیت بھی ہو۔ وہ اس طرح کہ اس مسلمان کی خیر خواہی مقصود ہو' کوئی اور نیت نہ ہو۔ جب کوئی مسلمان کسی کے بارے میں زائد اور فضول باتیں کرنے لگتا ہے تو شیطان اس پر معاملہ خلط ملط بنا دیتا ہے' اسے مزید باتیں کرنے پر ابھارتا ہے' تو ایسی حالت میں اس کی خیر خواہی مقصود نہیں رہتی' بلکہ الٹا شیطان اس بہانے اسے یہ باور کرواتا ہے کہ وہ بھلائی اور خیر خواہی ہی کر رہا ہے۔

اس لیے اس سلسلے میں یہ بات بھی یاد رکھیں کہ کسی صاحب امر یا حکمران سے اس کے متعلق' جیسا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا:

((أَمَّا مُعَاوِيَةُ فَصُعْلُوكٌ لَا مَالَ لَهُ' وَأَمَّا أَبُو الْجَهْمِ فَلَا يَضَعُ الْعَصَا عَنْ عَاتِقِهِ)) [1]

''رہا معاویہ' تو وہ فقیر آدمی ہے' اس کے پاس تو مال ہی نہیں' اور رہا معاملہ ابوالجہم کا' تو وہ اپنے کندھے سے لاٹھی کو اتارتا ہی نہیں۔''

سیدنا ابوسفیان کی زوجہ سیدہ ہند رضی اللہ عنہا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی تھی کہ ابوسفیان ایک بخیل آدمی ہے۔ وہ مجھے اتنا بھی نہیں دیتا جو مجھے اور میرے بچوں کو کافی ہو' مگر مجھے اس کے مال میں سے اسے بتائے بغیر کچھ لینا پڑتا ہے۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا:

((خُذِي مَا يَكْفِيكِ وَوَلَدَكِ بِالْمَعْرُوفِ)) [2]

''تم اتنی مقدار میں' جو تیرے لیے اور تیرے بچوں کے لیے کافی ہو' لے لیا کرو۔''

---

[1] صحیح مسلم' ۲/۱۱۱۴ وابوداود ۲/۱۴۸۰ والترمذی ۳'ح ۱۱۳۵ وابن ماجہ ۱'ح۱۸۶۹! والنسائی ۶/۷۳

[2] صحیح البخاری ۹'ح ۵۳۶۴ ((الفتح)) وصحیح مسلم ۳/۱۳۳۸' وابوداود ۳'ح۳۵۳۲ وابن ماجہ ۲'ح۲۲۹۳' من حدیث عائشة۔

بحث : 9

عورت کا اچھا سا نام رکھنا

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں:

((أَنَّ ابْنَةً لِعُمَرَ كَانَ يُقَالُ لَهَا: عَاصِيَةُ، فَسَمَّاهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ جَمِيلَةً)) ① قَالَ: ((إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ غَيَّرَ اِسْمَ عَاصِيَةٍ، وَقَالَ: أَنْتِ جَمِيلَةٌ)) ②

''کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی ایک صاحبزادی تھی جس کا نام ''عاصیہ'' تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کا نام ''جمیلہ'' رکھا۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: بے شک نبی اکرم ﷺ نے ''عاصیہ'' نام کو بدل دیا اور فرمایا: تو ''جمیلہ'' ہے۔''

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

((أَنَّ زَيْنَبَ بِنْتَ أَبِي سَلَمَةَ كَانَ اسْمُهَا بَرَّةَ فَقِيلَ: تُزَكِّي نَفْسَهَا، فَسَمَّاهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ زَيْنَبَ)) ③

''کہ زینب بنت ابی سلمہ رضی اللہ عنہا کا نام ''برہ'' تھا، تو رسول اللہ ﷺ سے کہا گیا کہ وہ اپنے آپ کو پاک صاف شمار کرتی ہے، تب رسول اللہ ﷺ نے ان کا نام ''زینب'' رکھ دیا۔''

محمد بن عمرو بن عطا بیان کرتے ہیں میں نے اپنی بیٹی کا نام ''برہ'' رکھا۔ زینب بنت ابی سلمہ نے کہا: یقیناً رسول اللہ ﷺ نے اس نام سے منع فرمایا ہے، اور میرا بھی نام ''برہ'' ہی رکھا گیا تھا، نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

---

① رواه الترمذی وابن ماجه، وقال الترمذی حديث حسن، ورواه مسلم باختصار

② رواه الامام احمد فی مسنده ج۲/۱۸ ورواه مسلم فی كتاب الادب ۱۴۔۱۵ ورواه ابو داود فی كتاب الادب ۶۲ ورواه الترمذی فی كتاب الادب ۶۶ ورواه ابن ماجه فی كتاب الادب ۳۲

③ رواه البخاری فی كتاب الادب ۱۰۸، ورواه مسلم فی كتاب الادب ۱۹ ورواه ابن ماجه فی كتاب الادب ۳۲

’’تم اپنے آپ کو پاک صاف بیان نہ کرو۔ تم میں سے نیکو کاروں کو اللہ ہی خوب جانتا ہے۔‘‘

تب صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے دریافت کیا: پھر ہم اس کا نام کیا رکھیں؟ تو آپ نے جواب ارشاد فرمایا:

((لَا تُزَكُّوا أَنْفُسَكُمْ، اللّٰهُ أَعْلَمُ بِأَهْلِ الْبِرِّ مِنْكُمْ، فَقَالُوا: بِمَ نُسَمِّيهَا؟ فَقَالَ: سَمُّوهَا زَيْنَبُ)) [1]

تم اس کا نام ’’زینب‘‘ رکھ دو۔‘‘

(’’عاصیہ‘‘ نافرمان خاتون۔ ’’جمیلہ‘‘ خوبصورت عورت۔ ’’برہ‘‘ نیکو کار خاتون۔)

❀❀❀❀

[1] رواہ مسلم فی کتاب الادب ۱۹، ورواہ ابوداود فی کتاب الادب ٦٢

بحث: 10

نیکی، بھلائی اور دل کی سختی

اے میری ایمانی بہن!

ایسی سخت دلی سے بھی بچنے کی کوشش کر جو تیرے درمیان اور عمل خیر کے درمیان حائل ہو جائے۔ کیونکہ دل کی نرمی نیکیوں اور اعمال صالح کی کثرت و بہتات کا باعث بنتی ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہود کی قساوت قلبی کی وجہ سے انہیں معتوب ٹھہرایا ہے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿ثُمَّ قَسَتْ قُلُوبُكُمْ مِّنْ بَعْدِ ذَٰلِكَ فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ أَوْ أَشَدُّ قَسْوَةً﴾

(البقرة : ۲/۷٤)

''پھر اس کے بعد تمہارے دل پتھر جیسے بلکہ اس سے بھی زیادہ سخت ہو گئے۔''

﴿فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيثَاقَهُمْ لَعَنَّاهُمْ وَجَعَلْنَا قُلُوبَهُمْ قَاسِيَةً﴾

(المائدہ : ۵/۱۳)

''پھر ان کی عہد شکنی کی وجہ سے ہم نے ان پر اپنی لعنت نازل فرما دی اور ان کے دل سخت کر دیے۔''

لہٰذا ثابت ہوا کہ دل کی سختی عہد شکنی اور وعدے توڑنے کا نتیجہ ہے۔ سخت دل شیطانی رجحانات ومیلانات کے بالکل موافق چلتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿لِّيَجْعَلَ مَا يُلْقِي الشَّيْطَانُ فِتْنَةً لِّلَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ﴾ (الحج : ۲۲/۵۳)

''یہ اس لیے کہ شیطانی ملاوٹ کو اللہ تعالیٰ ان لوگوں کی آزمائش کا ذریعہ بنا دے جن کے دلوں میں بیماری ہے اور جن کے دل سخت ہیں۔''

اللہ تعالیٰ کا ایک فرمان اس طرح بھی ہے:

﴿فَوَيْلٌ لِّلْقَاسِيَةِ قُلُوبُهُمْ مِّنْ ذِكْرِ اللَّهِ﴾ (الزمر : ۳۹/۲۲)

''اور ہلاکی ہے ان پر جن کے دل یاد الٰہی سے اثر نہیں لیتے، بلکہ سخت ہو گئے ہیں۔''

ایک اور مقام پر ارشاد باری تعالیٰ بایں الفاظ ہے:

﴿وَلَا يَكُونُوا كَالَّذِينَ أُوتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلُ فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْأَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوبُهُمْ﴾ (الحدید : ۱۶/۵۷)

''اور ان کی طرح نہ ہو جائیں جنہیں ان سے پہلے کتاب دی گئی تھی، پھر جب ان پر ایک زمانہ دراز گزر گیا تو ان کے دل سخت ہو گئے۔''

مذکورہ تمام آیات کریمہ سے یہ بات عیاں ہو رہی ہے کہ ایسی دل کی سختی جو یاد الٰہی سے اور نیکی اور بھلائی سے دور کر دے، کبیرہ گناہوں میں سے ایک کبیرہ گناہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ''قساوت قلبی'' کے خطرات سے ڈرایا ہے اور اس کے اسباب سے متنبہ رہنے کے لیے خبردار کیا ہے۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا تُكْثِرُوا الْكَلَامَ بِغَيْرِ ذِكْرِ اللّٰهِ، فَإِنَّ كَثْرَةَ الْكَلَامِ بِغَيْرِ ذِكْرِ اللّٰهِ قَسْوَةٌ لِلْقَلْبِ، وَإِنَّ أَبْعَدَ النَّاسِ مِنَ اللّٰهِ الْقَلْبُ الْقَاسِي)) [1]

''اللہ تعالیٰ کے ذکر کے علاوہ کثرت سے باتیں نہ کرو، کیونکہ اللہ تعالیٰ کے ذکر کے علاوہ باتوں کی کثرت دلوں کو سخت بنا دیتی ہے، اور لوگوں میں سے اللہ تعالیٰ سے زیادہ دور ''سخت دل'' آدمی ہے۔''

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت عالیہ میں اپنی ''قساوت قلبی'' کی شکایت کی، تب نبی اکرم ﷺ نے اس سے فرمایا:

((اِمْسَحْ رَأْسَ الْيَتِيمِ، وَأَطْعِمِ الْمِسْكِينَ)) [2]

''تو یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرا کر اور مسکین کو کھانا کھلایا کر۔''

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

((أَلَا إِنَّ الْكُفْرَ وَالْفُسُوقَ وَقَسْوَةَ الْقَلْبِ فِي الْفَدَّادِينَ (وَهُمْ رُعَاةُ الْإِبِلِ وَالْبَقَرِ) أَصْحَابُ الشَّعْرِ وَالْوَبَرِ الَّذِينَ يَغْتَالُهُمُ الشَّيَاطِينُ عَلَى أَعْجَازِ الْإِبِلِ)) [3]

---

[1] سنن الترمذی برقم ۲٤۱۱ وقال الترمذی حدیث حسن غریب۔

[2] مسند احمد ج۲ /۳۸۷ والترغیب والترهیب ج۳ /۳٤۹ باسناد رجاله رجال الصحیح، انظر فتح الباری ج۱۱/۱۵۱ ومجمع الزوائد ج۸/۱٦۰

[3] مسند احمد ۵٤۱/۲ باسناد صحیح۔

''خبردار! بے شک کفر، فسوق اور دل کی سختی اونٹوں اور گائیوں کے چرواہوں میں ہوتی ہے، یعنی دیہاتیوں میں، جنہیں شیاطین اس ذلت و مشقت میں اچانک دبوچ لیتے ہیں۔''

صحیحین میں سیدنا ابومسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے یمن کی جانب اشارہ فرمایا اور یہ الفاظ کہے:

((أَلَا إِنَّ الْإِيمَانَ هَاهُنَا، وَإِنَّ الْقَسْوَةَ غِلَظَ الْقُلُوبِ فِي الْفَدَّادِينَ، عِنْدَ أُصُولِ أَذْنَابِ الْإِبِلِ، حَيْثُ يَطْلُعُ قَرْنَا الشَّيْطَانِ، فِي رَبِيعَةِ وَمُضَرَ)) وَهٰذَا تَحْذِيرٌ مِنْهُ صلی اللہ علیہ وسلم مِنْ أَنْ يَسْلُكَ الْمُسْلِمُ مَسْلَكًا يَكُونُ سَبَبًا لِقَسْوَةِ قَلْبِهِ [1]

''سن لو! ایمان اس علاقے میں ہے، اور دلوں کی سختی اونٹوں اور گائیوں کے چرواہوں میں ہے جو اونٹوں کی دموں سے چمٹے رہتے ہیں، ربیعہ اور مضر کے علاقوں سے شیطان کے سینگ پھوٹیں گے۔'' اس حدیث مبارکہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے تنبیہ کی جارہی ہے کہ مسلمان کو کسی ایسے راستے پر نہیں چلنا چاہیے جو دل کی سختی کا سبب بن سکتا ہو۔

[1] صحیح البخاری برقم ۳۳۰۲ وصحیح مسلم برقم ۵۱-۸۱ ومسند احمد ج۴/۱۸۸ و ۲۷۳/۵

بحث: 11

نعمتوں اور احسانات کی ناقدری

اے میری اخت ایمان!

مسلمانوں کا آپس میں فضل و احسان کرنے کا اعتراف کرنا اسلامی اخلاق اور دینی آداب میں سے ہے۔ اگر مسلمان آپس کے معاملات میں ایک دوسرے کے احسانات کا اعتراف کرنا چھوڑ دیں تو اس سے نیکی کا اعتراف نہ کرنے کا رجحان پیدا ہوگا' اور پھر اس رجحان سے وہ آپس میں ایک دوسرے سے نیکی کرنا ہی چھوڑ دیں گے۔ اسی لیے اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس ناشکری اور بے قدری کو حرام قرار دیا ہے۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

((مَنِ اسْتَعَاذَ بِاللّٰهِ فَأَعِيذُوهُ، وَمَنْ سَأَلَكُم بِاللّٰهِ فَأَعْطُوهُ، وَمَنِ اسْتَجَارَ بِاللّٰهِ فَأَجِيرُوهُ، وَمَنْ أَتَى إِلَيْكُم مَعْرُوفًا فَكَافِئُوهُ، فَإِنْ لَمْ تَجِدُوا فَأَدْعُوا لَهُ حَتَّى تَعْلَمُوا أَنَّكُم قَدْ كَافَأْتُمُوهُ)) (۱)

''جو اللہ کا نام لے کر تم سے پناہ مانگے اسے پناہ دے دو' اور جو تم سے اللہ تعالیٰ کے نام پر سوال کرے اسے دے دو' اور جو تم سے اللہ تعالیٰ کے نام پر مدد چاہے اسے مدد دے دو' اور جو تمہارے ساتھ نیک برتاؤ کرے اسے بدلہ دیا کرو۔ اگر تمہارے پاس بدلہ دینے کے لیے کچھ بھی نہ ہو تو اس کے حق میں اتنی دعائے خیر کر دیا کرو کہ تمہیں یقین ہو جائے کہ بے شک تم نے اس کا بدلہ دے دیا ہے۔''

دوسری روایت میں اس طرح ہے:

((فَإِنْ عَجَزْتُم عَنْ مُجَازَاتِهِ فَادْعُوا لَهُ حَتَّى تَعْلَمُوا أَنْ قَدْ شَكَرْتُمْ، فَإِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ يُحِبُّ الشَّاكِرِينَ)) (۲)

---

(۱) اخرجه احمد ۱/ ۲۵۰ والنسائی ۵/ ۸۲ من حدیث ابن عباس' وفی صحیح سنن النسائی برقم ۲۴۰۷

(۲) اخرجه ابوداود ۴/ ۵۱۰۹ والنسائی ۵/ ۸۲' والحاکم ۲/ ۶۴ وابن حبان ۵/...... ۳۴۰۰ من حدیث ابن عمر' وقال الالبانی' صحیح' الصحیحة ۲۵۴

''اگر تم اس کا بدلہ چکانے میں عاجز آ جاؤ تو اس کے لیے اتنی دعائیں کر دو کہ تمہیں یقین ہو جائے کہ تم نے اس کا شکریہ ادا کر دیا ہے' کیونکہ اللہ تعالیٰ بھی قدر دان ہے اور قدر کرنے والوں ہی کو محبوب رکھتا ہے۔''

سنن ابوداؤد میں ایک جید سند کے ساتھ حدیث مبارکہ ہے:

((مَنْ أُبْلِیَ۔ أَیْ أَنْعَمَ عَلَیْهِ، إِذِ الإِبْلَاءُ الأَنْعَامُ۔ فَذَکَرَهُ فَقَدْ شَکَرَهُ، وَإِنْ کَتَمَهُ فَقَدْ کَفَرَهُ)) ①

''جس پر انعام کیا گیا ہے' اس نے پھر اس کا تذکرہ کیا تو اس نے اس کی قدر کی' اور اگر اس نے اسے چھپا لیا تو یقیناً اس نے اس کی بے قدری کی۔''

رسول اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

((إِنَّ اشْکَرَ النَّاسِ لِلّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَی أَشْکَرُهُمْ لِلنَّاسِ)) ②

''لوگوں میں سے اللہ تبارک وتعالیٰ کا سب سے زیادہ شکر ادا کرنے والا وہ شخص ہے جو لوگوں کا سب سے زیادہ شکریہ ادا کرنے والا ہے۔''

نبی مکرم ﷺ نے فرمایا ہے:

((مَنْ لَمْ یَشْکُرِ الْقَلِیلَ لَمْ یَشْکُرِ الْکَثِیرَ، وَمَنْ لَمْ یَشْکُرِ النَّاسَ لَمْ یَشْکُرِ اللّٰهَ، وَالتَّحَدُّثُ بِنِعْمَةِ اللّٰهِ شُکْرٌ، وَتَرْكُ التَّحَدُّثِ کُفْرٌ، وَالْجَمَاعَةُ رَحْمَةٌ وَالْفُرْقَةُ عَذَابٌ)) ③

''جس نے تھوڑی سی چیز پر شکر ادا نہ کیا اس نے زیادہ چیز پر شکر ادا نہ کیا' اور جس نے لوگوں کا شکریہ ادا نہ کیا اس نے اللہ تعالیٰ کا شکریہ بھی ادا نہ کیا۔ اللہ تعالیٰ کی نعمت کا تذکرہ کرنا شکریہ ہے اور تذکرہ ترک کرنا کفر ہے' اور جماعت رحمت ہے اور پارٹی بازی عذاب ہے۔''

---

① اخرجه ابوداود ٤/٤٨١٤ وذکره الالبانیؒ فی الصحیحه ٦١٨ من حدیث جابر۔

② اخرجه احمد ٥/١١-٢١٢ وذکره الالبانیؒ فی الصحیحه ٤١٧ بلفظ: ((لا یشکر الله من لا یشکر الناس))

③ اخرجه عبدالله بن احمد فی الزوائد' ح١٢٢ من حدیث النعمان بن بشیر' وذکره الهیثمی فی المجمع ٥/٢١٧ وقال: رواه عبدالله بن احمد والبزار والطبرانی ورجاله ثقات' وذکره الالبانیؒ فی صحیح الجامع ٦٥٤١

اہم نکتہ

دوسری حدیث پاک میں وارد الفاظ کی وجہ سے اس ناشکری کا گناہ کبیرہ ہونا بالکل ظاہر ہے، جس میں ہے کہ ''نعمت کا تذکرہ نہ کرنا کفر ہے'' یعنی ایسا کرنا بندے کو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے ساتھ کفر کرنے تک پہنچا دیتا ہے۔ میں نے اس حدیث کو مذکورہ معنی پر کس عالم کو اعتراض کرتے نہیں دیکھا۔ شاید انہوں نے یہ معنی مراد لیا ہو کہ یہاں کفر کے لفظ سے محسن کے احسانات کی ناشکری اور بے قدری ہے۔ صرف اتنا سا معنی مراد لینا تو واقعی گناہ کبیرہ نہیں بنتا، بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ایسا کرنا بھی حرام ہے، کیونکہ یہ اسلامی اخلاق کے منافی ہے۔ اسلام میں تو محسن اور فاعل خیر کے نیک عمل کے اعتراف کرنے کی تلقین کی ہے۔ خیر اور بھلائی کرنے والا اس نیت سے نیکی اور احسان نہیں کرتا کہ لوگ اس کی مدح وستائش کریں۔ وہ تو صرف اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی اور تقرب الی اللہ کی نیت سے ایسا کرتا ہے۔ البتہ دوسروں کے ذمہ یہ واجب ہوتا ہے کہ اس کے عمل خیر کا تذکرہ کریں اور اس کے مقابلے میں اسے اچھے لفظوں سے یاد رکھیں۔ تو ایسا کرنا اخلاق حمیدہ میں سے ہے کہ تو بھی عمل خیر اور احسان کرنے والوں کے اچھے اعمال اور ان کی اچھی صفات کو اچھے الفاظ سے ذکر کرے۔

❀❀❀❀

6

قطع رحمی اور بری ازدواجی زندگی

- والدین کے ساتھ حسن سلوک عبادت الٰہی سے متصل ہے۔
- والدین سے اچھا سلوک کرنا واجب ہے۔
- والدین سے نیکی کرنے کی فضیلت۔
- والدین یا ان میں سے کسی ایک کی نافرمانی کرنا یا اسے اذیت پہنچانا حرام ہے۔
- ماں کی ناراضی سے بچنا۔ یقیناً اس کی بددعا رد نہیں ہوتی
- قطع رحمی حرام ہے۔
- والدین والی نعمت یا خاوند والی نعمت کی ناشکری کرنا بھی حرام ہے۔
- بیوی کا خاوند کا آپس میں واجب حقوق بھی ادا نہ کرنا حرام ہے۔
- میاں بیوی کے پوشیدہ راز افشا کرنا حرام ہے۔
- خاوند کا اپنی بیوی پر ناراض ہونا خطرناک ہے۔
- بیوی کا اپنے خاوند کی اطاعت کرنے سے نفرت کرنا حرام ہے۔
- بغیر شرعی عذر کے عورت کا مطالبہ طلاق حرام ہے۔
- بیوی کو خاوند کے خلاف اکسانا اور بھڑکانا حرام ہے۔
- میت پر نوحہ خوانی کرنا حرام ہے' اسی طرح چہرے کو پیٹنا اور نوچنا بھی۔

❀❀❀❀

بحث : 1

والدین کے ساتھ حسن سلوک ایک عبادت

اللہ تعالیٰ کا فرمان گرامی ہے:

﴿وَ اِذْ اَخَذْنَا مِیْثَاقَ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ وَ بِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا﴾ (البقرة : ۲/۸۳)

''اور جب ہم نے بنی اسرائیل سے وعدہ لیا کہ تم اللہ تعالیٰ کے سوا دوسرے کی عبادت نہ کرنا اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرنا۔''

اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے:

﴿وَ اِذْ اَخَذْنَا .... اِحْسَانًا﴾ اس کے متعلق مکی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے ان سے یہ وعدہ ان کی زندگیوں میں ان کے انبیائے کرام علیہم السلام کی زبانوں پر لیا تھا۔ یہ وعدہ ''خبر'' کے الفاظ میں ''نہی'' کے معنی میں ہے' اور خبر کا ذکر ''نہی'' سے زیادہ فصیح و بلیغ ہے۔ کیونکہ اس میں ''منع شدہ'' کام کی اہمیت زیادہ واضح ظاہر ہو رہی ہے' اور اس پر عمل پیرا کروانے کی طلب زیادہ تاکید کے ساتھ بیان ہو رہی ہے' گویا کہ اس نے عمل پیرا ہو کر دکھا دیا اور اس کے متعلق خبر دے دی گئی۔ اللہ کی عبادت سے مراد: اس کی توحید کا اثبات کرنا' اس کے رسولوں کی تصدیق کرنا' اور اس نے جو اپنی کتابوں میں نازل فرمایا ہے اس کے مطابق عمل اختیار کرنا۔

اچھا سلوک کرنے سے مراد: والدین کے ساتھ نیکی کا برتاؤ اور سلوک کرنا' ان کے سامنے عاجزی کا اظہار کرنا' ان کی باتوں کو ماننا' ان تمام حقوق کو ادا کرنا جنہیں اللہ تعالیٰ نے ایک بیٹے بیٹی کے لیے والدین کی خاطر بجا لانے کو واجب ٹھہرایا ہے' ان کے ساتھ نیک رویہ رکھنا' ان پر مہربانی کرنا' ہر اس حکم میں جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکموں کے برعکس اور متضاد نہ ہو ان کے سامنے سر تسلیم خم کرنا' جس چیز کی انہیں حاجت و ضرورت ہو انہیں مہیا کرنے کی کوشش کرنا' ان کو اذیت نہ پہنچانا' اگرچہ وہ دونوں کافر ہی کیوں نہ ہو' اس صورت میں ان کو نرمی اور پیار سے دعوت اسلام و ایمان پیش کرنا' اسی طرح اگر وہ دونوں فاسق و نافرمان ہیں تو انہیں بغیر سختی اور درشتی کے عرض کرنا اور ان کے حضور ''اف'' تک نہ بولنا وغیرہ۔

بحث: 2

والدین سے اچھا سلوک کرنا واجب ہے

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿ وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۭ اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ۝ وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ۝ ﴾ (بنی اسرائیل: ۱۷/ ۲۳، ۲۴)

"تیرا پروردگار صاف صاف حکم دے چکا ہے کہ تم اس کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کرنا، اور ماں باپ کے ساتھ احسان کرنا۔ اگر تیری موجودگی میں ان میں سے ایک یا یہ دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان کے آگے اف تک نہ کہنا، نہ انہیں ڈانٹ ڈپٹ کرنا، بلکہ ان کے ساتھ ادب واحترام سے بات چیت کرنا، اور عاجزی اور محبت کے ساتھ ان کے سامنے تواضع کا بازو پست رکھے رکھنا، اور دعا کرتے رہنا کہ اے میرے پروردگار! ان پر ویسا ہی رحم کر جیسا انہوں نے میرے بچپن میں میری پرورش کی ہے۔"

اللہ تعالیٰ کے اس فرمان ﴿ وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ ﴾ یعنی تیرے پروردگار نے پکا حکم، قطعی امر اور اٹل فیصلہ دے دیا ہے، اس حکم میں یہ بتا دیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت واجب اور ضروری ہے اور غیر اللہ کی عبادت منع ہے اور یہی برحق ہے۔ پھر اس سے بالکل متصل ماں باپ دونوں کے ساتھ نیکی کرنے کا حکم دیا ہے، اور ان دونوں ماں باپ میں سے ایک "عورت" یعنی ماں ہے۔

﴿ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ﴾ یعنی اللہ تعالیٰ نے اس بات کا بھی اٹل فیصلہ اور قطعی حکم دیا ہے کہ تم نیکی کرو یا تم ان کے ساتھ نیکی سے پیش آؤ اور ان سے حسن سلوک رکھو۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کے حکم کے معاً بعد والدین سے نیکی کرنے کا ذکر اس وجہ سے ہے کہ یہ دونوں اس کے وجود کو پیدا کرنے کے ظاہری اسباب ہیں۔ والدین سے حسن سلوک

سے پیش آنا اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی توحید اور اس کی عبادت سے بھی قریب تر ہے۔ اس کے پیش نظر ان کے حقوق کی ادائیگی کی اہمیت اور ان دونوں کا خاص خیال رکھنے کا یہ حکم دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم ہی میں ان دونوں کے شکریے کو بھی اپنے شکریہ کے ساتھ ملا کر بیان کیا ہے' اور یوں فرمایا:

﴿أَنِ اشْكُرْ لِي وَلِوَالِدَيْكَ﴾ (لقمان: ۳۱/۱۴)

''کہ تو میری اور اپنے ماں باپ کی شکرگزاری کر۔''

﴿إِمَّا يَبْلُغَنَّ عِندَكَ الْكِبَرَ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلَاهُمَا﴾

''اگر تیری موجودگی میں ان میں سے ایک یا یہ دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں۔''

"عندك" کا معنی ہے کہ وہ دونوں تیری حفاظت اور کفالت میں ہوں۔

"فلا تقل لهما اف" ''تو ان کے آگے اف تک نہ کہنا'' اس سے مراد ان کی دونوں حالتیں ہیں' یعنی دونوں ہوں یا ان میں سے ایک ہی۔

حسین بن علی رضی اللہ عنہما مرفوعاً بیان کرتے ہیں:

((لَوْ عَلِمَ اللّٰهُ شَيْئًا مِنَ الْعُقُوقِ أَدْنَى مِنْ ((أُفٍّ)) لَحَرَّمَهُ)) [1]

''اگر اللہ تعالیٰ ''اف'' سے بھی کم درجہ کوئی لفظ والدین کی نافرمانی میں سمجھتے تو اس کو بھی حرام کہہ دیتے۔''

امام مجاہد رحمہ اللہ کہتے ہیں: جب تو ان سے ناپاکی یعنی پیشاب پاخانہ صاف کر رہا ہو تو انہیں اف تک نہیں کہنا' جس طرح وہ تجھ سے پیشاب پاخانہ صاف کرتے وقت ایسا نہ کہا کرتے تھے' اور لفظ "اف" میں چالیس لغات ہیں' اس کی مثال السمین ہے' اور یہ لفظ اسم فعل ہے جو اندر ہی اندر گھٹے رہنے' پریشان رہنے اور انہیں اپنے اوپر بوجھ سمجھنے کے متعلق خبردار کر رہا ہے۔

"ولا تنهرهما" یعنی انہیں کسی ایسے کام سے مت ڈانٹنا جو وہ کرنا چاہیں اور وہ کام تجھے اچھا نہ لگے۔ نهی نهر بالفاظ ڈانٹ ڈپٹ کرنے اور سختی کا اظہار کرنے کے لیے مترادف الفاظ ہیں اور ایک دوسرے سے ملتے جلتے معانی والے ہیں۔

زجاج کہتے ہیں: ''ان کے سامنے بلند آواز میں چلا کر بات نہ کر۔''

---

[1] ذكره ابن عراقي في تنزيه الشريعة عن الاخبار الشنيعة الموضوعة' ح۲/۳۳۵ وفي اسناده اصرم بن حوشب وهو متروك متهم۔

"وقل لهما قولا كريما" یعنی لطیف، نرم، خوبصورت اور ملائم بات کر۔ جس قدر بھی ممکن ہو ان کے سامنے بات کی لطافت اور مٹھاس کا اظہار کر، جس میں مکمل ادب، احترام، حیا اور وضع داری شامل ہو۔

محمد بن زبیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جب وہ تجھے آواز دیں تو یوں کہہ "لبیکما و سعدیکما" میں حاضر ہوں، سب سعادتیں تمہاری ہی بدولت ہیں۔

اس کے معنی میں یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ ان کو "اے میری امی" "اے میرے ابا" کہہ کر بلائے، ان کے نام لے کر آوازیں مت دے اور نہ ہی ان کو کنیت سے پکارے۔

"واخفض لهما جناح الذل" سعید بن جبیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اپنے والدین کے سامنے ایسے عاجزی سے پیش آ جیسے کوئی غلام اپنے سخت گیر اور سخت درشت گو مالک و آقا کے سامنے اظہار عاجزی کرتا ہے۔

"من الرحمة" یعنی شفقت اور مہربانی کی وجہ سے ان کے بڑھاپے کو مدنظر رکھتے ہوئے، ان کی ضرورتوں کا احساس کرتے ہوئے۔ یہ مطالبہ اس شخص سے ہو رہا ہے جو کل یعنی اپنے بچپن میں پوری مخلوق میں سے ان دونوں کا سب سے بڑھ کر محتاج تھا!!

"وقل رب ارحمهما" یعنی ان کے لیے دست دعا دراز کر، اگرچہ دن رات میں پانچ بار ہی ہو، یعنی اللہ تعالیٰ سے ان کے حق میں اللہ تعالیٰ کی دائمی رحمت کا سوال کر، اور یہ سوال اس صورت میں ہے جب وہ دونوں مسلمان ہوں۔

"كما ربياني صغيرا" یعنی جس طرح انہوں نے رحمت و محبت سے میری بچپن میں تربیت کی تھی۔

یقیناً اللہ تبارک و تعالیٰ نے والدین کے معاملے میں اتنے مبالغہ سے بیان کیا ہے کہ اہل تقویٰ کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں، ان کے چمڑے کانپنے لگ جاتے ہیں۔ وہ اس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے اولاً تو اپنی توحید اور اپنی عبادت کا حکم دیا ہے، پھر اس کے ساتھ ہی والدین سے احسان کرنے کا بیان شروع کر دیا ہے، پھر ان کے معاملے میں اتنی تنگی اور عسرت کا ذکر فرمایا ہے، حتیٰ کہ ان کے سامنے ایک ادنیٰ سا لفظ بھی بولنے کی رخصت نہیں دی جو پریشان ہونے والے کی طبیعت سے زائد بھی ہو سکتا ہے، حالانکہ ایسے مواقع پر ڈانٹ ڈپٹ ہو سکتی ہے اور ایسے حالات بن جاتے ہیں جن پر انسان صبر بھی نہیں کر سکتا، اس کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے والدین

کے سامنے عاجزی اور انکساری کا بھی حکم دیا ہے' پھر آخر میں ان کے لیے دعا کرنے اور رحمت سے پیش آنے کا حکم دیا ہے۔تو یہ پانچ چیزیں ہیں جن کا اللہ تعالیٰ نے والدین کے بارے میں انسان کو مکلّف ٹھہرایا ہے۔

والدین کے ساتھ نیک سلوک کرنے کے سلسلے میں بہت سی احادیث وارد ہیں جو صحیحین اور دوسری کتب احادیث میں ثابت شدہ ہیں' اور یہ احادیث ''کتب احادیث'' میں مشہور و معروف ہیں۔

بحث: 3

والدین سے نیکی کرنے کی فضیلت

اے میری خواہر ایمان!

والدین سے نیکی کرنے کی پوری پوری کوشش کر' کیونکہ ان سے نیکی کرنا اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کے حصول کا ذریعہ ہے۔ تو اپنے والدین سے نیک سلوک کرتا کہ تیری اولاد تیرے ساتھ نیک سلوک کرے۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا: اللہ تعالیٰ کو کونسا عمل زیادہ محبوب ہے؟ تو آپ نے جواب ارشاد فرمایا:

((اَلصَّلَاةُ لِوَقْتِهَا)) قُلْتُ: ثُمَّ أَيٌّ؟ قَالَ: ((بِرُّ الْوَالِدَيْنِ)) قُلْتُ: ثُمَّ أَيٌّ؟ قَالَ: ((اَلْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ)) ①

''نماز اپنے وقت پر پڑھنا'' میں نے پھر پوچھا: ''پھر کونسا عمل؟'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ماں باپ سے نیکی کرنا۔'' میں نے عرض کی: پھر کونسا عمل ہے؟'' آپ نے ارشاد فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنا۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک آدمی حاضر ہوا اور عرض پرداز ہوا: ''میں آپ کے ہاتھ پر ہجرت اور جہاد کی بیعت کرتا ہوں تاکہ اللہ تعالیٰ سے اجر لے سکوں۔'' آپ نے پوچھا: ''کیا تیرے ماں باپ میں سے کوئی زندہ ہے؟'' اس نے کہا: ''جی ہاں! بلکہ وہ تو دونوں ہی صاحب حیات ہیں۔'' تو آپ نے فرمایا:

((فَتَبْتَغِي الْأَجْرَ مِنَ اللّٰهِ؟ قَالَ: نَعَمْ' قَالَ: ((فَارْجِعْ إِلَى وَالِدَيْكَ' فَأَحْسِنْ صُحْبَتَهُمَا)) ②

''پھر تو اللہ تعالیٰ سے اجر پانا چاہتا ہے؟ اس نے جواب دیا: جی ہاں! آپ نے فرمایا: اپنے والدین کے پاس واپس چلا جا' ان کے ساتھ اچھا سلوک کر۔''

---

① صحيح البخاري ٥٢٧/٢ ((الفتح)) وصحيح مسلم ٩٠/١

② صحيح مسلم ١٩٧٥/٤

رسول اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

((مَنْ سَرَّهُ أَنْ يُعْظِمَ اللّٰهُ رِزْقَهُ، وَأَنْ يُمِدَّ لَهُ فِي أَجَلِهِ، فَلْيَصِلْ رَحِمَهُ)) ①

''جو آدمی اس بات پر خوش ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے رزق کو کشادہ فرما دے اور اس کی زندگی کو دراز کر دے تو اسے چاہیے کہ صلہ رحمی کرے۔''

رسول اکرم ﷺ کا فرمان اقدس ہے:

((مَنْ بَرَّ وَالِدَيْهِ طُوبٰى لَهُ، زَادَ اللّٰهُ فِي عُمُرِهِ)) ②

''جو اپنے والدین کے ساتھ نیکی کرے، اسے مبارک ہو کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی عمر کو دراز فرما دیا ہے۔''

نبی برحق ﷺ کا فرمان عالی شان ہے:

((لَا يَرُدُّ الْقَضَاءَ إِلَّا الدُّعَاءُ، وَلَا يَزِيدُ الْعُمُرَ إِلَّا الْبِرُّ)) ③

''تقدیر کو کوئی چیز بھی رد نہیں کر سکتی ماسوائے دعا کے، اور کوئی چیز عمر میں اضافہ نہیں کر سکتی ماسوائے نیکی کے۔''

نبی کائنات ﷺ نے فرمایا ہے:

((رَغِمَ أَنْفُهُ ثُمَّ رَغِمَ أَنْفُهُ ثُمَّ رَغِمَ أَنْفُهُ))۔ أَيْ لَصِقَ بِالرِّغَامِ وَهُوَ التُّرَابُ مِنَ الذِّلِّ۔ قِيلَ: مَنْ يَارَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((مَنْ أَدْرَكَ وَالِدَيْهِ عِنْدَهُ الْكِبَرَ أَوْ أَحَدَهُمَا، ثُمَّ لَمْ يَدْخُلِ الْجَنَّةَ)) أَوْ ((لَا يُدْخِلَانِهِ الْجَنَّةَ)) ④

''اس کی ناک خاک آلود ہو، پھر اس کی ناک خاک آلود ہو، پھر اس کی ناک خاک آلود ہو۔ عرض کیا گیا: کون یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا: جو اپنے والدین، دونوں کو یا ان میں سے ایک کو بڑھاپے میں اپنے پاس پالے پھر بھی جنت میں داخل نہ ہو

① صحيح الجامع الصغير برقم ٦٢٩١ وقال: صحيح

② اخرجه الحاكم ١٥٤/٤ من حديث سهل بن معاذ عن ابيه، وقال: صحيح الاسناد ولم يخرجاه وقال الذهبي: صحيح، وذكره الهيثمي ١٣٧/٨

③ اخرجه الترمذى ٢١٣٩/٤ من حديث سلمان وذكره الالبانىؒ فى الصحيحة ١٥٤ وقال صحيح۔

④ صحيح مسلم ١٩٧٨/٤ من حديث ابى هريرة

سکے۔'' یا ''وہ دونوں اس کو جنت میں داخل نہ کرواسکیں۔''

رسول اللہ ﷺ کی خدمت عالیہ میں ایک شخص حاضر ہوا' اس نے عرض کی:

((یَارَسُوْلَ اللّٰہِ مَنْ أَحَقُّ النَّاسِ بِحُسْنِ صَحَابَتِی؟ قَالَ: ((أُمُّكَ)) قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ((أُمُّكَ)) قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ((أُمُّكَ)) قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ((أَبُوكَ)) ①

''یارسول اللہ! میرے حسن سلوک کا سب لوگوں میں سے زیادہ حق دار کون ہے؟'' آپ نے فرمایا: ''تیری ماں'' اس نے پھر عرض کی: ''پھر کون؟'' آپ نے فرمایا: ''تیری ماں'' اس نے پھر پوچھا: ''پھر کون؟'' آپ نے فرمایا: ''تیری ماں'' اس نے پھر پوچھا: ''پھر کون؟'' آپ نے فرمایا: ''تیرا باپ''

سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا بیان کرتے ہیں: میری ماں رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں میری پاس آئی جب کہ وہ مشرکہ تھی۔ تب میں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا۔ میں نے عرض کی: میری ماں میرے پاس آئی ہے جب کہ وہ دین اسلام سے بے رغبت ہے یا اس مال میں رغبت رکھتی ہے جو میرے پاس ہے۔ کیا میں اپنی ماں سے صلہ رحمی کر سکتی ہوں؟ آپ نے ارشاد فرمایا:

((نَعَمْ!! صِلِی أُمَّكِ)) ②

''جی ہاں! اپنی ماں سے صلہ رحمی کرو۔''

رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

((رِضَا اللّٰہِ فِی رِضَاءِ الْوَالِدِ۔ أَوْ قَالَ الْوَالِدَیْنِ۔ وَسُخْطُ اللّٰہِ فِی سُخْطِ الْوَالِدَیْنِ۔ أَوْ قَالَ: الْوَالِدَیْنِ)) ③

''اللہ تعالیٰ کی رضا مندی باپ کی رضا مندی میں ہے۔'' یا فرمایا: والدین کی رضا مندی میں ہے۔'' ''اور اللہ کی ناراضی باپ کی ناراضی میں ہے۔'' یا فرمایا:

---

① صحیح البخاری ۱۰/۵۹۷۱ ((الفتح)) وصحیح مسلم ۴/۱۹۷۴ من حدیث ابی هریرة

② صحیح البخاری ۵/۲۶۲۰ ((الفتح)) وصحیح مسلم ۲/۶۹۶

③ اخرجه ابن حبان ۱/۴۳۰ والحاکم ۴/۱۵۲ من حدیث عبدالله بن عمرو' قال: صحیح علی شرط مسلم لم یخرجاه' ووافقه الذهبی۔

”والدین کی ناراضی میں ہے۔“

نبی کریم ﷺ کی جناب میں ایک شخص حاضر ہوا اور اس نے عرض کی:

اِنِّی أَذْنَبْتُ ذَنْبًا عَظِیمًا، فَهَلْ لِی مِنْ تَوْبَةٍ؟ قَالَ: ((هَلْ لَكَ مِنْ أُمٍّ؟)) قَالَ: لَا، قَالَ: ((فَهَلْ لَكَ مِنْ خَالَةٍ؟)) قَالَ: نَعَمْ قَالَ: ((فَبِرَّهَا)) [1]

”میں نے ایک بہت ہی بڑا گناہ کرلیا ہے، کیا میرے لیے توبہ ہے؟ آپ نے دریافت فرمایا: کیا تیری ماں زندہ ہے؟ اس نے کہا: نہیں! آپ نے استفسار فرمایا: کیا تیری کوئی خالہ ہے؟ اس نے جواب دیا: ہاں! آپ نے فرمایا: پھر اس سے نیک رویہ رکھ، یعنی اس سے نیکی کرو۔“

❀❀❀❀

---

[1] اخرجه احمد ۲/ ۱٤ وقال احمد شاکر: اسناده صحیح برقم ٤٦٢٤ والحاکم ٤/ ١٥٥ والترمذی ١٩٠٤/٤ وابن حبان ١/ ٤٣٦ وقال الالبانیؒ: صحیح من حدیث ابن عمر۔

بحث: 4

والدین کی نافرمانی

اے میری ایمانی بہن!

والدین کے ساتھ نیکی کرنا اس دین عظیم کے فرائض میں سے ہے۔ کسی کے لیے بھی یہ جائز نہیں ہے کہ اس امر میں تقصیر اور کوتاہی کرے' اگرچہ اولاد پر جتنی بھی مشکلات کیوں نہ ہوں۔ والدین کی نافرمانی یا ان کے ساتھ برا رویہ رکھنے یا ان دونوں میں سے کسی ایک سے غلط روش رکھنے کے لیے کسی کے پاس کوئی بہانہ اور عذر نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا﴾

(النساء : ٤/٣٦)

''اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ سلوک واحسان کرو۔''

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہے: ''والدین کے ساتھ نرمی اور بازوؤں کی عاجزی ظاہر کرتے ہوئے نیک رویہ رکھے' جواب دینے میں کوئی سختی اور درشتی نہ دکھائے' ان کی طرف تیز اور نوکیلی نگاہوں سے مت دیکھے' ان کے سامنے آواز کو بلند نہ کرے' بلکہ ان کے سامنے عاجزی وانکساری میں اس غلام کی مانند بن جائے جو اپنے آقا کے سامنے عاجزی وانکساری کی مثال آپ ہوتا ہے۔''

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

﴿وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ؕ اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّ لَا تَنْهَرْهُمَا وَ قُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ﴿٢٣﴾ وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ﴿٢٤﴾﴾ (بنی اسرائیل : ١٧/٢٣،٢٤)

''اور تیرا پروردگار صاف صاف حکم دے چکا ہے کہ تم اس کے سوا کسی اور کی

عبادت نہ کرنا اور ماں باپ کے ساتھ احسان کرنا۔ اگر تیری موجودگی میں ان میں سے ایک یا یہ دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان کے آگے اف نہ کہنا' نہ انہیں ڈانٹ ڈپٹ کرنا' بلکہ ان کے ساتھ ادب و احترام سے بات چیت کرنا' اور عاجزی اور محبت کے ساتھ ان کے سامنے تواضع کا بازو پست رکھے رکھنا' اور دعا کرتے رہنا کہ اے میرے پروردگار! ان پر ویسا ہی رحم کر جیسا انہوں نے میرے بچپن میں میری پرورش کی ہے۔''

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان دونوں کے ساتھ ہر طرح کی نیکی اور بھلائی کرنے کا حکم دیا ہے اور ساتھ ہی ان کے سامنے ''اف'' تک کہنے سے منع فرما دیا ہے' جب کہ یہ ان کی اذیت سے' خواہ وہ کسی نوعیت کی بھی ہو ایک اشارہ اور کنایہ ہے' حتیٰ کہ سب سے کم ترین لفظ ''اف'' بھی نہیں کہنا۔

پھر اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے عزت و احترام کے الفاظ بولنے کا حکم دیا ہے' یعنی ممکنہ حد تک نرم و ملائم الفاظ جو مہربانی سے بھرپور اور دل موہ لینے والے اور ان کی مراد کے موافق' ان کے میلان طبع اور ان کے مطلوب سے موافقت رکھنے والے ہوں' خاص طور پر ان کے بڑھاپے کے عالم میں' کیونکہ بوڑھا تو بچے کی حالت کی مانند ہو جاتا ہے اور لاچار بن جاتا ہے' اس لیے کہ اس پر بے عقلی اور تصور و تفکر کی خرابی غالب آ جاتی ہے' اس عالم میں وہ برے کو اچھا اور اچھے کو برا دیکھنے لگتا ہے' تو جب ایسی حالت میں ان کی نگہداشت اور انتہائی زیادہ محبت اور نرمی اور ایسے عمل سے ان کا قرب حاصل کرنے کی کوشش کرنا جو ان کی عقل کے مطابق اور مناسب ہو' حتیٰ کہ وہ راضی ہو جائیں اتنا ضروری ہے' تو اس حالت کے علاوہ دوسری حالتوں میں تو بدرجہ اولیٰ زیادہ حق بنتا ہے۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے پھر یہ حکم دیا ہے کہ ان کے سامنے عاجزی کے بازو بچھائے رکھے' ان کے سامنے انتہائی انکساری' پستی اور خضوع سے بات کرے' اور ان کی طرف سے جو کچھ بھی سامنے آئے اسے خندہ پیشانی سے برداشت کرے بلکہ ان کے سامنے اس بات کا اعتراف کرتا رہے کہ ان کے حقوق کی ادائیگی میں اور ان کے ساتھ نیکی کرنے میں اس سے کوتاہیاں ہو رہی ہیں۔

ایک آدمی سیدنا ابودردا رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہنے لگا: اے ابودردا! میری ایک رفیقۂ حیات

ہے اور میری ماں اسے طلاق دینے کا حکم دیتی ہے؟ سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: ''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے' آپ فرمارہے تھے:

((اَلْوَالِدَةُ أَوْسَطُ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ فَإِنْ شِئْتَ فَأَضِعْ ذٰلِكَ الْبَابَ أَوِ احْفَظْهُ)) ①

''والدہ جنت کے دروازوں میں سے درمیانہ دروازہ ہے۔ اگر تو چاہے تو اس دروازے کو ضائع کردے یا اس کی حفاظت کرلے۔''

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿أَنِ اشْكُرْ لِي وَلِوَالِدَيْكَ﴾ (لقمان: ۳۱/۱۴)

''کہ تو میری اور اپنے ماں باپ کی شکر گزاری کر۔''

غور کیجیے! اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو توفیق مرحمت فرمائے' کس طرح اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کا شکریہ ادا کرنے کو اپنے شکریہ ادا کرنے کے ساتھ ملا کر بیان فرمایا ہے۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: تین آیات مبارکہ تین چیزوں کے ساتھ مل کر اتری ہیں۔ ان میں سے کوئی عمل بھی اس کے ساتھی اور مصاحب کے بغیر قبول نہیں ہوگا۔ ان میں سے ایک اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

﴿أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ﴾ (النساء: ۴/۵۹)

''فرمانبرداری کرو اللہ تعالیٰ کی اور فرمانبرداری کرو رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی۔''

جو کوئی اللہ تعالیٰ کی اطاعت تو کرے لیکن اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت نہ کرے' اس سے پہلی اطاعت الٰہی بھی قبول نہ کی جائے گی۔ دوسری آیت مبارکہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

﴿وَأَقِيمُوا الصَّلٰوةَ وَآتُوا الزَّكٰوةَ﴾ (البقرة: ۲/۴۳)

''اور نمازوں کو قائم کرو اور زکوٰۃ دو۔''

جو کوئی نماز تو ادا کرے لیکن زکوٰۃ ادا نہ کرے' اس سے نماز بھی قبول نہ ہوگی۔ تیسری آیت مبارکہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

﴿أَنِ اشْكُرْ لِي وَلِوَالِدَيْكَ﴾ (لقمان: ۳۱/۱۴)

① اخرجه الترمذی ۴/۱۹۰۰' وابن ماجه ۲/۳۶۶۳' من حديث ابی الدرداء وقال الالبانیؒ: صحيح' الصحيحة ۹۱۰

''کہ تو میری اور اپنے ماں باپ کی شکر گزاری کر۔''

جو کوئی اللہ تعالیٰ کا شکر تو ادا کرے لیکن اپنے ماں باپ کا شکر ادا نہ کرے' اس سے شکر ایزدی بھی قبول نہ کیا جائے گا۔

یہ بھی صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کے ہمراہ جہاد کرنے کی اجازت طلب کرتا ہے۔ آپ نے پوچھا: ''کیا تیرے ماں باپ زندہ ہیں؟'' اس نے کہا: ''جی ہاں!'' آپ نے فرمایا:

((فَفِيهِمَا فَجَاهِدْ)) [1]

''ان لوگوں میں جہاد کرو۔''

غور کریں! آپ نے کس طرح اپنے ہمراہ جہاد کرنے پر والدین کے ساتھ نیکی کرنے کو اور ان کی خدمت گزاری کرنے کو فضیلت دی ہے' اور یہ بھی دیکھ لیں کہ کس طرح ان کے ساتھ برائی کرنے اور ان کے ساتھ نیکی اور اچھا سلوک نہ کرنے کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنے کے معاً بعد ذکر کیا ہے' بلکہ ان کے ساتھ اچھائی والا معاملہ رکھنے کا اپنا تاکیدی حکم بھی ساتھ شامل کر دیا ہے' اگرچہ وہ دونوں بچے کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرانے پر دباؤ بھی ڈالنے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ملاحظہ فرمائیں:

﴿وَإِنْ جَاهَدَاكَ عَلَى أَنْ تُشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا وَاتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ أَنَابَ إِلَيَّ﴾

(لقمان: ۳۱/۱۵)

''اور اگر وہ دونوں تجھ پر اس بات کا دباؤ ڈالیں کہ تو میرے ساتھ شریک کرے جس کا تجھے علم نہ ہو' تو تو ان کا کہنا نہ ماننا۔ ہاں! دنیا میں ان کے ساتھ اچھی طرح بسر کرنا اور اس کی راہ چلنا جو میری طرف جھکا ہوا ہو۔''

جب اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے کا حکم دیا ہے باوجود اس عظیم قباحت اور برائی کے کہ وہ دونوں اپنے بچے کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک بنانے کا بھی حکم دے رہے ہیں' تو مسلمان والدین کے ساتھ نیکی کرنے کا کیا درجہ اور حکم ہو گا؟ خصوصاً جب کہ وہ

---

[1] صحیح البخاری ٦/٣٠٠٤ ((الفتح)) وصحیح مسلم ٤/١٩٧٥ من حدیث عبداللہ بن عمرو۔

دونوں نیک بھی ہوں۔ اللہ کی قسم! ان کے حقوق سخت ترین اور تاکیدی حقوق میں سے ہیں' اور ان کی کماحقہ ادائیگی مشکل ترین اور عظیم ترین معاملات میں سے ہے۔ بس وہ توفیق دے دیا گیا جسے ہدایت دے دی گئی' اور وہ مکمل طور پر محروم ہو گیا جو اس سے پھیر دیا گیا۔

سنت مبارکہ میں بھی اس امر کی تاکیدی وضاحتیں اتنی تعداد میں وارد ہوئی ہیں جن کی کثرت کو شمار نہیں کیا جا سکتا اور جن کی انتہا کو محدود نہیں کیا جا سکتا۔ ان احادیث میں سے ایک یہ ہے جسے امام ابن حبانؒ نے اپنی صحیح میں بیان کیا ہے: نبی اکرم ﷺ نے اس بات کو اپنے اس خط میں ذکر کیا ہے جسے آپ ﷺ نے اہل یمن کی جانب لکھا تھا اور جسے سیدنا عمرو بن حزمؓ کے ہاتھ بھیجا تھا:

((وَاِنَّ أَكْبَرَ الْكَبَائِرِ عِنْدَ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الْاِشْرَاكُ بِاللّٰهِ' وَقَتْلُ النَّفْسِ الْمُؤْمِنَةِ بِغَيْرِ حَقٍّ' وَالْفِرَارُ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ يَوْمَ الزَّحْفِ' وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ وَرَمْيُ الْمُحْصَنَةِ' وَتَعَلُّمُ السِّحْرِ' وَأَكْلُ الرِّبَا' وَأَكْلُ مَالِ الْيَتِيْمِ)) ①

''قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کے ہاں سب کبائر میں سے بڑھ کر کبیرہ گناہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا ہو گا' پھر کسی مومنہ جان کو بغیر حق کے قتل کرنا' لڑائی والے دن اللہ تعالیٰ کی راہ میں پشت دکھا جانا' والدین کی نافرمانی کرنا' کسی پاک دامنہ خاتون پر الزام اور تہمت لگانا' جادو کو سیکھنا' سود کھانا اور یتیم کا مال ہڑپ کر جانا۔''

رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

((اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ عُقُوقَ الْأُمَّهَاتِ' وَوَأْدَ الْبَنَاتِ' وَمَنْعًا وَهَاتِ' وَكَرِهَ لَكُمْ قِيْلَ وَقَالَ وَكَثْرَةَ السُّؤَالِ وَاِضَاعَةَ الْمَالِ)) ②

''یقیناً اللہ تعالیٰ نے تم پر ماؤں کی نافرمانی حرام کر دی ہے اور بچیوں کو زندہ درگور کرنا اور کسی کو چیز نہ دینا اور بلاضرورت ہی مانگتے رہنا' اور تمہارے لیے قیل وقال یعنی بے سند باتوں کو کرنے' کثرت سوال اور اضاعت مال یعنی مال کو ضائع

---

① اخرجه ابن حبان ۷/۵۵۳۵ من حديث ابی هريرة' وذكره الالبانیؒ فی صحيح الجامع ۱۴۴ وقال: صحيح

② صحيح البخاری ۵/۲۴۰۸ ((الفتح)) وصحيح مسلم ۳/۱۳۴۱ من حديث المغيرة بن شعبه۔

کرنے کو ناپسند کیا ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے نافرمان آدمی کے متعلق فرمایا ہے:

﴿ فَهَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ وَ تُقَطِّعُوْٓا اَرْحَامَكُمْ ۝۲۲ ﴾ (محمد : ۴۷/۲۲)

''اور تم سے یہ بھی بعید نہیں کہ اگر تم کو حکومت مل جائے تو تم زمین میں فساد برپا کر دو اور رشتے ناتے توڑ ڈالو۔''

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا جو اپنے والد کے خلاف مدد مانگ رہا تھا اور یوں کہہ رہا تھا: اس نے مجھ سے میرا مال چھین لیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا:

((أَمَا عَلِمْتَ اِنَّكَ وَمَالُكَ مِنْ كَسْبِ أَبِيكَ؟)) ①

''کیا تجھے اس بات کا علم نہیں کہ تو اور تیرا مال تیرے باپ کی کمائی ہے؟''

ایک شخص نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور اس نے کہا: بے شک میرا باپ میرے مال کا صفا کر دیتا ہے؟ آپ نے فرمایا:

((أَنْتَ وَمَالُكَ لِأَبِيكَ، اِنَّ أَوْلَادَكُمْ مِنْ أَطْيَبِ كَسْبِكُمْ، فَكُلُوا مِنْ أَمْوَالِكُمْ)) ②

''تو بھی اور تیرا مال بھی تیرے باپ کی ملکیت ہے۔ بلاشبہ تمہاری اولاد تمہاری پاکیزہ ترین کمائی میں سے ہے، لہٰذا تم اپنے مالوں میں سے کھاؤ۔''

❀❀❀❀

---

① ذکرہ الهیثمی فی المجمع ۱۵۴/۴ من حدیث ابن عمر، وقال: رواہ البزار والطبرانی فی الکبیر، وقال الالبانیؒ: صحیح

② اخرجه ابن ماجه ۲۲۹۲/۲ من حدیث عمرو بن شعیب، وقال الالبانیؒ: صحیح

بحث: 5

ماں کی ناراضی

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں جسے وہ مرفوعاً بیان کرتے ہیں:

''جریج نامی ایک نہایت ہی عبادت گزار آدمی تھا' اس نے ایک الگ ''عبادت خانہ'' بنوایا تھا' اسی میں وہ محوِ عبادت تھا' اس کی ماں آئی' اس وقت وہ نماز پڑھ رہا تھا' ماں نے پکارا' یا جریج! وہ دل میں سوچتا ہے: اے اللہ! (کیا کروں) ایک طرف میری ماں ہے اور دوسری طرف میری نماز ہے؟ بالآخر وہ نماز ہی کو جاری رکھتا ہے۔

اس کی ماں تیسرے دن' تیسری مرتبہ آنے پر یوں کہتی ہے ''اے اللہ! جب تک یہ زانیہ عورتوں کا منہ نہ دیکھ لے اسے موت سے ہمکنار نہ کرنا۔'' بنی اسرائیل میں جریج اور اس کی عبادت کا بڑا شہرہ تھا۔ اسی طرح ایک زانیہ عورت بھی تھی جس کا حسن و جمال ضرب المثل تھا۔ وہ زانیہ فاحشہ عورت کہتی ہے: اگر تم چاہو تو میں اسے فتنہ میں مبتلا کروں؟ وہ خاتون اس کے سامنے آئی' لیکن جریج اس کی طرف بالکل متوجہ نہ ہوا۔ پھر وہ زانیہ اس چرواہے کے پاس گئی جو اس ''عبادت خانے'' میں آیا کرتا تھا۔ اس نے اس چرواہے کو اپنا پورا وجود حوالے کر دیا۔ اس نے اس زانیہ سے بدکاری کی' جس سے وہ حاملہ ہوگئی۔ جونہی اس کے ہاں بچہ پیدا ہوا اس نے کہا: یہ تو جریج سے ہے۔ لوگ فوراً اس عبادت خانے کی طرف دوڑے' اسے عبادت خانے سے باہر گھسیٹ لائے' اسے زدوکوب کرنے لگے اور انہوں نے اس عبادت خانے کو بھی زمین بوس کر دیا۔

اس نے پوچھا: تمہیں کیا ہوا ہے؟ انہوں نے بتایا: تو نے اس فاحشہ سے بدکاری کی ہے اور اس نے تیرے بچے کو جنم دیا ہے۔ وہ بولا: وہ بچہ کہاں ہے؟ لوگ اس بچے کو لے کر آئے۔ جریج کہتا ہے: اچھا مجھے چھوڑ دو' ذرا مجھے نماز پڑھے دو۔ اس نے نماز پڑھی' فارغ ہونے پر وہ بچے کے پاس آیا' اس کے پیٹ پر انگلی لگا کر بولا: اے بچے! تیرا باپ کون ہے؟ وہ بچہ بولا: وہ فلاں چرواہا۔ لوگ جریج کی طرف دیوانہ وار لپکے' اس سے برکت لینے لگے' اسے چھونے لگے اور اسے بوسے دینے لگے' اور کہنے لگے: ہم تیرا عبادت خانہ سونے کا بنا دیتے ہیں۔ وہ بولا: نہیں! اسے کچی اینٹوں سے ہی بنا دو جیسے پہلے تھا۔ چنانچہ انہوں نے ویسا ہی کیا۔

اسی طرح ایک واقعہ ہے کہ ایک بچہ اپنی ماں کا دودھ پی رہا تھا۔ ایک آدمی بہترین پھرتیلی سواری پر سوار' عمدہ ترین پوشاک زیب تن کیے ہوئے ادھر سے گزرا۔ اس عورت نے کہا: اے اللہ! میرے بیٹے کو بھی اس جیسا بنا دینا۔ اس بچے نے پستان کو چھوڑا اور اس آدمی کی طرف بڑے غور سے دیکھنے لگا اور بولا: اے اللہ! مجھے اس جیسا نہ بنانا۔ پھر پستان کو منہ میں لے کر دودھ پینے لگا۔ صحابی کہتے ہیں گویا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی طرف دیکھ رہا ہوں' آپ اس کے دودھ پینے کی کیفیت کو اپنی انگشت شہادت کو منہ میں رکھ کر اسے چوس کر بیان کر رہے ہیں۔

پھر لوگ وہاں سے ایک دوشیزہ کو لے کر گزرے جسے وہ مارتے پیٹتے جا رہے تھے اور یہ کہتے جا رہے تھے: تو نے بدکاری کی ہے' تو نے چوری کی ہے۔'' ① اور وہ کہتی جا رہی تھی: ''حسبی اللہ ونعم الوکیل'' ''مجھے اللہ ہی کافی ہے' وہ کتنا ہی اچھا کارساز ہے۔''

اس بچے کی ماں نے کہا: اے اللہ! میرے بیٹے کو اس جیسا نہ بنانا۔ بچے نے دودھ پینا پھر چھوڑا اور اس (مضروبہ و مجروحہ) بچی کو بڑے غور سے دیکھ کر کہنے لگا: اے اللہ! مجھے اس جیسا بنانا۔ اس کے بعد دونوں نے باہم گفتگو کی' وہ ماں بولی: میں مر جاؤں! وہ اچھی ہیبت و شکل والا آدمی گزرا تھا تو میں نے کہا تھا: اے میرے اللہ! میرے بیٹے کو اس کی مثل بنا دینا' تو تو نے کہا: اے اللہ! مجھے اس جیسا نہ بنانا' وہ اس بچی کو لے کر گزرے جسے مار رہے تھے اور کہہ رہے تھے: تو نے بدکاری کی ہے' تو نے چوری کی ہے' تو میں نے دعا کی: اے اللہ! میرے بیٹے کو اس کی مانند نہ بنانا' تب تو نے کہا: اے اللہ! مجھے اس جیسا بنا دینا۔ وہ بچہ بولا: کیونکہ وہ آدمی جبار اور ظالم تھا' اس لیے میں نے کہا:

((اَللّٰهُمَّ لا تَجعَلنِی مِثلَهٗ' وَاِنَّ هٰذِهٖ یَقُولُونَ لَهَا: زَنَیتِ' سَرَقتِ' وَلَم تَزنِ وَلَم تَسرِق' فَقُلتُ: اَللّٰهُمَّ اجعَلنِی مِثلَهَا)) ②

''اے اللہ! مجھے اس جیسا نہ بنانا اور یہ دوشیزہ جس کے متعلق لوگ کہہ رہے تھے: ''تو نے زنا کیا ہے۔'' حالانکہ اس نے زنا نہیں کیا تھا' لوگ کہہ رہے تھے ''تو نے چوری کی ہے۔'' حالانکہ اس نے چوری نہیں کی' تو میں نے کہا: اے اللہ! مجھے اس جیسا بنا دینا۔

---

① اس سے آگے ''صحیح مسلم'' حدیث نمبر ۸/۲۵۵۰۱ کا ترجمہ کیا گیا کیونکہ نفس کتاب میں عبارت مبہم تھی۔

② رواہ الامام احمد بن حنبل فی مسندہ ج ۴۳۲/۱' ح ۳۰۷/۲ رواہ البخاری فی کتاب الانبیاء ۴۸ ورواہ مسلم فی کتاب البر ج ۸

بحث : 6

قطع رحمی

اے میری مسلمان بہن!

اپنے اہل خانہ اور اپنی اولاد کو قطع رحمی کی حرمت یاد دلاتی رہا کر۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَ الْاَرْحَامَ﴾ (النساء : ٤/ ١)

''اس اللہ سے ڈرو جس کے نام پر ایک دوسرے سے مانگتے ہو اور رشتے ناطے توڑنے سے بھی بچو۔''

اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان بھی پڑھ لو:

﴿فَهَلْ عَسَیْتُمْ اِنْ تَوَلَّیْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ وَ تُقَطِّعُوْۤا اَرْحَامَكُمْ ﴿٢٢﴾ اُولٰٓىِٕكَ الَّذِیْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فَاَصَمَّهُمْ وَ اَعْمٰۤى اَبْصَارَهُمْ ﴿٢٣﴾﴾

(محمد : ٤٧/ ٢٢-٢٣)

''اور تم سے یہ بھی بعید نہیں کہ اگر تم کو حکومت مل جائے تو تم زمین میں فساد برپا کر دو اور رشتے ناتے توڑ ڈالو۔ یہ وہی لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ کی پھٹکار ہے اور جن کی سماعت اور آنکھوں کی روشنی چھین لی گئی ہے۔''

یہ بھی فرمان باری تعالیٰ ملاحظہ ہو:

﴿اَلَّذِیْنَ یَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مِیْثَاقِهٖ۪ وَ یَقْطَعُوْنَ مَاۤ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖۤ اَنْ یُّوْصَلَ وَ یُفْسِدُوْنَ فِی الْاَرْضِ ؕ اُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿٢٧﴾﴾

(البقرة : ٢/ ٢٧)

''جو لوگ اللہ تعالیٰ کے مضبوط عہد کو توڑ دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے جن چیزوں کے جوڑنے کا حکم دیا ہے انہیں کاٹتے اور زمین میں فساد پھیلاتے ہیں، یہی لوگ نقصان اٹھانے والے ہیں۔''

ایک اور مقام پر ارشاد رب کائنات ہے:

﴿وَالَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ وَيَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ ۙ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ ﴿۲۵﴾﴾ (الرعد: ۱۳/ ۲۵)

''اور جو لوگ اللہ کے عہد کو اس کی مضبوطی کے ساتھ توڑ دیتے ہیں اور جن چیزوں کے جوڑنے کا اللہ نے حکم دیا ہے انہیں توڑتے ہیں اور ملک میں فساد پھیلاتے ہیں، ان کے لیے لعنتیں ہیں اور ان کے لیے برا گھر ہے۔''

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى خَلَقَ الْخَلْقَ حَتّٰى اِذَا فَرَغَ مِنْهُمْ قَامَتِ الرَّحِمُ فَقَالَتْ: هٰذَا مَقَامُ الْعَائِذِ بِكَ مِنَ الْقَطِيْعَةِ! قَالَ: نَعَمْ، أَمَا تَرْضِيْنَ أَنْ أَصِلَ مَنْ وَصَلَكِ وَأَقْطَعَ مَنْ قَطَعَكِ؟ قَالَتْ: بَلٰى، قَالَ: فَذَاكِ لَكِ)) ①

''بے شک اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا فرمایا ہے، حتیٰ کہ جب ان سے فارغ ہو گیا تو ''صلہ رحمی'' کھڑے ہو گئی اور یوں کہنے لگی: قطع تعلقی سے تیری ذات سے پناہ مانگنے والے کا یہی بہترین موقع ہے!! اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ہاں! کیا تو اس بات پر راضی اور خوش نہیں ہے کہ میں اسی سے ملوں گا جو تجھے ملا کر رکھے گا اور میں اس سے تعلق توڑ لوں گا جو تجھ سے تعلق توڑے گا؟ وہ بولی: ہاں بالکل! تب اللہ تعالیٰ نے فرمایا: بس پھر تجھے یہ پناہ مل گئی۔''

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تم چاہو تو یہ پڑھ لو:

﴿فَهَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ وَ تُقَطِّعُوْٓا اَرْحَامَكُمْ ﴿۲۲﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فَاَصَمَّهُمْ وَاَعْمٰٓى اَبْصَارَهُمْ ﴿۲۳﴾﴾ (محمد: ۴۷/ ۲۲-۲۳)

''اور تم سے یہ بھی بعید نہیں کہ اگر تم کو حکومت مل جائے تو تم زمین میں فساد برپا کر دو اور رشتے ناتے توڑ ڈالو۔ یہ وہی لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ کی پھٹکار ہے، اور جن کی سماعت اور آنکھوں کی روشنی چھین لی گئی ہے۔''

---

① صحیح البخاری ۸/ ۵۸۰ ((الفتح)) وصحیح مسلم ۱۹۸۱٤

رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَاطِعٌ)) ①

''قطع رحمی کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔''

سفیان رحمہ اللہ کہتے ہیں: ''اس سے رشتہ داریاں توڑنے والا مراد ہے۔''

رسول کریم ﷺ نے یہ بھی فرمایا ہے:

((إِنَّ أَعْمَالَ بَنِي آدَمَ تُعْرَضُ كُلَّ خَمِيسٍ وَلَيْلَةِ جُمُعَةٍ فَلَا يُقْبَلُ عَمَلُ قَاطِعِ رَحِمٍ)) ②

''بنی آدم کے اعمال ہر جمعرات اور جمعہ کی شب پیش کیے جاتے ہیں۔ پس قطع رحمی کرنے والے کا کوئی نیک عمل قبول نہیں کیا جاتا۔''

سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

((قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: أَنَا اللّٰهُ وَأَنَا الرَّحْمٰنُ، خَلَقْتُ الرَّحِمَ وَشَقَقْتُ لَهَا اسْمًا مِنِ اسْمِي، فَمَنْ وَصَلَهَا وَصَلْتُهُ وَمَنْ قَطَعَهَا قَطَعْتُهُ)) ③

''اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: میں اللہ ہوں اور میں رحمان ہوں۔ میں نے ''صلہ رحمی'' کو پیدا کیا ہے اور میں نے اس کا نام اپنے نام سے مشتق کیا ہے۔ جو اسے ملائے گا میں اس سے ملوں گا' اور جو اسے توڑے گا میں بھی اس سے توڑوں گا۔''

چند نکات

اس ''قطع رحمی'' کو کبیرہ گناہ شمار کرنا بکثرت اور صحیح احادیث میں موجود صراحت کی بنا پر ہے۔ بلکہ ان میں سے اکثر احادیث کی صحت پر بھی ائمہ کا اتفاق موجود ہے۔ یہ احادیث ثابت کر رہی ہیں کہ قطع رحمی کرنا کبیرہ گناہ ہے۔ والدین کے حق میں تو یہ بات بالکل ثابت شدہ ہے' رہا تعلق اولاد اور چچاؤں کا' تو یہ سب رشتہ دار ہیں' اسی طرح خالہ ہے۔ والدین کی نافرمانی اور دیگر رشتہ داروں سے قطع تعلقی میں فرق ہے۔

---

① صحیح البخاری ۱۰/۵۹۸۴ ((الفتح)) وصحیح مسلم ۴/۱۹۸۱ من حدیث جبیر بن مطعم

② اخرجه احمد ۲/۴۸۴ من حدیث ابی هریرة' والحدیث اسناده صحیح۔

③ اخرجه ابو داود ۲/۱۶۹۴ والترمذی ۴/۱۹۰۷ وقال الالبانیؒ: صحیح

زرکشی کا یہ کہنا ہے: صحیح حدیث میں یہ بات موجود ہے کہ ''خالہ ماں کے مرتبے میں ہے اور چچا باپ کی مانند ہے۔'' لہٰذا ان کے متعلق فیصلہ یہ ہے کہ یہ دونوں بھی ماں اور باپ کے مثل ہیں' حتیٰ کہ نافرمانی والے معاملے میں بھی۔

زرکشی کا یہ کہنا بہت ہی بعید ہے۔ ان دونوں کا فیصلہ اور حکم (یعنی خالہ اور چچا کا) ایسا نہیں ہے' کیونکہ والدین کی نافرمانی میں حکم عام نہیں ہے' اسے والدین کے ساتھ خاص رکھنے میں کوئی تعارض بھی نہیں ہے۔

ان کی کسی معاملے میں مشابہت کافی ہے' مثلاً: پرورش کرنا جس طرح ماں کے لیے ہے اسی طرح خالہ کے لیے ہے۔ اسی طرح محرم ہونا اور اس کی حفاظت ونگہداشت کے تاکیدی حکم کا ہونا ہے۔ اسی طرح عزت واحترام کے معاملے میں چچا ہے۔ اس کا بھی محرم ہونا اور دیگر دوسری باتیں جن کا ذکر ملتا ہے' رہا معاملہ ان دونوں کو والدین کے برابر کرنے کا کہ ان دونوں کی نافرمانی والدین کی نافرمانی کے برابر سمجھی جائے' تو کسی حدیث مبارکہ میں اس امر کی صراحت نہ ہونے کے علاوہ یہ ہمارے ائمہ کرام کے کلام کے بھی منافی ہے' لہٰذا اس قول پر اعتماد نہ کیا جائے گا' بلکہ وہ بات جس پر آیات واحادیث دلالت کناں ہیں کہ صرف والدین ہی ایسی نگہداشت' ادب و احترام' فرمانبرداری اور انتہائی درجے کے نیک رویہ کے مستحق ہیں جو صرف ان ہی کے لیے خاص ہے۔ اس عظیم رتبے اور بلند مرتبے میں کوئی باقی رشتہ دار ان کے ہم مرتبہ نہیں ہے۔ لہٰذا اس سے یہ بھی لازمی نتیجہ سامنے آیا کہ صرف والدین کی نافرمانی ہی کو والدین کے ساتھ خاص رکھا جائے اور دیگر رشتہ داروں کی نافرمانی کو اس کے گناہ ہونے کے باوجود اس کے ہم پلہ اور مساوی نہ گردانا جائے۔

ایک خاص بات

احادیث مبارکہ میں ''صلہ رحمی'' کی بھی انتہائی زیادہ اور پر زور انداز میں رغبت موجود ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَصِلْ رَحِمَهُ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ)) [1]

---

[1] صحیح البخاری ۱۰/ ۶۱۳۸ ((الفتح)) وصحیح مسلم ۱/ ۶۸ من حدیث ابی ھریرۃ۔

''جو کوئی اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ صلہ رحمی کرے' اور جو کوئی اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ بھلائی کی بات کہے یا پھر چپ ہی رہے۔''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

((مَنْ أَحَبَّ أَنْ يُبْسَطَ لَهُ فِي رِزْقِهِ وَيُنْسَا۔ أَيْ يُؤَخَّرَ لَهُ فِي أَثَرِهِ۔ أَيْ أَجَلِهِ۔ فَلْيَصِلْ رَحِمَهُ)) ①

''جو آدمی اس بات کو محبوب رکھتا ہے کہ اس کی روزی میں وسعت کر دی جائے اور اس کے کسی ''اجل'' کو مؤخر کر دیا جائے تو اسے چاہیے کہ ''صلہ رحمی'' رکھے۔''

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

((مَنْ سَرَّهُ أَنْ يُبْسَطَ لَهُ فِي رِزْقِهِ وَيُنْسَأَ لَهُ فِي أَثَرِهِ فَلْيَصِلْ رَحِمَهُ)) ②

''میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: جس کو اچھا لگے کہ اس کی روزی میں فراخی کر دی جائے اور اس کی عمر دراز کر دی جائے تو اسے چاہیے کہ اپنے رشتہ داروں سے میل جول قائم رکھے۔''

رسول کائنات ﷺ کا فرمان گرامی ہے:

((إِنَّهُ مَنْ أُعْطِيَ الرِّفْقَ فَقَدْ أُعْطِيَ حَظَّهُ مِنْ خَيْرِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، وَصِلَةُ الرَّحِمِ وَحُسْنُ الْجِوَارِ وَحُسْنُ الْخُلُقِ يَعْمُرْنَ الدِّيَارَ وَيَزِدْنَ فِي الْأَعْمَارِ)) ③

''بلاشبہ جسے ''نرمی'' دے دی گئی یقیناً اسے دنیا اور آخرت کی بھلائی سے حصہ دے دیا گیا۔ صلہ رحمی' اچھی ہمسائیگی اور حسن اخلاق گھروں اور شہروں کو آباد رکھتی ہیں اور عمروں میں برکت ڈالتی ہیں۔''

نبی مکرم ﷺ نے فرمایا ہے:

---

① صحیح البخاری ۱۰/۵۹۸۶ ((الفتح)) وصحیح مسلم ۴/۱۹۸۲ من حدیث انس

② صحیح البخاری ۱۰/۵۹۸۵ ((الفتح)) وصحیح مسلم ۴/۱۹۸۲

③ اخرجه احمد ۶/۱۵۹ وذكره الالبانی فی صحیح الجامع ۶۰۵۵ وقال: صحیح

((مَا مِنْ ذَنْبٍ أَجْدَرَ أَنْ يُعَجِّلَ اللّٰهُ لِصَاحِبِهِ الْعُقُوبَةَ فِي الدُّنْيَا مَعَ مَا يُدَّخَرُ لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنْ قَطِيعَةِ الرَّحِمِ، وَالْخِيَانَةِ وَالْكَذِبِ، وَإِنَّ أَعْجَلَ الْبِرِّ ثَوَابًا بِالصِّلَةِ الرَّحِمِ، حَتّٰى إِنَّ أَهْلَ الْبَيْتِ لَيَكُونُونَ فَجَرَةً فَتَنَمُوا أَمْوَالُهُمْ وَيَكْثُرُ عَدَدُهُمْ إِذَا تَوَاصَلُوا)) [1]

''قطع رحمی خیانت اور جھوٹ کے علاوہ کوئی بھی ایسا گناہ نہیں ہے جو اس لائق ہو کہ اللہ تعالیٰ اس کے مرتکب کو دنیا ہی میں جلد سزا سے دوچار کر دے اور اس کے علاوہ آخرت میں بھی اس کے لیے عذاب کو ذخیرہ رکھے۔ اور تمام نیکیوں میں سے صلہ رحمی سے بڑھ کر جلدی ثواب دلانے والی نیکی اور کوئی نہیں ہے، حتیٰ کہ کسی گھر والے فاجر و نافرمان ہونے کے باوجود جب وہ آپس میں صلہ رحمی کریں گے تو ان کے مال و دولت بڑھیں گے اور ان کی تعداد بھی زیادہ ہوگی۔''

[1] ذکرہ الهیثمی فی المجمع ۸/۱۵۱ وقال: رواہ الطبرانی، وفیه عبداللہ بن موسی بن ابی عثمان الانطاکی، ولم اعرفه، بقیة رجاله ثقات من حدیث ابی بکرة، والجزء الاول حتی ((من قطعیة رحم)) اخرجه ابن ماجه ۲/ح۴۲۱۱ وقال الالبانیؒ: صحیح، الصحیحة ۹۳، من حدیث ابی بکرة۔

بحث: 7

والدین اور شوہر کی نعمت کی ناشکری

اے میری خواہر ایمان!

خاص طور پر ان نعمتوں کی ناشکری کرنے سے بچتی رہ کہ جو لوگ مثلاً: والدین، بھائی اور بہنیں تیرے ساتھ نیکی کرنے والے ہیں، اور سب سے بڑھ کر خاوند والی نعمت اور اس کے تیرے ساتھ نیک رویہ رکھنے کی ناشکری نہ کر، اس کے تیرے اوپر فضل وکرم جاری رکھنے کا انکار نہ کر۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

((لَا یَنْظُرُ اللّٰهُ إِلَی امْرَأَةٍ لَا تَشْكُرُ زَوْجَهَا، وَهِیَ لَا تَسْتَغْنِی عَنْهُ)) ①

"اللہ تعالیٰ اس عورت کی طرف (نظر رحمت سے) نہیں دیکھے گا جو اپنے شوہر کی شکرگزاری نہیں کرتی، حالانکہ یہ اس سے کسی صورت بھی بے نیاز نہیں رہ سکتی۔"

نبی اکرم ﷺ نے یہ بھی فرمایا ہے:

((جَعَلَ مِنْ مُوجِبَاتِ كَوْنِ النِّسَاءِ أَكْثَرَ أَهْلِ النَّارِ كُفْرَانُهُنَّ نِعَمَ الزَّوْجِ، وَأَنَّهُ لَوْ أَحْسَنَ إِلَی إِحْدَاهُنَّ الدَّهْرَ كُلَّهُ ثُمَّ رَأَتْ مِنْهُ شَیْئًا قَالَتْ: مَا رَأَیْتُ مِنْكَ خَیْرًا قَطُّ)) ②

"کہ خاوندوں کی نعمتوں کی ناشکری ہی عورتوں کو بکثرت "اہل دوزخ" میں ملانے کا باعث ہے، کیونکہ اگر تم میں سے کوئی عمر بھر بھی ان میں سے کسی بیوی کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آتا رہے، پھر وہ اس سے کسی روز کوئی چیز دیکھ لے تو یوں بول اٹھے گی: "میں نے تجھ سے کبھی بھی کوئی بھلائی نہیں دیکھی۔"

اس بات میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے کہ مذکورہ دونوں احادیث میں سخت وعید موجود ہے، تو یہ کوئی بعید از قیاس امر نہیں ہے کہ یہی خاوند کی نعمتوں کی ناشکری بھی گناہ کبیرہ ہی ہو!!!

---

① اخرجه النسائی فی عشرة النساء، ص۲۰۳ ح۲۴۹ والحاکم ۱۹۰/۲ وقال: حدیث صحیح وقال الذهبی صحیح وذکره الهیثمی فی المجمع ۳۰۹/۴ وقال: رواه البزار باسنادین والطبرانی، واحد اسنادی البزار ورجاله رجال الصحیح۔

② صحیح البخاری ۲۹/۱ ((الفتح)) وصحیح مسلم ۶۲۶/۲ من حدیث ابن عباس

بحث : 8

خاوند کے حقوق میں کوتاہی

اے میری اخت ایمان!

بلاشبہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے بیوی پر خاوند کے چند حقوق فرض قرار دیے ہیں جنہیں اس کی خاطر ادا کرنا بیوی کے ذمے واجب ہے' جس طرح اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اس بیوی کے خاوند پر بھی چند حقوق واجب قرار دیے ہیں۔ اگر خاوند اپنی بیوی کے حقوق کی بجا آوری میں کوتاہی کا مرتکب ہوتو بیوی کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ بھی اپنے خاوند سے ویسا ہی معاملے کرے' بلکہ اسے معروف اور نیکی سے معاملہ کرنا چاہیے' اور خاوند کو بھی یہی بات یاد رکھنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان اقدس ہے:

﴿وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ ۚ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ﴾

(البقرة : ۲/۲۲۸)

''عورتوں کے بھی ویسے ہی حقوق ہیں جیسے ان پر مردوں کے ہیں' اچھائی کے ساتھ۔ ہاں! مردوں کو عورتوں پر فضیلت ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے مذکورہ الفاظ اس فرمان کے بعد ذکر فرمائے ہیں:

﴿وَبُعُولَتُهُنَّ أَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِي ذَٰلِكَ إِنْ أَرَادُوا إِصْلَاحًا ۚ﴾

(البقرہ : ۲/۲۲۸)

''ان کے خاوند اس مدت میں انہیں لوٹا لینے کے پورے حق دار ہیں' اگر ان کا ارادہ اصلاح کا ہو۔''

جب اللہ تعالیٰ نے (رجعی طلاق کے بعد) رجوع کرنے کے مقصد کو بیان فرمایا کہ اس کی اصلاح احوال کی نیت ہو' اسے تکلیف پہنچانا ہی مقصود نہ ہو' پھر اس کے ساتھ ہی یہ بیان فرما دیا ہے کہ زوجین میں سے ہر ایک کے دوسرے پر کچھ حقوق ہیں' سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: اس آیت مبارکہ کی وجہ سے میں بھی اپنی رفیقہ حیات کے لیے اسی طرح زینت اختیار کرتا ہوں جس طرح وہ میرے لیے زینت اختیار کرتی ہے۔

ایک صاحب نے یوں کہا ہے کہ بیوی کے حقوق اور مفادات کو بجالانا خاوند پر واجب ہے' اور خاوند کی فرمانبرداری اور اطاعت گزاری بیوی پر واجب ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّ بِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ﴾ (النساء : ٤/ ٣٤)

''مرد عورتوں پر حاکم ہیں' اس وجہ سے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک کو دوسرے پر فضیلت دی ہے' اور اس وجہ سے کہ مردوں نے اپنے مال خرچ کیے ہیں۔''

اس لیے مفسرین نے آیت ہذا کی تفسیر میں کہا ہے:

مردوں کی عورتوں پر فضیلت بہت سی حقیقی اور شرعی وجوہات کی بنا پر ہے۔ پہلی جہت کی وجوہات میں سے چند باتیں یہ ہیں کہ مردوں کی عقول اور علوم زیادہ ہیں' مشکل کاموں پر ان کے قلوب زیادہ صبر کرنے والے ہوتے ہیں' اسی طرح قوت و طاقت' اور غالباً کتابت بھی' گھوڑ سواری اور تیر اندازی بھی' اور امامت کے مستحق بھی علماء ہی ہیں اگرچہ وہ امامت چھوٹی ہو یا بڑی' اسی طرح جہاد' اذان' خطبہ' جمعہ' اعتکاف ہیں' حدود' قصاص اور معاملات نکاح و طلاق وغیرہ میں شہادت' وراثت میں زائل مال' عصبہ بن کر مال لینا' دیت کا بوجھ برداشت کرنا' نکاح و طلاق اور رجوع کرنے میں ولی بننا' زیادہ بیویاں کرنا' اور نسب نامہ کی ان ہی کی طرف نسبت ہونا وغیرہ وغیرہ۔

اور دوسری جہت کے اعتبار سے یہ باتیں کہ حق مہر کی ادائیگی اور گھریلو اخراجات وغیرہ۔

حدیث مبارکہ میں نبی اکرم ﷺ سے منقول ہے:

((لَوْ كُنْتُ آمِرًا أَحَدًا أَنْ يَسْجُدَ لِأَحَدٍ لَأَمَرْتُ النِّسَاءَ أَنْ يَسْجُدْنَ لِأَزْوَاجِهِنَّ لِمَا جَعَلَ اللّٰهُ لَهُمْ عَلَيْهِنَّ مِنَ الْحَقِّ)) [1]

''اگر میں کسی کو کسی کے سامنے سجدہ ریز ہونے کا حکم کرتا تو بیویوں کو حکم کرتا کہ وہ اپنے خاوندوں کو سجدہ کریں' اس بنا پر کہ اللہ تعالیٰ نے خاوندوں کا بیویوں پر حق بنایا ہے۔''

اس اعتبار سے عورت مرد کے ہاتھوں میں ایک عاجز قیدی کی مثل ہے۔ اس لیے تو نبی کریم ﷺ نے ان کے بارے میں بھلائی کرنے کی وصیت فرمائی ہے:

[1] اخرجه ابن ماجه ١/...... ١٨٥١ من حديث عمرو بن الاحوص' وقال الالبانيؒ: حسن

((اِسْتَوْصُوا بِالنِّسَاءِ خَیْرًا، فَاِنَّمَا هُنَّ عَوَانٌ عِنْدَكُمْ))

''عورتوں سے متعلق بھلائی کرنے کی میری وصیت کو قبول کرو۔ یقیناً وہ تمہارے پاس یعنی تمہارے گھروں میں قیدی ہیں۔''

اللہ مالک کائنات کا ارشاد گرامی ہے:

﴿وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ﴾ (النساء: ۴/ ۱۹)

''ان کے ساتھ اچھے طریقہ سے بودوباش رکھو۔''

زجاج رحمہ اللہ کہتے ہیں: اس سے مراد خرچے ہیں، رات بسر کرنے میں اور گفتگو میں عمدگی اور خوبصورتی بنانے میں انصاف کرنا ہے۔'' اور یوں بھی کہا گیا ہے: ''اس سے مراد یہ ہے کہ مرد بھی اپنی بیوی کی خاطر ویسے ہی بناؤ سنگھار کرے جیسے وہ اس کے لیے کرتی ہے۔''

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ہے:

((اَيُّمَا رَجُلٍ تَزَوَّجَ امْرَأَةً عَلَى مَا قَلَّ مِنَ الْمَهْرِ أَوْ كَثُرَ لَيْسَ فِي نَفْسِهِ أَنْ يُؤَدِّيَ إِلَيْهَا حَقَّهَا خَدَعَهَا، فَمَاتَ وَلَمْ يُؤَدِّ إِلَيْهَا حَقَّهَا لَقِيَ اللّٰهَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَهُوَ زَانٍ)) [1]

''جو آدمی کسی عورت سے قلیل مقدار یا کثیر مقدار میں حق مہر کے عوض شادی کرتا ہے لیکن اس کے دل میں اس کا یہ حق ادا کرنے کی نیت نہیں ہے، اس نے اسے دھوکا دیا ہے، پھر اسی حالت میں یعنی بغیر حق مہر کی ادائیگی کے ہی وہ مر جائے، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ یہ زانی ہوگا۔''

صاحب خلق عظیم ﷺ نے فرمایا ہے:

((أَكْمَلُ الْمُؤْمِنِينَ إِيمَانًا أَحْسَنُهُمْ خُلُقًا، وَخِيَارُكُمْ خِيَارُكُمْ لِنِسَائِهِمْ)) [2]

''سب ایمانداروں میں سے زیادہ کامل ایمان والا وہ ہے جو ان میں سے بلحاظ اخلاق سب سے اچھا ہوگا، اور تم سب میں سے بہترین وہ ہیں جو اپنی بیویوں کے

---

[1] ذکرہ الهیثمی فی المجمع ۴/ ۲۸۴ من حدیث میمون الکردی، وقال: رواہ الطبرانی فی الصغیر والاوسط ورجاله ثقات۔

[2] اخرجه الترمذی ۳/ ۱۱۶۲ من حدیث ابی هریرة، وقال الالبانیؒ: حسن صحیح

لیے بہترین ہیں۔''

نبی رحمت ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

((اِسْتَوْصُوْا بِالنِّسَاءِ، فَإِنَّ الْمَرْأَةَ خُلِقَتْ مِنْ ضِلَعٍ، وَإِنَّ أَعْوَجَ مَا فِي الضِّلَعِ أَعْلَاهُ، فَإِنْ ذَهَبْتَ تُقِيمُهُ كَسَرْتَهُ، وَإِنْ تَرَكْتَهُ لَمْ يَزَلْ أَعْوَجَ، فَاسْتَوْصُوْا بِالنِّسَاءِ)) ①

''عورتوں سے متعلق میری وصیت اور حکم مان لو۔ بلاشبہ عورت پسلی سے پیدا کی گئی ہے، اور بے شک پسلیوں میں سے زیادہ ٹیڑھا حصہ اس کا بالائی حصہ ہوتا ہے۔ اگر تو اسے سیدھا کرنا چاہے گا تو اسے توڑ بیٹھے گا۔ اور اگر تو اسے اس کے حال پر ہی چھوڑ دے گا تو یہ ٹیڑھا ہی رہتا ہے۔ عورتوں کے بارے میں خیر و بھلائی کا میرا حکم تسلیم کرلو۔''

رسول اخلاق ﷺ کا فرمان گرامی ہے:

((لَا يَفْرَكْ۔ لَا يُبْغِضْ۔ مُؤْمِنٌ مُؤْمِنَةً إِنْ كَرِهَ مِنْهَا خُلُقًا رَضِيَ مِنْهَا آخَرَ)) ②

''کوئی مومن مرد کسی مومنہ (بیوی) سے بغض نہ رکھے۔ اگر اس کی ایک عادت کو ناپسند کرتا ہے تو اس کی دوسری عادت سے خوش بھی ہو جائے گا۔''

عرض کی گئی: یارسول اللہ! ہماری کسی کی بیوی کا اس پر کیا حق ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((أَنْ تُطْعِمَهَا إِذَا طَعِمْتَ، وَتَكْسُوْهَا إِذَا اكْتَسَيْتَ، وَلَا تَضْرِبِ الْوَجْهَ، وَلَا تُقَبِّحْ۔ أَيْ لَا تُسْمِعْهَا مَكْرُوْهًا كَقَبَّحَكَ اللّٰهُ۔ وَلَا تَهْجُرْ إِلَّا فِي الْبَيْتِ)) ③

''جب تو کھائے تو اس کو بھی کھلا، جب تو کپڑے پہنے (یعنی نئے سلائے) تو اس کو

---

① صحیح البخاری ۵۱۸۶/۹ ((الفتح)) وصحیح مسلم ۱۰۹۱/۱ من حدیث ابی هریرة

② اخرجه مسلم ۱۰۹۱/۲ من حدیث ابی هریرة۔

③ اخرجه ابوداود ۲۱۴۲/۲ وابن حبان ۴۱۶۳/۶ من حدیث حکیم بن معاویة عن ابیه، وقال الالبانیؒ: حسن صحیح

بھی پہنا، چہرے پر مت مار، اسے برا بھلا مت کہہ...... یعنی اسے کوئی ناپسندیدہ بات نہ کہہ جیسے: اللہ تعالیٰ تیرا برا کرے وغیرہ...... اور اسے اکیلا مت چھوڑ مگر صرف گھر میں۔''

نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ حجۃ الوداع میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کرنے کے بعد کچھ وعظ و نصیحت فرمائی، اس میں آپ نے یہ بھی فرمایا:

((أَلَا فَاسْتَوْصُوا بِالنِّسَاءِ خَيْرًا فَإِنَّمَا هُنَّ عَوَانٌ عِنْدَكُمْ لَيْسَ تَمْلِكُونَ مِنْهُنَّ شَيْئًا غَيْرَ ذٰلِكَ، إِلَّا أَنْ يَأْتِينَ بِفَاحِشَةٍ مُبَيِّنَةٍ، فَإِنْ فَعَلْنَ فَاهْجُرُوهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ، وَاضْرِبُوهُنَّ ضَرْبًا غَيْرَ مُبَرِّحٍ، فَإِنْ أَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوا عَلَيْهِنَّ سَبِيلًا، أَلَا إِنَّ لَكُمْ عَلَى نِسَائِكُمْ حَقًّا وَلِنِسَائِكُمْ عَلَيْكُمْ حَقًّا فَحَقُّكُمْ عَلَيْهِنَّ أَنْ لَا يُوطِئْنَ فُرُشَكُمْ مَنْ تَكْرَهُونَ، وَلَا يَأْذَنَّ فِي بُيُوتِكُمْ لِمَنْ تَكْرَهُونَ، أَلَا وَحَقُّهُنَّ عَلَيْكُمْ أَنْ تُحْسِنُوا إِلَيْهِنَّ فِي كِسْوَتِهِنَّ وَطَعَامِهِنَّ)) [1]

''خبردار! عورتوں کے معاملے میں بھلائی کی وصیت قبول کرلو۔ یقیناً وہ تمہارے پاس قیدی ہیں، اس کے علاوہ تم ان کے مالک نہیں ہو، ہاں! اگر وہ واضح بے حیائی کا ارتکاب کریں۔ اگر وہ ایسا کریں تو انہیں ان کے بستروں میں الگ چھوڑ دو۔ ایسی مار مارو جس کے نشانات ظاہر نہ ہوں۔ پھر اگر وہ تمہاری اطاعت گزاری کرنے لگیں تو ان کے برخلاف کوئی غلط قدم نہ اٹھاؤ۔ خبردار! یقیناً تمہارے تمہاری بیویوں پر کچھ حقوق ہیں اور تمہاری بیویوں کے بھی تم پر کچھ حقوق ہیں۔ ان پر تمہارے حقوق میں سے یہ باتیں بھی ہیں کہ جنہیں تم ناپسند کرتے ہو ان کو تمہارے بستروں پر نہ آنے دیں، اور جنہیں تم ناپسند رکھتے ہو انہیں تمہارے گھروں میں آنے کی اجازت نہ دیں۔ خبردار! ان کے تم پر حقوق میں سے یہ باتیں ہیں کہ تم ان کے لباس اور ان کے خورونوش میں اچھائی اور بھلائی کا رویہ رکھو۔''

محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

---

[1] اخرجه الترمذی ۳/۱۱۶۳ وابن ماجه ۱/۱۸۵۱ من حدیث عمرو بن الاحوص، وقال الالبانیؒ: حسن

((أَيُّمَا امْرَأَةٍ مَاتَتْ وَزَوْجُهَا عَنْهَا رَاضٍ دَخَلَتِ الْجَنَّةَ)) ①

''جو عورت اس حال میں فوت ہو کہ اس کا خاوند اس سے راضی ہو' وہ جنت میں داخل ہو گی۔''

رسول کائنات ﷺ کا ایک فرمان ان الفاظ میں ہے:

((لَوْ أَمَرْتُ أَحَدًا أَنْ يَسْجُدَ لِأَحَدٍ لَأَمَرْتُ الْمَرْأَةَ أَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا مِنْ عِظَمِ حَقِّهِ عَلَيْهَا' وَلَا تَجِدُ امْرَأَةٌ حَلَاوَةَ الْإِيمَانِ حَتَّى تُؤَدِّيَ حَقَّ زَوْجِهَا' وَلَوْ سَأَلَهَا نَفْسَهَا وَهِيَ عَلَى ظَهْرِ قَتَبٍ)) ②

''اگر میں کسی کو کسی کے روبرو سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کے روبرو سجدہ کرے' اس کے اس کی بیوی پر حقوق کی برتری اور عظمت کی وجہ سے۔ کوئی عورت اس وقت تک ایمان کی مٹھاس نہیں پاسکتی جب تک وہ اپنے خاوند کے حقوق پورے ادا نہ کرے۔ اگر خاوند اس سے اس کے ''نفس'' کا مطالبہ کرے' خواہ وہ پالان پر سوار ہی کیوں نہ ہو (تو پھر بھی انکار نہ کرے۔)''

رسول اکرم ﷺ کا فرمان عالی شان ہے:

((لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى إِلَى امْرَأَةٍ لَا تَشْكُرُ لِزَوْجِهَا وَهِيَ لَا تَسْتَغْنِي عَنْهُ)) ③

''اللہ تبارک و تعالیٰ ایسی عورت کی طرف نہیں دیکھے گا جو اپنے خاوند کی شکر گزار نہیں ہے' حالانکہ وہ اس سے بے نیاز نہیں ہو سکتی۔''

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے:

((لَا تُؤْذِي امْرَأَةٌ زَوْجَهَا فِي الدُّنْيَا إِلَّا قَالَتْ زَوْجَتُهُ مِنَ الْحُورِ الْعِينِ: لَا تُؤْذِيهِ قَاتَلَكِ اللّٰهُ' فَإِنَّمَا هُوَ عِنْدَكِ دَخِيلٌ يُوشِكُ أَنْ

---

① اخرجه الترمذی ۳/ ۱۱۶۱ وابن ماجه ۱۸۵۴' والحاكم ۴/ ۱۷۳ وقال: صحيح الاسناد ولم يخرجاه ووافقه الذهبی' من حديث ام سلمة۔

② اخرجه الحاكم ۴/ ۱۷۲ وقال: هذا حديث صحيح على شرط الشيخين ولم يخرجاه ووافقه الذهبی' من حديث معاذ بن جبل۔

③ اخرجه الحاكم ۲/ ۱۹۰ من حديث عبدالله بن عمرو' وقال: هذا حديث صحيح الاسناد ولم يخرجاه' ووافقه الذهبی وذكره الالبانیؒ فی الصحيحة ۲۸۹

يُفَارِقَكِ اِلَيْنَا)) ①

''کوئی بھی بیوی اپنے خاوند کو دنیا میں اذیت نہیں پہنچاتی مگر ''حور عین'' میں سے اس کی بیوی اسے کہتی ہے: ''اللہ تعالیٰ تجھے غارت کرے اسے اذیت نہ پہنچا۔ یقیناً یہ تیرے پاس بطور مہمان ہے۔ قریب ہے کہ یہ تجھے داغ مفارقت دے کر ہمارے پاس پہنچ آئے۔''

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

((اِذَا دَعَا الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ اِلَى فِرَاشِهِ فَلَمْ تَأْتِهِ فَبَاتَ غَضْبَانَ عَلَيْهَا لَعَنَتْهَا الْمَلَائِكَةُ حَتَّى تُصْبِحَ)) ②

''جب آدمی اپنی زوجہ کو اپنے بستر پر بلاتا ہے اور وہ نہیں آتی' خاوند اس پر ناراضی کی حالت ہی میں رات گزار دیتا ہے' تو صبح ہونے تک فرشتے اس پر لعنت کرتے رہتے ہیں۔''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((وَالَّذِی نَفْسِی بِيَدِهِ مَا مِنْ رَجُلٍ يَدْعُوا امْرَأَتَهُ اِلَى فِرَاشِهِ فَتَأْبَى عَلَيْهِ اِلَّا كَانَ الَّذِی فِی السَّمَاءِ۔ وَهُمُ الْمَلَائِكَةُ الْمُكَرَّمُوْنَ۔ سَاخِطًا عَلَيْهَا حَتَّى يَرْضَى عَنْهَا)) ③

''مجھے اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے' جب کوئی خاوند اپنی بیوی کو اپنے بستر کی طرف بلاتا ہے پھر وہ انکار کر دیتی ہے' تو جو آسمان میں ہیں...... یعنی مکرم و محترم ملائکہ...... وہ اس پر ناراض رہتے ہیں' جب تک وہ خاوند اس سے راضی نہ ہو جائے۔''

نبی برحق ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

((اِذَا بَاتَتِ الْمَرْأَةُ هَاجِرَةً فِرَاشَ زَوْجِهَا لَعَنَتْهَا الْمَلَائِكَةُ حَتَّى تُصْبِحَ)) ④

---

① اخرجه الترمذی ۳/ ۱۱۷۴ من حديث معاذ بن جبل' وقال الالبانیؒ: صحيح

② صحيح البخاری ۶/ ۳۲۳۷ ((الفتح)) وصحيح مسلم ۲/ ۱۰۶۰ من حديث ابی هريرة

③ صحيح مسلم ۲/ ۱۰۶۰ من حديث ابی هريرة' وهذا صريح فی الحديث التالی

④ صحيح البخاری ۹/ ۵۱۹۴ ((الفتح)) وصحيح مسلم ۲/ ۱۰۵۹ من حديث ابی هريرة

”جب بیوی اپنے خاوند کو چھوڑتے ہوئے رات بسر کرتی ہے تو صبح ہونے تک فرشتے اس پر لعنت کرتے رہتے ہیں۔“

ایک اہم نکتہ

ان دونوں چیزوں کو (یعنی خاوندی کی ناشکری اور اس کے بلانے پر بھی نہ آنا) کبائر میں شمار کرنا ابتدا کی احادیث میں وارد وعید شدید کی روشنی میں بالکل واضح ہے۔ اس میں سخت ترین چیز تو اللہ تعالیٰ کی لعنت اور ملائکہ کی لعنت بلکہ ساری مخلوق کی لعنت ہے۔ یہ تو وعید کی شدت میں سخت ترین چیز بھی ہے۔ اسی سے ان دونوں چیزوں کا کبیرہ ہونا واضح ہو جاتا ہے۔ لہٰذا اے میری ایماندار بہن! ان دونوں روکی گئی چیزوں کے ارتکاب سے تو بھی مکمل طور پر بچنے کی کوشش کرتی رہ اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت گزاری کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے خاوند کی بھی فرماں بردار رہنے کی کوشش کر۔ اللہ تعالیٰ تیری زندگی میں خیر و برکت فرمائے اور تجھے روز قیامت اجر عظیم سے فیض یاب فرمائے۔

بحث: 9

میاں بیوی کے پوشیدہ راز

اے میری خواہر ایمان!

یقیناً ازدواجی زندگی صرف میاں بیوی کے درمیان پوشیدہ راز ہے۔ بیوی کے لیے یا خاوند کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ جنسی ملاپ کی پوشیدہ باتیں، جماع کی تفصیلات افشا کریں، بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے ان تفصیلات کو ظاہراً بیان کرنا حرام رکھا ہے۔ یقیناً یہ آدمی کی عظمت اور بیوی کی شرافت کی خاص الخاص باتوں میں سے ہیں۔ ان باتوں کو لوگوں کے درمیان ظاہراً بیان کرنا ان کو ایسی باتوں کی اطلاع دینے کے مترادف ہے جو ان کا حق ہی نہیں ہے۔ اس لیے اس کو علانیہ اور ظاہراً بیان کرنا حرام ہے!!

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((اِنَّ مِنْ شَرِّ النَّاسِ عِنْدَ اللّٰهِ مَنْزِلَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ الرَّجُلُ يُفْضِي اِلَى امْرَأَتِهِ، أَوْ تُفْضِي اِلَيْهِ ثُمَّ يَنْشُرُ أَحَدُهُمَا سِرَّ صَاحِبِهِ)) [1]

''یقیناً سب لوگوں میں سے اللہ کے ہاں قیامت کے دن برا آدمی وہ ہوگا جو اپنی بیوی سے ملتا ہے یا وہ عورت جو اپنے خاوند سے ملتی ہے، پھر ان دونوں میں سے کوئی ایک اپنے ساتھی کی پوشیدہ باتیں لوگوں میں پھیلاتا ہے۔''

سیدہ اسما بنت یزید رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ وہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس وقت موجود تھی جب کہ بہت سے مرد و عورت آپ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَعَلَّ رَجُلاً يَقُولُ مَا فَعَلَ بِأَهْلِهِ، وَلَعَلَّ امْرَأَةً تُخْبِرُ مَا فَعَلَتْ مَعَ زَوْجِهَا)) فَأَرَمَّ الْقَوْمُ۔ أَيْ بِفَتْحِ الرَّاءِ وَتَشْدِيدِ الْمِيمِ۔ سَكَتُوا، وَقِيلَ: سَكَتُوا مِنْ خَوْفٍ وَنَحْوِهِ۔ فَقُلْتُ: أَيْ وَاللّٰهِ يَارَسُولَ اللّٰهِ، اِنَّهُمْ لَيَفْعَلُونَ وَاِنَّهُنَّ لَيَفْعَلْنَ، قَالَ: ((لَا تَفْعَلُوا فَاِنَّمَا مِثْلُ ذٰلِكَ

[1] صحیح مسلم ۲/ ۱۰۶۰ و ابوداود ۴/ ح ۴۸۷۰

شَیْطَانٌ لَقِیَ شَیْطَانَۃً فَغَشِیَھَا وَالنَّاسُ یَنْظُرُوْنَ)) [1]

''شاید کوئی آدمی وہ باتیں کرے جو کچھ اس نے اپنی بیوی سے کیا ہو' یا شاید کوئی عورت ان باتوں کی خبر دے جو کچھ اس نے اپنے خاوند کے ساتھ کیا ہے۔'' ساری قوم خاموش ہوگئی۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ خوف وغیرہ کی وجہ سے چپ رہے۔ تب میں بولی: ''جی ہاں' اللہ کی قسم' یارسول اللہ! مرد بھی ایسا کرتے ہیں اور عورتیں بھی ایسا کرتی ہیں۔'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم ایسا نہ کرنا' یہ بالکل ایسی ہی حالت ہے کہ کوئی شیطان شیطانہ سے ملے' اس سے ہم بستری کرے' اور لوگ اس منظر کو آنکھوں سے دیکھ رہے ہوں۔''

[1] اخرجه احمد ٦/٤٥٦ وهو حديث حسن

بحث: 10

خاوند کی ناراضی

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
((ثَلاثَةٌ لا يَقْبَلُ اللّٰهُ لَهُمْ صَلاةً))
''تین اشخاص ایسے ہیں جن کی اللہ تعالیٰ نماز ہی قبول نہیں کرتا۔''
اس میں یہ بات بھی ہے:
((اَلْمَرْأَةُ السَّاخِطُ عَلَيْهَا زَوْجُهَا)) ①
''ایسی عورت جس پر اس کا خاوند ناراض ہو۔''
سیدنا فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں:
((ثَلاثَةٌ لا يُسْأَلُ عَنْهُمْ)) الحديث......وَفِيهِ: ((وَامْرَأَةٌ غَابَ عَنْهَا زَوْجُهَا، وَقَدْ كَفَاهَا مُؤْنَةَ الدُّنْيَا، فَخَانَتْهُ بَعْدَهُ)) ②
''تین آدمی ایسے ہیں جن سے کوئی سوال نہیں پوچھا جائے گا'' ان میں ایک شخص یہ ہے ''اور وہ عورت جس کا خاوند غیر موجود ہو لیکن وہ اسے دنیوی سامان رسد وغیرہ وافر دے کر گیا ہو، اس کے بعد پھر بھی وہ خیانت کرے (یعنی بدکاری کرے۔)''
امام طبرانی اور امام حاکم رحمہما اللہ نے روایت کیا ہے، اس میں:
((فَتَبَرَّجَتْ بَعْدَهُ)) بَدَلَ ((فَخَانَتْهُ)) وَقَالَ: صَحِيحٌ عَلٰى شَرْطِهِمَا، وَلَا أَعْلَمُ لَهُ عِلَّةً)) ③

---

① رواه الطبراني في الاوسط من روية عبدالله بن محمد بن عقيل، واللفظ له، وابن خزيمة وابن حبان في صحيحيهما، وذكره الحافظ الهيثمي في مجمع الزوائد ج٤/٣١٣ وذكره ايضا في موارد الظمان الى زوائد ابن حبان ٣١٥

② رواه ابن حبان في صحيحه، وذكره حافظ الهيثمي في مجمع الزوائد ج ١/١٠٥ وذكره ايضا في موارد الظمان الى زوائد ابن حبان ٤٢

③ المستدرك ج١/١١٩ واقره الحافظ الذهبي على التصحيح۔

''اس کے بعد پھر بھی وہ خیانت کرے'' کے بجائے یہ الفاظ ہیں: ((فتبرجت بعده)) ''کہ وہ اس کے پیچھے دوسروں کے سامنے بناؤ سنگھار کرتی پھرے۔'' امام حاکم نے اس حدیث پر یہ حکم لگایا ہے کہ یہ حدیث بخاری اور مسلمؒ کی شرط پر صحیح ہے۔ مجھے اس کے متعلق کسی علت کا علم نہیں ہو سکا۔''

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں جسے وہ مرفوع بیان کرتے ہیں:

((اِثْنَانِ لَا تُجَاوِزُ صَلَاتُهُمَا رُؤُوسَهُمَا)) الحدیث...... وَفِيهِ:
((وامْرَأَةٌ عَصَتْ زَوْجَهَا حَتَّى تَرْجِعَ)) [1]

''دو افراد ایسے ہیں جن کی نماز ان کے سروں سے اوپر بھی نہیں جاتی۔'' اس میں ایک یہ ہے ''وہ عورت جو اپنے خاوند کی نافرمانی کرتی ہے، حتیٰ کہ باز آ جائے۔''

[1] رواه الطبراني في الاوسط والصغير باسناد جيد، والحاكم وذكره الحافظ الهيثمي في مجمع الزوائد ج٤/٣١٣ وقال: رواه الطبراني، ورجاله ثقات، والحاكم في المستدرك ج٤/١٧٣ وسكت عليه الذهبي۔

بحث: 11

خاوند کی اطاعت سے نفرت

اے میری مسلمان بہن!

اپنے خاوند کی اطاعت سے نفرت کرنے سے بچ کر رہ' کیونکہ اللہ تعالیٰ نے بیوی پر خاوند کی فرماں برداری اور اطاعت شعاری واجب اور لازم رکھی ہے' ان کاموں میں جو اس کی ازدواجی زندگی اور خاندانی حیات کے واجبات ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّ بِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ ؕ فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ ؕ وَ الّٰتِيْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَ اهْجُرُوْهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَ اضْرِبُوْهُنَّ ۚ فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيْرًا ﴿۳۴﴾﴾ (النساء : ٤/ ٣٤)

''مرد عورتوں پر حاکم ہیں' اس وجہ سے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک کو دوسرے پر فضیلت دی ہے' اور اس وجہ سے کہ مردوں نے اپنے مال خرچ کیے ہیں۔ پس نیک فرمانبردار عورتیں خاوند کی عدم موجودگی میں بہ حفاظت الٰہی نگہداشت رکھنے والیاں ہیں۔ اور جن عورتوں کی نافرمانی اور بد دماغی کا تمہیں خوف ہو' انہیں نصیحت کرو اور انہیں الگ بستروں پر چھوڑ دو اور انہیں مار کی سزا دو' پھر اگر وہ تابعداری کریں تو ان پر کوئی راستہ تلاش نہ کرو۔ بے شک اللہ تعالیٰ بڑی بلندی اور بڑائی والا ہے۔''

جب خواتین (یعنی صحابیاتؓ) نے میراث وغیرہ مسائل میں اپنے اوپر مردوں کی فضیلت پر گفتگو کی تو انہیں اس فرمان الٰہی سے جواب دیا گیا:

﴿وَ لَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ﴾ (النساء : ٤/ ٣٢)

''اور اس چیز کی آرزو نہ کرو جس کے باعث اللہ تعالیٰ نے تم میں سے بعض کو بعض پر بزرگی دی ہے۔''

پھر اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس آیت مبارکہ میں مردوں کی فضیلت کا سبب بیان کیا ہے' وہ یہ ہے کہ مرد عورتوں پر قوام اور حاکم ہیں۔ سبھی اگرچہ لطف اندوزی میں شریک و شامل ہیں' لیکن اللہ تبارک و تعالیٰ نے مردوں کو ہی عورتوں کی اصلاح' تادیب' حق مہر کی ادائیگی اور خرچہ کرنے کی ذمہ داری وغیرہ دی ہے۔ لفظ ''قوام'' قیم سے زیادہ بلیغ ہے' جس کا معنی و مطلب یہ ہے کہ جو ان کے مفادات' تدبیر منزل' فہمائش و سزا' حفاظت کا انتظام کرنے اور آفات و مصائب سے بچانے کا مکمل ذمہ دار ہو۔

رسول برحق ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

((اِذَا دَعَا الرَّجُلُ امْرَاَتَهُ اِلَى فِرَاشِهِ فَلَمْ تَأْتِهِ فَبَاتَ غَضْبَانَ عَلَيْهَا لَعَنَتْهَا الْمَلَائِكَةُ حَتَّى تُصْبِحَ)) ①

''جب خاوند اپنی بیوی کو اپنے بستر کی طرف بلاتا ہے لیکن وہ نہیں آتی' پھر وہ اس پر ناراض رہتے ہوئے رات گزار لیتا ہے تو صبح ہونے تک فرشتے اس بیوی پر لعنت برساتے رہتے ہیں۔''

یہی وہ معنی ہے جو خاوند سے نفرت کرنے سے مراد ہے۔ ایک دوسری روایت میں ہے:

((اِذَا بَاتَتِ الْمَرْاَةُ هَاجِرَةً فِرَاشَ زَوْجِهَا' لَعَنَتْهَا الْمَلَائِكَةُ حَتَّى تُصْبِحَ)) ②

''جب بیوی خاوند کے بستر سے جدا رہتے ہوئے رات گزارتی ہے تو صبح ہونے تک فرشتے اس پر لعنت کرتے رہتے ہیں۔''

نبی ثقلین ﷺ نے فرمایا ہے:

((مَا مِنْ رَجُلٍ يَدْعُو اِمْرَاَتَهُ اِلَى فِرَاشِهَا فَتَابَى' اِلَّا كَانَ الَّذِي فِي السَّمَاءِ۔ أَيِ الْمَلَائِكَةُ الْبَرَرَةُ۔ سَاخِطًا عَلَيْهَا حَتَّى يَرْضَى عَنْهَا زَوْجُهَا)) ③

''نہیں ہے کوئی بھی خاوند جو اپنی بیوی کو اپنے بستر کی طرف بلاتا ہے پھر وہ انکار کر

---

① صحيح البخاری ۵۱۹۳/۹ ((الفتح))' وصحيح مسلم ۱۰۶۰/۲ من حديث ابی هريرة

② صحيح البخاری ۵۱۹۴/۹ ((الفتح))' وصحيح مسلم ۱۰۵۹/۲ من حديث ابی هريرة

③ صحيح مسلم ۱۰۶۰/۲ من حديث ابی هريرة

دیتی ہے مگر وہ جو آسمان میں ہیں یعنی نیکوکار فرشتے' وہ اس پر ناراض ہو جاتے ہیں' حتیٰ کہ اس سے اس کا خاوند راضی ہو جائے۔''

تو اس سے معلوم ہوا کہ عورت پر انتہائی زیادہ تاکیدی حکم ہے کہ وہ اپنے خاوند کی رضا جوئی میں کوشاں رہے' اور حتی الامکان اس کے غصے اور ناراضی سے بچتی رہے۔ اسی سے یہ بات بھی معلوم ہوگئی کہ بیوی خاوند کو جائز لطف اندوزی سے نہ روکے' بخلاف ناجائز باتوں کے جیسے کہ حیض اور خون نفاس کے بعد غسل کرنے سے قبل صحبت کرنے سے۔ امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک اگرچہ خون آنا بند بھی ہو گیا ہو۔ اور بیوی کو یہ جان لینا چاہیے کہ وہ خاوند کے لیے امینہ ہے' یعنی اس کی سیکرٹری اور محافظ ہے۔ اس کے مال میں بلا اجازت کسی چیز میں بھی تصرف نہ کرے۔ بلکہ بیوی کو ہمیشہ خاوند کے حکم کی ہی مطیع اور فرمانبردار رہنا چاہیے۔ اس کی گفتگو کے موقع پر چپ رہے' اس کے گھر آتے اور گھر سے باہر جاتے ہوئے کھڑی ہو جائے' سونے سے قبل اپنے آپ کو اس پر پیش کرے' اس کی عدم موجودگی میں اس کے بستر یا اس کے مال میں خیانت نہ کرے' اس کی خاطر گفتار میں مٹھاس پیدا کرے' مسواک کرنے کی عادت بنائے' اس کی موجودگی میں خوشبو اور زیبائش کا پورا خیال رکھے' اس کی عدم موجودگی میں ان اشیا کا استعمال ترک کیے رکھے' اس کے اہل خانہ اور عزیز و اقارب کی عزت کرے' اور اس کے تھوڑے کو بھی بہت خیال کرے۔

اللہ تعالیٰ کا خوف رکھنے والی عورت کو چاہیے کہ اطاعت الٰہی میں بھی پوری پوری کوشش جاری رکھے' اپنے خاوند کی بھی اطاعت کرتی رہے' مقدور بھر کوشش سے اس کی رضا کی متمنی رہے۔ جو عورت اپنے وجود کو مردوں سے چھپا کر نہیں رکھتی اور بن سنور کر اپنے گھر سے باہر نکلتی ہے' ایسی عورت کا ماسوائے کھانے پینے اور سونے کے کوئی خاص مقصد اور پروگرام نہیں ہوتا۔ اسے نماز کا شوق ہوتا ہے اور نہ ہی اطاعت الٰہی کا جذبہ' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت شعاری کی فکر دامن گیر ہوتی ہے اور نہ ہی خاوند کی فرمانبرداری کی پروا۔ جب کوئی عورت ان خامیوں کی حامل بن جائے تو ایسی ہی عورت لعنتی اور اہل دوزخ میں سے ہوتی ہے' الا کہ وہ تائب ہو جائے۔ اس لیے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا:

((اطَّلَعْتُ فِي النَّارِ فَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا النِّسَاءُ)) [1]

---

[1] صحیح البخاری ۱۱/۶۴۴۹ ((الفتح)) من حدیث عمران بن حصین واحمد ۲/۲۹۷ من حدیث ابی ھریرۃ۔

''میں نے دوزخ میں جھانکا تو دیکھا کہ اس میں اکثریت عورتوں کی ہے۔''

اور یہ اللہ تعالیٰ کی تھوڑی اطاعت کرنے کی وجہ سے ہے' اس کے رسول مقبول ﷺ کی کم فرمانبرداری کرنے کے سبب ہے' اپنے خاوندوں کی برائے نام اطاعت کرنے اور کثرت سے بن سنور کر باہر نکلنے کی وجہ سے ہے۔ بن سنور کر نکلنے کا مطلب یہ ہے کہ جب گھر سے باہر جانے کا ارادہ ہو تو قیمتی خوبصورت لباس و پوشاک پہنے' بناؤ سنگھار کرے' میک اپ لگائے' اپنے وجود سے لوگوں کو فتنہ میں ڈالے' اگرچہ بذات خود سلامت ہی رہے' لیکن لوگ اس سے سلامت نہیں رہیں گے۔ اسی بات کے پیش نظر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا:

((اَلْمَرْأَةُ عَوْرَةٌ فَإِذَا خَرَجَتْ مِنْ بَيْتِهَا اسْتَشْرَفَهَا الشَّيْطَانُ، وَاَقْرَبَ مَا تَكُوْنُ الْمَرْأَةُ مِنَ اللّٰهِ تَعَالَى إِذَا كَانَتْ فِي بَيْتِهَا)) [۱]

''عورت سرتاپا قابل ستر چیز ہے۔ جب وہ اپنے گھر سے باہر نکلتی ہے تو شیطان اسے بڑے غور سے دیکھتا ہے۔ عورت اللہ تعالیٰ کے انتہائی قریب اس وقت ہوتی ہے جب وہ اپنے گھر میں ہوتی ہے۔''

[۱] اخرجه الترمذی ۳/۱۱۷۳ من حديث ابن مسعود' وقال الالبانیؒ: صحيح

بحث: 12

طلاق کا مطالبہ

اے میری ایماندار بہن!

کسی بیوی کو اشتعال دلا کر اس کے خاوند سے طلاق لینے پر راضی کرنے سے بچتی رہنا، کیونکہ بیوی پر بلا عذر شرعی خاوند سے طلاق کا مطالبہ کرنا حرام ہے۔ کتنی ہی عورتیں ایسی ہیں جو اس حرام کام سے لاعلم اور جاہل ہیں، یا اس امر میں کوتاہی اور سستی کرنے والیاں ہیں، وہ تو اپنے اوپر حرام کردہ کام میں واقع ہو چکی ہیں۔

سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا:

((أَيُّمَا امْرَأَةٍ سَأَلَتْ زَوْجَهَا الطَّلَاقَ مِنْ غَيْرِ مَا بَأْسٍ فَحَرَامٌ عَلَيْهَا رَائِحَةُ الْجَنَّةِ)) ①

''جو عورت اپنے خاوند سے بلا مجبوری طلاق کا سوال کرے، اس پر جنت کی خوشبو بھی حرام ہو جاتی ہے۔''

ایک اہم نکتہ

اس امر کو گناہ کبیرہ میں شمار کرنا اس حدیث صحیح کی صراحت کی وجہ سے ہے، کیونکہ اس میں شدید وعید موجود ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے اس فرمان:

﴿فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيمَا افْتَدَتْ بِهِ﴾ (البقرۃ: ۲/۲۲۹)

''تو عورت رہائی پانے کے لیے کچھ دے ڈالے، اس میں دونوں پر گناہ نہیں۔''

میں ''کچھ دے دینے'' کے جائز ہونے میں بعض لوگوں کو مشکل اور غلطی لگی ہے۔ اس آیت مبارکہ میں ﴿فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا يُقِيمَا حُدُودَ اللَّهِ﴾ ''یعنی اگر تمہیں ڈر ہو کہ یہ دونوں اللہ کی حدیں قائم نہ رکھ سکیں گے'، اس سے قبل شرط کا تذکرہ جائز کے لیے نہیں ہے، بلکہ یہ تو طلاق کے ناپسندیدہ ہونے کی نفی کرنے کے لیے ہے۔ اور اس کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان بھی یاد رکھیں:

① اخرجه ابن ماجه ۱/۲۰۵۵ من حديث ثوبان وقال الالبانیؒ: صحيح، الارواء ۲۰۳۵

((خُذِ الْحَدِيْقَةَ وَطَلِّقْهَا تَطْلِيْقَةً)) [1]

''باغ لے لو اور اسے ایک طلاق دے دو۔''

مذکورہ حدیث مبارکہ کو' جو اس عمل کے گناہ کبیرہ ہونے پر دلالت کناں ہے' اس معنی پر محمول کر کے یہ جواب دیا جاتا ہے کہ جب بیوی خاوند کو طلاق دینے پر مجبور کر دے اور اس کے ساتھ ایسا رویہ رکھے جو عام طور پر عرف عام میں اس پر تکلیف اور بوجھ ثابت ہو' گویا کہ اس نے خاوند سے طلاق کا مطالبہ کرنے میں ضد اور ہٹ دھرمی سے کام لیا ہے' جب کہ وہ جانتی بھی ہے کہ اس طلاق کے دینے سے خاوند کو سخت اذیتوں اور مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا' اور اس مطالبہ کرنے میں اس کے پاس کوئی شرعی عذر بھی نہ ہوگا۔

---

[1] صحیح البخاری ۹/ ۵۲۷۳ ((الفتح)) من حدیث ابن عباس

بحث: 13

بیوی کو خاوند کے خلاف اکسانا

اے میری مومنہ بہن!

اس انتہائی برے عمل سے بچتی رہ جسے فاسق مرد اور عورتیں کر رہتے ہیں۔ کتنے ہی پر امن گھرانوں کو انہوں نے ویران بنا دیا ہے۔ یقیناً بیوی کو خاوند کے برخلاف اشتعال دلانا تاکہ وہ خاوند غصے میں اسے طلاق دے دے' یا خاوند کو بیوی کے خلاف اکسانا تاکہ طلاق تک نوبت لے جائے' یہ سب دین الٰہی میں حرام ہیں۔

سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَيْسَ مِنَّا مَنْ حَلَفَ بِالْأَمَانَةِ، وَمَنْ خَبَّبَ عَلَى امْرِئٍ زَوْجَتَهُ، أَوْ مَمْلُوكَهُ فَلَيْسَ مِنَّا)) ①

''جس نے امانت کی قسم کھائی وہ ہم میں سے نہیں ہے' اور جس نے بیوی کو خاوند کے خلاف اکسایا یا اس کے غلام کو اس کے خلاف بھڑکایا وہ بھی ہم میں سے نہیں ہے۔''

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

((لَيْسَ مِنَّا مَنْ خَبَّبَ امْرَأَةً عَلَى زَوْجِهَا، أَوْ عَبْدًا عَلَى سَيِّدِهِ)) ②

''وہ شخص ہم میں سے نہیں ہے جس نے کسی بیوی کو اس کے خاوند کے خلاف یا کسی غلام کو اس کے آقا کے خلاف اکسایا اور بھڑکایا۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

((إِنَّ إِبْلِيسَ يَضَعُ عَرْشَهُ عَلَى الْمَاءِ ثُمَّ يَبْعَثُ سَرَايَاهُ، فَأَدْنَاهُمْ مِنْهُ مَنْزِلَةً أَعْظَمُهُمْ فِتْنَةً، يَجِيءُ أَحَدُهُمْ فَيَقُولُ: فَعَلْتُ كَذَا وَكَذَا؟

---

① اخرجه احمد ٥/٣٥٢ وابن حبان ٧/ح٥٠٣٤ وذكره الهيثمى فى المجمع ٤/٣٣٢ وقال: رواه احمد والبزار ورجال احمد رجال صحيح خلا الوليد بن ثعلبة وهو ثقه۔

② اخرجه ابوداود ٢/ح٢١٧٥ والنسائى فى كتاب عشرة النساء ح٣٣٢ وقال الالبانیؒ: صحيح

فَيَقُولُ: مَا صَنَعْتَ شَيْئًا، ثُمَّ يَجِيءُ أَحَدُهُمْ فَيَقُولُ: مَا تَرَكْتُهُ حَتَّى فَرَّقْتُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ امْرَأَتِهِ، فَيُدْنِيهِ مِنْهُ وَيَقُولُ: نِعْمَ أَنْتَ!! فَيَلْتَزِمُهُ)) ①

''بے شک ابلیس اپنا تخت پانی پر بچھاتا ہے' پھر اپنے لشکر روانہ کرتا ہے۔ ان لشکر کے سپاہیوں میں سے ابلیس کے قریب ترین وہ سپاہی ہوتا ہے جو فتنہ وفساد میں سب سے آگے آگے ہوتا ہے۔ ان میں سے ایک واپس آتا ہے اور کہتا ہے: میں نے ایسے ایسے کیا' ابلیس جواب دیتا ہے: تو نے کچھ نہیں کیا۔ پھر ان میں سے ایک اور آتا ہے اور کہتا ہے: میں نے اسے تب تک نہیں چھوڑا' حتیٰ کہ میں نے اس کے اور اس کی بیوی کے درمیان جدائی پیدا کر دی۔ پھر ابلیس اسے اپنے قریب لاتا ہے اور کہتا ہے: ہاں تو نے کام کیا ہے!! پھر اس کو اپنے سینے سے لگا لیتا ہے۔''

ایک اہم نکتہ

پہلی چیز کو گناہ کبیرہ شمار کرنے پر تو علما کی اکثریت کا اتفاق ہے۔ اس بارے میں انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس عمل کے کرنے والے پر لعنت بھی ذکر کی ہے' اور جو احادیث مبارکہ میں نے اوپر ذکر کی ہیں وہ بھی اسی کی تائید کر رہی ہیں۔ اور دوسری چیز بھی پہلی ہی کی مثل ہے جیسا کہ ظاہر ہے' اگرچہ اس میں فرق کرنا ممکن ہے کہ خاوند اس اکسانے والے کو اور اپنی بیوی دونوں کو ہی ممکنہ حد تک اپنی اپنی جگہ پر رکھے' بخلاف عورت کے' کیونکہ عورت کو خاوند کے برخلاف بھڑکانے سے معاملے کی نوعیت کچھ اور ہو جاتی ہے' اور البتہ آدمی کو اس کی بیوی کے خلاف بھڑکانا یہ ذرا عموم کا معنی رکھتا ہے کہ یا تو وہ کسی مرد کی طرف سے ہوگا یا کسی ایسی عورت کی طرف سے جو خود نکاح کا ارادہ رکھتی ہو' یا کسی دوسری سے نکاح کا ارادہ لیے ہوئے ہو۔

❀❀❀❀

① صحیح مسلم ٤/٢١٦٧ واحمد ٣/٣١٤ من حدیث جابر۔

بحث: 14

میت پر نوحہ خوانی کرنا

اے میری خواہر ایمان!

دور جاہلیت کے کام کرنے سے بچ کر رہ' کیونکہ جب ان کا کوئی قریبی رشتہ دار فوت ہو جاتا تو وہ اس پر نوحہ خوانی کرتے' اپنے چہروں کو پیٹتے اور نوچتے۔ وہ اس میت پر اپنے حزن و ملال اور غم خواری کو ظاہر کرنے کے لیے ایسا کرتے تھے۔ اور یہ کام اسلام میں حرام ہیں' کہ ہر مسلمان مرد و عورت پر مصائب اور مشکلات کے آنے پر صبر کرنا واجب ہے۔

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ہے:

((لَيْسَ مِنَّا مَنْ ضَرَبَ الْخُدُوْدَ، وَشَقَّ الْجُيُوْبَ، وَدَعَا بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ)) ①

''وہ شخص ہم میں سے نہیں ہے جس نے رخساروں کو پیٹا اور گریبان چاک کیا اور جاہلیت کے زمانے کے دعوے کیے۔''

سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

((أَنَا بَرِيءٌ مِمَّنْ بَرِيءٌ مِنْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بَرِيءَ مِنَ الصَّالِقَةِ۔ أَيِ الرَّافِعَةِ صَوْتَهَا بِالنَّدْبِ وَالنِّيَاحَةِ۔ وَالْحَالِقَةِ۔ أَيْ: لِرَأْسِهَا عِنْدَ الْمُصِيبَةِ۔ وَالشَّاقَةِ۔ أَيْ: لِثَوْبِهَا)) ②

''میں بھی اس شخص سے بیزار ہوں جس سے اللہ کے رسول ﷺ بیزار تھے۔ بے شک رسول اللہ ﷺ نوحہ کرنے والی سے' مصیبت کے موقع پر سر منڈوانے والی سے' اور کپڑے پھاڑنے والی سے بیزار تھے۔''

نسائی کی ایک روایت میں یوں ہے:

---

① صحیح البخاری ۳/۱۲۹٤ ((الفتح)) وصحیح مسلم ۱/۹۹ من حدیث عبداللہ

② صحیح البخاری ۳/۱۲۹٦ ((الفتح)) وصحیح مسلم ۱/۱۰۰

((لَیْسَ مِنَّا مَنْ حَلَقَ وَلَا حَرَقَ وَلَا صَلَقَ)) ①

''جس نے سر منڈوایا (یعنی مصیبت کی وجہ سے) وہ ہم میں سے نہیں ہے' اور نہ وہ ہی جس نے گریبان چاک کیا (غمی سے)' اور نہ وہ ہی جس نے واویلا مچایا (یعنی نوحہ خوانی کی۔)''

رسول کائنات ﷺ نے فرمایا ہے:

((اِثْنَتَانِ فِی النَّاسِ هُمَا بِهِمْ كُفْرٌ: الطَّعْنُ فِی النَّسَبِ وَالنِّيَاحَةُ عَلَی الْمَيِّتِ)) ②

''لوگوں میں دو باتیں موجود ہیں جب کہ وہ دونوں باتیں ہی ان میں کفر کا سبب ہیں: نسب میں طعن اور میت پر بین کرنا۔''

نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے:

((أَرْبَعٌ فِی أُمَّتِی مِنَ الْجَاهِلِيَّةِ، وَلَا يَتْرُكُونَهُنَّ: اَلْفَخْرُ فِی الْأَحْسَابِ، وَالطَّعْنُ فِی الْأَنْسَابِ، وَالِاسْتِسْقَاءُ بِالنُّجُومِ، وَالنِّيَاحَةُ)) ③

''میری امت میں چار کام زمانہ جاہلیت کے رہیں گے اور لوگ انہیں ترک نہیں کریں گے: حسب پر فخر کرنا' نسب میں طعن کرنا' ستاروں سے بارش مانگنا' اور نوحہ خوانی کرنا۔''

نبی برحق ﷺ نے فرمایا ہے:

((اَلنَّائِحَةُ إِذَا لَمْ تَتُبْ قَبْلَ مَوْتِهَا، تُقَامُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَعَلَيْهَا سِرْبَالٌ مِنْ قَطِرَانٍ)) ④

''نوحہ کرنے والی اگر اپنی موت سے قبل توبہ نہ کرے تو قیامت کے دن اس حال میں کھڑی کی جائے گی کہ اس پر گندھک کا لباس ہوگا۔''

---

① اخرجه النسائی ٤/٢١ من حديث ابی موسی' والحديث اسناده صحيح

② صحيح مسلم ١/٨٢ من حديث ابی هريرة۔

③ صحيح مسلم ٢/٦٤٤' واحمد ٢/٤٥٥' والترمذی ٤/١٠٠١' من حديث مالك۔

④ صحيح مسلم ٢/٦٤٤' واحمد ٥/٣٤٢ من حديث ابی مالك الاشعری

ناطق وحی ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

((اَلنِّيَاحَةُ مِنْ أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ، وَإِنَّ النَّائِحَةَ إِذَا مَاتَتْ وَلَمْ يَتُبْ قَطَعَ اللّٰهُ لَهَا ثِيَابًا مِنْ قَطِرَانٍ وَدِرْعًا مِنْ لَهَبِ النَّارِ)) ①

''نوحہ خوانی جاہلیت کے کاموں میں سے ہے اور بے شک نوحہ کرنے والی جب توبہ کے بغیر ہی مر جائے تو اللہ تعالیٰ اس کے کپڑے گندھک اور اس کی قمیص آگ کی لپٹ کی بنائے گا۔''

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

((لَعَنَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ النَّائِحَةَ وَالْمُسْتَمِعَةَ)) ②

''رسول اللہ ﷺ نے نوحہ کرنے والی اور سننے والی پر لعنت کی ہے۔''

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: جب رسول اللہ ﷺ کے پاس سیدنا زید بن حارثہ، سیدنا جعفر بن ابی طالب اور سیدنا عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہم کی شہادت کی خبر آئی تو رسول اللہ ﷺ تشریف فرما تھے اور آپ کے چہرے پر حزن و ملال کے آثار نمایاں تھے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں دروازے کی درز سے جھانک رہی تھی۔ آپ کے پاس ایک آدمی آیا اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! بے شک خاندان جعفر کی خواتین'' اس نے ان کے رونے کو ذکر کیا' تو رسول اللہ ﷺ نے اسے حکم دیا کہ ان کو جا کر منع کرے۔ وہ آدمی چلا گیا پھر آ گیا' اور کہنے لگا: اللہ کی قسم! وہ تو مجھ پر غالب آ گئی ہیں (یعنی میرے منع کرنے کے باوجود رونے سے باز نہیں آ رہیں۔) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا خیال ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے تب یہ فرمایا تھا کہ ان کے منہ میں مٹی ڈال! تب میں نے اپنے جی میں کہا: ''اللہ تیری ناک خاک آلود کرے' جب تو اللہ کی قسم ایسا نہ کر سکا تھا (تو چپ ہو کر بیٹھ جاتا دوبارہ شکایت لے کر نہ آتا) اور نہ تو رسول اللہ ﷺ کو کلفت پہنچانے ہی سے باز آیا۔''

امام ابوداود رحمہ اللہ نے ایک ایسی خاتون سے روایت بیان کی ہے جو نبی اکرم ﷺ سے بیعت کرنے والیوں میں سے ہے' وہ کہتی ہیں:

((كَانَ فِيمَا أَخَذَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي الْمَعْرُوفِ الَّذِي أَخَذَ

---

① اخرجه ابن ماجه ١/١٥٨١، وقال الالبانیؒ: صحيح من حديث ابی مالك الاشعری۔

② اخرجه احمد ٣/٦٥، وابوداود ٣/٣١٢٨، من حديث ابی سعيد، وقال الالبانیؒ: صحيح

عَلَيْنَا أَنْ لَا نَخْمِشَ وَجْهًا، وَلَا نَدْعُوا وَيْلًا، وَلَا نَشُقَّ جَيْبًا، وَلَا تَنْتِفَ شَعْرًا)) ①

''اس معروف (نیکی) کے سلسلے میں رسول اللہ ﷺ نے ہم سے یہ عہد بھی لیا تھا کہ ہم چہروں کو نہیں نوچیں گی اور نہ ہم واویلا مچائیں گی اور نہ گریبان چاک کریں گی اور نہ ہی ہم بالوں کو اکھاڑیں گی۔''

سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

((لَعَنَ الْخَامِشَةَ وَجْهَهَا، وَالشَّاقَّةَ جَيْبًا، وَالدَّاعِيَةَ بِالْوَيْلِ وَالثُّبُورِ)) ②

''کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے چہرے کو ناخنوں سے نوچنے والی، اپنے گریبان کو چاک کرنے والی اور موت و ہلاکت کو پکارنے والی پر لعنت کی ہے۔''

سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: سیدنا عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ پر غشی کا دورہ پڑ گیا، ان کی بہن رونے چلانے لگی: ''اے میرے پہاڑ! اے میرے فلاں!! اے میرے فلاں!!!'' ان کے اوصاف و مناقب بیان کرنے لگی، تو جب سیدنا عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو ہوش آیا تو فرمانے لگے: تو نے میرے متعلق کوئی بات بھی نہیں کہی مگر مجھ سے یہ پوچھا جاتا رہا: کیا واقعی تو ایسا ہے؟ پھر جب وہ شہید ہو گئے تو وہ بہن بالکل ہی نہ روئی۔

امام طبرانی نے اس روایت میں یہ بھی ذکر کیا ہے: اس نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! میرے اوپر غشی طاری ہو گئی، عورتیں چیخنے چلانے لگیں: اے ہمارے دلاسے اے ہمارے پہاڑ!!'' (میں نے غشی میں کیا دیکھا) کہ ایک فرشتہ کھڑا ہے، اس کے پاس لوہے کا ایک ڈنڈا ہے جو اس نے میری ٹانگوں کے درمیان رکھ دیا ہے اور وہ یوں کہتا ہے: کیا تو ویسے ہی ہے جیسے وہ کہہ رہے ہیں؟ میں نے عرض کی: ''نہیں!'' اگر میں کہہ دیتا کہ ''ہاں!'' تو وہ مجھے ڈنڈے سے ضرور مارتا۔ ③

---

① اخرجه ابوداو ۳/۳۱۳۱ وقال الالبانیؒ: صحیح

② اخرجه ابن ماجه ۱/۱۵۸۵، وابن حبان ۵/۳۱٤٦، من حدیث ابی امامة وقال الالبانیؒ صحیح۔

③ صحیح البخاری ۷/٤۲٦۷ ((الفتح))

مصیبت کے موقع پر صبر واجب ہے

جو آدمی کسی طرح کی پریشانی یا مصیبت میں مبتلا کر دیا جائے' خواہ کسی میت کے ساتھ یا اپنی جان میں یا اپنے اہل وعیال میں یا اپنے مال ومتاع میں' اگرچہ وہ بالکل ہلکی سی اور معمولی سی کیوں نہ ہو' اس کے لیے انتہائی ضروری ہے کہ وہ بکثرت پڑھے:

''بے شک ہم اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں اور بے شک اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔ اے میرے اللہ! اس مصیبت میں مجھے اجر وثواب عطا فرما اور اس کے بدلے میں مجھے بہتر جانشین عطا فرما۔''

صحیح مسلم کی حدیث کے مطابق' کہ جو بھی یہ پڑھے گا اللہ تعالیٰ اسے اجروثواب عطا فرماوے گا اور اسے اس کا بہتر نعم البدل بھی عطا فرمائے گا۔ اس لیے بھی کہ اللہ تعالیٰ نے خود وعدہ فرمایا ہے کہ جو یہ الفاظ پڑھیں گے' ان پر ان کے رب کی طرف سے نوازشیں اور رحمتیں ہوں گی اور یہی لوگ ہدایت پانے والے ہیں۔ یعنی ﴿اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ﴾ پڑھنے کی طرف ہدایت پانے والے ہیں یا پھر جنت کی طرف اور ثواب کی طرف ہدایت پانے والے ہیں۔

سعید بن جبیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ امت مصیبت کے موقع پر ﴿انا للہ وانا الیہ راجعون﴾ پڑھنے اور کہنے کے لیے جو یہ وظیفہ دی گئی ہے ان کے علاوہ کسی بھی امت کو یہ عطا نہیں کیا گیا۔ اگر وہ بھی یہ وظیفہ دیے گئے ہوتے تو سیدنا یعقوب علیہ السلام بھی یہی کہتے اور ((اسفي علی یوسف)) (یوسف:۱۲:۸۴) (آہ یوسف!) نہ کہتے۔

شیخین نے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک صاحبزادی نے آپ کی طرف پیغام بھیجا۔ وہ یہ خبر دینا چاہتی تھی کہ اس کا لخت جگر یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نواسہ موت وحیات کی کشمکش میں ہے۔ تب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیغام لانے والے سے کہا:

((اِرْجِعْ اِلَيْهَا فَاَخْبِرْهَا اِنَّ لِلّٰهِ مَا أَخَذَ' وَلَهُ مَا أَعْطَى' وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهُ بِأَجَلٍ مُسَمًّى' فَمُرْهَا فَلْتَصْبِرْ تَحْتَسِبْ)) [1]

''اس کے پاس واپس جاؤ اور اسے یاد دلاؤ کہ جو اللہ نے لے لیا ہے بے شک وہ اللہ کا ہی ہے اور جو اللہ تعالیٰ نے اسے عطا فرمایا ہوا ہے وہ بھی اللہ ہی کا ہے' اس

[1] صحیح البخاری ۳/۱۲۸۴ ((الفتح))' وصحیح مسلم ۲/۶۳۵' من حدیث اسامة بن زید

کے ہاں ہر چیز کے لیے ایک وقت مقرر ہے۔ لہٰذا اسے یہ بھی کہو کہ وہ صبر سے کام لے اور ثواب کو حاصل کرے۔''

امام نووی رحمہ اللہ نے لکھا ہے: یہ حدیث مبارکہ اسلام کے اہم ترین بنیادی قواعد میں سے ہے، جو دین کے اصول اور فروع کے حوالے سے بہت ہی اہم مسائل پر مشتمل ہیں۔ اس میں ادب کی تعلیم ہے، ہر طرح کی آنے والی آفات پر صبر کرنے کی تلقین ہے، پریشانیوں، بیماریوں اور تمام قسم کی بلاؤں پر صبر کرنے کی تاکید ہے۔

"ان للہ ما اخذ" (جو اللہ تعالیٰ نے لے لیا ہے وہ بے شک اللہ ہی کا ہے) کا معنی یہ ہے کہ سارا جہاں ہی اللہ تعالیٰ کا ملک ہے۔ اس نے جو کچھ بھی لے لیا ہے اپنی بادشاہی اور ملک میں ہی لیا ہے، تمہارے پاس تو وہ چیز مستعار اور عاریۃً تھی (یعنی ادھار لی ہوئی چیز تھی)

"ولہ ما اعطی" (اور جو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا ہے وہ بھی اللہ ہی کا ہے) کا معنی یہ ہے کہ اس نے جو چیز تمہیں عطا فرما رکھی ہے وہ اس کی ملکیت سے باہر تو نہیں نکلی، اس میں بھی جو چاہے کر سکتا ہے۔

"وکل شیء عندہ باجل مسمی" (اس کے ہاں ہر چیز کے لیے ایک وقت مقرر ہے) یعنی کوئی چیز اس وقت مقررہ سے آگے یا پیچھے نہیں ہو سکتی۔

تو جو آدمی اتنی باتیں جان لے، اسے یہ باتیں ہی صبر کرنے اور ثواب پہنچانے کی طرف لے جاتی ہیں۔ ایک حدیث مبارکہ میں یوں بھی آتا ہے جس میں نبی کریم ﷺ نے اس صحابی سے فرمایا تھا جس کا نور چشم فوت ہو گیا تھا:

((أَيُّمَا كَانَ أَحَبَّ إِلَيْكَ أَنْ تَمَتَّعَ بِهِ عُمُرَكَ أَوْ لَا تَأْتِي غَدًا بَابًا مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ إِلَّا وَجَدْتَهُ قَدْ سَبَقَكَ إِلَيْهِ، فَيَفْتَحُهُ لَكَ؟)) فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! هٰذَا أَحَبُّ إِلَيَّ!! قَالَ: ((هُوَ لَكَ)) فَقِيلَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ هُوَ لَهُ خَاصَّةً أَمْ لِلْمُسْلِمِينَ عَامَّةً؟ فَقَالَ: ((بَلْ لِلْمُسْلِمِينَ عَامَّةً)) [1]

''تجھے ان دونوں باتوں میں سے کونسی بات محبوب ہے کہ اس بیٹے سے تیری زندگی فائدہ اٹھائے یا یہ کہ تو جنت کے جس دروازے پر بھی جائے تو اپنے اس بیٹے کو

[1] اخرجه النسائی ٤/ ١١٨، من حدیث معاویة بن قرة عن ابیه، واسناده حسن۔

جنت کے ہر دروازے پر اس لیے پہلے ہی سے موجود پائے کہ وہ تیرے لیے جنتی دروازے کو کھول دے؟ اس نے جواب دیا: اے اللہ کے رسول! مجھے تو پھر یہی محبوب ہے۔ آپ نے جواب دیا: ''اچھا پھر وہ تیرے لیے ایسا ہی ہے۔'' پھر پوچھا گیا: یارسول اللہ! یہ خوشخبری اس کے لیے خاص ہے یا تمام مسلمانوں کے لیے عام ہے؟ آپ نے فرمایا: بلکہ تمام مسلمانوں کے لیے عام ہے۔''

رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

((مَا مِنْ مُصِيبَةٍ يُصَابُ بِهَا الْمُسْلِمُ إِلَّا كُفِّرَ بِهَا عَنْهُ حَتَّى الشَّوْكَةُ يُشَاكُهَا)) ①

''نہیں ہے کوئی بھی مصیبت جو کسی مسلمان کو پہنچتی ہے' مگر اس کے ساتھ اس مسلمان سے گناہ مٹا دیے جاتے ہیں' حتیٰ کہ کوئی کانٹا بھی جو اسے چبھتا ہے۔''

نبی برحق ﷺ نے فرمایا ہے:

((إِنَّ مَنْ حَمِدَ اللّٰهَ، وَاسْتَرْجَعَ عِنْدَ مَوْتِ وَلَدِهِ أَمَرَ اللّٰهُ مَلَائِكَتَهُ أَنْ يَبْنُوا لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ، وَيُسَمُّوهُ بَيْتَ الْحَمْدِ)) ②

''جس نے اپنے بیٹے کے مرنے پر اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کی اور استرجاع پڑھا (یعنی انا للہ وانا الیہ راجعون) تو اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں کو حکم دیتا ہے کہ اس کے لیے جنت میں ایک محل تعمیر کر دو اور اس کا نام ''بیت الحمد'' رکھ دو۔''

صحیح بخاری کی ایک روایت میں یوں ہے:

((مَا لِعَبْدِي الْمُؤْمِنِ جَزَاءٌ إِذَا قَبَضْتُ صَفِيَّهُ مِنْ أَهْلِ الدُّنْيَا ثُمَّ احْتَسَبَهُ إِلَّا الْجَنَّةُ)) ③

''میرے مومن بندے کے لیے سوائے جنت کے کوئی اور بدلہ نہیں ہے' جب میں نے اس کا اہل دنیا میں سے منتخب وچیدہ حصہ (یعنی اس کی اولاد) کو قبض کر لیا' پھر

---

① صحیح مسلم ١٩٩٢/٤' من حدیث عائشة

② اخرجه احمد ٤١٥/٤' والترمذی ١٠٢١/٣ من حدیث ابی موسی' وقال الالبانیؒ فی الصحیحة ١٤٠٨: حسن' ولفظه قریب من هذا اللفظ

③ صحیح البخاری ٦٤٢٤/١١ ((الفتح)) من حدیث ابی هریرة

اس نے ثواب پانے کا ارادہ کرلیا ہو۔''

ایک دوسری روایت میں رسول اللہ ﷺ کا فرمان گرامی یہ بھی ہے:

((اِنَّمَا الصَّبْرُ عِنْدَ الصَّدْمَةِ الْأُوْلَى)) ①

''یقیناً صبر تو صدمہ کے ابتدائی مرحلہ کے وقت ہوتا ہے۔''

یعنی وہی صبر قابل مدح اور قابل تعریف ہے جو مصیبت کے اچانک آنے پر ہی کیا جائے۔ کیونکہ بعد میں تو طبعی طور پر ہی غم غلط ہو جاتا ہے اور غم بھول جاتا ہے۔

بشیر ونذیر نبی ﷺ نے فرمایا ہے:

((مَنْ قَدَّمَ ثَلَاثَةً مِنَ الْوَلَدِ لَمْ يَبْلُغُوا الْحِنْثَ، كَانُوا لَهُ حِصْنًا مِنَ النَّارِ)) فَقَالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ: قَدَّمْتُ اثْنَيْنِ؟ قَالَ: ((وَاثْنَيْنِ !)) قَالَ آخَرُ: قَدَّمْتُ وَاحِدًا؟ قَالَ: ((وَوَاحِدًا، وَلٰكِنَّ ذٰلِكَ فِي أَوَّلِ صَدْمَةٍ)) ②

''جس نے اپنی اولاد میں سے تین نابالغ بچے آگے بھیجے، وہ اس کے لیے آگ سے آڑ بن جائیں گے'' تو ابودردا رضی اللہ عنہ نے عرض کی: ''میں نے دو بھیجے ہیں؟'' تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اور دو بھی'' ایک دوسرا صحابی بول اٹھا: میں نے تو ایک ہی بھیجا ہے؟'' آپ نے فرمایا: ''اور ایک بھی، لیکن اس پر صبر اول صدمہ میں ہوا ہو۔''

نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے:

((مَا أُعْطِيَ أَحَدٌ عَطَاءً خَيْرًا وَأَوْسَعَ مِنَ الصَّبْرِ)) ③

''کوئی آدمی بھی صبر سے بڑھ کر بہترین اور زیادہ وسیع نعمت نہیں دیا گیا۔''

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ الْأَطْفَالَ دَعَامِيصُ الْجَنَّةِ۔ أَيْ حُجَّابُ أَبْوَابِهَا۔ يَتَلَقَّى أَحَدُهُمْ أَبَاهُ۔ أَوْ قَالَ: أَبَوَيْهِ۔ فَيَأْخُذُ بِثَوْبِهِ۔ أَوْ قَالَ: بِيَدِهِ۔ لَا يَنْتَهِي حَتَّى يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ)) ④

---

① صحیح البخاری ۳/۱۲۸۳ ((الفتح)) من حدیث انس۔

② اخرجه البخاری ۳/۱۳۸۱ ((الفتح)) والترمذی ۳/۱۰۶۱، من حدیث انس

③ صحیح البخاری ۳/۱٤٦۹ ((الفتح))، وصحیح مسلم ۲/۷۲۹، من حدیث ابی سعید۔

④ صحیح مسلم ٤/۲۰۲۹، من حدیث ابی هریرة

''بچے تو یقیناً جنتی دروازوں کے پردے ہوں گے۔ ان بچوں میں سے ہر ایک اپنے باپ سے' یا آپ نے فرمایا: اپنے ماں باپ کو سامنے آ کر ملے گا' اسے کپڑے سے پکڑ لے گا' یا آپ نے فرمایا: اس کے ہاتھ سے پکڑے گا' پھر اسے نہ چھوڑے گا' حتیٰ کہ اسے جنت میں داخل کر دے۔''

نبی دو عالم ﷺ نے فرمایا ہے:

((یَوَدُّ أَهْلُ الْعَافِیَةِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ حِیْنَ یُعْطَی أَهْلُ الْبَلَاءِ الثَّوَابَ، لَوْ أَنَّ جُلُوْدَهُمْ کَانَ قُرِضَتْ بِالْمَقَارِیْضِ)) ①

''قیامت کے دن اہل عافیت پسند کریں گے جب اہل البلاء (مصیبت زدگان) کو ثواب عطا فرمایا جائے گا' کاش کہ ان کے چمڑے قینچیوں سے کاٹ دیے جاتے۔''

نبی صادق و مصدوق ﷺ کا فرمان گرامی ہے:

((اِنَّ الرَّجُلَ لَیَکُوْنُ عِنْدَ اللّٰهِ الْمَنْزِلَةِ، فَمَا یَبْلُغُهَا بِعَمَلٍ فَمَا یَزَالُ اللّٰهُ یَبْتَلِیْهِ بِمَا یَکْرَهُ حَتّٰی یُبْلِغَهُ اِیَّاهَا)) ②

''یقیناً ایک آدمی اللہ تعالیٰ کے ہاں (تقدیر میں) بلند مرتبے پر فائز ہوگا۔ وہ اپنے عمل کی بدولت اس مرتبے پر نہیں پہنچ رہا ہوگا' پھر اللہ تعالیٰ اسے ایسے کاموں میں مبتلا فرما دے گا جن کو وہ ناپسند کرتا ہوگا (پھر اسے صبر کی توفیق دے گا) حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ اسے اسی مرتبہ پر فائز فرما دے۔''

نبی رحمت ﷺ کا ارشاد مبارک ہے:

((مَا یُصِیْبُ الْمُؤْمِنَ مِنْ نَصَبٍ۔ أَیْ: تَعَبٍ۔ وَلَا وَصَبٍ۔ أَیْ: مَرَضٍ۔ وَلَا هَمٍّ وَلَا حُزْنٍ وَلَا غَمٍّ حَتَّی الشَّوْکَةَ یُشَاکُهَا، اِلَّا کَفَّرَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ خَطَایَاهُ)) ③

---

① اخرجه الترمذی ٤/٢٤٠٢ من حدیث جابر، وصححه البانیؒ فی الصحیحة ٢٢٠٦

② اخرجه ابن حبان ٤/٢٨٩٧ وحسنه الالبانیؒ فی الصحیحة ٥٩٩ من حدیث ابی هریرة

③ صحیح البخاری ١٠/٥٦٤٠ وصحیح مسلم ٤/١٩٩٢، من حدیث عائشة

''مومن کو کوئی تکلیف وتھکاوٹ نہیں پہنچتی اور نہ ہی کوئی بیماری، نہ ہی کوئی غم، نہ ہی کوئی ملال، اور نہ ہی کوئی پریشانی پہنچتی ہے، حتیٰ کہ کوئی کانٹا بھی جو اسے چبھتا ہے، مگر اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس کے گناہ مٹا دیتا ہے۔''

نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے:

((مَا مِنْ مُصِيبَةٍ تُصِيبُ الْمُسْلِمَ إِلَّا كَفَّرَ اللّٰهُ عَنْهُ بِهَا حَتَّى الشَّوْكَةَ، يُشَاكُهَا)) ①

''مسلمان کو کوئی بھی پریشانی لاحق نہیں ہوتی، حتیٰ کہ کوئی کانٹا وغیرہ تک بھی نہیں چبھتا مگر اللہ تعالیٰ اس آدمی کے لیے کفارہ بنا دیتا ہے۔''

سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا ہے:

((مَا مُسْلِمٍ يُشَاكُ الشَّوْكَةَ فَمَا فَوْقَهَا إِلَّا كُتِبَ لَهُ بِهَا دَرَجَةٌ وَمُحِيَتْ عَنْهُ بِهَا خَطِيئَةٌ)) ②

''کسی مسلمان کو کوئی کانٹا یا اس سے بڑھ کر کوئی چیز تکلیف نہیں پہنچاتی، مگر اس کے لیے اسکی وجہ سے ایک درجہ لکھ دیا جاتا ہے اور اس سے ایک گناہ مٹا دیا جاتا ہے۔''

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ہے:

((مَا يَزَالُ الْبَلَاءُ بِالْمُؤْمِنِ وَالْمُؤْمِنَةِ فِي نَفْسِهِ وَمَالِهِ وَوَلَدِهِ حَتَّى يَلْقَى اللّٰهَ وَمَا عَلَيْهِ خَطِيئَةٌ)) ③

''مومن مرد اور مومنہ خاتون کو مسلسل کوئی پریشانی اس کی جان میں اور اس کے مال میں اور اس کی اولاد میں لگی رہتی ہے، حتیٰ کہ وہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملاقات کرتا ہے کہ اس کے ذمے کوئی بھی گناہ نہیں ہوتا۔''

رحمۃ للعالمین ﷺ کا فرمان ہے:

((وَصَبُ الْمُؤْمِنِ كَفَّارَةٌ لِخَطَايَاهُ، إِذَا شْتَكَى الْمُؤْمِنُ أَخْلَصَهُ اللّٰهُ

---

① صحيح البخاري ١٠/٥٦٤٠، ((الفتح)) وصحيح مسلم ٤/١٩٩٢، من حديث عائشة

② صحيح مسلم ٤/١٩٩١ من حديث عائشه

③ اخرجه الترمذي ٤/٢٣٩٩ والحاكم ٤/٣١٤ وقال: صحيح على شرط مسلم ووافقه الذهبي، من حديث ابي هريرة، وقال الالباني: حسن صحيح۔

مِنَ الذُّنُوبِ كَمَا يُخَلِّصُ الْكِيرُ خَبَثَ الْحَدِيدِ)) ①

''مومن کی بیماری اس کے گناہوں کے لیے کفارہ ہوتی ہے' جب مومن بیماری میں مبتلا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے گناہوں سے اس طرح صاف کر دیتے ہیں جس طرح بھٹی لوہے کے زنگ کو صاف کر دیتی ہے۔''

خاتم النّبیین ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

((مَا ضُرِبَ عَلَى مُؤْمِنٍ عِرْقٌ قَطُّ إِلَّا حَطَّ اللّٰهُ عَنْهُ بِهَا خَطِيئَةً، وَكَتَبَ اللّٰهُ لَهُ حَسَنَةً، وَرَفَعَ لَهُ دَرَجَةً)) ②

''مومن کو بالکل معمولی سی تکلیف اور کوفت بھی نہیں پہنچتی' مگر اللہ تعالیٰ اس کی بدولت اس مومن سے ایک گناہ ختم کر دیتا ہے' اس کے لیے ایک نیکی لکھ دیتا ہے اور اس کا ایک درجہ بلند فرما دیتا ہے۔''

نبی رحمت و بشارت ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

((اِذَا مَرِضَ الْعَبْدُ أَوْ سَافَرَ كُتِبَ لَهُ مَا كَانَ يَعْمَلُ صَحِيحًا)) ③

''جب بندہ بیمار ہو جاتا ہے یا سفر پر ہوتا ہے تو اس کے لیے اتنا ہی اجر و ثواب لکھا جاتا ہے جتنا وہ حالت صحت (اور حالت حضر) میں عمل کرتا تھا۔''

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اسی کے متعلق سوال کیا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا:

((غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ يَا أَبَا بَكْرٍ أَلَسْتَ تَمْرَضُ، أَلَسْتَ تَحْزَنُ، أَلَسْتَ تُصِيبُكَ اللَّأْوَاءُ؟)) أَيْ: شِدَّةُ الضِّيقِ۔ قَالَ: قُلْتُ: بَلَى ! قَالَ: ((هُوَ الَّذِي تُجْزَوْنَ بِهِ)) ④

''اے ابوبکر! اللہ تعالیٰ تجھے معاف فرمائے' کیا تو بیمار نہیں ہوتا؟ کیا تو غمگین نہیں ہوتا؟ کیا تجھے تنگ دستی نہیں پہنچتی؟ آپ فرماتے ہیں میں نے جواب دیا: ہاں کیوں نہیں! آپ نے فرمایا: ''یہی چیز ہے جس کا تم بدلہ دیے جاؤ گے۔''

---

① اخرجه الحاكم ١/٣٤٧ من حديث ابى هريرة' وقال الذهبى: صحيح

② اخرجه الحاكم ١/٣٤٧ من حديث عائشة' وقال: حديث صحيح الاسناد' ووافقه الذهبى وذكره الهيثمى فى المجمع ٢/٣٠٤ وقال: رواه الطبرانى فى الاوسط واسناده حسن۔

③ صحيح البخارى ٦/٢٩٩٦ ((الفتح)) احمد ٤/٤١٠ من حديث ابى موسى۔

④ اخرجه احمد ١/١٠ والحاكم ٣/٧٤' من حديث ابى بكر الصديق' وقال: هذا حديث صحيح الاسناد ولم يخرجاه' ووافقه الذهبى

زیادتی کرنا
فساد پیدا کرنا اور تکلیف پہنچانا

- اللہ تعالیٰ کے اولیائے کرام مردوں عورتوں کو اذیت پہنچانا حرام ہے۔
- مسلمان یا ذمی کو قتل کرنا حرام ہے۔
- مسلمان عورت یا مرد کو گالی دینا حرام ہے۔
- بہتان بازی سے مومنہ عورتوں کو اذیت پہنچانا حرام ہے۔
- جان پر زیادتی کرنا اور خودکشی کرنا حرام ہے۔
- فتنہ وفساد اور باطل کی باتیں کرنا بھی حرام ہے۔
- باطل کی بنیاد پر جھگڑنا اور اس کی بنا پر حق کی مخالفت کرنا حرام ہے۔
- لوگوں کو راضی کرنے کیلئے ایسے کام کرنا جن سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہو حرام ہیں۔
- لوگوں کے خلاف جھوٹ بولنا بھی حرام ہے۔
- بیوی کا جھوٹ بولنا حرام ہے۔
- وعدہ وفا نہ کرنا اور وعدہ کی خلاف ورزی کرنا حرام ہے۔
- عوام الناس کے ساتھ دھوکا اور ملاوٹ کرنا حرام ہے۔
- دیانت داری' امانت میں رکھی ہوئی چیز' گروی چیز اور ادھار مانگی ہوئی چیز کی حفاظت کرنے میں کوتاہی کرنا حرام ہے۔
- لوگوں کی وہ گفتگو سننا حرام ہے جس کے سننے پر وہ راضی نہ ہوں۔
- غیر صحیح' بیوع (خرید وفروخت) اور ان کی قیمت کھانا حرام ہے۔
- خرید وفروخت میں ملاوٹ اور دھوکا حرام ہے۔
- سامان فروخت کرنے کے لیے بیع میں جھوٹی قسم کھانا حرام ہے۔
- غلہ' غذا اور دوا کو ذخیرہ کرنا حرام ہے۔
- معاملہ کرتے ہوئے چال بازی اور دھوکا دہی حرام ہے۔
- پڑوسی کو تکلیف پہنچانی حرام ہے' اگرچہ ذمی ہی ہو۔

بحث: 1

اللہ کریم کے دوستوں (ولیوں) کو تکلیف پہنچانا

اے میری ایماندار بہن!

اللہ تعالیٰ کے اولیائے صالحین اور اولیات صالحات میں سے کسی کو اذیت و تکلیف پہنچانے سے بچ کر رہ، خصوصاً اس سے محتاط رہ' کیونکہ یہ ان شیاطین کا عمل ہے جو اللہ تعالیٰ کے اولیائے کرام کے دشمن ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّ اِثْمًا مُّبِيْنًا ﴿۵۸﴾﴾ (الاحزاب : ۳۳/۵۸)

''جو لوگ مومن مردوں اور مومن عورتوں کو ایذا دیں' بغیر کسی جرم کے جو ان سے سرزد ہوا ہو' وہ بڑے ہی بہتان باز اور کھلم کھلا گناہگار ہیں۔''

اللہ تعالیٰ نے یوں بھی فرمایا ہے:

﴿وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۸۸﴾﴾ (الحجر : ۱۵/۸۸)

''اور مومنوں کے لیے اپنے بازو جھکائے رہیں۔''

سیدنا انس اور سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تبارک وتعالیٰ سے بیان کرتے ہیں:

((مَنْ أَهَانَ لِيْ وَلِيًّا فَقَدْ بَارَزَنِيْ بِالْمُحَارَبَةِ، وَمَا تَرَدَّدْتُ فِيْ شَيْءٍ أَنَا فَاعِلُهُ مَا تَرَدَّدْتُ فِيْ قَبْضِ نَفْسِ عَبْدِيَ الْمُؤْمِنِ يَكْرَهُ الْمَوْتَ وَأَكْرَهُ مَسَائَتَهُ وَلَا بُدَّ لَهُ مِنْهُ، وَمَا تَقَرَّبَ إِلَيَّ عَبْدِيَ الْمُؤْمِنُ بِمِثْلِ الزُّهْدِ فِي الدُّنْيَا وَلَا تَعَبَّدَ لِيْ بِمِثْلِ مَا افْتَرَضْتُهُ عَلَيْهِ)) [1]

''جس نے میرے ولی کی توہین کی اس نے مجھے لڑائی کے لیے للکارا۔ مجھے کسی بھی کام میں جسے میں کرنے والا ہوتا ہوں اتنا تردد نہیں ہوتا' جتنا تردد مجھے اپنے مومن

[1] اخرجه البخاری ۶۵۰۲/۱۱ ((الفتح)) من حدیث ابی هریرة

بندے کی جان قبض کرنے میں ہوتا ہے۔ وہ موت کو ناپسند کرتا ہے اور میں اس کے غم واندوہ کو ناپسند کرتا ہوں۔ اور موت کے بغیر اسے کوئی چارۂ کار بھی نہیں ہے۔ میرا مومن بندہ میرا اتنا زیادہ قرب کسی اور چیز سے حاصل نہیں کرتا جتنا قرب دنیا میں بے رغبتی اور زہد سے حاصل کرتا ہے' اور میرا بندہ کسی اور طریقے سے میری عبادت نہیں کر سکتا جتنی عبادت وہ میرے فرض کیے ہوئے طریقوں سے کر سکتا ہے۔''

ایک اور روایت میں اس طرح بھی ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اِنَّ اللّٰہَ تَعَالَی قَالَ: مَنْ عَادَی لِیْ وَلِیًّا فَقَدْ آذَنْتُہٗ بِالْحَرْبِ۔ أَیْ أَعْلَمْتُہٗ اِنِّیْ مُحَارِبٌ لَہُ۔ وَمَا تَقَرَّبَ اِلَیَّ عَبْدِیْ بِشَیْءٍ أَحَبَّ اِلَیَّ مِنْ مِمَّا افْتَرَضْتُہٗ عَلَیْہِ' وَلَا یَزَالُ عَبْدِیْ یَتَقَرَّبُ اِلَیَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰی أُحِبَّہٗ' فَاِذَا أَحْبَبْتُہٗ کُنْتُ سَمْعَہُ الَّذِیْ یَسْمَعُ بِہٖ' وَبَصَرَہُ الَّذِیْ یُبْصِرُ بِہٖ' وَیَدَہُ الَّتِیْ یَبْطِشُ بِھَا' وَرِجْلَہُ الَّتِیْ یَمْشِیْ بِھَا' وَاِنْ سَأَلَنِیْ أَعْطَیْتُہٗ' وَاِنِ اسْتَعَاذَنِیْ لَأُعِیْذَنَّہٗ)) ①

''یقیناً اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے: ''جس نے میرے ولی سے دشمنی رکھی اس کے لیے میری طرف سے اعلان جنگ ہے۔ میرا بندہ کسی اور ذریعے سے میرا قرب نہیں پا سکتا جو مجھے محبوب بھی ہو' جتنا قرب میرے اس پر فرض کردہ فرائض کی ادائیگی سے پا سکتا ہے۔ میرا بندہ لگاتار نوافل کی ادائیگی سے میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے' یہاں تک کہ میں اسے محبوب بنا لیتا ہوں۔ پھر جب میں اسے اپنا محبوب بنا لیتا ہوں تو میں اس کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کی ٹانگ بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے' اور اگر وہ مجھ سے مانگتا ہے تو میں اسے عطا کرتا ہوں اور اگر وہ مجھ سے پناہ مانگتا ہے تو میں یقیناً اسے پناہ بھی دیتا ہوں۔''

فقرا کا احترام زیادہ کرنا چاہیے' خصوصاً صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے فقرا کا جو ایمان لانے میں سبقت لے گئے تھے' جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ سے بات کی تھی جب

① صحیح البخاری ۱۱/ ۶۵۰۲ ((الفتح)) من حدیث ابی ھریرۃ

مشرکین مکہ نے ان کے ساتھ بیٹھنے پر نبی کریم ﷺ کو معتوب ٹھہرایا تھا۔ انہوں نے یہ کہا تھا: ''انہیں اپنے سے دور ہٹا دیں' کیونکہ ہمارے نفوس ان کے ساتھ بیٹھنے سے نفرت کرتے ہیں۔ اگر آپ انہیں اپنے آپ سے دور ہٹا دیں گے تو لوگوں کے اشراف اور رؤسا آپ پر یقیناً ایمان لے آئیں گے۔ وہ فرمان باری تعالیٰ یہ ہے:

﴿وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ﴾

(الانعام : ۵۲/۶)

''اور ان لوگوں کو نہ نکالیے جو صبح و شام اپنے پروردگار کی عبادت کرتے ہیں' خاص اسی کی رضا مندی کا قصد رکھتے ہیں۔''

پھر جب مشرکین ان کے ہٹائے جانے سے مایوس ہو گئے تو انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے یہ فرمائش کی تھی کہ ان کے لیے الگ دن مقرر کر دیں' تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی تھی:

﴿وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ ۚ تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ﴾

(الکہف : ۲۸/۱۸)

''اور اپنے آپ کو انہیں کے ساتھ رکھا کر جو اپنے پروردگار کو صبح و شام پکارتے ہیں اور اس کے چہرے کا ارادے رکھتے ہیں۔ خبردار! تیری نگاہیں ان سے نہ ہٹنے پائیں کہ دنیوی زندگی کے ٹھاٹھ کے ارادے میں لگ جا۔''

اس آیت کا معنی یہ ہے کہ تیری نظریں ان سے بے رغبتی کرتے ہوئے اور دنیا داروں کی صحبت چاہتے ہوئے آگے نہ بڑھیں اور نہ ہی ان سے تجاوز کریں۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ملاحظہ ہو:

﴿وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ ۣ فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ﴾

(الکہف : ۲۹/۱۸)

''اور اعلان کر دے کہ یہ سراسر برحق قرآن تمہارے رب کی طرف سے ہے۔ اب جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے کفر کرے۔''

پھر اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے اپنے اس فرمان میں ایک مالدار اور ایک فقیر کی مثال بیان

فرمائی ہے:

﴿وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا رَّجُلَيْنِ﴾ (الکھف : ۱۸/ ۳۲)

''اور انہیں ان دو شخصوں کی مثال بھی سنا دے۔''

اپنے اس فرمان گرامی تک:

﴿وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا﴾ (الکھف : ۱۸/ ۴۵)

''ان کے سامنے دنیا کی زندگی کی مثال بھی بیان کر۔''

یہ سب کچھ ان کے شان وشوکت کی وضاحت ہے' اور ان کی تعظیم کرنے اور ان کی رعایت رکھنے پر ابھارنا مقصود ہے۔ اس لیے تو رسول اللہ ﷺ فقرا کی تعظیم وتکریم فرمایا کرتے تھے' خصوصاً اہل صفہ کی' اور یہی وہ مہاجرین میں سے فقرا تھے جو آپ کے ساتھ رہتے تھے۔

بحث: 2

مسلمان یا ذمی کو قتل کرنا

اے میری خواہر ایمان!

بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنے راستے میں جہاد کرتے ہونے کے علاوہ یا جان، مال اور آبرو کا دفاع کرتے ہونے کے علاوہ قتل کرنے اور خون بہانے کو حرام قرار دیا ہے۔ لوگوں کی زندگی کے احترام کو ملحوظ خاطر رکھنا اسلام میں فرض ہے، اور قتل ایک نہایت ہی گھناؤنا جرم ہے جسے اللہ تعالیٰ نے بڑی شدت اور سختی کے ساتھ حرام کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَ مَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا ﴿٦٨﴾ يُّضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَ يَخْلُدْ فِيْهٖ مُهَانًا ﴿٦٩﴾ اِلَّا مَنْ تَابَ﴾ (الفرقان: ۲۵/ ۶۸ تا ۷۰)

"اور جو کوئی یہ کام کرے (یعنی کسی جان کو ناحق قتل کرے جسے اللہ تعالیٰ نے احترام والا بنایا ہے اور جو اس کے بعد ہے (زنا) اور جو اس سے ما قبل ہے (شرک) وہ اپنے اوپر سخت وبال لائے گا۔ اسے قیامت کے دن دوہرا عذاب کیا جائے گا اور وہ ذلت وخواری کے ساتھ اسی میں ہمیشہ رہے گا۔ سوائے ان لوگوں کے جو توبہ کریں۔"

اللہ تعالیٰ کا یہ بھی فرمان گرامی ہے:

﴿مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ ۚ كَتَبْنَا عَلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اَنَّهٗ مَنْ قَتَلَ نَفْسًۢا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِي الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا ؕ﴾

(المائدة: ۵/ ۳۲)

"اسی وجہ سے ہم نے بنی اسرائیل پر یہ لکھ دیا ہے کہ جو شخص کسی کو بغیر اس کے کہ وہ کسی کا قاتل ہو یا زمین میں فساد مچانے والا ہو قتل کر ڈالے تو گویا اس نے تمام لوگوں کو قتل کر دیا، اور جو شخص کسی ایک کی جان بچالے اس نے گویا تمام لوگوں کو زندہ کر دیا۔"

اللہ تعالیٰ نے صرف ایک جان کو قتل کرنے کو تمام لوگوں کے قتل کے برابر قرار دیا ہے' اس قتل ظلم کے معاملے کی شدت کو مبالغہ سے بیان کرتے ہوئے اور اس عمل ظلم کو بہت بڑا بتاتے ہوئے' یعنی جس طرح ہر ایک آدمی کے نزدیک تمام لوگوں کو قتل کر دینا ایک نہایت عظیم گناہ ہے' اسی طرح صرف ایک جان کو قتل کرنا بھی اتنا ہی عظیم جرم ماننا واجب ہے۔ ان دونوں میں مشترک وجہ معاملے کی شدت ہے' صرف اس مقتول کی قدر و قیمت ہی نہیں۔ ویسے بھی آپس میں ملتی جلتی دو چیزوں میں ایک کو دوسری سے تشبیہ دینے میں تمام پہلوؤں میں مساوات اور برابری نہیں ہوتی۔ ایک بات یہ بھی ہے کہ اگر لوگوں کو کسی انسان کے متعلق معلوم ہو جائے کہ وہ ان سب کو قتل کرنا چاہتا ہے تو سبھی اس کے روکنے کی مکمل کوشش کریں گے' بالکل اسی طرح ان پر لازم ہے جب انہیں کسی انسان کے بارے میں معلوم ہو جائے کہ وہ کسی کو ظلم سے ناحق مارنا چاہتا ہے۔ اسے پوری ہمت کے ساتھ باز رکھنے کی کوشش کریں۔ ایک اور بات بھی یاد رکھیں: جس نے ظلم سے قتل کیا' اس کا جذبہ اطاعت دب جاتا ہے اور برائی' شہوت اور غصے والے جذبات غالب آ جاتے ہیں۔ تو جس آدمی کی کیفیت ایسی بن جائے تو وہ ایسا بن جاتا ہے کہ اگر سبھی انسان اپنے اپنے مقصود و مطلوب کے معاملے میں اس سے جھگڑنے لگیں اور کوئی اس کے قتل پر قدرت پالے تو وہ اسے قتل ہی کر دے۔ اور نیکیوں میں مومن کی نیت اس کے نیک عمل سے بہتر ہوتی ہے جس طرح کہ حدیث میں بھی آتا ہے' اسی طرح برائی میں اس کی نیت برے عمل سے بری ہوتی ہے' تو اس سے گویا ایک آدمی کا ظلم سے قتل کرنا تمام لوگوں کے قتل کے برابر ہے۔

امام مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''جس نے کسی حرام جان کو قتل کیا' وہ اسے قتل کرنے کے سبب آگ میں داخل ہوگا' بالکل اسی طرح کہ اگر وہ تمام لوگوں کو قتل کر دیتا تو آگ میں جاتا' اور جس نے اسے زندہ رکھا یعنی اسے قتل نہ کیا' گویا کہ اس نے تمام لوگوں کو زندہ رکھا۔''

اللہ تعالیٰ کا فرمان گرامی ہے:

﴿وَ مَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِيْهَا وَ غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ لَعَنَهٗ وَ اَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا ﴿۹۳﴾﴾ (النساء : ۴/۹۳)

''اور جو کوئی کسی مومن کو قصداً قتل کر ڈالے اس کی سزا دوزخ ہے' جس میں وہ ہمیشہ رہے گا' اس پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہوگا' اسے اللہ تعالیٰ نے لعنت کی ہے اور

اس کے لیے بڑا عذاب تیار کر رکھا ہے۔''
یہ بھی جان لیں کہ قتل کے بھی کچھ احکام ہیں جیسے کہ قصاص اور دیت۔ سورۃ البقرۃ میں ذکر کیا گیا ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ﴾ (البقرۃ : ۲/۱۷۸)

''اے ایمان والو! تم پر مقتولوں کا قصاص لینا فرض کیا گیا ہے۔''

آیت مذکورہ بالا میں گناہ اور وعید دونوں کے بیان پر ہی اکتفا کیا گیا ہے' ان کی حالت کی سختی بیان کرنے کے لیے' ان دونوں کی وجہ سے زجر و توبیخ میں مبالغہ بیان کرنے کے لیے' ان کے مرتبے کو سمجھانے کے لیے۔ اس آیت مبارکہ کا شان نزول کچھ اس طرح ہے کہ قیس بن ضبابہ کنانی اور اس کا بھائی ہشام مسلمان ہو گئے۔ اس نے ہشام کو بنی نجار میں مقتول پایا تو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر سب کچھ بیان کیا۔ تب رسول اللہ ﷺ نے بنی فہر کے ایک آدمی کو اس کے ہمراہ بنی نجار کی طرف روانہ فرمایا اور یہ پیغام دیا کہ رسول اللہ ﷺ نے تمہیں فرمایا ہے ''اگر تم ہشام بن ضبابہ کے قاتل کو جانتے ہو تو اسے قیس کے حوالے کر دو تا کہ وہ اس سے قصاص لے لے' اور اگر تم اس کے قاتل کے بارے میں لاعلم اور بے خبر ہو تو اس کا خون بہا ادا کر دو۔'' اس فہری نے انہیں یہ پیغام رسول کریم ﷺ پہنچا دیا تو انہوں نے جواب دیا: ''اللہ اور اس کے رسول کی بات کو ہم سنتے بھی ہیں اور اطاعت بھی کرتے ہیں۔ ہم اس کے قاتل کو نہیں جانتے' البتہ اس کی دیت ہم ادا کر دیتے ہیں۔'' انہوں نے سو اونٹ اسے دے دیے۔ پھر یہ دونوں ساتھی مدینہ منورہ کی جانب واپس چلے آئے۔ راستے میں شیطان نے قیس بن ضبابہ کے دل میں یہ وسوسہ پیدا کیا کہ تو اپنے بھائی کا خون بہا تو قبول کر چکا ہے' اب اس کی جگہ پر اسے ہی قتل کر دے جو تیرے ساتھ ہے' تا کہ جان کی جگہ پر جان بھی ہو جائے اور خون بہا زائد ہو جائے۔ چنانچہ اس نے فہری کو قتل کر دیا اور اس کی لاش کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے چھپا دیا۔ پھر ان خون بہا کے اونٹوں میں سے ایک پر سوار ہو کر باقی کو ہانکتے ہوئے مرتد بن کر مکہ کی طرف چلا دیا۔ اس کے بارے میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تھی:

﴿وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيهَا وَغَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهُ وَأَعَدَّ لَهُ عَذَابًا عَظِيمًا ﴿٩٣﴾﴾ (النساء : ۴/۹۳)

''اور جو کوئی کسی مومن کو قصداً قتل کر ڈالے' اس کی سزا دوزخ ہے' جس میں وہ ہمیشہ رہے گا' اس پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہے' اسے اللہ تعالیٰ نے لعنت کی ہے اور اس کے لیے بڑا عذاب تیار کر رکھا ہے۔''

اس کی سزا دوزخ اس کے کفر وارتداد کی وجہ سے ہے۔ اور یہ قیس بن ضبابہ وہی مرتد ہے جسے نبی کریم ﷺ نے فتح مکہ کے روز باقی امن پانے والوں میں سے مستثنیٰ دے دیا تھا۔ چنانچہ یہ فتح مکہ کے دن قتل کر دیا گیا تھا اور یہ قتل کے وقت خانہ کعبہ کا غلاف پکڑے ہوئے تھا۔

صحیح حدیث میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے بیعت عقبہ کی رات اپنے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے یہ بیعت لی تھی' کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے' اور نہ وہ چوری کریں گے نہ وہ زنا ہی کریں گے' اور کسی ایسی جان کو قتل بھی نہیں کریں گے جسے اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے' مگر حق کے ساتھ اور کچھ دوسری چیزیں بھی ذکر کیں' پھر آپ نے فرمایا:

((فَمَنْ وَفّٰی مِنْكُمْ فَأَجْرُهُ عَلَى اللّٰهِ، وَمَنْ اَصَابَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا فَعُوقِبَ فِي الدُّنْيَا فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَهُ، وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا ثُمَّ سَتَرَهُ اللّٰهُ فَهُوَ اِلَى اللّٰهِ اِنْ شَاءَ عَفَا عَنْهُ وَاِنْ شَاءَ عَاقَبَهُ)) فَبَايَعَهُ عَلٰى ذٰلِكَ)) [1]

''جس نے ان باتوں کو پورا کیا تو اس کا اجر اللہ تعالیٰ پر ہو گا' اور جو ان مذکورہ کاموں میں سے کسی کا مرتکب ہوا' پھر دنیا میں اس پر سزا دے دیا گیا تو وہ اس کے لیے کفارہ ہو جائے گی' اور جو ان کاموں میں سے کسی کو کر بیٹھا پھر اللہ تعالیٰ نے اس کا پردہ رکھا تو وہ آدمی اللہ تعالیٰ کے ذمے ہے' اگر وہ چاہے تو معاف فرما دے اور اگر وہ چاہے تو اسے سزا دے دے۔ پھر انہوں نے ان باتوں پر آپ سے بیعت کی۔''

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے کبائر کا تذکرہ کیا اور یوں فرمایا:

((اَلشِّرْكُ بِاللّٰهِ، وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ، وَقَتْلُ النَّفْسِ)) [2]

''اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا' والدین کی نافرمانی کرنا' اور جان کو قتل کرنا۔''

---

[1] صحیح البخاری ۱ ح۱۸ ((الفتح)) وصحیح مسلم ۳/۱۳۳۳ من حدیث عبادۃ بن الصامت

[2] صحیح البخاری ۵ ح۲۶۵۳ ((الفتح)) وصحیح مسلم ۱/۹۲

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا: اللہ تعالیٰ کے ہاں کون سا گناہ سب سے عظیم ہے؟ آپ نے فرمایا:

((أَنْ تَجْعَلَ لِلّٰهِ نِدًّا وَهُوَ خَلَقَكَ)) قُلْتُ: إِنَّ ذٰلِكَ لَعَظِيمٌ! ثُمَّ؟ قَالَ: ((أَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ مُخَافَةَ أَنْ يَطْعَمَ مَعَكَ)) قُلْتُ: ثُمَّ أَيٌّ؟ قَالَ: ((أَنْ تُزَانِيَ حَلِيلَةَ جَارِكَ)) ①

"یہ کہ تو اللہ تعالیٰ کا شریک بنائے' حالانکہ اس نے تجھے پیدا کیا ہے۔" میں نے عرض کی: "یہ تو بے شک عظیم ہی ہے! پھر کونسا ہے؟" آپ نے فرمایا: "یہ کہ تو اپنے بچے کو اس خطرے کے پیش نظر قتل کر دے کہ وہ تیرے ساتھ کھائے پیے گا۔" میں نے عرض کی: "پھر کون سا گناہ ہے؟" آپ نے ارشاد فرمایا: "یہ کہ تو اپنے ہمسائے کی بیوی سے بدکاری کرے۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

((اَلْكَبَائِرُ: اَلْإِشْرَاكُ بِاللّٰهِ، وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ، وَقَتْلُ النَّفْسِ، وَالْيَمِينُ الْغَمُوسِ)) ②

"بڑے بڑے گناہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرانا' والدین کی نافرمانی کرنا' جان کو قتل کرنا اور جھوٹی قسم کھانا ہیں۔"

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

((لَزَوَالُ الدُّنْيَا أَهْوَنُ عَلَى اللّٰهِ مِنْ قَتْلِ مُؤْمِنٍ بِغَيْرِ حَقٍّ)) ③

"البتہ دنیا کو ختم کرنا اللہ تعالیٰ پر کسی مومن کے ناحق قتل ہونے سے کہیں آسان تر ہے۔"

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

((لَوْ أَنَّ أَهْلَ سَمٰوَاتِهِ، وَأَهْلَ أَرْضِهِ اشْتَرَكُوا فِي دَمِ مُؤْمِنٍ لَأَدْخَلَهُمُ

---

① صحیح البخاری ۱۲ ح۶۸۶۱ ((الفتح)) وصحیح مسلم ۱/ ۹۰

② صحیح البخاری ۵ ح۲۶۵۳ ((الفتح)) وصحیح مسلم ۱/ ۹۲

③ اخرجه ابن ماجه ۲ ح۲۶۱۹ من حدیث البراء وقال الالبانیؒ: صحیح

النَّارَ)) ①

''اگر تمام آسمانوں والے اور تمام زمین والے ایک مومن کے خون میں شریک ہوں تو اللہ تعالیٰ سب کو جہنم میں داخل کر دے گا۔''

رسول کائنات ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

((لَزَوَالُ الدُّنْيَا أَهْوَنُ عَلَى اللّٰهِ مِنْ قَتْلِ رَجُلٍ مُسْلِمٍ)) ②

''البتہ دنیا کو ختم کر دینا اللہ تعالیٰ کے لیے ایک مسلمان آدمی کے قتل سے کہیں زیادہ ہلکا ہے۔''

ایک روایت میں یوں آتا ہے:

((قَتْلُ مُؤْمِنٍ اَعْظَمُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ زَوَالِ الدُّنْيَا)) ③

''مومن کو قتل کرنا اللہ تعالیٰ کے نزدیک دنیا کے زوال سے زیادہ عظیم ہے۔''

رسول اکرم ﷺ کا فرمان اقدس ہے:

((لَا تُقْتَلُ نَفْسٌ ظُلْمًا اِلَّا كَانَ عَلَى ابْنِ آدَمَ الْأَوَّلِ كِفْلٌ مِنْ دَمِهَا' لِأَنَّهُ أَوَّلُ مَنْ سَنَّ الْقَتْلَ)) ④

''کوئی بھی نفس ظلم سے قتل نہیں کیا جاتا' مگر سیدنا آدم علیہ السلام کے پہلے بیٹے پر اس کے خون کا حصہ ہوتا ہے' کیونکہ اسی نے قتل کی بنیاد رکھی تھی۔''

رسول برحق ﷺ کا ارشاد مبارک ہے:

((أَوَّلُ مَا يُقْضَى بَيْنَ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِي الدِّمَاءِ)) ⑤

''قیامت کے دن لوگوں کے درمیان سب سے پہلے خون کے معاملے میں فیصلے کیے جائیں گے۔''

---

① اخرجه البيهقي في الشعب ٤'ح٥٣٥٣ من حديث ابی هريرة' والحديث اسناده صحيح۔

② اخرجه النسائی ٢٨/٧ والترمذی ٤ ح١٣٩٥ من حديث عبدالله بن عمرو' وقال الالبانیؒ: صحيح۔

③ اخرجه النسائی ٢٨/٧ والبيهقي في الشعب ٤/ح٥٣٤٢ عن بريدة عن ابيه' والحديث اسناده صحيح۔

④ صحيح البخاری ١٢'ح٣٣٣٥ ((الفتح)) وصحيح مسلم ١٣٠٤/٣ من حديث عبدالله۔

⑤ صحيح البخاری ١٢'ح٦٨٦٤ وصحيح مسلم ١٣٠٤/٣ من حديث ابن مسعود۔

(یاد رہے کہ ایک حدیث مبارکہ میں سب سے پہلے نماز کے متعلق پوچھے جانے کا ذکر اور اس حدیث مبارکہ میں سب سے پہلے خون کے بارے میں فیصلہ کیے جانے کا تذکرہ ہے' تو ان دونوں احادیث میں کوئی تضاد نہیں ہے۔ بس یہ یاد رکھیں کہ حقوق اللہ میں سے سب سے پہلے نماز کی پرسش ہوگی اور حقوق الناس میں سے سب سے پہلے خون کا حساب چکایا جائے گا۔ لہٰذا کوئی تضاد نہیں رہا۔ مترجم)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

((کُلُّ ذَنْبٍ عَسَى اللّٰہُ اَنْ یَغْفِرَہُ اِلَّا الرَّجُلَ یَمُوْتُ کَافِرًا أَوِ الرَّجُلَ یَقْتُلُ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا)) ①

''ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر گناہ کو معاف فرمادے' مگر وہ آدمی جو کافر ہی مر جائے یا وہ آدمی جو کسی مومن کو قصداً قتل کردے۔''

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ''میں نے تمہارے نبی ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا تھا:

((یَأْتِی الْمَقْتُوْلُ مُعَلِّقًا رَأْسَہُ بِإِحْدَی یَدَیْہِ مُتَلَبِّبًا قَاتِلَہُ بِالْیَدِ الْأُخْرَی تَشْخُبُ أَوْدَاجُہُ دَمًا حَتّٰی یَأْتِیَ بِہِ الْعَرْشَ' فَیَقُوْلُ الْمَقْتُوْلُ لِرَبِّ الْعَالَمِیْنَ: ہٰذَا قَتَلَنِیْ؟! فَیَقُوْلُ اللّٰہُ لِلْقَاتِلِ: تَعِسْتَ وَیُذْہَبُ بِہِ إِلَی النَّارِ)) ②

''مقتول اپنے ایک ہاتھ میں اپنے سر کو لٹکائے ہوئے آئے گا اور دوسرے ہاتھ سے اپنے قاتل کا گریبان پکڑے ہوئے ہوگا' اس کی رگوں سے تازہ خون ٹپک رہا ہوگا یہاں تک کہ اسے عرش رحمان کے قریب لے جائے گا' پھر مقتول رب العالمین سے عرض کرے گا' اس نے مجھے قتل کیا تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ قاتل سے فرمائیں گے: ''تو بدنصیب بن گیا'' اور اسے دوزخ کی طرف بھیج دیا جائے گا۔''

---

① اخرجہ النسائی ۸۱/۷ والحاکم فی المستدرک ۳۵۱/۴ من حدیث معاویۃ' وقال: صحیح الاسناد ولم یخرجاہ ووافقہ الذہبی' وذکرہ الالبانیؒ فی صحیح الجامع ۳۵۲۴ وقال: صحیح

② اخرجہ الترمذی ۳۰۲۹/۵ وذکرہ الہیثمی فی المجمع ۲۹۷/۷ من حدیث ابن عباس وقال: رواہ الطبرانی فی الاوسط ورجالہ رجال الصحیح' وقال الالبانیؒ: صحیح۔

رسول اکرم ﷺ کا فرمان گرامی ہے:

((مَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا فَاغْتَبَطَ بِقَتْلِهِ لَمْ يَقْبَلِ اللّٰهُ مِنْهُ صَرْفًا وَلَا عَدْلًا)) ①

''جس نے کسی مومن کو قتل کیا پھر اس کے قتل پر خوش رہا' اللہ تعالیٰ اس کی کوئی نفلی عبادت قبول کرتا ہے اور نہ ہی کوئی فرضی۔''

رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی فرمایا ہے:

((يَخْرُجُ عُنُقٌ مِنَ النَّارِ يَتَكَلَّمُ' يَقُوْلُ: وُكِّلْتُ الْيَوْمَ بِثَلَاثَةٍ: بِكُلِّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ' وَمَنْ جَعَلَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا آخَرَ' وَمَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ حَقٍّ' فَيَنْطَوِي عَلَيْهِمْ' فَيَقْذِفُهُمْ فِي جَمْرِ جَهَنَّمَ)) ②

''آگ سے ایک گردن باہر نکلے گی اور باتیں کرے گی اور یوں بولے گی: ''آج تین طرح کے لوگ میرے سپرد کیے جائیں گے: ہر ضدی سرکش' اور جس نے بھی اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو معبود بنایا ہوگا' اور جس نے کسی کو ناحق قتل کیا ہوگا۔'' پھر وہ گردن ان سب کو لپیٹ لے گی اور دوزخ کے انتہائی تاریک حصے میں پھینک دے گی۔''

رسول کریم ﷺ نے فرمایا ہے:

((مَنْ قَتَلَ مُعَاهِدًا لَمْ يَرِحْ۔ أَيْ: لَمْ يَجِدْ وَلَمْ يَشَمَّ۔ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ' وَاِنَّ رِيْحَهَا يُوْجَدُ مِنْ مَسِيْرَةِ أَرْبَعِيْنَ عَامًا)) ③

''جس نے کسی معاہد کو قتل کیا وہ جنت کی خوشبو بھی نہ پا سکے گا' جب کہ اس کی خوشبو چالیس سال کی مسافت سے پائی جا سکے گی۔''

نبی مکرم ﷺ نے فرمایا ہے:

((أَلَا مَنْ قَتَلَ نَفْسًا مُعَاهَدَةً لَهَا ذِمَّةُ اللّٰهِ وَذِمَّةُ رَسُوْلِهِ' فَقَدْ أَخْفَرَ ذِمَّةَ اللّٰهِ' وَلَا يَرِحْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ' وَاِنَّ رِيْحَهَا لَيُوْجَدُ مِنْ مَسِيْرَةِ

---

① اخرجه ابوداود ٤؟ح ٤٢٧٠ من حديث عبادة بن الصامت وذكره المنذرى فى الترغيب ٢٩٧/٣ وذكره الالبانیؒ فى صحيح الجامع ٦٤٥٤ وقال: صحيح

② اخرجه احمد ٣/ ٤٠ من حديث ابى سعيد' والحديث اسناده صحيح' الصحيحة ٥١٢

③ صحيح البخارى ٦' ح٣١٦٦ ((الفتح)) من حديث عبدالله بن عمرو۔ والعنق من النار۔ اى طائفة منها۔ اجارنا الله تعالى منها۔

أَرْبَعِينَ خَرِيفًا)) ①

''خبردار! جس نے بھی کسی معاہد ② کو قتل کیا جس کے لیے اللہ تعالیٰ کا اور اس کے رسول کا ذمہ تھا تو اس نے اللہ تعالیٰ کا وعدہ توڑ دیا۔ وہ جنت کی خوشبو بھی نہ پا سکے گا' حالانکہ اس کی خوشبو چالیس سال کی مسافت سے پائی جا سکے گی۔''

خاص نکات

اس قتل کو گناہ کبیرہ میں شمار کرنا مذکورہ صحیح احادیث کی روشنی میں ہے جیسا کہ آپ معلوم کر چکی ہیں۔ اسی لیے تو ''قتل عمد'' میں سب علمائے کرام کا اتفاق ہے کہ یہ گناہ کبیرہ ہے' البتہ اس ترتیب میں اختلاف ہے کہ اس کا نمبر کبیرہ گناہوں میں شرک کے فوراً بعد ہے یا زنا کا؟ تو صحیح حدیث کی نص کے مطابق شرک کے بعد قتل ہی کا نمبر ہے۔

امام خطابی رحمہ اللہ نے کہا ہے: نبی کریم ﷺ کا فرمان گرامی:

((إِذَا الْتَقَى الْمُسْلِمَانِ بِسَيْفَيْهِمَا فَالْقَاتِلُ وَالْمَقْتُولُ فِي النَّارِ))
قِيلَ: يَارَسُولَ اللّٰهِ هٰذَا الْقَاتِلُ فَمَا بَالُ الْمَقْتُولِ؟ قَالَ: ((إِنَّهُ كَانَ حَرِيصًا عَلَى قَتْلِ صَاحِبِهِ)) ③

''جب دو مسلمان اپنی تلواروں کے ساتھ مقابلہ کرتے ہیں تو قاتل اور مقتول دونوں ہی آگ میں جائیں گے۔'' پوچھا گیا: ''یارسول اللہ! یہ قاتل رہا (بات سمجھ آ گئی) لیکن اس مقتول کا کیا حال ہے؟'' آپ نے فرمایا: ''کیونکہ وہ بھی تو اپنے ساتھی کے قتل پر حریص تھا۔''

یقیناً یہ معاملہ ایسے ہی ہوگا جب وہ دونوں کسی واضح حقیقت پر نہ لڑیں' بلکہ دشمنی کی وجہ سے یا تعصب کی بنا پر' یا دنیا طلبی کی خاطر یا ایسی ہی کسی غرض پر لڑیں گے۔ البتہ جو زیادتی اور ظلم کرنے والوں سے ایسی بنیاد پر لڑا جس کی بنا پر ان سے لڑنا واجب تھا پھر وہ قتل کر دیا گیا یا اس

---

① اخرجه الترمذي ٤' ح ١٤٣٠٣ من حديث ابي هريرة' وقال الالباني: صحيح

② معاہد یا ذمی: اس غیر مسلم شخص کو کہتے ہیں جو دار الاسلام میں کسی معاہدے کے ساتھ یا جزیہ کی ادائیگی کے ساتھ رہائش پذیر ہو۔ اسلامی حکومت اس کے جان و مال' عزت و آبرو' کاروبار کے تحفظ اور مذہبی آزادی دینے کی ذمہ داری ہوتی ہے۔ (مترجم)

③ صحيح البخاري ١٢ ح ٦٨٧٥' وصحيح مسلم ٤/ ٢٢١٣ من حديث ابي بكرة۔

نے اپنی جان یا اپنی کسی قابل احترام چیز کا دفاع کر لیا تو ایسا آدمی اس وعید میں داخل نہیں ہوگا' کیونکہ اسے تو اپنی جان کا دفاع کرتے ہوئے لڑنے ہی کا حکم تھا' وہ اپنے ساتھی کو قتل کرنے کا ارادہ تو نہ رکھتا تھا۔ کیا ہم فرمان رسول ﷺ میں یہی نہیں دیکھ رہے:

((اِنَّہٗ کَانَ حَرِیْصًا عَلٰی قَتْلِ صَاحِبِہٖ)) (کیونکہ یہ بھی تو اپنے ساتھی کے قتل کا متمنی تھا۔)

البتہ جس نے کسی باغی' ظالم یا لٹیرے ڈاکو سے لڑائی کی' جو مسلمانوں کے راستے میں رکاوٹ بنا کھڑا تھا' تو ایسا آدمی اس کے قتل کا متمنی اور حریص نہیں ہوتا' بلکہ وہ تو اپنی جان کا دفاع کر رہا ہوتا ہے۔ اگر اس کا مد مقابل رک جائے تو یہ بھی باز آ جاتا ہے' اس کے پیچھے نہیں چلتا۔ تو حدیث پاک میں ایسے وصف کے لوگ داخل نہیں ہوں گے' برخلاف دوسروں کے' کیونکہ درحقیقت وہی لوگ تو مراد ہیں۔

بحث: 3

مسلمان عورت و مرد کو گالی دینا

اے میری مسلمان بہن!

بے زبان کو گالی گلوچ سے محفوظ رکھنا بھی واجب ہے' بلکہ زبان کو ہر ایسی بات اور ہر ایسے لفظ سے محفوظ رکھنا واجب ہے جس سے مومن مردوں یا مومن عورتوں کو تکلیف اور اذیت پہنچنے کا اندیشہ ہو! اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿وَ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّ اِثْمًا مُّبِيْنًا ۝﴾ (الاحزاب : ۵۸/۳۳)

''جو لوگ مومن مردوں اور مومن عورتوں کو ایذا دیں بغیر کسی جرم کے جو ان سے سرزد ہوا ہو' وہ بڑے ہی بہتان باز اور کھلم کھلا گناہگار ہیں۔''

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((سِبَابُ الْمُسْلِمِ فِسُوْقٌ وَقِتَالُهُ كُفْرٌ)) ①

''مسلمان کو گالی دینا فسق ہے اور اسے قتل کرنا کفر ہے۔''

رسول صادق و مصدوق صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اَلْمُتَسَابَانِ مَا قَالَا' فَعَلَى الْبَادِئِ مِنْهُمَا حَتّٰى يَتَعَدَّى الْمَظْلُوْمُ)) ②

''دو آپس میں ایک دوسرے کو گالی گلوچ کرنے والے جب تک وہ بولتے رہیں' سارا وبال ابتدا کرنے والے پر پڑتا ہے' جب تک کہ مظلوم زیادتی نہ کرے۔''

نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان گرامی ہے:

((وَلَا تَحْقِرَنَّ شَيْئًا مِنَ الْمَعْرُوْفِ وَاِنْ تُكَلِّمَ أَخَاكَ وَأَنْتَ مُنْبَسِطٌ اِلَيْهِ وَجْهُكَ أَنَّ ذٰلِكَ مِنَ الْمَعْرُوْفِ' وَارْفَعْ اِزَارَكَ اِلَى نِصْفِ السَّاقِ' فَاِنْ أَبَيْتَ فَاِلَى الْكَعْبَيْنِ' وَاِيَّاكَ وَاِسْبَالَ الْاِزَارِ فَاِنَّهَا مِنَ

---

① صحیح البخاری ۴۸/۱ ((الفتح)) وصحیح مسلم ۸۱/۱

② صحیح مسلم ۲۰۰/۴ وابوداود ۸۹۴/۴ر والترمذی ۴۹۸۱ة من حدیث ابی هریرة۔

الْمَخِيلَةِ۔ أَيِ الْكِبْرِ وَاحْتِقَارِ الْغَيْرِ۔ وَإِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمَخِيلَةَ، وَإِنِ امْرُوٌّ شَتَمَكَ أَوْ عَيَّرَكَ بِمَا يَعْلَمُ فِيكَ فَلَا تُعَيِّرْهُ بِمَا تَعْلَمُ فِيهِ، فَإِنَّمَا وَبَالُ ذٰلِكَ عَلَيْهِ)) ①

''کسی بھی نیکی کو معمولی اور حقیر نہ سمجھ' اگرچہ تیرا اپنے بھائی سے کلام کرنا ہی کیوں نہ ہو' اس حال میں کہ تیرا چہرہ ہنس مکھ ہو۔ یقیناً اتنا سا عمل بھی نیکی ہے۔ اپنے تہبند کو (اپنے ازار' چادر' شلوار' پینٹ' پاجامہ کو) نصف پنڈلی تک رکھ۔ اگر تو نہیں مانتا تو ٹخنوں تک رکھ لے' خصوصاً تو اپنے تہبند کو نیچے لٹکانے سے بچ کر رہ' کیونکہ یہ تکبر میں سے ہے۔ یعنی غرور کرنے اور لوگوں کو حقیر جاننے سے ہے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ تکبر کو پسند نہیں کرتے۔ اگر کوئی آدمی تجھے گالی دے یا تجھے اس عیب کی وجہ سے عار دلائے جو وہ تیرے متعلق جانتا ہے تو تو اسے اس عیب کی وجہ سے عار مت دلا' جو تو اس کے بارے میں جانتا ہے۔ اس کا وبال اسی پر ہوگا۔''

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّ مِنْ أَكْبَرِ الْكَبَائِرِ أَنْ يَلْعَنَ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ)) قِيلَ: يَارَسُولَ اللّٰهِ ! وَكَيْفَ يَلْعَنُ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ؟ قَالَ: ((يَسُبُّ أَبَا الرَّجُلِ فَيَسُبُّ أَبَاهُ وَيَسُبُّ أُمَّهُ، فَيَسُبُّ أُمَّهُ)) ②

''بے شک کبیرہ گناہوں میں سے ایک بڑا گناہ یہ بھی ہے کہ آدمی اپنے والدین کو لعنت کرے۔'' عرض کیا گیا: یارسول اللہ! آدمی اپنے والدین کو لعنت کس طرح کر سکتا ہے؟ آپ نے جواب دیا: یہ کسی کے باپ کو گالی دے گا تو وہ اس کے باپ کو گالی دے گا' اور یہ اس کی ماں کو گالی دے گا تو وہ اس کی ماں کو گالی دے گا۔''

سیدنا ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ بِمِلَّةٍ غَيْرَ الْإِسْلَامِ كَاذِبًا مُتَعَمِّدًا، فَهُوَ كَمَا قَالَ: وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِشَيْءٍ عُذِّبَ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَيْسَ عَلَى رَجُلٍ

---

① اخرجه ابوداود ٤/٤٠٨٤، والترمذی ٥/٢٧٢١، وابن حبان ١/٥٢٢، من حديث جابر بن سليم، وقال الالبانیؒ: صحیح۔

② صحيح البخاری برقم ٥٩٨٣

نَذْرٌ فِيمَا لَا يَمْلِكُ وَلَعْنُ الْمُؤْمِنِ كَقَتْلِهِ)) ①

''جس نے اسلام کے علاوہ کسی دوسرے دین کی جان بوجھ کر جھوٹی قسم کھائی' تو وہ ویسا ہی ہوگا جیسے اس نے کہا ہے' اور جس نے اپنے آپ کو کسی چیز سے قتل کر لیا وہ قیامت کے دن تک اسی کے ساتھ ہی عذاب دیا جائے گا' اور آدمی کے ذمے وہ نذر نہیں ہے جس کا وہ مالک نہیں ہے' اور مومن کو لعنت' کرنا اس کے قتل کے مثل ہے۔''

سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

((كُنَّا إِذَا رَأَيْنَا الرَّجُلَ يَلْعَنُ أَخَاهُ رَأَيْنَا أَنْ قَدْ أَتَى بَابًا مِنَ الْكَبَائِرِ)) ②

''جب ہم کسی شخص کو دیکھتے کہ وہ اپنے بھائی کو لعنت کر رہا ہے تو ہم اس کے متعلق خیال کرتے کہ وہ کبیرہ گناہوں میں سے ایک دروازے میں داخل ہو گیا۔''

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

((لَا تَلَاعَنُوا بِلَعْنَةِ اللّٰهِ وَلَا بِغَضَبِهِ وَلَا بِالنَّارِ)) ③

''تم اللہ کی لعنت کے ساتھ لعنت نہ کیا کرو' نہ ہی اس کے غضب کے ساتھ اور نہ ہی آگ کے ساتھ لعنت کرو۔''

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

((لَا يَكُونُ اللَّعَّانُونَ شُفَعَاءَ وَلَا شُهَدَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) ④

''لعنت کا لفظ بکثرت استعمال کرنے والے قیامت کے دن سفارشی اور گواہ نہ بن سکیں گے۔''

نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

((لَا يَكُونُ الْمُؤْمِنُ لَعَّانًا)) ⑤

---

① صحيح البخاري ٦٠٤٧/١ ((الفتح)) وصحيح مسلم ١٠٤/١.

② ذكره الهيثمي في المجمع ٧٣/٨ وقال: رواه الطبراني في الاوسط والكبير واسناد الاوسط جيد

③ اخرجه ابوداود ٤٩٠٦/٤، والترمذي ١٩٧٦/٤، والحاكم ٤٨/١ وقال: صحيح الاسناد ووافقه الذهبي، من حديث سمرة بن جندب، وقال الالبانيؒ: صحيح۔

④ صحيح مسلم ٢٠٠٦/٤ من حديث ابي الدرداء

⑤ اخرجه الترمذي ٢٠١٩/٤ من حديث ابن عمر، وقال الالبانيؒ: صحيح

''مومن لعنت باز نہیں ہوتا۔''

نبی برحق ﷺ کا ارشاد مبارک ہے:

((لَيْسَ الْمُؤْمِنُ بِالطَّعَّانِ، وَلَا بِاللَّعَّانِ، وَلَا بِالْفَاحِشِ وَلَا بِالْبَذِيِّ)) [1]

''مومن طعنہ باز، لعنت کرنے والا، فحش گو اور بد کلام نہیں ہوتا۔''

اور یہ بھی صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں ہوا کو لعنت کی، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا تَلْعَنِ الرِّيحَ فَإِنَّهَا مَأْمُورَةٌ، مَنْ لَعَنَ شَيْئًا لَيْسَ لَهُ بِأَهْلٍ رَجَعَتِ اللَّعْنَةُ عَلَيْهِ)) [2]

''ہوا کو لعنت نہ کرو، کیونکہ وہ تو حکم کی پابندی ہے۔ جو کسی چیز پر لعنت کرتا ہے اور وہ چیز لعنت کی حق دار نہیں ہوتی، تو لعنت اس کرنے والے ہی پر پلٹ آتی ہے۔''

اہم نکتہ

مذکورہ بالا تینوں کام احادیث صحیحہ میں صراحت ہونے کی وجہ سے کبیرہ گناہوں میں سے ہیں، کیونکہ مسلمان کو گالی دینے پر ''فسق'' کا حکم موجود ہے اور یہ فسق آدمی کو ہلاکت میں ڈال دیتا ہے، اور دوسری بات یہ بھی ہے کہ فسق کرنے والا ''شیطان'' بھی تھا، اس کے علاوہ اور بھی کئی باتیں ہیں۔ اپنے والدین کو لعنت کرنے پر ویسے ہی حدیث میں کبیرہ گناہ کا تذکرہ موجود ہے، اور اپنے بھائی کو لعنت کرنے والے کے متعلق بھی یہ آتا ہے کہ وہ کبیرہ گناہوں میں سے ایک دروازے میں داخل ہو گیا، اور اگر ملعون مستحق لعنت نہ ہو تو لعنت کہنے والے پر بھی لوٹ آتی ہے۔ بکثرت لعنت کا لفظ استعمال کرنے والا سفارشی، گواہ اور صدیق نہ بن سکے گا۔ یہ سب باتیں وعید شدید کو بیان کر رہی ہیں۔ لہٰذا میں نے جو ان تینوں کو کبیرہ گناہوں کی فہرست میں شمار کیا ہے وہ بالکل عیاں ہو گیا۔ (اللہ تعالیٰ ہمیں ان تینوں کاموں سے اور پھر ان کے گناہوں سے اور ان کے شر سے محفوظ رکھے۔ آمین!)

---

[1] اخرجه الترمذی ٤/١٩٧٧ والحاکم ١/١٢ وقال الالبانیؒ: صحیح

[2] اخرجه الترمذی ٤/١٩٧٨، وابوداود ٤/٤٩٠٨ من حدیث ابن عباس، وقال الالبانیؒ: صحیح۔

بحث : 4

بہتان بازی

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿ وَ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّ اِثْمًا مُّبِيْنًا ﴾ (الاحزاب : ۵۸/۳۳)

''جو لوگ مومن مردوں اور مومن عورتوں کو ایذا دیں' بغیر کسی جرم کے جو ان سے سر زد ہوا ہو' وہ بڑے ہی بہتان باز اور کھلم کھلا گناہگار ہیں۔''

اللہ تعالیٰ کے فرمان ''جو لوگ مومن مردوں اور مومن عورتوں کو ایذا دیں'' سے مراد قول یا فعل سے اذیت کی وجوہات اور اسباب میں سے کسی بھی وجہ اور سبب سے اذیت پہنچائیں۔ ''بغیر کسی جرم کے جو ان سے سرزد ہوا ہو'' اس کے متعلق کہا گیا ہے: یعنی بغیر جرم کے ان کے بارے میں باتیں کریں' ان کی عزتوں پر انگشت نمائی کریں۔ کیونکہ اگر اذیت ان کے جرم کی بنا پر ہوگی تو وہ تو کسی حد یا تعزیر کو واجب کرنے کی صورت میں ہوگی' اور یہ شرعی حق ہے' اور اس کا تو اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم بھی دیا ہے اور ہم اس کے پابند بھی ہیں۔ اسی طرح اگر کسی مومن مرد یا مومنہ عورتوں کو کوئی مومن مرد یا مومن عورت گالی دینے میں یا مارنے میں پہل کرے تو اس فاعل اور ابتدا کرنے والے سے قصاص لیتے ہوئے اذیت پہنچانا بھی اس حرام اذیت کے دائرے میں نہیں آئے گا' خواہ کسی بھی نوعیت کی کیوں نہ ہو' جب تک وہ اللہ تعالیٰ کی قائم کردہ حدود سے تجاوز نہ کرے۔ ''وہ بڑے ہی بہتان باز اور کھلم کھلا گناہ گار ہیں'' یعنی بالکل ظاہر اور واضح گناہ کا ارتکاب کرنے والے ہیں' اس کے بہتان اور گناہ میں ہونے میں ذرا بھی شک نہیں ہوگا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ آیت مبارکہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی شان میں نازل ہوئی ہے' اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ آیت مبارکہ ان بدکار مردوں کے متعلق نازل ہوئی ہے جو مدینہ کی گلیوں میں عورتوں کے تعاقب میں چلتے تھے جب کہ وہ عورتیں اس بدکاری کو ناپسند کرتی تھیں۔

❀❀❀❀

بحث : 5

خودکشی کرنا

اے میری اخت ایمان!

بے شک اللہ تعالیٰ نے نفس پر زیادتی کرنے کو حرام کیا ہے' خواہ زہر خورانی کے ذریعے یا جلنے کے ذریعے یا نیزہ مارنے کے ذریعے ہو۔ یہ جان تو اس آدمی کے پاس ایک امانت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿وَلَا تَقْتُلُوٓا اَنْفُسَكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا ﴿٢٩﴾ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ عُدْوَانًا وَّظُلْمًا فَسَوْفَ نُصْلِيْهِ نَارًا ؕ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ﴿٣٠﴾﴾

(النساء : ٤/ ٢٩' ٣٠)

''اور اپنے آپ کو قتل نہ کرو' یقیناً اللہ تعالیٰ تم پر نہایت مہربان ہے' اور جو شخص یہ (نافرمانیاں) سرکشی اور ظلم سے کرے گا تو عنقریب ہم اس کو آگ میں داخل کریں گے اور یہ اللہ تعالیٰ پر آسان ہے۔''

یعنی تم میں سے کوئی ایک دوسرے کو قتل نہ کرے۔ اللہ تعالیٰ نے انفسکم (اپنے آپ کو) فرمایا ہے' کیونکہ سب ایمان دار ایک جان ہی کی مانند ہیں۔

اس میں درحقیقت ایک انسان کا اپنی جان کو قتل کرنا مراد ہے' یہی معنی ظاہر ہے' اگرچہ اول الذکر معنی سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور اکثر مفسرین سے منقول ہے۔ پھر میں نے ثانی الذکر معنی کی صراحت بھی دیکھی ہے کہ سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو غزوہ ذات السلاسل میں احتلام ہو گیا تھا تو غسل کرنے کی صورت میں وہ اپنی جان کو سردی سے ہلاکت میں ڈالنے سے ڈر گئے۔ چنانچہ انہوں نے تیمّم کیا اور اپنے ساتھیوں کو صبح کی نماز پڑھا دی۔ پھر یہی بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کی گئی تو آپ نے پوچھا: ''تو نے جنبی ہونے کی حالت میں اپنے ساتھیوں کو نماز پڑھا دی ہے؟'' انہوں نے اپنا عذر پیش کیا اور پھر اس آیت مبارکہ سے استدلال کیا کہ میں نے اللہ تعالیٰ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے:

﴿وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا ۝۲۹﴾ (النساء : ٤/ ٢٩)

''اور اپنے آپ کو قتل نہ کرو' یقیناً اللہ تعالیٰ تم پر نہایت مہربان ہے۔''

رسول اللہ ﷺ یہ سن کر مسکرا دیے اور انہیں کچھ بھی نہ فرمایا۔[1]

یہ حدیث تو اس امر پر دلالت کناں ہے کہ سیدنا عمرو رضی اللہ عنہ نے اس آیت مبارکہ کو اپنی ذات کو قتل کرنے پر محمول کیا ہے' کسی دوسرے کی جان کو مراد نہیں لیا' اور رسول اللہ ﷺ نے ان پر کوئی اعتراض نہیں کیا۔

اس آیت مبارکہ سے یہ معنی مراد لینے کا احتمال بھی موجود ہے کہ تم ایسا فعل نہ کرو جو قتل کا موجب ہو' جیسے شادی کے بعد زنا کرنا' مرتد ہو جانا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے یہ وضاحت فرمائی ہے کہ وہ اس امت پر رحم کرنے والا ہے۔ اسی رحمت کی وجہ سے اس نے انہیں ہر ایسے کام سے روک دیا ہے جس سے انہیں مشقت یا تکلیف لاحق ہو سکتی تھی۔ انہیں ایسی تکالیف اور وزنی بوجھوں کا مکلّف نہیں ٹھہرایا جن کا ان سے پہلے لوگوں کو مکلّف ٹھہرایا تھا۔ اگر ان سے نافرمانی ہو جائے تو توبہ کروانے کے لیے انہیں اپنی جانوں کو خود قتل کرنے کا حکم نہیں دیا' جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو ان کے توبہ کرنے کی صورت میں اپنے آپ کو قتل کرنے کا حکم دیا تھا۔ فرمان الٰہی یہ تھا:

﴿فَتُوْبُوْٓا اِلٰى بَارِىِٕكُمْ فَاقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ عِنْدَ بَارِىِٕكُمْ ؕ فَتَابَ عَلَيْكُمْ ؕ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ۝۵۴﴾ (البقرة : ٢/ ٥٤)

''اب تم اپنے پیدا کرنے والے کی طرف رجوع کرو' اپنے آپ کو آپس میں قتل کرو' تمہاری بہتری اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس میں ہے تو اس نے تمہاری توبہ قبول کی۔ وہ توبہ قبول کرنے والا اور رحم وکرم کرنے والا ہے۔''

چنانچہ انہوں نے ایسے ہی کیا' حتیٰ کہ ایک ہی گھڑی میں ان کے تقریباً ستر ہزار آدمی قتل ہو گئے۔ اور ﴿وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ﴾ (اور جو کوئی یہ کام کرے) میں جان کو مارنے کی طرف ہی اشارہ ہے' لہٰذا اس پر بھی یہ وعید شدید لاگو ہو رہی ہے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

---

[1] اخرجه احمد ٤/ ٢٠٣ وابوداود' ح ٣٣٤ وقال الالبانیؒ: صحيح' وعلقه البخاری من حديث عمرو بن العاص۔

((مَنْ تَرَدَّى مِنْ جَبَلٍ فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَهُوَ فِي نَارِ جَهَنَّمَ يَتَرَدَّى فِيهَا خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيهَا أَبَدًا، وَمَنْ تَحَسَّى سُمًّا فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَسُمُّهُ فِي يَدِهِ فِي نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيهَا أَبَدًا، وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِحَدِيدَةٍ فَحَدِيدَتُهُ فِي يَدِهِ يَتَوَجَّأُ بِهَا فِي نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيهَا أَبَدًا)) [1]

''جس نے اپنے آپ کو پہاڑ سے گرا کر مار لیا' پس وہ نار دوزخ کی آگ میں ایسے ہی گرتا رہے گا جس میں وہ ہمیشہ ہمیشہ تک رہے گا' اور جس نے زہر نوش کرکے اپنے آپ کو قتل کر لیا تو اس ''نار جہنم'' میں اس کے ہاتھ میں زہر ہی ہوگا اور وہ اس میں ابد الآباد تک رہے گا' اور جس نے کسی لوہے کے ساتھ اپنے آپ کو قتل کر لیا تو اس کا وہ لوہا اس کے ہاتھ میں ہوگا اور اس سے اپنے آپ کو مارتا رہے گا' آتش جہنم میں پڑا ہوگا' جہاں پر وہ ہمیشہ ہمیشہ تک رہے گا۔''

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ہے:

((الَّذِي يَخْنُقُ نَفْسَهُ يَخْنُقُهَا فِي النَّارِ، وَالَّذِي يَطْعَنُ نَفْسَهُ يَطْعَنُ نَفْسَهُ فِي النَّارِ، وَالَّذِي يَقْتَحِمُ يَقْتَحِمُ فِي النَّارِ)) [2]

''جو اپنے گلے کو گھونٹ کر مرتا ہے وہ آگ میں اسی طرح گلے کو گھونٹتا رہے گا' اور جو اپنے بدن کو نیزہ مارتا ہے وہ آگ میں اپنی جان کو نیزہ ہی مارتا رہے گا' اور جو کود کر مرتا ہے وہ دوزخ میں بھی کودتا ہی رہے گا۔''

رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

((كَانَ رُجُلٌ بِهِ جِرَاحٌ فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَقَالَ اللّٰهُ: بَدَرَنِي عَبْدِي بِنَفْسِهِ فَحَرَّمْتُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ)) [3]

''ایک آدمی کو زخم آئے تھے تو اس نے اپنے آپ کو قتل کر لیا' تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''میرے بندے نے اپنی جان کے ساتھ معاملہ کرنے میں مجھ سے جلدی کر لی ہے۔ اب میں نے اس پر جنت حرام کر دی ہے۔''

---

[1] صحیح البخاری ۱۰' ح۵۷۷۸ ((الفتح)) وصحیح مسلم ۱/ ۱۰۳

[2] صحیح البخاری ۳' ح ۱۳۶۵ ((الفتح)) من حدیث ابی ہریرۃ۔

[3] صحیح البخاری ۳' ح۱۳۶٤ ((الفتح)) وصحیح مسلم ۱/ ۱۰۵

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

((إِنَّ رَجُلاً كَانَ مِمَّنْ كَانَ قَبْلَكُمْ خَرَجَتْ بِوَجْهِهِ قَرْحَةٌ فَلَمَّا آذَتْهُ انْتَزَعَ سَهْمًا مِنْ كِنَانَتِهِ- أَيِ النَّشَابِ- فَنَكَأَهَا، فَلَمْ يَرْقَأِ الدَّمُ- أَيْ يَسْكُنُ- حَتَّى مَاتَ، قَالَ رَبُّكُمْ: قَدْ حَرَّمْتُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ)) ①

''ان لوگوں میں سے جو تم سے پہلے ہو گزرے ہیں' ایک آدمی ایسا تھا جس کے چہرے پر پھنسیاں نکل آئی تھی۔ جب انہوں نے اسے تکلیف دی تو اس نے اپنے ترکش سے ایک تیر نکالا اور انہیں چھیل دیا۔ پھر خون بہنا نہ تھما' حتی کہ مر گیا۔ تمہارے رب نے فرمایا: میں نے اس پر جنت حرام کر دی ہے۔''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

((مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ بِمِلَّةٍ غَيْرِ الْإِسْلَامِ كَاذِبًا مُتَعَمِّدًا، فَهُوَ كَمَا قَالَ: وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِشَيْءٍ عُذِّبَ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَيْسَ عَلَى رَجُلٍ نَذْرٌ فِيمَا لَا يَمْلِكُ، وَلَعْنُ الْمُؤْمِنِ كَقَتْلِهِ، وَمَنْ رَمَى مُؤْمِنًا بِكُفْرٍ فَهُوَ كَقَتْلِهِ، وَمَنْ ذَبَحَ نَفْسَهُ بِشَيْءٍ عُذِّبَ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) ②

''جس کسی نے اسلام کے علاوہ کسی اور دین پر قسم کھائی' دانستہ جھوٹ بولتے ہوئے تو وہ ایسا ہی ہو گا جیسا اس نے خود کہہ دیا' اور جس نے کسی چیز کے ساتھ خود اپنی جان کو قتل کر لیا' وہ اس چیز کے ساتھ ہی قیامت کے روز عذاب دیا جائے گا' اور آدمی کے ذمے اس نذر کو پورا کرنا ضروری نہیں ہے جو اس کے قبضے میں نہ ہو' اور مومن پر لعنت کرنا اس کو قتل کرنے کی مثل ہے' اور جس نے مومن کو کفر کا الزام دیا تو وہ بھی اس کو قتل کرنے کی مانند ہے' اور جس نے اپنی جان کو کسی چیز سے ذبح کیا وہ قیامت کے دن اسی چیز سے عذاب دیا جائے گا۔''

خاتم الانبیا ﷺ نے فرمایا ہے:

((لَيْسَ عَلَى رَجُلٍ نَذْرٌ فِيمَا لَا يَمْلِكُ، وَلَاعِنُ الْمُؤْمِنِ كَقَاتِلِهِ، وَمَنْ قَذَفَ مُؤْمِنًا بِكُفْرٍ فَهُوَ كَقَتْلِهِ، وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِشَيْءٍ عَذَّبَهُ اللّٰهُ بِمَا

---

① صحیح مسلم ۱/ ۱۰۷

② صحیح مسلم ۱/ ۱۰۵ وصحیح البخاری ۱۰، ح۶۰۴۷ ((الفتح)) من حدیث ثابت بن الضحاك۔

قَتَلَ بِهِ نَفْسَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) ①

''آدمی پر ایسی نذر نہیں ہے جس چیز کا وہ مالک نہیں ہے' اور مومن کو لعنت کرنے والا اسے قتل کرنے والے کی مانند ہے' اور جس نے کسی مومن کو کفر کا طعنہ دیا تو وہ اس کو قتل کرنے کی مثل ہے' اور جس کسی نے اپنے آپ کو کسی چیز سے قتل کیا تو اسے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اسی چیز کے ساتھ ہی عذاب دے گا۔''

صحیحین میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ اور مشرکین کا آمنا سامنا ہوا' لڑائی شروع ہوئی' پھر جب رسول اللہ ﷺ اپنے لشکر کی طرف مائل ہوئے اور دوسرے اپنے لشکر کی طرف جا ملے' رسول اللہ ﷺ کے صحابہ میں ایک آدمی ایسا بھی تھا جو کسی بھی کافر کو لشکر سے الگ تھلگ اور اکیلا نہ چھوڑتا تھا مگر اس کا تعاقب کر کے اسے اپنی تلوار سے مارتا دیتا تھا' رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے فرمایا:

((أَمَا إِنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ)) ②

''لیکن باوجود اس کے وہ اہل دوزخ میں سے ہے۔''

نبی برحق ﷺ کا فرمان گرامی ہے:

((إِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ عَمَلَ أَهْلِ الْجَنَّةِ فِيمَا يَبْدُو لِلنَّاسِ، وَهُوَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ، وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ عَمَلَ أَهْلِ النَّارِ، فِيمَا يَبْدُو لِلنَّاسِ، وَهُوَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ)) ③

''ایک آدمی لوگوں کے سامنے اہل جنت کے سے اعمال کرتا رہتا ہے حالانکہ وہ اہل دوزخ میں سے ہوتا ہے' اور ایک آدمی ظاہراً لوگوں کے سامنے اہل دوزخ کے سے اعمال کرتا رہتا ہے لیکن وہ اہل جنت میں سے ہوتا ہے۔''

❀❀❀❀

---

① اخرجه الترمذی ۵' ح۲۶۳۶ من حديث ثابت بن الضحاك وقال الالبانیؒ: صحيح

② صحيح البخاری ۱۱' ح۶۶۰۷ وصحيح مسلم ۱/ ۱۰۶

③ صحيح مسلم ۱/ ۱۰۶' من حديث سهل بن سعد الساعدی۔

بحث: 6

فتنہ فساد اور باطل کی باتیں

اے میری ایمان والی بہن!

تو فساد والی بات اور باطل کلام کرنے سے خصوصاً بچ کر رہ‘ کیونکہ ایسی باتیں بڑے بڑے فسادات اور واضح نقصانات کا سبب بن جاتی ہیں۔ اس بات کی دلیل صحیحین میں موجود سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی یہ حدیث ہے‘ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اِنَّ الْعَبْدَ لِیَتَکَلَّمُ بِالْکَلِمَةِ مَا یَتَبَیَّنُ فِیْهَا فَیَنْزِلُ بِهَا فِی النَّارِ أَبْعَدَ مَا بَیْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ)) ①

”بے شک بندہ کوئی ایسی بات کر دیتا ہے جس میں غور وفکر نہیں کرتا‘ تو اس کی وجہ سے دوزخ میں اتنا دور جا گرتا ہے جو فاصلہ مشرق اور مغرب سے بھی زیادہ دور ہوتا ہے۔“

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث بھی صحیح ثابت ہے:

((اِنَّ الرَّجُلَ لَیَتَکَلَّمُ بِالْکَلِمَةِ مِنْ رِضْوَانِ اللّٰهِ تَعَالٰی مَا کَانَ یَظُنُّ أَنْ تَبْلُغَ مَا بَلَغَتْ یَکْتُبُ اللّٰهُ لَهُ رِضْوَانَهُ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ‘ وَاِنَّ الرَّجُلَ لَیَتَکَلَّمُ بِالْکَلِمَةِ مِنْ سُخْطِ اللّٰهِ مَا کَانَ یَظُنُّ أَنْ تَبْلُغَ مَا بَلَغَتْ یَکْتُبُ اللّٰهُ لَهُ بِهَا سُخْطَهُ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ)) ②

”بے شک ایک آدمی اللہ تعالیٰ کی رضا مندی والی کوئی ایسی بات کہہ دیتا ہے جس سے وہ ایک ایسے مقام تک پہنچ جاتا ہے جس تک پہنچنے کا اسے خیال بھی نہیں ہوتا‘ تو اللہ تعالیٰ قیامت تک اس کے لیے اپنی رضامندی لکھ دیتے ہیں‘ اور بے شک ایک آدمی اللہ تعالیٰ کو ناراض کرنے والی کوئی ایسی بات کہہ دیتا ہے جس سے وہ ایک ایسے مقام تک جا پہنچتا ہے جہاں تک پہنچنے کا اسے گمان تک نہیں ہوتا‘ تو

① صحیح البخاری ۱۱/۶۴۷۷ ((الفتح)) وصحیح مسلم ۴/۲۲۹۰

② صحیح البخاری ۱۱/۶۴۷۸ ((الفتح)‘ وصحیح مسلم ۴/۲۲۹۰

اللہ تعالیٰ اس کے لیے قیامت آنے تک اپنی ناراضی لکھ دیتا ہے۔''

بعض علمائے کرام نے لکھا ہے: یہ اس طرح جیسے کہ بادشاہوں یا حکمرانوں کے پاس کوئی ایسی بات کرنا جس سے عام خیر و بھلائی حاصل ہو سکتی ہو یا عام شر و فساد پھیل سکتا ہو' اور اسی قسم سے ایسی بات بھی ہے جو سنت مبارکہ کی خدمت میں' بدعت کے رواج میں' یا حق کو باطل قرار دینے میں' یا باطل کو سچ ثابت کرنے میں' یا خون بہانے میں' یا کسی شرمگاہ کو ناجائز حلال بنانے میں' یا مال بٹورنے میں' یا ہتک عزت میں' یا قطع رحمی میں' یا مسلمانوں کے درمیان غداری پیدا کرنے میں' یا بیوی کو خاوند سے جدا کرنے میں' یا ایسے ہی کسی دوسرے معاملے میں کی جائے۔

بحث: 7

باطل کی بنیاد پر جھگڑنا

اے میری طالب ایمان!

باطل کی بنیاد پر جھگڑا کرنے سے بچ کر رہنا' کیونکہ یہ نفاق کی عادات میں سے ہے۔ ایک مومنہ خاتون تو حق وصداقت کا اقرار کرنے والی اور اس کے سامنے سر تسلیم خم کرنے والی ہوتی ہے' اور باطل پر قائم رہتے ہوئے جھگڑا جاری رکھنا ایمان کے منافی ہے! اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ملاحظہ فرمائیں:

﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّعْجِبُكَ قَوْلُهٗ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيُشْهِدُ اللّٰهَ عَلٰى مَا فِيْ قَلْبِهٖ ۙ وَهُوَ اَلَدُّ الْخِصَامِ ۝۲۰۴ وَاِذَا تَوَلّٰى سَعٰى فِي الْاَرْضِ لِيُفْسِدَ فِيْهَا وَيُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ ۭ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ ۝۲۰۵ وَاِذَا قِيْلَ لَهُ اتَّقِ اللّٰهَ اَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْاِثْمِ فَحَسْبُهٗ جَهَنَّمُ ۭ وَلَبِئْسَ الْمِهَادُ ۝۲۰۶﴾

(البقرة: ۲/ ۲۰۴'۲۰۶)

''بعض لوگوں کی دنیوی غرض کی باتیں آپ کو خوش کر دیتی ہیں' اور وہ اپنے دل کی باتوں پر اللہ تعالیٰ کو گواہ کرتا ہے' حالانکہ دراصل وہ زبردست جھگڑالو ہے۔ جب وہ لوٹ کر جاتا ہے تو زمین میں فساد پھیلانے کی اور کھیتی اور نسل کی بربادی کی کوشش میں لگا رہتا ہے' اور اللہ تعالیٰ فساد کو ناپسند کرتا ہے' اور جب اس سے کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ سے ڈر' تو تکبر اور تعصب اسے گناہ پر آمادہ کر دیتا ہے۔ ایسے کے لیے بس جہنم ہی ہے' اور یقیناً وہ بدترین جگہ ہے۔''

رسول رحمت ﷺ کا ارشاد ہے:

((اَبْغَضُ الرِّجَالُ اِلَى اللّٰهِ الْاَلَدُّ الْخَصِمُ)) ای کثیر الخصومة [1]

''سب آدمیوں میں سے اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ بغض اور ناراضگی ایسے آدمی

---

[1] صحیح البخاری ۵/ ۲۴۵۷ ((الفتح)) من حدیث عائشة۔

پر ہے جو بہت زیادہ جھگڑالو ہے۔“

امام شافعی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ”الام“ میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے: انہیں کسی جھگڑے میں وکیل بنا لیا گیا جب کہ وہ خود اس موقع پر موجود تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے: بے شک جھگڑے میں بڑی دشواری اور سختی ہوتی ہے۔ یقیناً شیطان بھی اس کے پاس حاضر ہوتا ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

((مَا ضَلَّ قَوْمٌ بَعْدَ هُدًى كَانُوا عَلَيْهِ إِلَّا أُوتُوا جَدَلًا))

”کوئی بھی قوم ہدایت پر ہونے کے بعد گمراہ نہیں ہوتی مگر وہ بحث و تکرار اور جھگڑا دے دیے جاتے ہیں۔“

پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت مبارکہ کی تلاوت فرمائی:

﴿مَا ضَرَبُوهُ لَكَ إِلَّا جَدَلًا بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُونَ﴾ (الزخرف: ۴۳/ ۵۸)

”تجھ سے ان کا یہ کہنا محض جھگڑے کی غرض سے ہے، بلکہ یہ لوگ ہیں ہی جھگڑالو۔“

اہم نکات

مذکورہ بالا بات کو کبیرہ گناہوں میں شمار کرنا اوپر بیان شدہ پہلی حدیث کی صراحت کی وجہ سے ہے جسے امام بخاری رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے۔ دوسری روایت بھی اسی معنی میں ہے اور یہ بالکل ظاہر اور واضح معاملہ ہے۔

اسے گناہ کبیرہ شمار کرنے کے لیے امام نووی رحمہ اللہ کی بعض سلف سے منقول یہ عبارت بھی تائید کر رہی ہے۔ انہوں نے کہا ہے: ”میں نے جھگڑے سے بڑھ کر کوئی چیز ایسی نہیں دیکھی جو دین کو لے جانے والی، مردانگی کو کم کرنے والی، لذت کو ضائع کرنے والی اور ہاتھ کو مشغول کرنے والی ہو۔“

”اذکار النووی“ میں ہے: اگر تو پوچھے کہ انسان کو اپنے پورے پورے حقوق لینے کے لیے جھگڑا تو لازماً کرنا پڑے گا، پھر وہ کیا کرے؟ تو اسکا جواب وہی ہے جو امام غزالیؒ نے دیا ہے:

1. یہ مذمت تو اس آدمی کے لیے ہے جو باطل کی بنیاد پر یا بلا علم ہی جھگڑتا ہو، جیسے کہ قاضی کا وکیل۔ کیونکہ وہ اس کی وکالت کرنی شروع کر دیتا ہے، اس بات کو معلوم کرنے سے قبل ہی کہ حق کس جانب ہے؟

۲ اس مذمت میں وہ آدمی بھی داخل ہے جو اپنا حق تو طلب کرتا ہے لیکن اس مطالبے میں اپنے حق کی مقدار سے آگے بڑھ جاتا ہے بلکہ شدید جھگڑا اور جھوٹی کہانیاں محض ایذا رسانی کے لیے یا اپنے مخالف پر تسلط جمانے کے لیے بناتا ہے۔

۳ اسی طرح وہ آدمی بھی قابل مذمت ہے جسے محض عناد اور مخالفت ہی جھگڑا کرنے پر ابھارتی ہے، تاکہ مخالف پر رعب جمائے یا اس کی کمر کو توڑ کر رکھ دے۔

۴ اسی طرح وہ آدمی بھی قابل مذمت ہوگا جو جھگڑے میں ایسی تکلیف دہ باتیں بھی شامل کر لیتا ہے جس کی مقصود حاصل کرنے کے لیے چنداں ضرورت نہیں ہوتی۔

یہ تھیں قابل مذمت حالتیں، بخلاف اس بے چارے مظلوم کے جو بغیر شدید جھگڑے کے، بلا فضول خرچی اور ضرورت سے زائد ضد کیے بغیر شرعی طریقے سے اپنی دلیل کو مضبوط کرتا ہے، اور پھر اس میں مخالفت کا ارادہ اور ایذا رسانی والے رجحانات وجذبات کو داخل بھی نہیں کرتا، تو اس کا اتنا عمل کرنا مذموم ہوگا اور نہ ہی حرام۔ لیکن پھر بھی حتی الوسع اور حتی المقدور جھگڑے کو ترک کرنا ہی اولیٰ ہے۔ کیونکہ جھگڑے میں اعتدال میں رہتے ہوئے زبان پر قابو رکھنا انتہائی مشکل ہوتا ہے، اور جھگڑا سینوں میں بغض وکینہ بھرتا ہے اور غیظ وغضب کو بھڑکاتا ہے۔ پھر جب غصہ بھڑکتا ہے تو ناراضی اور بغض جنم لیتا ہے۔ یہاں تک کہ دونوں فریقوں میں سے ہر ایک دوسرے کی بری حالت سے خوش ہوتا ہے، اور اس کی خوشی سے غم ناک ہوتا ہے، اور اس کی عزت کے معاملے میں زبانِ طعن دراز کرتا ہے۔ جو بھی جھگڑے میں پڑتا ہے مذکورہ آفات کا شکار ہو جاتا ہے۔ ان میں کم از کم دل کی مشغولیت تو ضرور آجاتی ہے، حتیٰ کہ نوبت یہاں تک آ پہنچتی ہے کہ وہ نماز میں ہوتا ہے، پھر بھی اس کا دل اسی جھگڑے اور بحث وتکرار میں پھنسا رہتا ہے۔ دل کی حالت کبھی بھی استقامت اور اعتدال والی قائم نہیں رہتی۔ چنانچہ جھگڑا ہی برائی کی جڑ ہے۔ اسی طرح بحث وتکرار اور حجت بازی ہے۔ لہٰذا ہر انسان کو چاہیے کہ انتہائی ضرورت کے سوا اس جھگڑے والے دروازے کو بالکل نہ کھولے۔ اسی طرح اس کی زبان اور اس کا دل آفات سے محفوظ رہیں گے۔

امام غزالی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے: جس وجہ سے المراء، الجدال اور الخصومۃ قابل مذمت ہیں وہ یہ ہیں: "المراء" سے مراد ایسی نکتہ چینی ہے کہ تو کسی کی گفتگو میں خلل ڈالنے کے لیے بلا مقصد ہی طعن کرنے لگے تاکہ اس بات کرنے والے کی تحقیر ہو اور تیرا اس پر مرتبہ

ظاہر ہو سکے' اور "الجدال" سے مراد ایسا حجت بازی اور مناظرے کا جھگڑا ہے جو اپنے مذہب کو ثابت کرنے اور غالب کرنے کے لیے کیا جائے' اور "الخصومة" سے مراد ایسا جھگڑا اور تکرار ہے جو باتوں کے ذریعے مال بٹورنے یا کوئی اور مقصد حاصل کرنے کے لیے ہو۔ نکتہ چینی صرف اپنے آپ کو سامنے لانے کے لیے ہوتی ہے' جب کہ خصومہ میں کبھی یہی مقصد ہوتے ہے اور کبھی نہیں۔

امام نووی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے: جدل و مناظرہ اور حجت بازی کبھی تو حق پر مبنی ہوتی ہے' حق کو بیان کیا جائے اس کو غالب کرنے کے لیے کوشش کی جائے اور اس کو مستحکم کیا جائے' اور بعض اوقات باطل پر مبنی بھی ہو سکتی ہے کہ حق کا مقابلہ کیا جائے یا ناحق ہی آگے بڑھتا جائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَلَا تُجَادِلُوْٓا اَهْلَ الْكِتٰبِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ﴾

(العنکبوت: ۴۶/۲۹)

''اور اہل کتاب کے ساتھ بہت مہذب طریقے سے مناظرہ کرو۔''

اللہ تعالیٰ کا ایک فرمان یہ بھی ہے:

﴿وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ﴾ (النحل: ۱۲۵/۱۶)

''اور ان سے بہترین طریقے سے گفتگو کیجیے۔''

ایک مقام پر اس طرح بھی فرمایا ہے:

﴿مَا يُجَادِلُ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ اِلَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا﴾ (المومن: ۴/۴۰)

''اللہ تعالیٰ کی آیتوں میں وہی لوگ جھگڑتے ہیں جو کافر ہیں۔''

اسی مذکورہ بالا تفصیل کے مطابق ان آیات کریمہ اور دیگر نصوص شرعیہ کو موقع محل کے اعتبار سے' یعنی بعض حالتوں میں مدح و ستائش میں اور بعض حالتوں میں عیب و خدمت میں رکھا جائے گا۔

بحث: 8

لوگوں کی رضا کے لیے اللہ کی ناراضی

اے میری ایماندار بہن!

اپنے اہل خانہ یا اپنے عزیز واقارب یا اپنے پڑوسیوں کو ایسے کاموں سے راضی کرنے سے بچ کر رہ جن سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہو' کیونکہ اللہ تعالیٰ کو راضی رکھنا باقی ہر ایک کے مقابلے میں' خواہ وہ کوئی بھی ہو' زیادہ بہتر ہے۔ لہٰذا اسی کی خواہش اور تمنا رکھا کر' کیونکہ یہی عین ایمان ہے!!!

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((مَنِ الْتَمَسَ رِضَا اللّٰهِ بِسُخْطِ النَّاسِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ' وَأَرْضَى عَنْهُ النَّاسَ' وَمَنِ الْتَمَسَ رِضَا النَّاسِ بِسُخْطِ اللّٰهِ سَخِطَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَأَسْخَطَ عَلَيْهِ النَّاسَ)) (۱)

''جس نے لوگوں کی ناراضی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی رضا تلاش کی' اس سے اللہ تعالیٰ بھی راضی ہو جائے گا اور اللہ تعالیٰ اس سے لوگوں کو بھی راضی کروا دے گا' اور جس نے اللہ تعالیٰ کی ناخوشی کے ساتھ لوگوں کی رضا طلب کی' اس پر اللہ تعالیٰ بھی ناراض ہو جائے گا اور لوگوں کو بھی اس سے ناخوش بنا دے گا۔''

نبی برحق صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان گرامی ہے:

((مَنْ أَسْخَطَ اللّٰهَ فِيْ رِضَا النَّاسِ سَخِطَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاسْخَطَ عَلَيْهِ مَنْ أَرْضَاهُ فِيْ سُخْطِهِ' وَمَنْ أَرْضَى اللّٰهَ فِيْ سُخْطِ النَّاسِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَأَرْضَى عَنْهُ مَنْ أَسْخَطَهُ فِيْ رِضَاهُ حَتّٰى يُزَيِّنَهُ وَيُزَيِّنَ قَوْلَهُ وَعَمَلَهُ فِيْ عَيْنِهِ)) (۲)

---

(۱) اخرجه ابن حبان ۱/۲۶۷ وذکره الالبانیؒ فی صحیح الجامع ۶۰۹۷ وقال: صحیح

(۲) ذکره الهیمثی فی المجمع ۱۰/۲۲۴ من حدیث ابن عباس' وقال: رواه الطبرانی ورجاله رجال الصحیح غیر یحیی بن سلیمان الخضرمی' وقد وثقه الذهبی۔

''جس نے لوگوں کی خوشی میں اللہ تعالیٰ کو ناراض کرلیا اللہ تعالیٰ بھی اس پر ناراض ہو جائے گا' اور اس آدمی کو بھی ناراض کر دے گا جس کو راضی اور خوش کرنے میں اس نے اللہ تعالیٰ کو ناراض کرلیا تھا' اور جس نے لوگوں کو ناراض کر کے اپنے اللہ کو راضی رکھا' اللہ تعالیٰ بھی اس سے راضی ہو جائے گا اور اس آدمی کو بھی راضی کروا دے گا جس کو ناراض کر کے اس نے اللہ کو راضی رکھا تھا' حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ اس آدمی کو اور اس آدمی کے قول و عمل کو بھی اس کی آنکھوں میں مزین بنا دے گا۔''

بحث: 9

لوگوں کے خلاف جھوٹ بولنا

اے میری مومنہ بہن!

جھوٹ سے محتاط رہ، کیونکہ یہ ایمان کے منافی ہے، کیونکہ ایمان تو تصدیق کرنے میں سچ پر قائم ہے، اور جھوٹ باطل پر قائم ہے، لہٰذا ایمان اور باطل یکجا نہیں رہ سکتے، لہٰذا جھوٹ سے بچتی رہ!!

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((عَلَيْكُمْ بِالصِّدْقِ فَإِنَّ الصِّدْقَ يَهْدِي إِلَى الْبِرِّ وَالْبِرَّ يَهْدِي إِلَى الْجَنَّةِ، وَمَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَصْدُقُ وَيَتَحَرَّى الصِّدْقَ حَتَّى يُكْتَبَ عِنْدَ اللّٰهِ صِدِّيقًا، وَإِيَّاكُمْ وَالْكَذِبَ فَإِنَّ الْكَذِبَ يَهْدِي إِلَى الْفُجُورِ، وَإِنَّ الْفُجُورَ يَهْدِي إِلَى النَّارِ، وَمَا يَزَالُ الْعَبْدُ يَكْذِبُ وَيَتَحَرَّى الْكَذِبَ حَتَّى يُكْتَبَ عِنْدَ اللّٰهِ كَذَّابًا)) ①

''تم سچ کو لازم تھام لو، کیونکہ سچ نیکی کی طرف لاتا ہے اور نیکی جنت کی طرف لاتی ہے، اور ایک آدمی لگاتار سچ ہی بولتا رہتا ہے اور وہ سچ کی تلاش اور جستجو ہی میں لگا رہتا ہے، حتیٰ کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ''صدیق'' (انتہائی سچا) لکھ دیا جاتا ہے اور تم جھوٹ سے بچ کر رہا کرو، کیونکہ جھوٹ برائی کی طرف لے جاتا ہے، اور یقیناً برائی آگ کی جانب لے جاتی ہے، اور ایک آدمی مسلسل جھوٹ ہی بولتا جاتا ہے اور جھوٹ کو ہی طلب کرتا رہتا ہے، حتیٰ کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ''کذاب'' (پرلے درجے کا جھوٹا) لکھ دیا جاتا ہے۔''

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

((عَلَيْكُمْ بِالصِّدْقِ، فَإِنَّهُ مَعَ الْبِرِّ وَهُمَا فِي الْجَنَّةِ وَإِيَّاكُمْ وَالْكَذِبَ فَإِنَّهُ مَعَ الْفُجُورِ وَهُمَا فِي النَّارِ)) ②

---

① صحيح مسلم ٤/٢٠١٣ والترمذي ٤/١٩٧١ وابوداود ٤/٤٩٨٩

② اخرجه ابن حبان ٢٧٤ من حديث ابن مسعود واسناده صحيح واخرجه مسلم ٢٦٠٧

''تم سچ کو اپنے اوپر لازم قرار دے لو' کیونکہ وہ نیکی کے ساتھ ہے اور یہ دونوں ہی جنت میں ہوں گے' اور تم جھوٹ سے کنارہ کش ہی رہو' کیونکہ وہ برائی کے ساتھ ہے اور یہ دونوں آگ میں ہوں گے۔''

ایک آدمی نے عرض کی: یارسول اللہ! جنت کا کونسا عمل ہے؟ آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا:

((الصِّدْقُ إِذَا صَدَقَ الْعَبْدُ بَرَّ، وَإِذَا بَرَّ آمَنَ، وَإِذَا آمَنَ دَخَلَ الْجَنَّةَ)) !!قَالَ: يَارَسُولَ اللّٰهِ مَا عَمَلُ النَّارِ؟ قَالَ: ((اَلْكَذِبُ، إِذَا كَذَبَ الْعَبْدُ فَجَرَ، وَإِذَا فَجَرَ كَفَرَ، وَإِذَا كَفَرَ دَخَلَ النَّارَ)) [1]

''سچ جب بندہ سچ بولتا ہے تو نیک بن جاتا ہے' اور جب نیک بن جاتا ہے تو امن پا جاتا ہے' اور جب امن میں آ جاتا ہے تو جنت میں داخل ہو سکتا ہے!! اس نے پھر عرض کی: یارسول اللہ! دوزخ کا عمل کونسا ہے؟ آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا: جھوٹ۔ جب بندہ جھوٹ بولتا ہے تو گناہگار بنتا ہے اور جب گناہگار بنتا ہے تو کافر بنتا ہے' اور جب کافر بنتا ہے' تو آگ میں داخل ہو جاتا ہے۔''

صحیح بخاری میں ہے:

((رَأَيْتُ اللَّيْلَةَ رَجُلَيْنِ أَتَيَانِي فَقَالَا لِي: اَلَّذِي رَأَيْتَهُ يَشُقُّ شِدْقَهُ فَكَذَّابٌ يَكْذِبُ الْكَذْبَةَ تُحْمَلُ عَنْهُ حَتَّى تَبْلُغَ الْآفَاقَ، فَيُصْنَعُ بِهِ ذٰلِكَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ)) [2]

''میں نے آج شب دو آدمی دیکھے' وہ دونوں میرے پاس آ گئے' انہوں نے مجھے کہا: وہ جو آپ نے دیکھا ہے کہ اپنی باچھ کو چیرتا ہے' وہ جھوٹا آدمی ہے وہ جھوٹ کو تراشتا ہے' اس سے جھوٹ کو وصول کیا جاتا ہے' یہاں تک کہ چہار دانگ عالم میں پھیل جاتا ہے' قیامت تک اس کا یہی حشر ہوتا رہے گا۔''

نبی صادق ومصدوق ﷺ نے فرمایا ہے:

((آيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ: إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ، وَإِذَا عَاهَدَ

---

[1] اخرجه احمد ۲/ ۱۷٦ من حديث ابن عمر، وقال احمد شاكر: اسناد صحيح ٦٦٤١

[2] صحيح البخاری ۱۰/ ٦۰۹٦ ((الفتح)) من حديث سمرة بن جندب

غَدَرَ)) ①

"منافق کی تین نشانیاں ہیں: جب بات کرتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے' اور جب وعدہ کرتا ہے تو خلاف ورزی کرتا ہے' اور جب عہد کرتا ہے تو بے وفائی کرتا ہے۔"

امام مسلم رحمہ اللہ کی ایک روایت میں یہ بھی ہے:

((وَإِنَّ صَامَ وَصَلَّى وَزَعَمَ أَنَّه مُسْلِمٌ)) ②

"اگرچہ وہ روزہ بھی رکھتا ہو' اور نماز بھی پڑھتا ہو' اور گمان رکھتا ہو کہ وہ مسلمان ہے۔"

ناطق وحی ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

((أَرْبَعٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ كَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا' وَمَنْ كَانَ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنْهُنَّ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنَ النِّفَاقِ' حَتَّى يَدَعَهَا' إِذَا ائْتُمِنَ خَانَ' وَإِذَا حَدَّثَ كَذَبَ' وَإِذَا عَاهَدَ غَدَرَ' وَإِذَا خَاصَمَ فَجَرَ)) ③

"جس میں چار خصلتیں ہوگی وہ خالص اور پکا منافق ہوگا' اور جس میں ان میں سے صرف ایک خصلت ہوگی اس میں منافقت کی صرف ایک خصلت ہوگی' حتیٰ کہ اسے چھوڑ دے: جب اسے امانت دی جائے تو خیانت کرے' اور جب بات کرے تو جھوٹ کہے' اور جب معاہدہ کرے تو دھوکا دے' اور جب جھگڑا کرے تو گالی دے۔"

رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

((يُطْبَعُ الْمُؤْمِنُ عَلَى كُلِّ خَلَّةٍ غَيْرِ الْخِيَانَةِ وَالْكَذِبِ)) ④

"مومن خیانت اور جھوٹ کے سوا ہر ایک عادت اور خصلت کا عادی بنا دیا جاتا ہے۔"

نبی مکرم ﷺ کا فرمان گرامی ہے:

---

① صحیح البخاری ۱۰/۶۰۹۵ ((الفتح)) وصحیح مسلم ۱/۷۸ من حدیث ابی ھریرة۔

② صحیح مسلم ۱/۷۸ من حدیث ابی ھریرة ایضا

③ صحیح البخاری ۱/۳٤ ((الفتح)) وصحیح مسلم ۱/۷۸ من حدیث عبداللہ بن عمرو۔

④ اخرجه البیھقی فی الشعب ٤/٤٨٠٩ وذکره الھیثمی فی المجمع ۱/۹۲ وقال: رواه البزار وابو یعلی ورجاله رجال الصحیح۔

((لَا يَجْتَمِعُ الْكُفُرُ وَالْإِيمَانُ فِي قَلْبِ امْرِيءٍ، وَلَا يَجْتَمِعُ الصِّدْقُ وَالْكَذِبُ جَمِيعًا، وَلَا يَجْمَعُ الْأَمَانَةُ وَالْخِيَانَةُ جَمِيعًا)) ①

''کسی بھی آدمی کے دل میں کفر اور ایمان مجتمع نہیں ہو سکتے، اور نہ ہی سچ اور جھوٹ ہی یکجا ہو سکتے ہیں، اور نہ ہی امانت اور خیانت ہی اکٹھی ہو سکتی ہیں۔''

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں:

((مَا كَانَ شَيْءٌ أَبْغَضَ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الْكَذِبِ، وَمَا جَرَّبَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ حَدٍّ وَإِنْ قَلَّ فَيَخْرُجُ لَهُ مِنْ نَفْسِهِ حَتّٰى يَجِدَ لَهُ تَوْبَةً)) ②

''رسول اللہ ﷺ کو جھوٹ سے بڑھ کر کوئی چیز بھی مبغوض نہ تھی۔ جب بھی رسول اللہ ﷺ کسی آدمی کو جھوٹ کی کوشش کرتے ہوئے پاتے، اگرچہ وہ چھوٹا سا ہی ہوتا، آپ بنفس نفیس اس کے پاس جاتے، یہاں تک کہ از سر نو اس سے توبہ کرواتے۔''

سیدنا عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

((مَا أَرَدْتِ أَنْ تُعْطِيَهِ؟ قَالَتْ: أَرَدْتُ أَنْ أُعْطِيَهُ تَمْرًا، فَقَالَ: لَهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَمَا إِنَّكِ لَوْ لَمْ تُعْطِهِ شَيْئًا كُتِبَتْ عَلَيْكِ كَذْبَةٌ)) ③

''ایک دن میری ماں نے مجھے آواز دی، اس وقت رسول اللہ ﷺ بھی ہمارے گھر میں تشریف فرما تھے۔ میری ماں نے کہا: ادھر میرے پاس آؤ، میں تم کو یہ چیز دیتی ہوں۔ تب رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا: تو نے اسے کیا چیز دینے کا ارادہ کیا ہے؟ اس نے جواب دیا: میرا ارادہ تھا کہ میں اسے ایک کھجور دوں گی۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اگر تو اسے کوئی چیز بھی نہ دیتی تو تیرے اوپر ایک جھوٹ لکھ دیا جاتا۔''

---

① اخرجه احمد ۳۴۹/۲ من حديث ابی هريرة، وذكره الالبانیؒ فی الصحيحة ۱۰۵۰

② اخرجه الحاكم ۹۸/٤ وقال: هذا حديث صحيح الاسناد ولم يخرجاه ووافقه الذهبی وقال: صحيح۔

③ اخرجه ابوداود ٤۹۹۱/٤ والبيهقی فی الشعب ٤۸۲۲/٤ وذكره الالبانیؒ فی صحيح الجامع ۱۳۱۹ وقال: حسن

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

((وَيْلٌ لِلَّذِيْ يُحَدِّثُ بِالْحَدِيْثِ لِيُضْحِكَ بِهِ الْقَوْمَ فَيَكْذِبَ، وَيْلٌ لَهُ وَيْلٌ لَهُ)) ①

''اس آدمی کے لیے تباہی ہے جو لوگوں کو ہنسانے کے لیے کوئی بات بناتا ہے اور جھوٹ بولتا ہے' اس کی تباہی ہو' اس کی تباہی ہو۔''

نبی اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

((ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ، وَلَا يُزَكِّيْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيْمٌ: شَيْخٌ زَانٍ، وَمَلِكٌ كَذَّابٌ، وَعَائِلٌ۔ أَيْ فَقِيْرٌ۔ مُسْتَكْبِرٌ)) ②

''تین شخص ایسے ہوں گے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان سے کلام تک نہ فرمائے گا اور نہ ان کی جانب (نظر رحمت سے) دیکھے گا اور نہ ان کو پاک صاف ہی کرے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہوگا: بوڑھا زانی' جھوٹا بادشاہ' اور متکبر فقیر۔''

اہم نکات

یہ عمل احادیث مبارکہ میں جھوٹ کے حرام ہونے اور اس پر وعیدیں آنے کی صراحت کی بنا پر گناہ کبیرہ ہے' اور اس میں سب سے سخت ترین جھوٹا وہ ہے جو انبیائے کرام کے نام پر جھوٹ بولتا ہے۔

کتاب ''الام'' میں امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ہر وہ آدمی جو جھوٹ کو علانیہ بولنے والا ہو' جھوٹ کو ننگا کر کے یعنی بالکل واضح جھوٹا بولنے والا ہو' اس کو چھپانا بھی نہ چاہتا ہو' ایسے آدمی کی شہادت ہی جائز نہ ہوگی۔ پھر اہل سنت کے نزدیک جھوٹ یہ ہوتا ہے کہ کسی چیز کو حقیقت واقعہ کے برعکس بیان کرنا۔ برابر ہے خواہ اسے جانتا ہو اور عمداً اس کو بول رہا ہو یا نہ' کیونکہ گناہ ہونے کے لیے یہ دونوں شرطیں ہیں: جانتے ہوئے اور دانستہ جھوٹ بولنا۔

---

① اخرجه ابوداود ٤/ ٤٩٩٠ والترمذي ٤/ ٢٣١٥ رواه البيهقي في الشعب ٤/ ٤٨٣١ من حديث بهز بن حكيم' وذكره الالبانيؒ في صحيح الجامع ١٧٣٦ وقال حسن۔

② صحيح مسلم برقم ١٠٦۔١٠٧ وصحيح الجامع الصغير برقم ٣٠٧٢

پس جس آدمی نے حقیقت واقعہ کے برخلاف خبر دی جب کہ وہ اسے ویسا ہی خیال کرتا ہو تو وہ جھوٹا ضرور ہوگا' لیکن گناہگار نہ ہوگا۔ تو اس گناہ کو ''جاننے'' کے اعتبار سے صغیرہ یا کبیرہ سمجھا جائے گا۔ تو ایسی صورت حال میں اس کے قلیل مقدار یا کثیر مقدار میں کوئی فرق نہیں ہوگا جس طرح کہ امام شافعی نے ''الرسالہ'' میں اس کی صراحت و وضاحت کی ہے' لیکن صرف سادہ جھوٹ ہی یعنی جو مذکورہ بات سے خالی ہوگا' اس میں حد اور نقصان لاگو نہ ہوں تو ایسا جھوٹا موجب فسق نہ بنے گا۔

یہ بھی جان لیں کہ جھوٹ بعض اوقات جائز بلکہ بعض اوقات واجب بھی ہوتا ہے۔ اس کا مکمل بیان جس طرح کہ ''احیاء العلوم'' (امام غزالی کی کتاب) میں ہے: بلاشبہ ہر قابل ستائش مقصود جس تک سچ اور جھوٹا دونوں طریقوں سے پہنچا جا سکتا ہے وہاں جھوٹ بولنا قطعی حرام ہے۔ اگر اس مقصود تک صرف جھوٹ کے ذریعے ہی پہنچنا ممکن ہو تو جھوٹ بولنا جائز ہوگا' اگر اس مقصود کو حاصل کرنا جائز ہو۔ اور جھوٹ بولنا واجب ہوگا اگر اس مقصود کو حاصل کرنا واجب ہو۔ جیسے کہ کوئی آدمی کسی بے گناہ کو ایسے ظالم سے چھپا ہوا دیکھے جو اسے قتل کرنا چاہتا ہے یا اسے تکلیف پہنچانا چاہتا ہے' تو اس موقع پر جھوٹ بولنا واجب ہوگا' کیونکہ اس معصوم کے خون کو بچانا واجب ہے۔ اسی طرح اگر کوئی کسی کی رکھی ہوئی امانت کے متعلق پوچھے جو اسے ہتھیانا چاہتا ہے تو اس موقع پر انکار کرنا واجب ہے' اگرچہ جھوٹ ہی بولے' بلکہ اگر وہ اس سے قسم بھی اٹھوائے تو اس پر قسم اٹھانی بھی لازم ہے اور اس میں توریہ کر جائے' وگرنہ اسے قسم توڑنا ہوگی اور اس پر کفارہ لازم آئے گا۔

جب بھی جنگ کا مقصد یا آپس میں صلح کروانے یا رکھنے کا مقصود یا مصیبت زدہ اور نقصان رسیدہ آدمی کے دل کو ڈھارس دینا مقصود ہو اور وہ سوائے جھوٹ کے کسی اور ذریعہ سے پورا نہ ہوسکتا ہو تو ایسی صورت حال میں جھوٹا مباح اور جائز ہوگا۔ اگر کسی سے بادشاہ وقت کسی

---

① توریہ: کسی چیز کی حقیقت چھپا کر دوسری بات کو ظاہر کرنا توریہ کہلاتا ہے' اور یہ بوقت ضرورت جائز ہے۔ حدیث پاک میں آتا ہے: ((اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ کَانَ اِذَا اَرَادَ سَفَرًا وَرَّی بِغَیْرِہٖ)) جب نبی اکرم ﷺ کسی جنگ وغیرہ کے لیے سفر کا ارادہ فرماتے تو کسی دیگر سفر سے توریہ کر لیتے تھے' یعنی غیر مقصود سفر کا اظہار کر کے اصل سفر کو اخفا میں رکھتے تھے۔ صحیح بخاری شریف میں سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کی ایک طویل حدیث میں بھی یہ ذکر موجود ہے۔ (مترجم)

ایسی بے حیائی اور گناہ کے متعلق استفسار کرے جو وہ واقعتاً ہی کر چکا ہو' مثلاً: زنا کاری یا شراب نوشی وغیرہ' تو اس کے لیے جائز ہے کہ جھوٹ بول لے اور کہہ دے کہ میں نے نہیں کیا۔ اسی طرح اگر اپنے کسی مسلمان بھائی کے راز کو چھپائے رکھنا مقصود ہو تو تب بھی انکار کر سکتا ہے۔ اس کے لیے جائز ہے کہ جھوٹ بول دے۔

امام غزالی رحمہ اللہ نے یہ سب باتیں ذکر کرنے کے بعد لکھا ہے: اور اس طرح چاہیے کہ وہ جھوٹ کی خرابی کا سچ سے اٹھنے والی خرابی سے مقابلہ اور موازنہ کرے۔ اگر سچ سے رونما ہونے والی خرابی زیادہ خطرے اور نقصان والی ہے تو اس کو جھوٹ ہی بولنا چاہیے' اور اگر اس کے برعکس نتیجہ ہو تو جھوٹا کا بولنا حرام ہونا زیادہ قریب ہے' یعنی پھر جھوٹ بولنا حرام ہی ہوگا۔ اگر وہ معاملہ اس کی اپنی ذات کا ہو تو مستحب یہی ہے کہ جھوٹ نہ بولے' اور اگر وہ معاملہ کسی غیر سے متعلقہ ہو تو کسی غیر کے حق کے لیے چشم پوشی جائز نہ ہوگی' یعنی وہاں سچ ہی بولے۔

اور زیادہ احتیاط اسی میں ہے کہ جہاں جائز کی صورت بنتی ہے وہاں جھوٹ چھوڑ دے اور یہ صورت اس حرام جھوٹ کی نہیں بنے گی جو بطور عادت مبالغہ آمیزی سے باتیں کی جاتی ہیں' جیسے ''میں تیرے پاس ہزار مرتبہ آیا ہوں'' کیونکہ اس میں مبالغہ سمجھانا مقصود ہے' گنتی اور تعداد مقصود نہیں ہے' اگر وہ صرف ایک بار ہی آیا ہو تو یقیناً جھوٹ ہوگا۔

جو انہوں نے مبالغہ آمیزی کی بابت فرمایا ہے اس کی صحیح حدیث سے بھی دلالت ملتی ہے:

''اور رہا ابو جہم' تو وہ اپنی لاٹھی کو' اپنے کندھے سے اتارتا ہی نہیں ہے۔''

اور یہ بات یقینی ہے کہ وہ اکثر اپنی لاٹھی کو نیچے اتارتا ہوگا۔ اور جو انہوں نے جائز اور مباح ہونے کے متعلق تحریر کیا ہے اس کی بھی اس حدیث سے تائید ہوتی ہے جس میں بطور استثنا جھوٹ بولنے کی اجازت ہے' یعنی دو ناراض بھائیوں کے درمیان یا میاں بیوی کے درمیان صلح کروانی اور جنگ میں جدھر جانے کا قصد ہے اس کے بجائے دوسری جہت بتا کر توریہ کر سکتا ہے۔ اس طرح بیوی کو خاوند سے راضی کرنے کے ارادہ سے بھی توریہ ہو سکتا ہے۔

اور مستثنیٰ ہونے والی باتوں میں سے ایک ''شعر کہنے میں جھوٹ بولنا'' بھی ہے۔ جب اسے مبالغہ پر محمول نہ کیا گیا ہو تو ایسا شعر جھوٹ نہ سمجھا جائے گا' کہ اس شاعر سے ''شہادت'' کا نئے سرے سے مطالبہ کیا جائے امام قفال رحمہ اللہ نے فرمایا ہے: اور جھوٹ ہر حال میں حرام ہے' الا کہ

شعرا کے طرز پر یا لکھاریوں کے طرز تحریر میں مبالغہ آمیزی کے ساتھ ہو' جیسا کہ کسی کا یہ کہنا: ''میں تیرے لیے دن رات دعائیں کرتا ہوں' میری کوئی مجلس بھی تیرے شکریہ سے خالی نہیں گزرتی کیونکہ ایک جھوٹا آدمی اپنے جھوٹ کو سچ ظاہر کرتا ہے اور اسے رواج دینے کی کوشش کرتا ہے' لیکن شاعر کا اپنے شعر میں اس کو سچ کرنا مقصود نہیں ہوتا بلکہ یہ تو ایک صنعت اور فن ہے۔ اسی طرح اس میں قلیل اور کثیر کا فرق بھی نہیں ہوگا۔

البتہ ایک مومن مرد اور مومنہ خاتون کے لیے یہی فیصلہ ہے کہ وہ سچ کا متلاشی رہے۔ اگر کسی معاملہ میں حرج اور نقصان کا اندیشہ ہو تو توریہ سے کام لیا جائے جو نقصان میں کم درجہ ہوتا ہے۔

بحث: 10

بیوی کا جھوٹ بولنا

سیدہ اسما رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک عورت نے عرض کی: یا رسول اللہ! بے شک میری ایک سوکن ہے۔ اگر میں اپنے خاوند سے اس مقدار سے زیادہ جتنا وہ مجھے خود دیتا ہے، شکم سیری اور آسودگی حاصل کروں تو کیا مجھے گناہ ہوگا؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((اَلْمُتَشَبِّعُ لِمَا لَمْ يُعْطَ كَلَابِسِ ثَوْبَيْ زُوْرٍ)) ①

''ملی ہوئی چیز کے بغیر، غیر عطا شدہ چیز کے ساتھ شکم سیری اور آسودگی پانے والا ایسے ہی ہے جیسے جھوٹ کے کپڑے زیب تن کرنے والا۔''

سیدنا عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک روز میری ماں نے مجھے بلایا اور اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہمارے گھر میں تشریف رکھتے تھے۔ اس نے آواز دی: ادھر آؤ! میں تم کو کچھ دیتی ہوں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا:

((مَا أَرَدْتِ أَنْ تُعْطِيَهِ؟)) قَالَتْ: أَرَدْتُ أَنْ أُعْطِيَهُ تَمْرًا، فَقَالَ لَهَا:

((أَمَا إِنَّكِ لَوْ لَمْ تُعْطِهِ شَيْئًا كُتِبَتْ عَلَيْكِ كَذْبَةٌ)) ②

''تو نے اسے کیا دینے کا ارادہ کیا تھا؟'' اس نے جواب دیا: میں نے اسے ایک کھجور دینے کا ارادہ کیا تھا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا: اگر تو اسے کچھ نہ دیتی تو تیرے نامہ اعمال میں ایک جھوٹ لکھ دیا جاتا۔''

❀❀❀❀

① رواہ الامام احمد فی مسندہ ج٦/ ٩٠ـ١٦٧ـ٣٤٥ ورواہ البخاری فی کتاب النکاح ١٠٦ ورواہ مسلم فی کتاب اللباس ١٢٦ـ١٢٧

② رواہ الامام احمد فی مسندہ ج٣/٤٤٧ ورواہ ابوداود فی کتاب الادب ٨٠ واسنادہ ضعیف لجھالة مولی عبداللہ بن عامر بن ربیعة، لم یعرف من ھو۔

بحث: 11

وعدہ خلافی کرنا

اے میری مسلمان بہن!

وعدہ کی خلاف ورزی کرنا اور وعدہ وفا نہ کرنے سے بھی بچتی رہ' کیونکہ اسلام کے لوازمات میں سے یہ بھی ایک لازمی امر ہے۔ کیونکہ اس معاملے کو پورا کرنے میں تو بھی تو آدمی کی مثل ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ ۚ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْـُٔوْلًا ۝۳۴﴾ (بنی اسرائیل: ۳۴/۱۷)

''اور وعدہ پورے کرو' کیونکہ قول وقرار کی باز پرس ہونے والی ہے۔''

اللہ تعالیٰ کا ایک فرمان گرامی بایں الفاظ بھی ہے:

﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ﴾ (المائدۃ: ۱/۵)

''اے ایمان والو! عہدو پیمان پورے کرو۔''

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ''ان عہد و پیمان سے مراد وہ سب چیزیں ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے حلال اور حرام کر رکھا ہے اور جنہیں فرض کر رکھا ہے اور جو اس نے حدیں مقرر فرمائی ہیں۔''

اسی طرح امام مجاہد رحمہ اللہ اور دیگر ائمہ نے فرمایا ہے۔ اسی وجہ سے ضحاک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس سے وہ وعدے مراد ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اس پر حلال اور حرام یا فرض نمازیں وغیرہ مقرر کر دی ہیں۔''

ابن جریج کے قول سے یہ زیادہ بہتر اقوال ہیں جو سمجھتے ہیں کہ یہ وعدے اہل کتاب کے بارے میں ہیں' یعنی اے وہ لوگو! جو سابقہ کتب پر ایمان لائے ہو' جو وعدے تم سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بابت لیے گئے تھے انہیں پورا کرو۔ (اگرچہ یہ تفسیر بھی آیت کریمہ ہی سے لی گئی ہے۔)

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان:

﴿وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَتُبَيِّنُنَّهٗ لِلنَّاسِ﴾

(آل عمران: ۱۸۷/۳)

''اللہ تعالیٰ نے جب اہل کتاب سے عہد لیا کہ تم اسے سب لوگوں سے ضرور بیان کرو گے۔''

قتادہ رحمہ اللہ کے قول کی روشنی میں اس سے مراد وہ حلف برداری ہے جو انہوں نے زمانہ جاہلیت میں مکمل کی تھی زجاج رحمہ اللہ نے لکھا ہے: عقود' عہود کی نسبت زیادہ تاکیدی وعدے ہوتے ہیں' قول وقرار بھی لازمی ہوجاتے ہیں جب کہ عہد و پیمان میں پختگی اور مضبوطی زیادہ ہوتی ہے۔ اس کے لیے عربی لفظ ''عقود'' ہے جس کی واحد ''عقد'' ہے۔ اس کا معنی باندھنا ہے' یعنی ایک چیز کو دوسری سے جوڑنا اور ملانا' جیسے ایک رسی دوسری رسی سے باندھی جاتی ہے۔

جب ایمان' اللہ تعالیٰ کی معرفت' اس کی صفات اور اس کے احکامات کو جاننے پہچاننے کا نام ہے تو انہی احکامات میں سے یہ حکم بھی ہے کہ اس کے سامنے عاجزی اور نیازمندی کا اظہار بھی کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے عہد و پیمان کو پورا کرنے کا حکم دیا ہے' جس کا معنی یہ ہے کہ تم اپنے ایمان لانے کے ساتھ ہمہ اقسام کے عہد و پیمان کے بھی پابند بن گئے ہو۔ اللہ تعالیٰ کے تمام اوامر اور نواہی میں اس کی اطاعت اور فرمانبرداری کرنا بھی لازماً لاگو ہو جاتا ہے۔ لہٰذا تمام عہد و پیمان کو پورا کرو۔

ابن شہاب رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تحریر کردہ خط برائے عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ خود پڑھا ہے جو آپ نے انہیں نجران بھیجتے وقت دیا تھا' اس کی ابتدا یوں ہوتی ہے: ((بیان من اللہ ورسولہ)) یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے وضاحتی بیانات ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ أَوۡفُواْ بِٱلۡعُقُودِۚ أُحِلَّتۡ لَكُم بَهِيمَةُ ٱلۡأَنۡعَٰمِ إِلَّا مَا يُتۡلَىٰ عَلَيۡكُمۡ غَيۡرَ مُحِلِّي ٱلصَّيۡدِ وَأَنتُمۡ حُرُمٌۗ إِنَّ ٱللَّهَ يَحۡكُمُ مَا يُرِيدُ ۝١ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ لَا تُحِلُّواْ شَعَٰٓئِرَ ٱللَّهِ وَلَا ٱلشَّهۡرَ ٱلۡحَرَامَ وَلَا ٱلۡهَدۡيَ وَلَا ٱلۡقَلَٰٓئِدَ وَلَآ ءَآمِّينَ ٱلۡبَيۡتَ ٱلۡحَرَامَ يَبۡتَغُونَ فَضۡلٗا مِّن رَّبِّهِمۡ وَرِضۡوَٰنٗاۚ وَإِذَا حَلَلۡتُمۡ فَٱصۡطَادُواْۚ وَلَا يَجۡرِمَنَّكُمۡ شَنَـَٔانُ قَوۡمٍ أَن صَدُّوكُمۡ عَنِ ٱلۡمَسۡجِدِ ٱلۡحَرَامِ أَن تَعۡتَدُواْۘ وَتَعَاوَنُواْ عَلَى ٱلۡبِرِّ وَٱلتَّقۡوَىٰۖ وَلَا تَعَاوَنُواْ عَلَى ٱلۡإِثۡمِ وَٱلۡعُدۡوَٰنِۚ وَٱتَّقُواْ ٱللَّهَۖ إِنَّ ٱللَّهَ شَدِيدُ ٱلۡعِقَابِ ۝٢ حُرِّمَتۡ

عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيرِ وَمَآ أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيحَةُ وَمَآ أَكَلَ السَّبُعُ إِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَأَن تَسْتَقْسِمُوا بِالْأَزْلَامِ ۚ ذَٰلِكُمْ فِسْقٌ ۗ الْيَوْمَ يَئِسَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِن دِينِكُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ ۚ الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ فِي مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِّإِثْمٍ ۙ فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٣﴾ يَسْأَلُونَكَ مَاذَا أُحِلَّ لَهُمْ ۖ قُلْ أُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبَاتُ ۙ وَمَا عَلَّمْتُم مِّنَ الْجَوَارِحِ مُكَلِّبِينَ تُعَلِّمُونَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللَّهُ ۖ فَكُلُوا مِمَّآ أَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهِ ۖ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ ﴿٤﴾ (المائدۃ: ٥/١۔٤)

’’اے ایمان والو! عہد و پیمان پورے کرو۔ تمہارے لیے مویشی چوپائے حلال کیے گئے ہیں، بجز ان کے جن کے نام پڑھ کر سنا دیے جائیں گے، مگر حالت احرام میں شکار کو حلال جاننے والے نہ بننا۔ یقیناً اللہ جو چاہے حکم کرتا ہے۔ اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کی بے حرمتی نہ کرو، نہ ادب والے مہینوں کی، نہ حرم میں قربان ہونے والے اور پٹے پہنائے گئے جانوروں کی جو کعبہ کو جا رہے ہوں، اور نہ ان لوگوں کی جو بیت اللہ کے قصد سے اپنے رب تعالیٰ کے فضل اور اس کی رضا جوئی کی نیت سے جا رہے ہوں۔ ہاں! جب تم احرام اتار ڈالو تو شکار کھیل سکتے ہو۔ اور جن لوگوں نے تمہیں مسجد حرام سے روکا تھا ان کی دشمنی تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم حد سے گزر جاؤ۔ نیکی اور پرہیز گاری میں ایک دوسرے کی مدد کرتے رہو اور گناہ اور ظلم و زیادتی میں مدد نہ کرو، اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو، بے شک اللہ تعالیٰ سخت سزا دینے والا ہے۔ تم پر حرام کیا گیا ہے مردار اور خون اور خنزیر کا گوشت اور جو اللہ تعالیٰ کے سوا دوسرے کے نام پر مشہور کیا گیا ہو، اور جو گلا گھٹنے سے مرا ہو، اور جو کسی ضرب سے مر گیا ہو، اور جو اونچی جگہ سے گر کر مرا ہو، اور جو کسی ٹکر سے مرا ہو، اور جسے درندوں نے پھاڑ کھایا ہو، لیکن اسے تم ذبح کر ڈالو تو

حرام نہیں' اور جو آستانوں پر ذبح کیا گیا ہو اور یہ بھی کہ قرعہ کے تیروں کے ذریعے فال گیری کرو' یہ سب بدترین گناہ ہیں۔ آج کفار تمہارے دین سے ناامید ہو گئے۔ خبردار! تم ان سے نہ ڈرنا اور مجھ سے ڈرتے رہنا۔ آج میں نے تمہارے لیے دین کو کامل کر دیا اور تم پر اپنا انعام بھرپور کر دیا اور تمہارے لیے اسلام کے دین ہونے پر رضا مند ہو گیا۔ پس جو شخص شدت کی بھوک میں بے قرار ہو جائے' بشرطیکہ کسی گناہ کی طرف اس کا میلان نہ ہو' تو یقیناً اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا اور بہت بڑا مہربان ہے۔ آپ سے دریافت کرتے ہیں کہ ان کے لیے کیا کچھ حلال ہے؟ آپ کہہ دیجیے کہ تمام پاک چیزیں تمہارے لیے حلال کی گئی ہیں' اور جن شکار کھلانے والے جانوروں کو تم نے سدھا رکھا ہے یعنی جنہیں تم تھوڑا بہت وہ سکھاتے ہو جس کی تعلیم اللہ تعالیٰ نے تمہیں دے رکھی ہے پس جس شکار کو وہ تمہارے لیے پکڑ کر روکیں تو تم اس سے کھا لو' اور اس پر اللہ تعالیٰ کا نام ذکر کر لیا کرو' اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو' یقیناً اللہ تعالیٰ جلد حساب لینے والا ہے۔"

ان سے مقصود عائد شدہ ذمہ داریاں اور شرعی امور ہیں۔ کچھ کو سرانجام دینا ہے اور کچھ سے رکنا ہے۔ ان کو "عہد و پیمان" اس لیے کہا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں باندھ دیا ہے' حتمی قرار دیا ہے اور پختہ فرما دیا ہے' ان کو کسی طرح ڈھیلا یا کھولا نہیں جا سکتا۔ اور یہ معنی بھی مراد لیا گیا ہے: ان سے مراد وہ عہد و پیمان ہیں جو لوگ آپس میں ایک دوسرے سے طے کرتے ہیں۔ اور ہم نے جس معنی مراد کو اختیار کیا ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ یہ الفاظ عام ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

((أَرْبَعٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ كَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا، وَمَنْ كَانَ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنْهُنَّ كَانَ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنَ النِّفَاقِ حَتَّى يَدَعَهَا: إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وَإِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ، وَإِذَا عَاهَدَ غَدَرَ، وَإِذَا خَاصَمَ فَجَرَ)) [1]

"چار نشانیاں جس میں بھی پائی جائیں وہ پکا منافق ہو گا' اور جس میں ان میں سے صرف ایک پائی جائے گی اس میں نفاق کی صرف ایک نشانی پائی جائے گی' حتی کہ اسے چھوڑ دے: جب بات کرے تو جھوٹ بولے' اور جب کسی امانت کا امین بنایا

[1] صحیح البخاری ۱/ ۳ وصحیح مسلم ۱/ ۷۸ من حدیث عبداللہ بن عمرو۔

جائے تو خیانت کرے' اور جب وعدہ کرے تو بے وفائی کرے' اور جب جھگڑا کرے تو گالی دے۔''

رسول اللہ ﷺ کی حدیث مبارکہ ہے:

((لِكُلِّ غَادِرٍ لِوَاءٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ' يُقَالُ: هٰذِهِ غَدْرَةُ فُلَانٍ)) ①

''قیامت کے روز ہر دھوکہ باز کے لیے ایک جھنڈا ہو گا۔ اعلان کیا جائے گا: یہ فلاں کی دھوکا بازی ہے۔''

رسول اللہ ﷺ کا فرمان گرامی ہے:

((يَقُولُ اللّٰهُ تَعَالَى: ثَلَاثَةٌ أَنَا خَصْمُهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: رَجُلٌ أُعْطِيَ بِي ثُمَّ غَدَرَ' وَرَجُلٌ بَاعَ حُرًّا فَأَكَلَ ثَمَنَهُ' وَرَجُلٌ اِسْتَأْجَرَ أَجِيرًا فَاسْتَوْفَى مِنْهُ الْعَمَلَ وَلَمْ يُعْطِهِ أَجْرَهُ)) ②

''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: قیامت کے دن میں تین آدمیوں سے خود جھگڑا کروں گا: ایک وہ آدمی جسے میرے نام پر دیا گیا پھر اس نے بے وفائی اور عہد شکنی کر لی' دوسرا وہ آدمی جس نے کسی آزاد آدمی کو بیچا اور اس کی قیمت کھا گیا' اور تیسرا وہ آدمی جس نے کسی مزدور کو اجرت پر رکھا' اس سے کام تو پورا پورا لے لیا' لیکن اسے اس کی مزدوری ادا نہ کی۔''

رسول کریم ﷺ نے فرمایا ہے:

((مَنْ خَلَعَ يَدًا مِنْ طَاعَةِ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا حُجَّةَ لَهُ' وَمَنْ مَاتَ وَلَيْسَ فِي عُنُقِهِ بَيْعَةٌ مَاتَ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً)) ③

''جس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے اپنا ہاتھ پیچھے کھینچ لیا وہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے ایسی کسمپرسی کی حالت میں ملے گا کہ اس کے پاس کوئی حجت اور دلیل نہیں ہو گی۔ اور جو آدمی اس حال میں مر گیا کہ اس کی گردن میں بیعت نہ ہوئی تو وہ جاہلیت کی موت مر گیا۔''

---

① صحيح مسلم ٣/ ١٣٦٠ من حديث عبدالله۔

② صحيح البخاري 'ح٢٢٢٧ ((الفتح)) من حديث ابی هريرة واحمد ٢/ ٣٥٨

③ وصحيح مسلم ٣/ ١٤٧٨ من حديث نافع۔

مذکورہ فعل کو گناہ کبیرہ میں شمار کرنا اس صراحت کی بنا پر ہے جو بعض علما کے بیان میں پائی جاتی ہے۔ اس کی وضاحت کچھ اس طرح ہے کہ اگر کوئی آدمی کسی امام کی بیعت کرتا ہے اور پھر اس کی بیعت سے بغیر کسی ''موجب افتراق'' کے باہر نکلنا چاہے اور اس کے پاس کوئی ثبوت بھی نہ ہو تو یہ گناہ کبیرہ ہوگا' جس طرح کہ صحیحین میں موجود نبی اکرم ﷺ کی اس حدیث مبارکہ سے یہ بات عیاں ہو رہی ہے:

((ثَلاثَةٌ لا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلا يُزَكِّيهِمْ۔ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيمٌ)) اِلَى أَنْ قَالَ: ((وَرَجُلٌ بَايَعَ إِمَامًا لا يُبَايِعُهُ اِلاّ لِدُنْيَا' فَإِنْ أَعْطَاهُ مِنْهَا مَا يُرِيدُ وَفِيَ لَهُ' وَإِنْ لَمْ يُعْطِهِ لَمْ يَفِ لَهُ))

''تین آدمی ایسے ہوں گے جن سے اللہ تعالیٰ قیامت کے روز کلام بھی نہیں فرمائے گا اور نہ انہیں پاک صاف فرمائے گا' بلکہ ان کے لیے دردناک عذاب ہوگا......
یہاں تک کہ آپ نے یہ فرمایا: ''ایک وہ آدمی جو کسی امام کی بیعت صرف حصول دنیا کے لیے کرتا ہے۔ اگر وہ اسے وہ چیز عطا کر دیتا ہے جو وہ چاہتا ہے تو اس سے وفادار رہتا ہے اور اگر وہ اسے اس کی مطلوبہ چیز نہیں دیتا تو اس سے وفا نہیں کرتا۔''

صحیح بخاری کی سابقہ حدیث میں نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان بھی گزر چکا ہے:

((رَجُلٌ أَعْطَى بِي ثُمَّ غَدَرَ))

''وہ آدمی جس نے میرے نام پر دیا پھر خود ہی بے وفائی اور عہد شکنی کر لی۔''

صحیح مسلم میں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی اس طرح بھی آتا ہے:

((مَنْ خَلَعَ يَدًا مِنْ طَاعَةٍ))

''جو اطاعت سے دست کش ہو جائے۔''

نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

((مَنْ أَحَبَّ أَنْ يُزَحْزَحَ عَنِ النَّارِ وَيُدْخَلَ الْجَنَّةَ فَلْتَأْتِهِ مَنِيَّتُهُ وَهُوَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ' وَلْيَأْتِ إِلَى النَّاسِ الَّذِي يُحِبُّ أَنْ يُؤْتَى إِلَيْهِ' وَمَنْ بَايَعَ إِمَامًا فَأَعْطَاهُ صَفْقَةَ يَدِهِ وَثَمَرَةَ قَلْبِهِ فَلْيُطِعْهُ إِنِ اسْتَطَاعَ' فَإِنْ جَاءَهُ أَحَدٌ يُنَازِعُهُ فَاضْرِبُوا عُنُقَ الآخَرِ)) [1]

[1] صحيح مسلم ٣/١٤٧٢ من حديث عبدالله بن عمرو بن العاص۔

''جو آدمی یہ پسند کرتا ہے کہ آگ سے بچا لیا جائے اور جنت میں داخل کر دیا جائے تو اسے اس حال میں موت آنی چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہو' وہ لوگوں کے ساتھ وہی سلوک کرے جو وہ اپنے لیے چاہتا ہے۔ اور جس نے کسی امام کی بیعت کی اور اس نے اسے اپنی بیعت کر لیا اور اپنی محبت دے دی تو اسے چاہیے کہ اس کی استطاعت بھر اطاعت کرے۔ اگر کوئی اس کے پاس جھگڑنے کو آئے تو دوسرے کی گردن اڑا دو۔''

اس ضمن میں وہ بات بھی آ جائے گی جو جہاد کے حوالے سے ہے:

((أَنَّ مَنْ أَمَّنَ حَرَبِيًّا ثُمَّ غَدَرَ بِهِ وَقَتَلَهُ كَانَ كَبِيرَةً (فَهٰذَا الْغَدْرُ حَرَامٌ وَلَوْ كَانَ مَعَ غَيْرِ الْمُسْلِمِينَ' فَالْوَفَاءُ بِالْعَهْدِ وَاجِبٌ)) [1]

''جس نے کسی حربی کافر کو امن دیا پھر اس سے بے وفائی کر کے اسے قتل کر دیا تو اس نے گناہ کبیرہ کا ارتکاب کیا۔''

(یہ بے وفائی تو فعل حرام ہے' اگرچہ غیر مسلموں کے ساتھ ہو اور وعدے کی ایفا واجب ہے۔) اور بیعت کے توڑنے سے بھی یہی مراد ہے' اور اس میں وعید شدید ابھی اوپر بیان ہو چکی ہے۔

[1] انظر ما اخرجه ابن ماجه ۲/ ۶۸۸ وذكره الهيثمي في المجمع ۶/ ۲۸۵ بلفظ: ((من امن رجلا على دمه)) وذكره الحديث وقال الالبانيؒ: صحيح' وانظر صحيح الجامع ۶۱۰۳ من حديث عمرو بن الجموح۔

بحث: 12

دھوکا اور ملاوٹ

اے میری ایمانی بہن!

یقیناً اللہ تبارک وتعالیٰ نے مسلمان خاتون کو خرید وفروخت اور تمام شرعی معاملات طے کرنے کا حق عطا فرمایا ہے' لہٰذا اس پر خرید وفروخت میں ملاوٹ اور قول قرار میں دھوکا کرنا حرام ہے!!!

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک غلے کے ڈھیر کے پاس سے گزرے۔ آپ نے اس میں اپنا ہاتھ داخل فرمایا تو آپ کے ہاتھ کو نمی محسوس ہوئی۔ آپ نے پوچھا:

((مَا هٰذَا يَا صَاحِبَ الطَّعَامِ؟)) قال: اَصَابَتْهُ السَّمَاءُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ۔ قَالَ: ((اَفَلَا جَعَلْتَهُ فَوْقَ الطَّعَامِ حَتّٰى يَرَاهُ النَّاسُ؟ مَنْ غَشَّ فَلَيْسَ مِنِّىْ)) ①

''اے غلے والے یہ کیا ہے؟'' اس نے جواب دیا: ''یارسول اللہ! اسے بارش پہنچی تھی۔ تو آپ نے فرمایا: تو نے اسے غلے کے اوپر کیوں نہ رہنے دیا تاکہ لوگ اسے دیکھ لیں؟ جس نے دھوکا دیا وہ مجھ سے نہیں ہے۔''

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان اقدس ہے:

((مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السَّلَاحِ فَلَيْسَ مِنَّا' وَمَنْ غَشَّنَا فَلَيْسَ مِنَّا)) ②

''جس نے ہم پر اسلحہ اٹھایا وہ ہم میں سے نہیں ہے' اور جس نے ہمیں دھوکا دیا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔''

رسول برحق صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

((اِذَا جَمَعَ اللّٰهُ الْأَوَّلِيْنَ وَالآخِرِيْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ' يُرْفَعُ لِكُلِّ غَادِرٍ لِوَاءٌ فَقِيْلَ هٰذِهِ غَدْرَةُ فُلَانِ ابْنِ فُلَانٍ)) ③

---

① صحیح مسلم ۱/۹۹ حدیث ۱۰۲/۱۶٤ ② صحیح مسلم ج۱/۹۹ حدیث ۱۰۱/۱۶٤

③ صحیح مسلم ۱۳۵۹/۳۔

''جب اللہ تعالیٰ قیامت کے دن سب پہلوں اور پچھلوں کو جمع فرمائے گا تو ہر دھوکا باز اور ملاوٹ کرنے والے کے لیے ایک جھنڈا بلند کیا جائے گا' اور یوں اعلان کیا جائے گا: یہ فلاں بن فلاں کی دھوکا دہی اور ملاوٹ ہے۔''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

((اَلْمکرُ وَالْخَدِیعَةُ فِی النَّارِ))

''چال بازی اور دھوکا یہ دونوں آگ میں جائیں گے۔''

نبی امین و صادق ﷺ نے فرمایا ہے:

((اَلْمکرُ وَالْخَدِیعَةُ وَالْخَیَانَةُ فِی النَّارِ)) ①

''چال بازی' دھوکا دہی اور خیانت سب آگ میں ہیں۔''

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ہے:

((مَنْ خَبَّبَ زَوْجَةَ امْرِیءٍ۔ أَیْ أَفْسَدَهَا عَلَیْهِ۔ أَوْ مَمْلُوکَهُ فَلَیْسَ مِنَّا)) ②

''جس نے کسی خاوند کی بیوی کو اس کے خلاف خراب کیا یا اس کے غلام کو بھڑکایا تو وہ ہم میں سے نہیں ہے۔''

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

((لَیْسَ مِنَّا مَنْ خَبَّبَ امْرَأَةً عَلَی زَوْجِهَا أَوْ عَبْدًا عَلَی سَیِّدِهِ)) ③

''جس کسی نے کسی عورت کو اس کے شوہر کے برخلاف اکسایا یا کسی غلام کو اس کے آقا کے خلاف بھڑکایا تو وہ ہم میں سے نہیں ہے۔''

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ہے:

((مَنْ غَشَّنَا فَلَیْسَ مِنَّا وَالْمَکْرُ وَالْخِدَاعُ فِی النَّارِ)) ④

''جس نے ہمیں دھوکہ دیا وہ ہم میں سے نہیں ہے' اور چال بازی فریب کاری دوزخ میں جائیں گی۔''

---

① اخرجه ابوداود فی مراسله ص ۱۵۹ وهو فی صحیح الجامع برقم ۶۷۲۶ من حدیث الحسن مرسلا۔

② اخرجه ابوداود ۴/ ۵۱۷۰ وهو فی الاحادیث الصحیحة۔

③ اخرجه ابوداود ۲/ ۲۱۷۵ والحاکم ۲/ ۱۹۶ وقال: هذا حدیث صحیح واقره الذهبی علی تصحیحه۔

④ ذکره الهیثمی فی المجمع ۴/ ۷۹ وقال: رواه الطبرانی فی الکبیر والصغیر ورجاله ثقات' وهو حدیث صحیح الاسناد ۱۰۵۸ من حدیث عبدالله بن مسعود

بحث : 13

امانت میں کوتاہی

اے میری ایمان دار بہن!

بلاشبہ مذکورہ سب چیزوں کی حفاظت کرنا اسلامی واجبات میں سے ایک نہایت ہی اہم واجب ہے۔ ان چیزوں میں خیانت کرنا نفاق کی علامات اور عادات میں سے ہے۔ اس سے اللہ تعالیٰ کی پناہ...... لہٰذا اے میری بہن! اس خوبی کی حفاظت رکھ' امانت کو ضائع ہونے سے بچا' ادھار مانگی ہوئی چیز کو تلف ہونے سے بچا' اور کسی کی امانت میں رکھی ہوئی چیز کو ضرر اور نقصان سے بچانے کی مکمل کوشش کر۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَن تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا﴾ (النساء : ٤/ ٥٨)

''اللہ تعالیٰ تمہیں تاکیدی حکم دیتا ہے کہ امانت والوں کی امانتیں انہیں پہنچاؤ۔''

یہ خطاب اہل ایمان مرد اور عورتیں سبھی کو مساوی طور پر عمومی حکم دے رہا ہے۔

انسان کا معاملہ یا تو اس کے رب تعالیٰ کے ساتھ ہوتا ہے کہ اس کے احکامات کی تعمیل اور منہیات سے اجتناب کرنا ہے۔ ہر انسان کے پاس اس کے جسمانی اعضا میں سے ہر ایک عضو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بطور امانت ہے۔ زبان کی امانت یہ ہے کہ آدمی اسے جھوٹ' غیبت' چغلی میں استعمال نہ کرے' نہ ہی بدعت کے فروغ میں' نہ ہی فحاشی پھیلانے وغیرہ میں۔ آنکھ کی امانت یہ ہے کہ اس سے حرام کردہ چیزوں کی طرف نہ دیکھے۔ اور کان کی امانت یہ ہے کہ اس سے حرام باتوں کو سننے کے لیے ہرگز نہ جھکائے۔ اسی طرح باقی سب اعضا کی امانتیں ہیں۔

یا انسان کا معاملہ لوگوں کے ساتھ ہے جیسے کہ رکھی ہوئی امانتوں کو واپس لوٹانا' ماپ تول اور پیمائش کرنے میں کمی کرنے کو چھوڑنا' امرا کا اپنی رعیت میں عدل و انصاف سے کام لینا' علمائے کرام کا عوام الناس میں فریضہ حق کی تبلیغ کرنا' انہیں اطاعت' اخلاق حسنہ اور درست عقائد اپنانے پر رغبت دلانا' معاصی اور دیگر قباحتوں مثلاً: باطل اور جھوٹے تعصبات سے منع کرتے رہنا' عورت اپنے شوہر کے حق میں اس طرح رہے کہ اس کے بستر اور اس کے مال میں خیانت

کی مرتکب نہ ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے ایسی تمام چیزوں کی طرف اپنے اس ارشاد مبارک میں اشارہ فرمایا ہے:

((کلکم راع وکلکم مسؤول عن رعیته))

''تم میں سے ہر ایک نگہبان ہے اور اس سے اس کی رعیت (ماتحت افراد) کی باز پرس ہوگی۔''

یا انسان کا معاملہ اپنے نفس کے ساتھ ہے کہ اس کے لیے صرف وہی چیز اختیار کرے جو اس کے لیے نفع مند اور دین ودنیا کے اعتبار سے بہترین ہو' نفسانی جذبات وخواہشات کی مخالفت کرنے میں پوری کوشش صرف کر دے' کیونکہ یہ خواہشات ماننے والے کے حق میں دنیا وآخرت دونوں جہانوں میں انتہائی زیادہ مہلک زہر ثابت ہوں گی۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: شاذ ونادر ہی رسول اللہ ﷺ نے ہمیں کوئی ایسا خطبہ دیا ہوگا جس میں یہ نہ فرمایا ہو:

''اس آدمی کا کوئی ایمان نہیں جس میں امانت داری نہیں' اور اس آدمی کا کوئی دین نہیں جس میں ایفائے عہد نہیں۔''

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَخُونُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ وَتَخُونُوا أَمَانَاتِكُمْ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿٢٧﴾﴾ (الانفال: ۸/ ۲۷)

''اے ایمان والو! تم اللہ اور رسول کے حقوق میں خیانت مت کرو' اور نہ اپنی قابل حفاظت چیزوں میں خیانت کرو اور تم جانتے ہو۔''

یہ آیت مبارکہ سیدنا ابو البابہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے جس وقت رسول اللہ ﷺ نے انہیں بنی قریظہ کا محاصرہ کرنے کے دوران میں اس کے پاس بھیجا تھا۔ ان کے اہل وعیال ان میں ہونے کی وجہ سے وہ سیدنا ابولبابہ رضی اللہ عنہ کی طرف میلان رکھتے تھے۔ انہوں نے ان سے پوچھا: اس بارے میں آپ کی کیا رائے ہے کہ ہم محمد (ﷺ) کے حکم پر نیچے اتر آئیں؟ تو انہوں نے اپنے حلق کی طرف اشارہ کیا' یعنی قتل ہو جاؤ گے ایسا نہ کرنا۔ تو ان کی یہ حرکت اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے خیانت تھی۔ خود ہی کہتے ہیں کہ ابھی میں اپنے انہی

قدموں پر کھڑا تھا کہ مجھے یقین ہو گیا کہ میں تو اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) سے خیانت کر بیٹھا ہوں۔ پھر وہ مسجد کی طرف چلے آئے اور اپنے آپ کو باندھ لیا اور یہ قسم کھائی کہ مجھے رسول اللہ ﷺ کے سوا کوئی نہیں کھولے گا' پھر ان کی یہی حالت رہی' حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ نازل فرمائی' تب رسول اللہ ﷺ نے اپنے دست مبارک سے انہیں کھولا۔

﴿وَتَخُونُوا أَمَانَاتِكُمْ﴾ فرمان الٰہی کا مطلب ہے کہ اپنی امانتوں کی بھی خیانت نہ کرو۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

((اِضْمَنُوا لِي سِتًّا أَضْمَنْ لَكُمُ الْجَنَّةَ: أَصْدُقُوا إِذَا حَدَّثْتُمْ وَأَوْفُوا إِذَا وَعَدْتُمْ، وَأَدُّوا إِذَا ائْتُمِنْتُمْ)) ①

''تم مجھے چھ چیزوں کی ضمانت دے دو' میں تمہیں جنت کی ضمانت دیتا ہوں: جب بھی بات کرو تو سچی کرو' جب بھی وعدہ کرو تو پورا کرو' جب تمہارے پاس امانت رکھی جائے تو اس کو واپس کرو۔''

رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

((آيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ: إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ، وَإِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ)) زَادَ مُسْلِمٌ: ((وَإِنْ صَامَ وَصَلَّى وَزَعَمَ أَنَّهُ مُسْلِمٌ)) ②

''منافق کی تین نشانیاں ہیں: جب بات کرتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے' جب وعدہ کرتا ہے تو خلاف ورزی کرتا ہے' اور جب اس کے پاس امانت رکھی جاتی ہے تو خیانت کرتا ہے۔ مسلم کی روایت میں یہ الفاظ زائد ہیں ''اگرچہ وہ روزہ رکھے اور نماز پڑھے اور یہ گمان کرے کہ وہ مسلمان ہے۔''

نبی کریم ﷺ فرمایا کرتے تھے:

((اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُبِكَ مِنَ الْجُوعِ فَإِنَّهُ بِئْسَ الضَّجِيعُ، وَأَعُوذُبِكَ مِنَ الْخِيَانَةِ، فَإِنَّهَا بِئْسَتِ الْبِطَانَةُ)) ③

---

① اخرجه احمد ٥/٣٢٣ وابن حبان ١'ح٢٧١ والبيهقي في الشعب ٤ ح٤٨٢٤ والحاكم ٤/٣٥٨ وذكره الالبانيؒ في الصحيحة ١٤٧٠ وصححه بعدة شواهد

② صحيح البخاري ١'ح٣٣ ((الفتح)) وصحيح مسلم ١/٧٨ من حديث ابي هريرة۔

③ اخرجه ابوداود ٢ ح١٥٤٧ والنسائي ٨/٢٦٣ وابن ماجه ٢'ح٣٣٥٤ وقال الالبانيؒ حسن' من حديث ابي هريرة۔

''اے میرے اللہ! بے شک میں بھوک سے تیری پناہ مانگتا ہوں' کیونکہ وہ برا ساتھی ہے' اور میں خیانت سے تیری پناہ پکڑتا ہوں' کیونکہ وہ بری ہم راز اور بری ہم نشین ہیں۔''

تنبیہ ......اس فعل کو گناہ کبیرہ میں شمار کرنا جس طرح کہ بیشتر فقہا نے اسے کبائر کی فہرست میں شمار کیا ہے' بالکل ظاہر ہے' جیسا کہ آیات قرآنیہ اور احادیث صحیحہ میں مذکور ہے۔

لہٰذا میری بہن! دیانت داری' سونپی گئی امانت' رہن اور مستعار چیزوں میں کوتاہی کرنے سے بچتی رہ' بلکہ اس معاملے میں اپنے اہل خانہ اور اپنی اولاد کے لیے بہترین نمونہ بن جا' کیونکہ نیک عمل کے بڑے بابرکت اثرات ہوتے ہیں۔ عوام الناس میں عام طور پر اور اہل خانہ میں خاص طور پر ان چیزوں کی حفاظت کرنے کے لیے اپنی اولاد کی بھی تربیت کر اور انہیں یہ بات یاد کروا دے کہ یہ نیک اعمال میں سے ہیں!!!

❀❀❀❀

بحث : 14

لوگوں کی باتیں سننا

اے میری ایماندار بہن!

لوگوں کی وہ بات جس سے مطلع ہونے کو وہ ناپسند کریں سننے سے بچ' کیونکہ ہر انسان کے امتیازی اوصاف میں سے ہے کہ وہ اپنے پوشیدہ رازوں کی حفاظت رکھتا ہے یا وہ دوسروں کو چھوڑ کر کسی ایک ہی کو بتانے کو پسند رکھتا ہے۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا ہے:

((مَنْ تَحَلَّمَ بِحُلُمٍ لَمْ يَرَهُ، كُلِّفَ أَنْ يَعْقِدَ بَيْنَ شَعِيرَتَيْنِ، وَلَمْ يَفْعَلْ، وَمَنِ اسْتَمَعَ إِلَى حَدِيثِ قَوْمٍ وَهُمْ لَهُ كَارِهُونَ، صُبَّ فِي أُذُنَيْهِ الْآنُكُ۔ أَيِ الرَّصَاصُ الْمُذَابُ۔ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَمَنْ صَوَّرَ صُورَةً عُذِّبَ وَكُلِّفَ أَنْ يَنْفُخَ فِيهَا الرُّوحَ، وَلَيْسَ بِنَافِخٍ)) [1]

''جس نے مصنوعی خواب بنایا جو اس نے بالکل نہ دیکھا ہو' اسے دو باریک بالوں کو گرہ دینے کی تکلیف دی جائے گی جو وہ نہ کر سکے گا' اور جس نے کسی قوم کو کوئی بات سننے کی طرف کان لگائے اور وہ ناپسند کرتے ہوں تو اس کے کانوں میں قیامت کے دن پگھلا ہوا سیسہ ڈالا جائے گا' اور جس نے کوئی تصویر بنائی' اسے اس میں روح ڈالنے کی تکلیف دی جائے گی اور وہ اس میں روح نہیں پھونک سکے گا۔''

فائدہ......اس عمل کو کبیرہ گناہ شمار کرنے کے لیے ایسی حدیث مبارکہ کی صراحت ہی کافی ہے جو کہ بالکل ظاہر ہے' اگرچہ میں نے کسی کو ذکر کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔ کیونکہ قیامت کے دن کانوں میں پگھلا ہوا سیسہ ڈالا جانا نہایت ہی سخت وعید ہے۔ پھر بعد میں میں نے بعض علماء کو دیکھا ہے کہ انہوں نے اسے کبائر میں شمار بھی کیا ہے۔

غیب کی بحث میں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان گزر چکا ہے ﴿وَلَا تَجَسَّسُوا﴾ ''اور بھید نہ ٹٹولا

[1] صحیح البخاری ۱۲/۴۲۷۔

کرو' اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان گرامی:

((ولا تجسسوا ولا تحسسوا)) [1]

''اور نہ تم جاسوسی کرو اور نہ تم ٹوہ لگاؤ۔''

یہ بھی کہا گیا ہے: یہ دونوں الفاظ مترادف ہیں' اور ان کا معنی ہے: خبروں کو معلوم کرنا۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس حدیث سے اور اس جیسی دیگر احادیث سے یہ معلوم ہوا کہ انسان کے لیے روا نہیں ہے کہ کسی دوسرے کے گھر سے چوری چوری باتیں سنے اور یہ کہ نہ ناک میں نسوار چڑھائے اور نہ ہی کپڑے کو پکڑے تا کہ کسی کی بات کو سن سکے یا سونگھ سکے یا کوئی برائی پا سکے اور نہ ہی گھر کے چھوٹے بچوں سے ہمسایوں کے بارے میں دریافت کرتا رہے کہ اس کے پڑوسی کے گھر میں کیا ہوتا رہتا ہے۔

[1] تقدم تخریجہ' وھو حدیث صحیح۔

بحث: 15

ناجائز خرید وفروخت کی قیمت

اے میری اخت ایمان!

یقیناً یہ تیرا شرعی حق ہے کہ تو خرید وفروخت کی مشق کر سکتی ہے' لیکن تیرے اوپر یہ واجب ہے کہ تو غیر صحیح اور باطل و فاسد بیع کی اقسام وانواع سے بچتی رہے' کیونکہ اس میں خطاب تو دراصل اہل ایمان کو کیا گیا ہے' اور یہ عام الفاظ سے خطاب کیا گیا ہے جس میں یقیناً مومن عورتیں بھی داخل ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے باطل اقسام خرید وفروخت کو ان لوگوں کے باہمی معاملات میں نقصان دہ اور مضر ہونے کی بنا پر حرام کر رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ﴾

(النساء : ٤/٢٩)

''اے ایمان والو! اپنے آپ کے مال ناجائز طریقہ سے مت کھاؤ۔''

اس سے جوا بازی' غصب' چوری' خیانت' جھوٹی قسم کے ذریعے مال ہتھیانا وغیرہ مراد ہے۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہے: ''اس سے مراد ہر وہ مال ہے جو کسی سے بلاعوض ہی لے لیا جائے۔'' اللہ تعالیٰ کا فرمان گرامی ہے:

﴿إِلَّا أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِنْكُمْ﴾ (ایضا)

''مگر یہ کہ تمہاری آپس کی رضامندی کی خرید وفروخت ہو۔''

یعنی جائز اور مشروع طریقے سے تمہارے دلوں کی خوشی سے ہو۔ (اس میں استثنا منقطع ہے کیونکہ تجارت (استثنا) باطل (مستثنیٰ منہ) کی جنس میں سے نہیں ہے۔)

اللہ تعالیٰ کا ایک اور فرمان گرامی ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَالَ الْيَتَامَىٰ ظُلْمًا إِنَّمَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ نَارًا﴾

(النساء : ٤/١٠)

''جو لوگ ناحق ظلم سے یتیموں کا مال کھا جاتے ہیں' وہ اپنے پیٹ میں آگ ہی بھر

رہے ہیں۔''

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((اِنَّ اللّٰهَ طَيِّبٌ لَا يَقْبَلُ اِلَّا طَيِّبًا، وَاِنَّ اللّٰهَ أَمَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ بِمَا أَمَرَ بِهِ الْمُرْسَلِيْنَ)) ①

''بے شک اللہ تعالیٰ پاک اور طیب ہے، وہ صرف پاک اور طیب چیز ہی قبول کرتا ہے، اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے ایمان داروں کو بھی وہی حکم دیا ہے جو اس نے اپنے رسول کو دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿يٰۤاَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا ؕ﴾

(المومنون: ۲۳/۵۱)

''اے پیغمبرو! حلال چیزیں کھاؤ اور نیک عمل کرو۔''

اور اللہ تعالیٰ نے یوں فرمایا ہے:

﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ﴾ (البقرة: ۲/۱۷۲)

''اے ایمان والو! جو پاکیزہ چیزیں ہم نے تمہیں دے رکھی ہیں انہیں کھاؤ پیو۔''

اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر فرمایا:

((مَنْ أَكَلَ طَيِّبًا وَعَمِلَ فِيْ سُنَّةٍ وَأَمِنَ النَّاسُ بَوَائِقَهُ، دَخَلَ الْجَنَّةَ)) قَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ هٰذَا فِيْ أُمَّتِكَ الْيَوْمَ كَثِيْرٌ!! قَالَ: ((سَيَكُوْنُ فِيْ قُرُوْنٍ بَعْدِيْ)) ②

''جس نے طیب کھانا کھایا اور سنت کے مطابق عمل کمایا اور لوگ اس کے فتنوں اور مصیبتوں سے بچے رہے تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔'' صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! آج تو ایسے لوگ آپ کی امت میں بکثرت موجود ہیں!! آپ نے فرمایا: ''عنقریب بعد کے زمانوں میں ایسا ہوگا۔''

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

---

① صحيح مسلم ۲/۷۰۳ واحمد ۲/۳۲۸

② اخرجه الترمذی ٤/٢٥٢٠ والحاكم ٤١٠٤ من حديث ابى سعيد وقال: صحيح الاسناد ولم يخرجاه وقال الذهبی: صحيح

((لَا تَزُولُ قَدَمَا عَبْدٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتَّى يُسْأَلَ عَنْ أَرْبَعٍ: عَنْ عُمُرِهِ فِيمَا أَفْنَاهُ، وَعَنْ شَبَابِهِ فِيمَا أَبْلَاهُ، وَعَنْ مَالِهِ مِنْ أَيْنَ اكْتَسَبَهُ وَفِيمَا أَنْفَقَهُ، وَعَنْ عِلْمِهِ مَا ذَا عَمِلَ فِيهِ)) ①

''قیامت کے روز کسی بھی بندے کے قدم تب تک نہیں ہل سکیں گے جب تک چار باتوں کے متعلق پوچھ نہ لیا جائے: اپنی عمر کے بارے میں کہ کن کاموں میں اسے فنا کیا؟ اپنی جوانی کے بارے میں کہ کن کاموں میں اسے گزارا؟ اپنے مال کے متعلق کہ اسے کہاں سے حاصل کیا اور کن کاموں میں اسے خرچ کیا؟ اور اپنے علم کے متعلق کہ اس میں رہتے ہوئے کتنا عمل کیا؟''

رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

((يُؤْتَى يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِأُنَاسٍ مَعَهُمْ مِنَ الْحَسَنَاتِ كَأَمْثَالِ جِبَالِ تِهَامَةَ حَتَّى إِذَا جِيءَ بِهِمْ جَعَلَهَا اللّٰهُ هَبَاءً مَنْثُورًا ثُمَّ يُقْذَفُ بِهِمْ فِي النَّارِ)) قِيلَ: يَارَسُولَ اللّٰهِ كَيْفَ ذٰلِكَ؟ قَالَ: ((كَانُوا يُصَلُّونَ وَيَصُومُونَ وَيُزَكُّونَ وَيَحُجُّونَ غَيْرَ أَنَّهُمْ كَانُوا إِذَا عَرَضَ لَهُمْ شَيْءٌ مِنَ الْحَرَامِ أَخَذُوهُ، فَأَحْبَطَ اللّٰهُ أَعْمَالَهُمْ)) ②

''قیامت کے دن کچھ ایسے لوگوں کو لایا جائے گا جن کے پاس تہامہ کے پہاڑوں کی مانند نیکیاں ہوں گی' حتیٰ کہ جب انہیں حاضر خدمت کیا جائے گا تو اللہ تعالیٰ ان نیکیوں کو بکھرا ہوا گرد وغبار بنا دیں گے' پھر انہیں دوزخ میں جھونک دیا جائے گا۔'' عرض کی گئی یارسول اللہ! ایسا کیوں ہوگا؟ آپ نے فرمایا: ''وہ نمازیں پڑھا کرتے تھے' روزے رکھا کرتے تھے' زکوٰۃ دیا کرتے تھے اور حج بھی کیا کرتے تھے' لیکن ان کاموں کے علاوہ جب ان کے سامنے کوئی حرام چیز آتی اسے بھی لے لیتے تھے' تو اس سبب سے اللہ تعالیٰ نے ان کے اعمال کو اکارت اور ضائع کر دیا۔''

---

① اخرجه الترمذی ٢٤١٧/٤ من حديث ابی برزة الاسلمی' وقال الالبانیؒ: حسن

② اخرجه ابن ماجه ٤٢٤٥/٢ من حديث ثوبان وقال: الالبانیؒ صحيح

''ایک آدمی جو دور دراز سے سفر کر کے آتا ہے' غبار آلود اور پراگندہ بالوں والا ہے' آسمان کی جانب ہاتھ پھیلاتا ہے: ''اے میرے رب! اے میرے رب!'' اس کا کھانا تو حرام کا ہے اور اس کا پینا بھی حرام کا ہے اور اس کا لباس بھی حرام کا ہے اور وہ حرام مال سے غذا بہم پہنچایا گیا ہے' تو اس کی دعا کس طرح قبول ہوسکتی ہے؟''

نبی کائنات ﷺ نے فرمایا ہے:

((اِنَّ الْحَلَالَ بَیِّنٌ وَاِنَّ الْحَرَامَ بَیِّنٌ وَبَیْنَهُمَا اُمُورٌ مُشْتَبِهَاتٌ' وَسَأَضْرِبُ لَكُمْ فِیْ ذٰلِكَ مَثَلًا: اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی حِمًی' وَاِنَّ حِمَی اللّٰهِ مَا حَرَّمَ' وَاِنَّ مَنْ یَرْتَعُ حَوْلَ الْحِمَی یُوْشِكُ اَنْ یُخَالِطَهُ' فَاِنَّهُ مَنْ یُخَالِطُ الرِّیْبَةَ یُوْشِكُ اَنَّهُ یَجْسُرُ)) ①

''بے شک حلال واضح ہے' اور بے شک حرام بھی واضح ہے' اور ان دونوں کے مابین مشتبہ امور ہیں۔ میں تمہارے سامنے اس کے متعلق ایک مثال رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی ایک چراگاہ ہے' اور یقیناً اللہ تعالیٰ کی چراگاہ وہ چیزیں ہیں جو اس نے حرام کر دی ہیں' اور بے شک جو آدمی چراگاہ کے اردگرد چرائے قریب ہے کہ اس چراگاہ میں داخل ہو جائے بلاشبہ جو آدمی شک میں خلط ملط ہو جاتا ہے قریب ہے کہ وہ باہمت اور شیر ہی بن جائے۔''

ناطق وحی ﷺ نے فرمایا ہے:

((اَلْحَلَالُ بَیِّنٌ وَالْحَرَامُ بَیِّنٌ وَبَیْنَهُمَا اُمُورٌ مُشْتَبِهَةٌ فَمَنْ تَرَكَ مَا یَشْتَبِهُ عَلَیْهِ مِنَ الْاِثْمِ كَانَ لِمَا اسْتَبَانَ اَتْرَكَ' وَمَنِ اجْتَرَأَ۔ اَیْ بِالْهَمْزِ اَقْدَمُ عَلٰی مَا یَشُكُّ فِیْهِ مِنَ الْاِثْمِ اَوْشَكَ۔ اَیْ بِفَتْحِ اَوَّلِهِ وَثَالِثُهُ كَادَ وَاَسْرَعَ۔ اَنْ یُوْقِعَ مَا اسْتَبَانَ' وَالْمَعَاصِیَ حِمَی اللّٰهِ وَمَنْ یَرْتَعْ حَوْلَ الْحِمَی یُوْشِكُ اَنْ یُوَاقِعَهُ)) ②

---

① اخرجه ابو داود ۳/۳۳۲۹ والنسائی ۷/۲۴۲ من حدیث النعمان بن بشیر' وقال الالبانیؒ: صحیح

② صحیح البخاری ۱/۵۲ ((الفتح)) والنسائی ۷/۲۴۳ من حدیث النعمان

''حلال واضح ہے اور حرام واضح ہے' اور ان دونوں کے مابین کچھ مشتبہ امور ہیں' اور جس نے اپنے اوپر گناہ میں سے مشتبہ کرنے والے کام کو چھوڑ دیا تو ایسا آدمی واضح گناہ کو لازم کرنے والے کام کو زیادہ چھوڑنے والا ہوتا ہے اور جو گناہ میں سے مشتبہ کرنے والے کام میں جرأت سے کام لیتا ہے قریب ہے کہ وہ واضح گناہ والے کام میں بھی واقع ہو جائے' اور تمام معاصی اللہ تعالیٰ کی چراگاہ ہیں' اور جو چراگاہ کے پاس ہی چرتا ہے قریب ہے کہ وہ اس میں جا پڑے۔''

بحث : 16

خرید وفروخت میں ملاوٹ اور دھوکا

اے میری خواہر ایمان!

بلاشبہ چیزوں کے فروخت کرنے میں ملاوٹ اور دھوکا دینا ان محرمات میں سے ہے جنہیں اسلام نے حرام رکھا ہے۔ ملاوٹ اور دھوکہ دہی کے نہایت ہی خطرناک معاشرتی نقصانات ہیں۔ معاشرے کو ان نقصانات سے محفوظ رکھنا مسلمانوں کے واجبات میں سے ایک واجب ہے۔ جو مسلمانوں کو نقصان اور ضرر پہنچاتا ہے وہ تو مسلمان ہی نہیں ہوتا۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنی سنت مبارکہ میں اسی کی وضاحت فرمائی ہے!!

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السَّلَاحَ فَلَيْسَ مِنَّا، وَمَنْ غَشَّنَا فَلَيْسَ مِنَّا)) ①

''جس نے ہم مسلمانوں پر اسلحہ تانا وہ ہم میں سے نہیں ہے، اور جس نے ہمیں دھوکا دیا وہ بھی ہم میں سے نہیں ہے۔''

رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کو دھوکا دینے کو ان پر اسلحہ تاننے کے برابر قرار دیا ہے، کیونکہ اس میں بھی ویسے ہی خطرات ہیں!

رسول اللہ ﷺ ایک غلے کے ڈھیر کے قریب سے گزرے۔ آپ نے اس میں اپنا ہاتھ ڈال تو آپ کی انگلیوں کو تری اور نمی سے پہنچی۔ آپ نے پوچھا: ''اے غلے والے یہ کیا ہے؟'' وہ بولا یا رسول اللہ! اسے بارش کا پانی لگ گیا تھا۔ آپ نے فرمایا:

((أَفَلَا جَعَلْتَهُ فَوْقَ الطَّعَامِ حَتَّى يَرَاهُ النَّاسُ؟ وَمَنْ غَشَّنَا فَلَيْسَ مِنَّا)) ②

'' تو پھر تو نے اسے غلے کے اوپر کیوں نہ رکھا، تاکہ لوگ اسے دیکھ لیتے؟ جس نے ہمیں دھوکا دیا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔''

نبی کریم ﷺ ایک ایسے آدمی کے پاس سے گزرے جو غلہ فروخت کر رہا تھا۔ آپ ﷺ

---

① صحيح مسلم ١/ ٩٩

② صحيح مسلم ١/ ٩٩ والترمذى ٣، ح ١٣١٥ وابن ماجه ٢، ح ٢٢٢٤ من حديث ابى هريرة۔

نے اس سے پوچھا: کیسے فروخت کر رہے ہو؟ تو اس نے آپ کو بتایا۔ اس وقت آپ کو وحی کی گئی کہ اپنے دست مبارک کو اس غلے میں داخل کرو۔ آپ نے ایسا کیا تو اسے بھیگا ہوا پایا۔ تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَيْسَ مِنَّا مَنْ غَشَّ)) ①

''وہ ہم میں سے نہیں ہے جس نے دھوکا دیا۔''

تنبیہ ......اس فعل کو گناہ کبیرہ شمار کرنا ان احادیث سے بالکل عیاں ہو رہا ہے' کیونکہ ان میں ایسے آدمی سے اسلام ہی کی نفی کی گئی ہے' اس کے علاوہ وہ پیہم اللہ تعالیٰ کی ناراضی میں یا اللہ تعالیٰ کے فرشتوں کی لعنتوں میں رہتا ہے اور اس میں سخت وعید کا تذکرہ آیا ہے۔ اصول و ضابطہ یاد رکھیں کہ سامان کا مالک اس چیز کے متعلق کوئی ایسی خامی جانتا ہو اور یہ سمجھے کہ اگر اس خریدار کو اس کی اطلاع ہو گئی تو اتنی رقم کے عوض میں نہ لے گا۔ اس بیچنے والے پر واجب ہے کہ اس خریدار کو اس خامی کی اطلاع دے تاکہ وہ پوری بصیرت اور سمجھ بوجھ سے اسے لینے کا فیصلہ کرے۔

ہم تجارت کرنے اور خرید و فروخت کرنے کو حرام قرار نہیں دے رہے۔ بلاشبہ اصحاب نبی (ﷺ) خرید و فروخت کیا کرتے تھے' بیجوں اور دیگر سامان تجارت میں کاروبار تجارت کیا کرتے تھے' اسی طرح علما اور صلحا بھی ان کے بعد تجارتیں کرتے آئے ہیں' لیکن شرعی قوانین اور اس پسندیدہ طریقے کے متعلق جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے اس فرمان میں بیان کیا ہے۔

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ﴾ (النساء : ٤/ ٢٩)

''اے ایمان والو! اپنے آپس کے مال ناجائز طریقے سے مت کھاؤ' مگر یہ کہ تمہاری آپس کی رضا مندی سے ہو خرید و فروخت۔''

اللہ تعالیٰ نے یہ وضاحت فرما دی ہے کہ تجارت کسی طرح بھی قابل تعریف اور حلال و جائز نہیں بن سکتی الا کہ وہ جانبین کی باہمی رضا مندی سے ہو' اور باہمی رضا مندی صرف اسی صورت میں ممکن ہے کہ اس میں کسی طرح کی دھوکا دہی اور فریب کاری اور کسی عیب کو اندھیرے میں نہ رکھا گیا ہو۔

① اخرجه ابوداود ۳' ح ۳۴۵۲ من حديث ابی هريرة وقال الالبانیؒ: صحيح

اگر کسی معاملہ میں کوئی دھوکا دہی سے اور عیب کو چھپانے سے کسی کا مال زیادہ وصول کرتا ہے اور خریدار اس باطل حیلے کو نہیں جانتا جس کے ساتھ اسے دھوکا دیا گیا ہے تو یہ دھوکا ہے اور اللہ اور اس کے رسول سے دھوکا ہے' اور یہ حرام ہونے کا سخت ترین درجہ ہے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی ناراضی کا موجب ہے' اور ایسا کرنے والا سابقہ اور آئندہ آنے والی احادیث کے تحت وعیدوں میں داخل ہے۔ اس آدمی کے ذمے جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی رضا اور خوشنودی چاہتا ہے' اپنے دین و دنیا' اپنی مردانگی اور عزت نفس اور اپنی آخرت کی سلامتی کا خواہش مند ہے یہ واجب ہے کہ اپنے دین کی فکر رکھے اور وہ دھوکا اور چال بازی پر مبنی کوئی بھی بیع نہ کرے۔

دھوکا باز' خیانت کار' باطل اور ناجائز ذریعے سے لوگوں کا مال کھانے والا اگر قرآن وسنت میں وارد ان سزاؤں پر غور وفکر کرلے تو ممکن ہے کہ وہ اس حرکت بد اور فعل باطل سے باز آجائے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

> ((لَا تَزُوْلُ قَدَمَا عَبْدٍ یَوْمَ الْقِیَامَةِ حَتَّی یُسْأَلَ عَنْ أَرْبَعٍ: عَنْ عُمُرِهِ فِیْمَا أَفْنَاهُ' وَعَنْ شَبَابِهِ فِیْمَا أَبْلَاهُ' وَعَنْ مَالِهِ مِنْ أَیْنَ اکْتَسَبَهُ' وَفِیْمَا أَنْفَقَهُ' وَعَنْ عِلْمِهِ مَا ذَا عَمِلَ فِیْهِ)) [1]
>
> ''قیامت کے دن کسی بھی بندے کے دونوں قدم تب تک نہ ہل سکیں گے جب تک وہ چار سوالوں کے جواب نہ دے دے: اپنی عمر کے بارے میں کہ کن کاموں میں اس نے اسے فنا کیا؟ اپنی جوانی کے متعلق کہ کن کاموں میں اسے گزارا اپنے مال کے بارے میں کہ اس نے کہاں سے کمایا اور کہاں خرچ کیا؟ اور اپنے علم کے بارے میں کہ اس کے مطابق کہاں تک عمل کیا۔''

نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے:

> ((مَنِ اکْتَسَبَ فِی الدُّنْیَا مَالًا مِنْ غَیْرِ حِلِّهِ وَأَنْفَقَهُ فِیْ غَیْرِ حَقِّهِ' أَوْرَدَهُ دَارَ الْهَوَانِ' ثُمَّ رُبَّ مُتَخَوِّضٍ فِیْ مَالِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ لَهُ النَّارُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ یَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالَی (سورة الاسراء: ۹۷))) [2]

---

[1] اخرجه الترمذی ۲٤١٦/٤ وقال الالبانیؒ فی صحیح الترمذی ۱۹٦۹: حدیث حسن

[2] اخرجه الترمذی ٤' ح ۲۳۷٤ من حدیث خوله بنت قیس' وقال الالبانیؒ فی صحیح الترمذی ۱۹۳٤ صحیح۔

''جس آدمی نے دنیا میں غیر حلال طریقے سے مال کمایا اور اس کو ناحق جگہوں میں خرچ کیا اللہ تعالیٰ اسے ''دارالہوان'' (ذلت کے گھر) میں داخل کرے گا۔ پھر کتنے ہی آدمی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے مال میں گھسنے اور کودنے والے ہیں' ان کے لیے بروز قیامت آگ ہوگی۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿كُلَّمَا خَبَتْ زِدْنٰهُمْ سَعِيْرًا﴾ (بنی اسرائیل : ۹۷/۱۷)

''جب کبھی وہ ہلکی ہونے لگے گی ہم ان پر اسے اور بھڑکا دیں گے۔''

بحث : 17

بیع میں جھوٹی قسم

اے میری مسلمان بہن!

جس طرح کہ سابقہ بحثوں میں خرید وفروخت کے احکام میں مسلمان خاتون کو ان احکاماتِ اسلامیہ کو اختیار کرنے کی باتیں گزر چکی ہیں' اس سلسلے میں اگر وہ سامان بیچنے والا عمل کرتی ہے تو اسے سامان فروخت کرنے کے لیے کھانے سے اجتناب ہی کرنا چاہیے۔

سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((ثَلَاثَةٌ لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ اِلَيْهِمْ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ))' قَالَ: فَقَرَآهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ثَلَاثَ مَرَّاتٍ' قُلْتُ: خَابُوْا وَخَسِرُوْا مَنْ هُمْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((اَلْمُسْبِلُ وَالْمَنَّانُ وَالْمُنْفِقُ سِلْعَتَهُ بِالْحِلْفِ الْكَاذِبِ)) [1]

''تین اشخاص ایسے ہوں گے جن کی طرف اللہ تعالیٰ نہ دیکھیں گے اور نہ انہیں پاک صاف کریں گے' بلکہ ان کے لیے دردناک ہوگا۔ صحابیؓ کہتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ الفاظ تین بار دہرائے۔ میں نے عرض کی: وہ لوگ ناکام ہوں اور نامراد ہوں' ایسے کون ہوں گے یارسول اللہ!'' تو آپ نے ارشاد فرمایا: اپنی تہبند کو ٹخنوں سے نیچے لٹکانے والا' احسان کرکے جتلانے والا اور اپنی چیز کو جھوٹی قسم کھا کر بیچنے والا۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے:

((ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ: رَجُلٌ عَلَى فَضْلِ مَاءٍ بِفَلَاةٍ يَمْنَعُهُ ابْنَ السَّبِيْلِ' وَرَجُلٌ بَايَعَ رَجُلًا سِلْعَةً بَعْدَ الْعَصْرِ فَحَلَفَ بِاللّٰهِ لَأَخَذَهَا بِكَذَا وَكَذَا فَصَدَّقَهُ فَأَخَذَهَا وَهُوَ عَلَى غَيْرِ ذٰلِكَ' وَرَجُلٌ بَايَعَ اِمَامًا لَا يُبَايِعُهُ اِلَّا لِلدُّنْيَا

[1] صحيح مسلم ١٠٢/١ وابوداود ٤'ح٤٠٨٧

فَإِنْ أَعْطَاهُ مِنْهُمَا مَا يُرِيْدُ وَفِى لَهُ، وَإِنْ لَمْ يُعْطِهِ لَمْ يَفِ لَهُ)) [1]

"تین شخص ایسے بھی ہوں گے، قیامت کے دن جن سے اللہ تعالیٰ گفتگو بھی نہیں فرمائے گا نہ انہیں پاک صاف فرمائے گا' اور ان کے لیے دردناک عذاب ہو گا: ایک وہ آدمی جو جنگل میں کسی زائد جگہ میں ہو اور اس کے پاس ضرورت سے وافر پانی موجود ہو اور وہ کسی مسافر کو نہ دے' دوسرا وہ آدمی جو عصر کے بعد سودا کرتا ہے اور اللہ کی قسم اٹھاتا ہے کہ اس نے اتنے میں خود لیا ہے تو خریدار اس کو سچ مانتا ہے اور اس سے وہ چیز خرید لیتا ہے' حالانکہ سچا نہیں ہوتا' تیسرا وہ آدمی جو کسی امام کی بیعت کرتا ہے اور اس کی بیعت صرف حصول دنیا کے لیے کرتا ہے' اگر تو امام اسے اس کی مطلوبہ چیز دے دیتا ہے تو وہ اس سے وفادار رہتا ہے' اور اگر وہ اسے وہ چیز عطا نہیں کرتا تو اس سے وفا بھی نہیں کرتا۔"

ایک روایت میں یوں آتا ہے:

((وَرَجُلٌ حَلَفَ عَلَى سِلْعَةٍ لَقَدْ أَعْطَى بِهَا أَكْثَرَ مِمَّا أَعْطَى وَهُوَ كَاذِبٌ، وَرَجُلٌ حَلَفَ عَلَى يَمِيْنٍ كَاذِبَةٍ بَعْدَ الْعَصْرِ لِيَقْتَطِعَ بِهَا مَالَ امْرِىءٍ مُسْلِمٍ، وَرَجُلٌ مَنَعَ فَضْلَ مَاءٍ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: وَالْيَوْمَ أَمْنَعُكَ فَضْلِي كَمَا مَنَعْتَ فَضْلَ مَا لَمْ تَعْمَلْ يَدَاكَ)) [2]

"ایک وہ آدمی جو کسی سودے سلف پر قسم کھاتا ہے کہ یقیناً وہ اسے اتنی زیادہ چیز دے رہا ہے جتنی کہ اسے نہیں دی گئی' حالانکہ وہ جھوٹ بول رہا ہوتا ہے' ایک دوسرا آدمی جو نماز عصر کے بعد جھوٹی قسم کھاتا ہے تاکہ اس کے سبب کسی مسلمان کا مال ہتھیا لے' ایک وہ آدمی جو زائد پانی سے بھی روکتا ہے' قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اسے فرمائیں گے: آج میں بھی تجھ سے اپنا فضل روک لیتا ہوں جس طرح تو نے اپنے فضل (زائد پانی' ضرورت سے وافر پانی) کو روک لیا تھا' حالانکہ وہ تیرے ہاتھوں نے تو نہ بنایا تھا۔"

---

[1] صحیح مسلم ۱/ ۱۰۳' من حدیث ابی ھریرۃ۔

[2] صحیح البخاری ۵' ح ۲۳۶۹ ((الفتح)) من حدیث ابی ھریرۃ۔

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ہے:

((اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ ثَلَاثَۃً وَیُبْغِضُ ثَلَاثَۃً)) فَمِنَ الثَّلَاثَۃِ الَّذِیْ یُبْغِضُھُمُ اللّٰہُ؟ قَالَ: ((اَلْمُخْتَالُ الْفَخُوْرُ، وَأَنْتُمْ تَجِدُوْنَہٗ فِیْ کِتَابِ اللّٰہِ الْمُنَزَّلِ)) ①

''بے شک اللہ تعالیٰ تین سے محبت رکھتا ہے اور تین ہی سے ناراضی رکھتا ہے (پوچھا گیا:) تو تین وہ آدمی جن سے اللہ تعالیٰ ناراضی رکھتے ہیں وہ کون ہیں؟ تو آپ نے جواب ارشاد فرمایا: تکبر کرنے والا، اور شیخی خور، اور یہ بات تو تم اللہ تعالیٰ کی نازل شدہ کتاب میں بھی پاتے ہو:

﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ ۝١٨﴾ (لقمان: ۳۱/۱۸)

''کسی تکبر کرنے والے شیخی خورے کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں فرماتا۔''

کنجوس احسان کرنے والا اور تاجر یا بائع جو قسم پر قسم کھانے والا ہو۔''

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

((اَلْحَلْفُ مُنْفِقَۃٌ لِلسِّلْعَۃِ مُمْحِقَۃٌ لِلْکَسْبِ)) ②

''قسم سامان بیچنے والی اور کمائی کو برباد کرنے والی ہے۔''

نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے:

((اِیَّاکُمْ وَکَثْرَۃَ الْحَلْفِ فِی الْبَیْعِ، فَاِنَّہٗ یُنْفِقُ ثُمَّ یُمْحِقُ)) ③

''تم خرید و فروخت میں کثرت سے قسمیں کھانے سے بچو، کیونکہ یہ سامان تو بیچ دیتی ہے، پھر برباد بھی کر دیتی ہے۔''

نبی اکرم ﷺ کا فرمان گرامی ہے:

((اَلْبَیِّعَانِ بِالْخِیَارِ مَا لَمْ یَتَفَرَّقَا، فَاِنْ صَدَقَ الْبَیِّعَانِ وَبَیَّنَا بُوْرِکَ لَھُمَا

① اخرجه الحاكم ۲/۸۹ من حديث ابى ذر، وقال: صحيح على شرط مسلم ولم يخرجه، ووافقه الذهبى۔

② صحيح البخارى ٤، ح۲۰۸۷ ((الفتح)) وصحيح مسلم ۳/۱۲۲۸ وابوداود ۳، ح۳۳۳۵ من حديث ابى هريرة۔

③ صحيح مسلم ۳/۱۲۲۸ وابن ماجه ۲، ح۲۲۰۹ من حديث ابى قتادة۔

فِی بَیْعِهِمَا، وَإِنْ کَتَمَا وَکَذَبَا فَعَسَى أَنْ یَرْبَحَا وَیُمْحِقَا بَرَکَةَ بَیْعِهِمَا، اَلْیَمِیْنُ الْفَاجِرَةُ مُنْفِقَةٌ لِلسِّلْعَةِ مُمْحِقَةٌ لِلْکَسْبِ)) ①

''بیع کرنے والے دونوں آدمی جب تک ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں اختیار والے ہیں۔ اگر دونوں سچ بولیں اور بات کو کھول کھول کر بیان کریں تو ان کی بیع میں برکت ڈال دی جاتی ہے، اور اگر دونوں چھپائیں اور جھوٹ بولیں تو ممکن ہے کہ نفع پالیں اور ان کی بیع کی برکت برباد کر دی جائے۔ جھوٹی قسم سامان کو بیچنے والی ہے اور کمائی کو برباد کرنے والی ہے۔''

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

((إِنَّ التُّجَّارَ هُمُ الْفُجَّارُ)) قَالُوْا: یَارَسُوْلَ اللّٰهِ أَلَیْسَ اللّٰهُ قَدْ أَحَلَّ الْبَیْعَ؟ قَالَ: ((بَلٰی، وَلٰکِنَّهُمْ یَحْلِفُوْنَ فَیَأْثَمُوْنَ، وَیُحَدِّثُوْنَ فَیَکْذِبُوْنَ)) ②

''بلاشبہ تاجر حضرات فاجر و گناہگار ہیں'' صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کی: یارسول اللہ! کیا اللہ تعالیٰ نے بیع کو حلال نہیں ٹھہرایا؟'' آپ نے فرمایا: ''ہاں بلاشبہ، لیکن وہ قسمیں کھاتے اور گناہ کماتے رہتے ہیں، باتیں کرتے جاتے ہیں اور جھوٹ بولتے جاتے ہیں۔''

تنبیہ ......اس عمل کو گناہ کبیرہ شمار کرنا، اگرچہ اسے علمائے کرام نے کبائر کی فہرست میں شمار تو نہیں کیا، لیکن احادیث صحیحہ کثیرہ میں ذکر شدہ سخت وعیدوں کی بنا پر بالکل ظاہر ہے۔ پھر میں نے کسی کو دیکھا بھی ہے کہ اسے کبائر کی اقسام میں ذکر کر رہے تھے۔

① صحیح البخاری ۴/ ۲۰۷۹ ((الفتح)) وصحیح مسلم ۳/ ۱۱۶۴ من حدیث حکیم بن حزام۔

② اخرجه احمد ۳/ ۴۲۸ والحاکم ۲/ ۶ من حدیث عبدالرحمن بن شبل، وقال: صحیح الاسناد ولم یخرجاه، ووافقه الذهبی۔

بحث: 18

ذخیرہ اندوزی

اے میری ایمانی کو چاہنے والی بہن!

اگر تیرے پاس خرید وفروخت کا شرعی حق موجود ہے تو یقیناً تیرے اوپر بیع کے معاملے میں منع شدہ افعال کو چھوڑنا بھی واجب ہے' جن میں غلے' غذا اور دوا کو ذخیرہ کرنا بھی شامل ہے۔ (۱) جن کی وجہ سے لوگوں کو اپنی صحت و عافیت کے اعتبار سے خطرناک اور اشتعال انگیز نقصانات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اگر سامان فروخت کرنے والے کا نفع لینا حق ہے تو اس کا یہ حق تو نہیں ہے کہ بھاؤ کو بڑھانے کے لیے اس چیز کا ذخیرہ کرنا شروع کر دے' کیونکہ اس چیز کو اسلام نے حرام رکھا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان گرامی ہے:

((مَنِ احْتَكَرَ طَعَامًا فَهُوَ خَاطِىءٌ)) (۲)

''جس نے غلہ اناج ذخیرہ رکھا تو وہ خطا کار ہے۔''

آپ نے یوں بھی فرمایا ہے:

((لَا يَحْتَكِرُ إِلَّا خَاطِئٌ)) (۳)

''سوائے خطا کار کے کوئی بھی ذخیرہ اندوزی نہیں کرتا۔''

تنبیہ ......اسے گناہ کبیرہ شمار کرنا ان احادیث صحیحہ میں موجود ظاہری متن کی وجہ سے ہے۔ حرام ذخیرہ اندوزی یہ ہے کہ کوئی خورنی چیز کو سستے داموں خرید کر سٹور کرے' مثلاً: پھل' منقہ وغیرہ' اور نیت یہ رکھے کہ لوگوں کی شدید حاجت کے موقع پر' اس سے کہیں زیادہ مہنگے داموں

(۱) احتكار الدواء: كان تكون المراة صيد لانية تبيع الدواء فلا يجوز لها احتكاره حتى ترتفع اسعاره' فان هذا من المحرمات۔

دوا کو ذخیرہ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی خاتون دوا فروشی کرتی ہے یا دوسازی کرتی ہے تو اس کے لیے بھاؤ کے بڑھانے کے ارادے سے ذخیرہ کرنا ناجائز ہے' کیونکہ یہ کام حرام کاموں میں سے ہے۔

(۲) صحیح مسلم ۱۲۲۷۳ وابوداو ۳/۴۴۷و من حدیث سعید بن المسیب

(۳) اخرجه ابوداود ۳/۳۴۴۷ والترمذی ۳/۱۲۶۷ وابن ماجه ۲/۲۱۵٤ واخرجه مسلم بلفظ آخر

فروخت کروں گا۔

بیع میں چند محرمات: کسی کے سودے پر سودا کرنا' کسی کی خریدی ہوئی چیز کو خرید لینا' چیز خریدنے کی نیت کے بغیر ہی قیمت بڑھانا یعنی بولی دینا۔ ان تینوں کو کبائر کی فہرست میں شمار کرنا بھی قرین قیاس ہے۔ کیونکہ ان میں بھی دوسرے کو بہت ہی زیادہ نقصان ہوتا ہے' اور اس بات میں کوئی شک نہیں ہے کہ کسی دوسرے کو اتنا نقصان پہنچانا جو وہ عام طور پر اٹھا نہ سکتا ہو کبیرہ گناہ ہی بنتا ہے' تو یہ بھی چال بازی اور دھوکے ہی میں آتا ہے۔ ''کتاب الروضہ'' میں لکھا ہے: ''صغیرہ گناہوں میں سے ذخیرہ اندوزی بھی ہے' اپنے بھائی کی بیع پر بیع کرنا بھی ہے' اور اسی طرح بھاؤ پر بھاؤ کرنا' منگنی پر منگنی کرنا' شہری کا دیہاتی کی بیع کرنا' قافلوں کو شہر سے باہر ہی جا ملنا وغیرہ۔''

اس کے بعد میں نے امام اوزاعی رحمہ اللہ کو دیکھا ہے کہ انہوں نے بھی میری بیان کردہ بات ہی کی مانند اشارہ کیا ہے اور یوں کہا ہے: ''الروضہ'' میں جو یہ بات لکھی ہوئی ہے کہ یہ صغیرہ گناہ ہے'' اس میں یہ پسندیدہ بات نہیں ہے' بلکہ یہ تو عوام الناس کو نقصان پہنچانے کی وجہ سے کبائر میں داخل ہے۔''

''نجش'' سے مراد یہ ہے کہ کوئی خریدنے کا ارادہ بھی نہ رکھتا ہو اور قیمت کو بڑھا دے' صرف کسی دوسرے کو دھوکا دینے کے لیے۔

بیع پر بیع کرنے کا مطلب ہے کہ کوئی تیسرا آدمی خریدار اور مشتری سے اختیار کے لمحوں میں یہ کہہ دے: اس چیز کو واپس کر دو' میں آپ کو اس سے بہتر چیز اتنے ہی داموں میں یا اس جیسی چیز کم قیمت میں دیتا ہوں۔

خریدی ہوئی چیز کو خریدنے کا مطلب یہ ہے کہ کوئی بیع کے لمحوں میں بیچنے والے سے یوں کہہ دے: اپنی اس بیع کو فسخ کر دو' تاکہ یہی سامان میں خود زیادہ قیمت میں تم سے خرید لوں۔

بحث: 19

چال بازی اور دھوکا دہی

اے میری مسلمان بہن!

ان دونوں بری عادات سے بچ کر رہنا' جو دونوں ہی نفاق کی عادات میں سے ہیں۔ کسی بھی ایماندار عورت کے سینے میں چال بازی اور دھوکا دہی کے جذبات کے ساتھ ایمان اکٹھا نہیں ہوسکتا۔ اسی لیے تو اسلام میں یہ حرام رکھے گئے ہیں!! اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿وَلَا يَحِيقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ إِلَّا بِأَهْلِهِ﴾ (فاطر: ۴۳/۳۵)

''اور بری تدبیروں کا وبال ان تدبیر کرنے والوں ہی پر پڑتا ہے۔''

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

((مَنْ غَشَّنَا فَلَيْسَ مِنَّا وَالْمَكْرُ وَالْخِدَاعُ فِي النَّارِ)) [1]

''جس نے ہم مسلمانوں کو دھوکا دیا وہ ہم میں سے نہیں ہے' اور چال بازی اور دھوکہ دہی آگ میں ہوں گی۔''

اور اللہ تعالیٰ نے منافقوں کے متعلق فرمایا ہے:

﴿يُخَادِعُونَ اللَّهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ﴾ (النساء: ۱۴۲/۴)

''وہ اللہ سے چال بازیاں کر رہے ہیں' اور وہ انہیں اس چال بازی کا بدلہ دینے والا ہے۔''

ایک حدیث میں ہے:

((أَهْلُ النَّارِ خَمْسَةٌ)) وَذَكَرَهُ مِنْهُمْ ((رَجُلًا لَا يُصْبِحُ وَلَا يُمْسِي إِلَّا وَهُوَ مُخَادِعُكَ عَنْ أَهْلِكَ وَمَالِكَ)) [2]

---

[1] اخرجه ابن حبان ۵۵۳۳/۷ وذكره الهيثمي في المجمع ۷۸/۴۔ ۷۹ من حديث ابن مسعود وقال: رواه الطبراني في الكبير والصغير' ورجاله ثقات' وذكره المنذري ۵۷۲/۲ وذكره الالبانیؒ في الصحيحة ۱۰۵۸

[2] صحيح مسلم ۲۱۹۷/۴ من حديث عياض بن حمار المجاشعي' واحمد ۱۶۲/۴

''پانچ آدمی دوزخ میں جائیں گے۔'' پھر آپ نے ان میں سے ایک آدمی کا ذکر کیا' ایسا آدمی جو صبح شام تجھے تیرے اہل وعیال اور تیرے مال میں دھوکا دیتا ہے۔''

تنبیہ ......اس فعل کو گناہ کبیرہ شمار کرنا' علمائے کرام کی صراحت و وضاحت کی بنا پر ہے' اور یہ سابقہ احادیث کی روشنی میں بالکل واضح ہے' جن میں ملاوٹ اور دھوکا کے متعلق وضاحت آئی ہے۔ مذکور الباب حدیث مبارکہ میں جو کہا گیا ہے کہ چال بازی اور دھوکا دہی آگ میں جائیں گی' ان سے مراد یہ ہے کہ ان افعالِ بد کے کرنے والے لوگ جہنم واصل ہوں گے اور یہ سخت ترین وعید ہے۔

ایک مسلمان خاتون پر واجب ہے کہ اپنے اہل خانہ کے لیے' اپنے خاوند کے لیے' اپنے بچوں کے لیے' اپنے ہمسایوں کے لیے' اور اپنی سہیلیوں کے لیے تمام عزائم اور ارادوں میں مخلص اور سچی بن جائے' کسی کے لیے بھی مکر بازی اور دھوکا بازی دل میں چھپا کر نہ رکھے' خاص طور پر اپنے شوہر اور سرتاج کے لیے' اپنے تمام اعضائے بدنی اور احساسات قلبی کے ساتھ اس کی جناب میں اخلاص قلب کے ساتھ خدمت گزاری کو واجب سمجھے!!

بحث : 20

پڑوسی کو تکلیف پہنچانا

اے میری ایماندار بہن!

اپنے ہمسایوں کو تکلیف پہنچانے سے باز رہو' کیونکہ اسلام میں ہمسائے کو تکلیف پہنچانی حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تمام اہل ایمان مردوں اور عورتوں پر سب لوگوں کے ساتھ عمومی طور پر نیکی کرنے کو لازم قرار دیا ہے' اور ہمسایوں کے ساتھ خصوصی طور پر احسان کرنے کا حکم دیا ہے۔ ایک اسلامی معاشرہ الفت و محبت کا خوگر معاشرہ ہونا چاہیے' اور یہ احسان کیے بغیر کسی طرح بھی ممکن نہیں؟!!!

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ فَلَا يُؤْذِيْ جَارَهُ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَسْكُتْ)) (۱)

''جو کوئی اللہ تعالیٰ اور روز آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے ہمسائے کو تکلیف نہ پہنچائے' اور جو کوئی اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ اپنے مہمان کی عزت و تکریم کرے' اور جو کوئی اللہ تعالیٰ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ خیر کی بات کرے یا پھر خاموش ہی رہے۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

((مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ فَلْيُحْسِنْ إِلٰى جَارِهِ)) (۲)

''جو کوئی اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ اپنے ہمسائے سے نیک رویہ رکھے۔''

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

---

(۱) صحیح مسلم ۱/۶۸ وصحیح البخاری ۱۰'ح ۶۰۱۸ ((الفتح))

(۲) صحیح مسلم ۱/۶۹

((وَاللّٰہِ لَا یُؤْمِنُ وَاللّٰہِ لَا یُؤْمِنُ وَاللّٰہِ لَا یُؤْمِنُ!!؟)) قَالُوا: مَنْ یَا رَسُولَ اللّٰہِ ؟ قَالَ: ((اَلَّذِی لَا یَأْمَنُ جَارُہُ بَوَائِقَہُ)) (وَزَادَا أَحْمَدُ: قَالُوا: یَارَسُولُ اللّٰہِ وَمَا بِوَائِقُہُ؟ قَالَ: ((شَرُّہُ)) ①

''اللہ کی قسم! وہ ایمان نہیں رکھتا' اللہ کی قسم! وہ ایماندار نہیں' اللہ کی قسم! وہ صاحب ایماں نہیں ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دریافت کیا: کون یارسول اللہ! آپ نے جواب ارشاد فرمایا: ''وہ آدمی جس کا ہمسایہ اس کی تکلیفوں اور فتنوں سے امن میں نہ ہو۔''

امام احمد رحمہ اللہ نے یہ الفاظ بھی ذکر کیے ہیں: صحابہ کرام نے کہا: اے اللہ کے رسول! اس کی تکلیفیں اور فتنے کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''اس کا شر اور برائی۔''

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

((وَاللّٰہِ لَا یُؤْمِنُ، وَاللّٰہِ لَا یُؤْمِنُ، وَاللّٰہِ لَا یُؤْمِنُ!!)) قِیلَ: یَارَسُولَ اللّٰہِ لَقَدْ خَابَ وَخَسِرَ مَنْ ھٰذَا؟ قَالَ صلی اللہ علیہ وسلم: ((مَنْ لَا یَأْمَنُ جَارُہُ بِوَائِقَہُ)) قَالُوا: یَارَسُولَ اللّٰہِ، وَمَا بِوَائِقُہُ؟ قَالُوا صلی اللہ علیہ وسلم: ((شَرُّہُ)) ②

''اللہ کی قسم! وہ ایماندار نہیں ہے' اللہ کی قسم! وہ ایماندار نہیں ہے' اللہ کی قسم! وہ ایماندار نہیں ہے!! پوچھا گیا: یارسول اللہ! یقیناً وہ آدمی نامراد ہوا اور خسارہ پا گیا۔ وہ کون شخص ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا ''وہ شخص جس کا پڑوسی اس کے فتنوں اور تکلیفوں سے محفوظ نہ رہے'' صحابہ کرام نے عرض کی: یارسول اللہ! اس کے فتنے اور تکلیفیں کیا ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب ارشاد فرمایا: ''اس کا شر''

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کون ہے جو مجھ سے یہ باتیں لینے کو تیار ہے؟ پھر ان پر خود عمل کرے یا ان کو کسی ایسے آدمی کو سکھا دے جو ان پر عمل پیرا ہو سکے؟ میں نے عرض کی: میں یارسول اللہ! تو آپ نے میرا ہاتھ پکڑا اور پانچ چیزیں گنیں۔ آپ نے فرمایا:

((اِتَّقِ الْمَحَارِمَ تَکُنْ أَعْبَدَ النَّاسِ، وَارْضَ بِمَا قَسَمَ اللّٰہُ لَکَ تَکُنْ

---

① صحیح البخاری ۱۰'ح ۶۰۱۶ ((الفتح)) واحمد ۳۱/۴ من حدیث ابی ھریرۃ

② صحیح البخاری برقم ۶۰۱۶

أَغْنَى النَّاسِ، وَأَحْسِنْ إِلَى جَارِكَ تَكُنْ مُؤْمِنًا، وَأَحِبَّ لِلنَّاسِ مَا تُحِبُّ لِنَفْسِكَ تَكُنْ مُسْلِمًا، وَلَا تُكْثِرِ الضِّحْكَ فَإِنَّ كَثْرَةَ الضِّحْكِ، تُمِيتُ الْقَلْبَ)) ①

① حرام کردہ چیزوں سے بچ کر رہنا' تو سب لوگوں سے بڑھ کر عبادت گزار بن جائے گا۔
② جو اللہ نے تیری قسمت میں رکھا ہے اس پر راضی ہو جا' تو سب لوگوں سے بڑا غنی بن جائے گا۔
③ اپنے ہمسائے سے نیک رویہ رکھ' تو مومن بن جائے گا۔
④ لوگوں کے لیے وہی چیز پسند کر جو اپنے لیے پسند کرتا ہے' تو مسلمان بن جائے گا۔
⑤ زیادہ نہ ہنس' کیونکہ ہنسی کی کثرت دل کو مردہ بنا دیتی ہے۔''

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے لیے ان کے گھر میں ایک بکری ذبح کی گئی تو جب وہ گھر تشریف لائے تو پوچھا: کیا تم نے اپنے ہمسائے یہودی کو کچھ بھیجا ہے؟ کیا تم نے ہمارے اس یہودی ہمسائے کو کوئی حصہ بھیجا ہے؟ ہم نے عرض کی: نہیں! تو انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے خود سنا تھا:

((مَا زَالَ جِبْرِيلُ يُوصِينِي بِالْجَارِ حَتَّى ظَنَنْتُ أَنَّهُ سَيُوَرِّثُهُ)) ②

''جرائیل مسلسل مجھے ہمسائے کے متعلق کہتے رہے' حتیٰ کہ مجھے یہ خیال آنے لگا کہ وہ اسے مال وراثت کا بھی حصہ دار بنا دیں گے۔''

تو یاد رکھیں کہ ہمسایہ تین طرح کا ہوتا ہے:

① رشتہ دار مسلمان: تو اس کے تین حقوق ہیں: ہمسائیگی کا حق' اسلام کا حق اور رشتہ داری کا حق۔
② صرف مسلمان: تو اس کے پہلے دونوں حقوق ہیں۔
③ ذمی: تو اس کا صرف پہلا حق ہے۔ تو اس کو ایذا دہی اور تکلیف رسانی سے بچائے رکھنا

---

① اخرجه الترمذی ٤'ح٢٣٠٥ من حديث ابی هريرة وقال الالبانیؒ: حسن

② اخرجه الترمذی ٤'ح١٩٤٣ وابوداود ٤'ح٥١٥٢ وقال الالبانیؒ: صحيح

متعین ہو گیا۔ اس کے ساتھ احسان کرنا چاہیے' یقیناً یہ بہت ہی خیر کے نتائج سامنے لائے گا۔

لہٰذا اے میری مسلمان بہن! اپنے ہمسایوں سے نیکی کے طریقوں میں سے جس کی بھی تو استطاعت رکھتی ہے نیکی کرنے کی کوشش کر' اپنی اولاد کو بھی ایسا کرنے کی تعلیم دے' انہیں یہ باور کرا دے کہ یہ اسلام کے قابل عظمت اخلاق کا حصہ ہے' جس اسلام نے ہمیں اپنے اخلاق فاضلہ اور کریمہ سے متصف ہونا لازم قرار دیا ہے۔

قَاتَعالوااتلُ مَاحرّم ربکم علیکم

عورتوں پر

حرام

8

خاتون اسلام کے بعض ازدواجی معاملات

- قابل ستر اعضا کی پردہ پوشی اور حفاظت ماسوائے بیویوں کے واجب ہے۔
- حج اور ماہ صیام کی راتوں میں زوجہ سے مباشرت کرنے کا حکم۔
- بیویوں کے مابین عدل کرنا واجب ہے۔
- منگنی کرنے والے کا اپنی منگیتر کو دیکھنا۔
- عدت وفات میں بیوہ کو پیغامِ نکاح پیش کرنے کا حکم۔
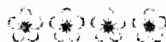
❀❀❀❀

بحث : 1

قابل ستر اعضا کی پردہ پوشی اور حفاظت

سیدنا بہز بن حکیم رضی اللہ عنہ اپنے باپ اور اپنے دادا سے روایت بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کی یارسول اللہ! ہمارے قابل ستر اعضا کون سے ہیں ہم کہاں ننگے ہو سکتے ہیں اور کہاں نہیں؟ آپ نے جواب ارشاد فرمایا:

((اِحْفَظْ عَوْرَتَكَ اِلَّا مِنْ زَوْجَتِكَ' أَوْ مَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ......)) (۱)

"''اپنے قابل ستر اعضا کی حفاظت رکھ' مگر اپنی بیوی سے یا اپنی لونڈی سے......''

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا يَنْظُرُ الرَّجُلُ اِلَى عَوْرَةِ الرَّجُلِ' وَلَا الْمَرْأَةُ اِلَى عَوْرَةِ الْمَرْأَةِ' وَلَا يُفْضِي الرَّجُلُ اِلَى الرَّجُلِ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ' وَلَا تُفْضِي الْمَرْأَةُ' فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ)) (۲)

''آدمی دوسرے آدمی کی شرمگاہ کی طرف مت دیکھے' اور نہ ہی عورت دوسری عورت کی شرمگاہ کی طرف دیکھے' اور نہ ہی کوئی مرد دوسرے مرد کے ساتھ ایک ہی کپڑے میں لیٹے' اور نہ ہی کوئی خاتون دوسری خاتون کے ہمراہ ایک کپڑے میں لیٹے۔''

ایک کپڑے میں لیٹنے کا مفہوم یہ ہے کہ اس کے جسم کے ساتھ اپنے جسم کو مت ملائے۔

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((اِذَا زَوَّجَ أَحَدُكُمْ أَمَتَهُ عَبْدَهُ' أَوْ اَجِيْرَهُ' فَلَا يَنْظُرَنَّ اِلَى عَوْرَتِهَا)) (۳)

---

(۱) رواہ الامام احمد فی مسندہ ۵/۳ وسندہ صحیح' ورواہ ابوداود فی کتاب الحمام ۲' ورواہ الترمذی فی کتاب الادب ۲۲-۳۹ ورواہ ابن ماجہ فی کتاب النکاح ۲۸

(۲) رواہ احمد فی مسندہ ۶۳/۳ ورواہ مسلم فی کتاب الحیض ۷۴' ورواہ الترمذی فی کتاب الادب ۳۸ ورواہ ابن ماجہ فی کتاب الطہارۃ ۱۳۷

(۳) رواہ ابوداود فی کتاب اللباس ۳۴ والصلاۃ ۲۶

''جب تم میں سے کوئی اپنے غلام کی اپنی لونڈی سے شادی کر دے یا اس پر جبر کرے تو اس لونڈی کی شرمگاہ کی طرف مت دیکھے۔''

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ﴿٢٩﴾ اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ﴿٣٠﴾ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ﴿٣١﴾﴾ (المعارج: ۷۰/۲۹،۳۱)

''اور جو لوگ اپنی شرمگاہوں کی (حرام سے) حفاظت کرتے ہیں' ہاں ان کی بیویوں اور لونڈیوں کے بارے میں جن کے وہ مالک ہیں' انہیں کوئی ملامت نہیں' اب جو کوئی اس کے علاوہ (راہ) ڈھونڈے گا تو ایسے لوگ حد سے گزر جانے والے ہوں گے۔''

اللہ تعالیٰ نے یہ جو فرمایا ہے: ''انہیں کوئی ملامت نہیں'' تو اس کا مفہوم یہ ہے کہ بیویوں اور لونڈیوں سے حفاظت نہ بھی کریں تو ملامت نہیں۔ ''ڈھونڈے گا'' یعنی مباشرت کرنے کی جگہ ڈھونڈے گا۔ ''اس کے علاوہ'' یعنی بیویوں اور لونڈیوں کے علاوہ۔ ''ایسے لوگ حد سے گزر جانے والے ہوں گے'' یعنی حلال سے حرام کی طرف بڑھنے والے ہوں گے۔ یہ آیت مبارکہ متعہ' لواطت' زنا اور چارپایوں سے وطی کو حرام ٹھہرانے پر دلالت کر رہی ہے۔

بحث: 2

روزوں کی راتیں اور ازدواجی تعلقات

سیدنا برا ابن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب ماہ رمضان کے روزے فرض ہوئے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پورا رمضان بیویوں کے قریب بھی نہ جاتے تھے' اور چند آدمی اپنی جانوں سے خیانت کر لیتے تھے' تو اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی:

﴿ عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمۡ كُنۡتُمۡ تَخۡتَانُوۡنَ اَنۡفُسَكُمۡ فَتَابَ عَلَيۡكُمۡ وَ عَفَا عَنۡكُمۡ ﴾ (البقرة : ۲/۱۸۷) ①

''تمہاری پوشیدہ خیانتوں کا اللہ تعالیٰ کو علم ہے۔ اس نے تمہاری توبہ قبول فرما کر تم سے درگزر فرما لیا۔''

صحیح بخاری' ترمذی اور ابوداؤد میں یہ روایت موجود ہے کہ سیدنا قیس بن صرمہ انصاری رضی اللہ عنہ روزے کی حالت میں تھے' افطاری کے قریب وہ اپنی زوجہ محترمہ کے پاس آئے اور پوچھا: کیا تیرے پاس کوئی کھانے کی چیز ہے؟ اس نے کہا: نہیں! لیکن میں کہیں جاتی ہوں اور کچھ تلاش کر کے لاتی ہوں۔ سیدنا قیس رضی اللہ عنہ کام کاج کیا کرتے تھے' ان کی آنکھیں غالب آ گئیں۔ یعنی انہیں نیند آ گئی' پھر ان کی بیوی بھی آ گئیں تو اس نے جب دیکھا تو بول اٹھیں: تجھ پر افسوس! پھر جب اگلا روزہ نصف النہار پر پہنچا تو ان پر غشی کے دورے شروع ہو گئے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا تذکرہ کیا گیا' تو یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی:

﴿اُحِلَّ لَكُمۡ لَيۡلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ اِلٰى نِسَآئِكُمۡ ﴾ (البقرة : ۲/۱۸۷) ②

''روزے کی راتوں میں اپنی بیویوں سے ملنا تمہارے لیے حلال کیا گیا ہے۔''

تو مسلمان اس پر انتہائی خوش ہوئے۔

امام مالک رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ سیدنا عمر فاروق' سیدنا علی اور سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہم سے اس آدمی کے متعلق سوال ہوا جو حج کا احرام باندھے ہوئے اپنی بیوی

---

① رواہ البخاری فی کتاب الصوم ۳۹ وفی کتاب التفسیر سورۃ ۲۔۲۷

② رواہ الامام احمد فی مسندہ ج۴/۲۹۵ ورواہ البخاری فی کتاب الصوم ۱۵

سے صحبت کر لیتا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا: وہ دونوں اپنے حج کے مناسک ادا کرتے جائیں' پھر آئندہ سال پھر حج کریں' اور قربانی بھی کریں اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''جب آئندہ سال حج کا تلبیہ پڑھنے لگیں تو دونوں حج پورا ہونے تک الگ الگ رہیں۔'' (۱)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ان سے ایسے آدمی کے متعلق پوچھا گیا جو طواف افاضہ کرنے سے قبل ہی میدان منیٰ میں بیوی سے صحبت کر لیتا ہے' تو آپ نے اسے ایک اونٹ نحر کرنے کا حکم دیا۔ اور روایت میں یہ بھی آتا ہے کہ آپ نے فرمایا:

((الذی صیب اهله قبل ان یفیض یعتمر ویهدی)) (۲)

''کہ جو طواف افاضہ (۳) کرنے سے قبل اپنی بیوی سے صحبت کر لیتا ہے' وہ عمرہ ادا کرے اور قربانی کرے۔''

---

(۱) رواہ مالك الموطا فی کتاب الحج ۱۵۱

(۲) رواہ مالك فی الموطا فی کتاب الحج ۱۵۶

(۳) طواف افاضہ: وہ طواف جو قربانی کے دن حجاج کرام منیٰ سے مکہ جا کر کرتے ہیں اور پھر منیٰ میں ہی واپس آ جاتے ہیں۔ (مترجم)

بحث: 3

بیویوں کے مابین عدل

بلاشبہ دور حاضر میں بہت سے علمائے کرام اور محققین عظام کو بیویوں کے مابین عدل کرنے والے معاملے نے مشغول کر رکھا ہے۔ بیویوں کے مابین برائی کے پھیلنے کے سبب پہلی بیوی سے عموماً' برے معاملے اور برتاؤ کا عام ہونا یا نئی نویلی بیوی کی طرف زیادہ التفات ہونا' یہ معاملہ تبھی پیدا ہوتا ہے جب پہلی بیوی کو فراموش کر دیا جائے' یا دوسری بیوی کے پاس زیادہ ٹھہرا جائے' یا پہلی بیوی کو نفقہ کم دیا جائے' یا اس جیسا کوئی اور معاملہ اور حق جو کسی بھی بیوی کا شرعی ثابت شدہ ہے' خواہ وہ پہلی بیوی کا حق ہو یا دوسری کا' یا تیسری کا' یا چوتھی کا۔ اس لیے ہم کہتے ہیں کہ بیویوں کے درمیان عدل و انصاف کرنا واجب اور لازم ہے' اور یہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان گرامی کی بنا پر ہے:

﴿وَلَنْ تَسْتَطِيْعُوْٓا اَنْ تَعْدِلُوْا بَيْنَ النِّسَآءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ فَلَا تَمِيْلُوْا كُلَّ الْمَيْلِ فَتَذَرُوْهَا كَالْمُعَلَّقَةِ ۭوَاِنْ تُصْلِحُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ وَاِنْ يَّتَفَرَّقَا يُغْنِ اللّٰهُ كُلًّا مِّنْ سَعَتِهٖ ۭ﴾

(النساء: ٤/١٢٩، ١٣٠)

"تم سے یہ تو کبھی نہ ہو سکے گا کہ اپنی تمام بیویوں میں ہر طرح عدل کرو' گو تم اس کی کتنی ہی خواہش و کوشش کر لو' اس لیے بالکل ہی ایک کی طرف مائل ہو کر دوسری کو ادھر لٹکتی ہوئی نہ چھوڑو' اور اگر تم اصلاح کرو اور احتیاط کرو تو بے شک اللہ تعالیٰ بڑی مغفرت اور رحمت والا ہے' اور اگر میاں بیوی جدا ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ اپنی وسعت سے ہر ایک کو بے نیاز کر دے گا۔"

اللہ تعالیٰ کا فرمان "تم سے یہ تو کبھی نہ ہو سکے گا کہ اپنی تمام بیویوں میں ہر طرح عدل کرو۔" یعنی ایسی طرز پر کہ اس میں کسی ایک کی طرف بھی میلان قلب نہ ہو' اس لیے کہ انسانی طبیعتیں ہی ایک سے بڑھ کر دوسری کی طرف میلان ہونے کی فطرت پر تخلیق کی گئی ہیں کہ ایک

سے محبت زیادہ ہو اور دوسری سے اس کی نسبت کم ہو اور اس کا حکم تخلیق کا ہی ہے کیونکہ انسان اپنے دلوں پر قبضہ نہیں رکھتے اور نہ ہی مکمل طور پر مساوات کرنے کی ان کی جانیں استطاعت ہی رکھتی ہیں۔ اسی کے پیش نظر تو الصادق المصدوق ﷺ فرمایا کرتے تھے:

((اَللّٰھُمَّ ھٰذَا قَسْمِیْ فِیْمَا أَمْلِكُ وَلَا تَلُمْنِیْ فِیْمَا تَمْلِكُ وَلَا أَمْلِكُ)) [1]

''اے میرے اللہ! یہ میری وہ تقسیم ہے جس کا میں مالک ہوں لہٰذا جس کام میں میں مالک نہیں صرف تو ہی مالک ہے اس میں مجھے ملامت نہ کرنا۔''

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: بیویوں کے درمیان عدل سے مراد ''جماع'' ہے۔'' اور حسن بصری رحمہ اللہ کہتے ہیں: ''محبت'' مراد ہے اسی طرح گفتگو کرنا، پاس بیٹھنا، ان کی جانب دیکھنا اور ان سے لطف اندوز ہونا سب چیزیں مراد ہیں۔

''گو تم اس کی کتنی ہی خواہش و کوشش کر لو'' یعنی بیویوں کے درمیان محبت کرنے میں اور قلبی میلان میں عدل و انصاف کرنے اور مساوات لانے میں۔

''اسی لیے بالکل ہی ایک کی طرف مائل ہو کر دوسری کو ادھر لٹکتی ہوئی نہ چھوڑو'' یعنی جس سے محبت رکھتے ہو اسی کی طرف تقسیم کرنے میں، خرچ زیادہ دینے میں مائل نہ ہو جانا کہ دوسری کو لٹکتی ہوئی رہنے دو کہ وہ ایسی بن جائے کہ وہ نہ خاوند والی ہو اور نہ ہی مطلقہ۔ اس بیوی کو اس چیز سے تشبیہ دی گئی ہے جو درمیان میں معلق ہو کسی چیز کے سہارے نہ کھڑی ہو یعنی نہ زمین پر اور نہ ہی آسمان پر یعنی نہ تو بلا خاوند اور نہ ہی خاوند والی ہو۔

''اور اگر تم اصلاح کرو'' جو تم نے واجبات کی ادائیگی میں اور فرائض کی بجا آوری میں، بیویوں کے درمیان تقسیم کرنے اور محبت کرنے میں، بیویوں کے ساتھ زندگی گزارنے میں خرابی کر لی ہے اگر تم اس کی اصلاح کرو۔ ''اور احتیاط کرو'' تقسیم میں ظلم کرنے سے اور منع شدہ میلان جاری رکھنے سے۔ ''تو بے شک اللہ تعالیٰ بڑی مغفرت اور رحمت والا ہے'' اس آدمی کے لیے جو توبہ کرے اور اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع ہو جائے۔ اور اگر میاں بیوی جدا ہو جائیں'' یعنی صلح نہ کریں، اصلاح نہ کر پائیں بلکہ ان میں سے ہر کوئی دوسرے سے جدا ہی رہے اور بالآخر طلاق ہو جائے۔ ''تو اللہ تعالیٰ اپنی وسعت سے ہر ایک کو بے نیاز کر دے گا'' یعنی ایک کو

---

[1] رواہ الامام احمد فی مسندہ ج ۱/ ۱۴۴ ورواہ ابوداود فی کتاب النکاح ۳۸ ورواہ الترمذی فی کتاب النکاح ۲۶ ورواہ النسائی

دوسرے سے بے نیاز کر دے گا۔ وہ اس طرح کہ آدمی کو ایسی بیوی دے سکتا ہے جو اس سے موافقت اور ہم آہنگی رکھنے والی ہو جس سے اس خاوند کی آنکھیں ٹھنڈی ہو جائیں اور عورت کو ایسا نیا شوہر دے دے جس کی صحبت اور ہم نشینی پر رشک کرنے لگے' اور پھر اللہ تعالیٰ دونوں کو ایسا رزق اور روزی وافر میسر فرما دے کہ دونوں میں سے ہر ایک کو دوسرے سے بے نیاز کر دے۔ اس جملے میں طلاق کے بعد دونوں کے لیے الگ الگ تسلی موجود ہے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ كَانَتْ لَهُ امْرَأَتَانِ وَلَمْ يَعْدِلْ بَيْنَهُمَا جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَشِقُّهُ سَاقِطٌ))
وَفِي أُخْرَى: ((مَائِلٌ)) ① ولفظ ابی داود: ((مَنْ كَانَتْ لَهُ امْرَتَانِ يَمِيلُ إِلَى إِحْدَاهُمَا عَلَى الْأُخْرَى' جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَشِقُّهُ مَائِلٌ)) ②

''جس آدمی کی دو بیویاں ہوں اور وہ ان کے درمیان عدل سے کام نہ لے قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کی ایک طرف گری ہوئی ہوگی۔''

دوسری روایت میں ''مائل'' یعنی ''جھکی ہوئی ہوگی'' بھی آتا ہے۔ ابوداؤد میں اس طرح آتا ہے ''جس آدمی کی دو بیویاں ہوں اور وہ ان میں سے ایک کی طرف زیادہ جھکاؤ رکھتا ہو' وہ قیامت کے دن اس حالت میں آئے گا کہ اس کی ایک طرف جھکی ہوئی ہوگی۔''

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں:

((كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقْسِمُ وَيَعْدِلُ' وَيَقُولُ: اَللّٰهُمَّ هٰذَا قِسْمِي فِيمَا أَمْلِكُ' فَلَا تَلُمْنِي فِيمَا تَمْلِكُ وَلَا أَمْلِكُ)) ③

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تقسیم میں عدل بھی فرماتے تھے اور یہ بھی فرمایا کرتے تھے:
''اے میرے اللہ! یہ میری وہ تقسیم ہے جس کا میں مالک ہوں' تو اس چیز میں مجھے ملامت نہ کرنا جس کا تو مالک ہے اور میں مالک نہیں ہوں (یعنی دل کا۔)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

① اخرجه اصحاب السنن' وتكلم فيه الترمذى ورواه الحاكم وقال: صحيح على شرطهما۔
② رواه ابوداود فى كتاب النكاح ٣٨ ورواه الترمذى فى كتاب النكاح ٤٢ ورواه الدارمى فى كتاب النكاح ٢٤
③ رواه الامام احمد فى مسنده ١/١٤٤ ورواه ابوداود فى كتاب النكاح ٣٨ ورواه الترمذى فى كتاب النكاح ٤١ ورواه النسائى فى كتاب النساء ٢ اسناده ضعيف

((كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَدُورُ عَلَى نِسَائِهِ فِي السَّاعَةِ الْوَاحِدَةِ مِنَ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ، وَهُنَّ إِحْدَى عَشْرَةَ قِيلَ لِأَنَسٍ: وَكَانَ يُطِيقُهُ؟ قَالَ: كُنَّا نَتَحَدَّثُ أَنَّهُ أُعْطِيَ قُوَّةَ ثَلَاثِينَ)) ①

''رسول اللہ ﷺ شب و روز کی ایک ہی گھڑی میں اپنی تمام ازواج مطہرات کے پاس سے چکر لگا لیا کرتے تھے اور وہ اس وقت تعداد میں گیارہ تھیں۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے کہا گیا: کیا آپ اس کی طاقت رکھتے تھے؟ آپ نے جواب دیا: ہم یہ بات کیا کرتے تھے کہ آپ کو تیس مردوں کی طاقت عطا کی گئی ہے۔''

سیدنا انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

((مِنَ السُّنَّةِ إِذَا تَزَوَّجَ الْبِكْرُ عَلَى الثَّيِّبِ أَقَامَ عِنْدَهَا سَبْعًا، ثُمَّ قَسَمَ، وَإِذَا تَزَوَّجَ الثَّيِّبَ أَقَامَ عِنْدَهَا ثَلَاثًا، ثُمَّ قَسَمَ)) ②

''یہ بات سنت میں ہے کہ جب کوئی کسی کنواری سے شادی کرے اور اس کے پاس پہلے بھی بیوی موجود ہو تو اس نئی کنواری کے پاس سات دن قیام کرے، پھر تقسیم کرے، اور جب کسی ثیب ③ سے شادی کرے تو اس کے ہاں تین دن قیام کرے، پھر تقسیم کرے۔''

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا:

((إِنَّ الْمُقْسِطِينَ عِنْدَ اللّٰهِ عَلَى مَنَابِرَ مِنْ نُورٍ عَنْ يَمِينِ الرَّحْمٰنِ، وَكِلْتَا يَدَيْهِ يَمِينٌ، الَّذِينَ يَعْدِلُونَ فِي حُكْمِهِمْ وَأَهْلِيهِمْ وَمَا وُلُّوا)) ④

''انصاف کرنے والے رحمٰن کے دائیں جانب نور کے منبروں پر اللہ تعالیٰ کے پاس ہوں گے، ویسے اللہ تعالیٰ کے دونوں ہاتھ ہی دائیں ہیں۔ یعنی جو لوگ اپنے فیصلوں میں، اپنے اہل عیال میں اور جن کے بھی والی بنائے جائیں ان میں انصاف کرنے والے ہوں۔''

---

① رواہ البخاری فی کتاب الغسل ۱۲ والھبة ۱۵ وفضائل الصحابة ۳۱ والمغازی ۸۳ والنکاح ۱۰۴ ورواہ النسائی فی کتاب عشرۃ النساء ۳ ② رواہ الامام احمد بن حنبل فی مسندہ ج۳/۹۹ ورواہ البخاری فی کتاب النکاح ۱۰۰-۱۰۱ ورواہ مسلم فی کتاب الرضاع ۴۳

③ ثیب: جس نے پہلے خاوند سے زندگی گزاری ہو، بیوہ ہو یا مطلقہ ہو۔ مترجم

④ رواہ الامام احمد فی مسندہ ج۲/۱۶۰ ورواہ مسلم فی کتاب الامارۃ ۱۸، ورواہ النسائی فی کتاب ادب القضاۃ۔

بحث: 4

منگنی کرنے والے کا اپنی منگیتر کو دیکھنا

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((اِذَا خَطَبَ أَحَدُکُمُ الْمَرْأَةَ، فَاِنِ اسْتَطَاعَ أَنْ یَنْظُرَ مِنْھَا اِلَی مَا یَدْعُوْہُ اِلَی نِکَاحِھَا فَلْیَفْعَلْ)) ①

''جب تم میں سے کوئی کسی خاتون کو پیغام نکاح بھیجے (منگنی کرے)، اگر اسے استطاعت ہو کہ اس کی وہ چیز دیکھے جو اسے دعوت نکاح دے رہی ہے (حسب، نسب، مال اور حسن وغیرہ) تو اسے چاہیے کہ کر لے یعنی دیکھ لے۔''

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

((تَزَوَّجَ رَجُلٌ اِمْرَأَةً مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ، لَهُ النَّبِی صلی اللہ علیہ وسلم: أَنَظَرْتَ اِلَیْھَا؟ قَالَ: لَا، قَالَ: فَاذْھَبْ فَانْظُرْ اِلَیْھَا، فَاِنَّ فِی أَعْیُنِ الْأَنْصَارِ شَیْئًا)) ②

''انصار کے ایک آدمی نے کسی خاتون سے شادی کرنا چاہی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے دریافت فرمایا: ''کیا تو نے اسے دیکھا ہے؟'' اس نے جواب دیا: ''نہیں!'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جاؤ اور اسے دیکھو، کیونکہ انصار کی آنکھوں میں کچھ ہوتا ہے۔''

سیدنا مغیرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے ایک خاتون کو پیغام نکاح بھیجا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا:

((أَنَّهُ خَطَبَ امْرَأَةً، فَقَالَ لَهُ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم: اُنْظُرْ اِلَیْھَا، فَاِنَّهُ أَحْرَی أَنْ یُؤْدَمَ بَیْنَکُمَا)) ③

---

① رواہ ابوداود فی کتاب النکاح ۳۲

② رواہ مسلم فی کتاب النکاح ۴۷-۷۵ ورواہ النسائی فی کتاب النکاح ۱۷ ورواہ ابن ماجه فی کتاب النکاح ۹ ورواہ الدارمی فی کتاب النکاح ۵

③ رواہ الامام احمد فی مسندہ ج۴/ ۲۴۰، ۲۴۶، ورواہ الترمذی فی کتاب النکاح، رواہ النسائی فی

''اس کی طرف دیکھ لو' کیونکہ یہ تمہارے درمیان دائمی محبت کرنے کے لیے زیادہ لائق ہوگا۔''

یعنی تمہارے آپس کے تعلقات میں اتفاق ذاتی اور تمہارے باہمی معاملات میں خیر و صلاح پیدا کرنے کا موجب بنے گا۔

بحث: 5

عدت وفات میں بیوہ کو پیغامِ نکاح

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿وَ لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا عَرَّضْتُمْ بِهٖ مِنْ خِطْبَةِ النِّسَآءِ اَوْ اَكْنَنْتُمْ فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ ؕ عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ سَتَذْكُرُوْنَهُنَّ وَ لٰكِنْ لَّا تُوَاعِدُوْهُنَّ سِرًّا اِلَّآ اَنْ تَقُوْلُوْا قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ؕ۬ وَ لَا تَعْزِمُوْا عُقْدَةَ النِّكَاحِ حَتّٰى يَبْلُغَ الْكِتٰبُ اَجَلَهٗ ؕ﴾ (البقرۃ : ۲/۲۳۵)

''تم پر اس میں کوئی گناہ نہیں کہ تم اشارۃً کنایۃً ان عورتوں سے نکاح کی بابت کہو یا اپنے دل میں پوشیدہ ارادہ کرو۔ اللہ تعالیٰ کو علم ہے کہ تم ضرور ان سے ذکر کرو گے' لیکن تم ان سے پوشیدہ وعدے نہ کرلو۔ ہاں یہ اور بات ہے کہ تم بھلی بات بولا کرو' اور عقد نکاح جب تک کہ عدت ختم نہ ہو جائے' پختہ نہ کرو۔''

اللہ تعالیٰ کے فرمان ''تم پر اس میں کوئی گناہ نہیں کہ تم اشارۃً کنایۃً ان عورتوں سے نکاح کی بات کہو'' میں ایسی عورتوں کی بات کی گئی ہے جو اپنے خاوندوں کی وفات کے بعد عدت میں ہوں۔ اسی طرح ایسی مطلقہ عورتیں بھی مراد ہیں جن کو طلاق بائن (یعنی جس میں بلا نکاح ثانی رجعت نہیں ہوسکتی) البتہ ایسی مطلقہ عورتیں جن سے رجوع ہوسکتا ہے ان کو اشارۃً یا صراحۃً پیغام نکاح دینا حرام ہے۔ اس آیت مبارکہ کے مفہوم میں کافی تفصیل ہے۔ فرمان الٰہی ''یا اپنے دل میں پوشیدہ ارادہ کرو'' میں مراد یہ ہے کہ عدت کے پورا ہونے پر تم ان سے نکاح کا ارادہ رکھتے ہو۔ یہاں پر ''اوْ'' (بمعنی ''یا'') اباحت کے لیے ہے یا تخییر کے لیے ہے یا تفصیل کے لیے یا مخاطب پر ابہام کے لیے ہے۔ فرمان ایزدی ''اپنے دلوں میں'' سے مراد ان عورتوں سے نکاح کا قصد اور ارادہ ہے۔ اس کے مطلب اور مفہوم میں یہ بھی کہا گیا ہے: آدمی اس عورت کے پاس جائے' اسے سلام کہے اور اگر چاہے تو اسے کوئی ہدیہ وغیرہ بھی دے آئے' لیکن زبان سے کوئی بات نہ کہے۔ فرمان الٰہی ''اللہ تعالیٰ کو علم ہے کہ تم ضرور ان سے ذکر کرو گے'' سے مراد یہ ہے کہ تم ان سے رغبت رکھنے کی وجہ سے ان سے بات کیے بغیر نہیں رہ سکتے۔ اسی لیے اللہ

تعالیٰ نے اشارے کنائے میں بات کرنے کی اجازت رکھ دی ہے' لیکن صراحۃً بات کرنے کی اجازت نہیں دی۔ فرمان الٰہی ''لیکن تم ان سے پوشیدہ وعدے نہ کرو'' یعنی کوئی آدمی اس عدت گزارنے والی سے یوں نہ کہے: مجھ سے شادی کر لینا' بلکہ کسی اشارے میں بات کرے۔ جمہور علما اس آیت سے یہی مراد لیتے ہیں۔ اس کے معنی میں یہ بھی کہا گیا ہے: پوشیدہ سے مراد زنا ہے' یعنی تم میں سے کوئی اس عدت کے دوران میں اس سے زنا نہ کرے کہ پھر اس سے بعد میں نکاح بھی کرے۔ مفسر طبریؒ اور دیگر مفسرین نے اسے اختیار کیا ہے۔ اس کے معنی میں یوں بھی کہا گیا ہے: پوشیدہ سے مراد جماع ہے' یعنی تم ان عورتوں سے اپنی کثرت جماع کی بات نہ کرو' تا کہ ان میں نکاح کی رغبت پیدا کرو۔ امام شافعی رحمہ اللہ نے اس سے یہ معنی مراد لیا ہے۔

ابن عطیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: پوری امت کا اس امر پر اجماع اور اتفاق ہے کہ عدت گزارنے والی سے ایسی باتیں کرنا جن میں جماع کا ذکر یا اس کی ترغیب ہو بالکل ناجائز ہیں۔ انہوں نے یہ بھی کہا ہے: عدت کے دوران میں اس خاتون سے بالمشافہہ یا باکرہ بچی کے متعلق اس کے باپ سے یا کسی لونڈی کے متعلق اس کے مالک سے وعدے کرنے کی کراہت پر بھی پوری امت کا اجماع ہے۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہے: پوشیدہ وعدے کرنے سے مراد یہ ہے کہ اسے یوں کہے کہ میں تجھے پیار کروں گا' تجھے چاہنے والا ہوں' لہٰذا مجھ سے وعدہ کر لے کہ کسی اور سے نکاح نہیں کرے گی' اسی طرح کی دوسری باتیں۔ فرمان الٰہی ''ہاں یہ اور بات ہے کہ تم بھلی بات بولا کرو'' یعنی وہ اشارے کنائے کی زبان میں ہو' وضاحت وصراحت کے ساتھ نہ ہو۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں' اس سے مراد یہ ہے کہ کوئی کہے: اپنی ذات کے معاملے میں مجھ سے پہلے کسی اور سے بات نہ کرنا' اگر تو بہتر سمجھے' یا یوں کہے: بلاشبہ تو خوبصورت ہے' اور یقیناً تو خیر کی متلاشی ہو گی اور مجھے بھی عورتوں کی ضرورت ہے اور میں بھی شادی کا خواہش مند ہوں' اور بلاشبہ مجھے ایسی ایسی صفات والی بیوی کی ضرورت بھی ہے' مجھے عورتوں سے رغبت بھی ہے' اور یہ چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے کوئی صالحہ خاتون میسر فرما دے۔ [1]

فرمان الٰہی ''اور عقد نکاح پختہ نہ کرو'' یعنی عدت کے دوران میں فرمان الٰہی ''جب تک کہ عدت ختم نہ ہو جائے'' یعنی عدت پوری نہ ہو جائے' اور یہ حکم متفق علیہ ہے۔ ''اجل'' سے مراد عدت کی آخری مدت ہے۔

---

[1] رواہ البخاری و جماعۃ

9

مومنات کی عدت کے بعض مسائل اور محرمات ابدیہ

- مسلمان خاتون کے لیے عدت کے احکام و مسائل۔
- عدت میں نکاح نہیں ہوتا۔
- خاوند کے علاوہ کسی دوسرے عزیز رشتہ دار پر عورت کے لیے سوگ کی حد۔
- بیویوں سے ''ایلا'' کرنے میں محتاط رہنا۔
- مردوں پر حرام کی گئیں عورتیں۔

❀❀❀❀

بحث : 1

خاتون اسلام کے لیے عدت کے احکام و مسائل

اَلْعِدَّۃُ: عین کی زیر کے ساتھ‘ اس مدت کا نام ہے جس میں عورت اپنے خاوند کی وفات کے بعد دوسرے خاوند سے نکاح کرنے کا یا اپنے خاوند کے طلاق کی صورت میں جدا کر دینے کے بعد انتظار کرتی ہے۔ یہ عدت یا تو بچے کی پیدائش تک ہوتی ہے (جونہی وہ بچے کو جنم دے دے‘ اس کی عدت پوری ہو جاتی ہے) یا یہ عدت طہر کے ساتھ ہے‘ یعنی حیض سے طہر کے ایام‘ اور یا تین طہر ہوتے ہیں‘ یا پھر تین ماہ ایسی عورتوں کے لیے جسے حیض نہ آتا ہو‘ یا حیض کی عمر سے آگے گزر چکی ہو۔

خون حیض سے مایوس اور حاملہ خاتون کی عدت

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَ الّٰٓیِٴۡ یَئِسۡنَ مِنَ الۡمَحِیۡضِ مِنۡ نِّسَآئِکُمۡ اِنِ ارۡتَبۡتُمۡ فَعِدَّتُہُنَّ ثَلٰثَۃُ اَشۡہُرٍ ۙ وَّ الّٰٓیِٴۡ لَمۡ یَحِضۡنَ ؕ وَ اُولَاتُ الۡاَحۡمَالِ اَجَلُہُنَّ اَنۡ یَّضَعۡنَ حَمۡلَہُنَّ ؕ﴾

(الطلاق : ٦٥/٤)

’’تمہاری عورتوں میں سے جو عورتیں حیض سے ناامید ہو گئی ہوں‘ اگر تمہیں شبہ ہو تو ان کی عدت تین مہینے ہے اور ان کی بھی جنہیں ابھی حیض آنا شروع ہی نہ ہوا ہو‘ اور حاملہ عورتوں کی عدت ان کے بچے کا پیدا ہونا ہے۔‘‘

اللہ تعالیٰ کے فرمان گرامی: ’’تمہاری عورتوں میں سے جو عورتیں حیض سے ناامید ہو گئی ہوں‘‘ سے ایسی عمر رسیدہ مستورات مراد ہیں جن کا بڑھاپے کی وجہ سے حیض آنا ختم ہو گیا ہو اور وہ اس کے آنے سے مایوس ہو گئی ہوں۔ فرمان الٰہی ’’اگر تمہیں شبہ ہو‘‘ یعنی اگر تمہیں ایسی عورتوں کے متعلق شک ہو کہ ان کی عدت کیسے شمار کریں گے؟ اس عدت کی مقدار کیا ہو گی؟ فرمان الٰہی ’’تو ان کی عدت تین مہینے ہے‘‘ تو جس کے متعلق شک و شبہ ہو اس کی جب عدت یہ ہے‘ تو جس کے متعلق شک و شبہ ہو ہی نہ تو اس کی لازماً یہی عدت ہو گی‘ یعنی جو حیض سے مایوس

ہوگئی ہوں یا جنہیں ابھی حیض آنا شروع ہی نہ ہوا ہو۔ فرمان الٰہی ''اور ان کی بھی جنہیں ابھی حیض آنا شروع ہی نہ ہوا ہو'' ان کے بچپنے اور حیض کی عمر تک نہ پہنچنے کی وجہ سے' یا ایسی خواتین جنہیں حیض بالکل ہی نہ آتا ہو اگرچہ وہ بالغہ ہی کیوں نہ ہوں' تو ان کی عدت بھی ''تین مہینے'' ہی ہوگی۔

فرمان الٰہی ''اور حاملہ عورتوں کی عدت ان کے بچے کا پیدا ہو جانا ہے'' یعنی ان کی عدت بچے کی پیدائش کے ساتھ ہی پوری ہو جائے گی۔ آیت کریمہ کا ظاہر تو یہی کہہ رہا ہے کہ تمام حاملہ عورتوں کی عدت ''وضع حمل'' ہی ہے' خواہ وہ مطلقہ ہوں یا بیوہ ہوں۔ سورۃ البقرہ میں جو فرمان الٰہی ﴿يَتَرَبَّصْنَ بِأَنفُسِهِنَّ﴾ (البقرة : ۲/۲۳٤) ''وہ عورتیں آپ کو عدت میں رکھیں۔'' (یعنی چار ماہ اور دس دن جو عورتیں حاملہ نہ ہوں) لہٰذا مندرجہ بالا آیت اپنے عموم میں رہے گی اور سورۃ البقرۃ میں موجود الفاظ کو خاص کرنے والی ہوگی۔

سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے آیت مذکور کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تھا: کہتے ہیں: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی: کیا یہ مطلقہ ثلاثہ کے لیے ہے یا بیوہ کے لیے؟ آپ نے فرمایا:

((هِيَ الْمُطَلَّقَةُ ثَلَاثًا وَالْمُتَوَفَّى عَنْهَا)) [1]

''یہ مطلقہ ثلاثہ کے لیے بھی ہے اور بیوہ کے لیے بھی۔''

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

((أَنَّ سُبَيْعَةَ تُوُفِّيَ عَنْهَا زَوْجُهَا وَهِيَ حُبْلَى فَوَضَعَتْ بَعْدَ مَوْتِهِ بِأَرْبَعِينَ لَيْلَةً فَخُطِبَتْ فَأَنْكَحَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم)) [2]

''سبیعہ (رضی اللہ عنہا) کا خاوند فوت ہوگیا جب کہ وہ حاملہ تھی۔ اس نے اپنے شوہر کی وفات کے چالیس ایام بعد ہی بچے کو جنم دے دیا۔ اسے نکاح کا پیغام آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بذات خود اس کا نکاح کیا تھا۔''

قبل از دخول طلاق کی عدت

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

---

[1] رواہ الامام احمد فی مسندہ ج۶/۲۸۹

[2] رواہ البخاری فی کتاب المغازی ۱۰ رواہ مسلم فی کتاب الطلاق ۵٦ ورواہ ابوداود فی کتاب الطلاق ٤۷ ورواہ النسائی فی کتاب الطلاق ۵٦ ورواہ ابن ماجه فی کتاب الطلاق۷۔

﴿ يَاۤ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّوْنَهَا ۚ فَمَتِّعُوْهُنَّ وَ سَرِّحُوْهُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا ۝﴾ (الاحزاب : ۳۳/۴۹)

''اے مسلمانو! جب تم مسلمان عورتوں سے نکاح کرو پھر ہاتھ لگانے سے پہلے ہی طلاق دے دو تو ان پر تمہارا کوئی حق عدت کا نہیں ہے جسے تم شمار کرو۔ تمہیں (کچھ نہ کچھ) انہیں دے دینا چاہیے اور بھلے طریق پر انہیں رخصت کرنا چاہیے۔''

فرمان ایزدی ''اے مسلمانو! جب تم مسلمان عورتوں سے نکاح کرو'' یعنی جب تم ان سے نکاح کی گرہ باندھ لو۔ فرمان الٰہی ''پھر ہاتھ لگانے سے پہلے ہی طلاق دے دو'' یعنی ان سے صحبت کرنے سے پہلے ہی۔ یہاں پر لفظ ''مس'' سے کنایہ کیا ہے۔ یہ بھی قرآن کریم کے آداب میں سے ہے کہ صحبت کرنے کو اشارے سے بیان کیا ہے۔ اس کے لیے اس طرح کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں: الملامسة (ایک دوسرے سے ملنا)' المماسة (بدن کو ہاتھ لگانا' چھونا) القرب (قریب ہونا) التغشي (ڈھانپ لینا) الاتيان (کسی کے پاس) زیر بحث آیت مبارکہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نکاح سے قبل طلاق نہیں ہوتی۔ جمہور علما کا یہی موقف ہے۔ جب کہ امام مالک اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہما اس کے صحیح ہونے کی طرف گئے ہیں' جب کوئی یوں کہے: ''جب میں فلاں خاتون سے نکاح کروں تو اسے طلاق۔'' سیدنا عمرو بن شعیب اپنے باپ سے' اپنے دادا سے جو حدیث مبارکہ بیان کرتے ہیں وہ بھی اس قول کی تردید کر رہی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا طَلَاقَ فِيمَا لَا يَمْلِكُ)) ①

''جس کا آدمی مالک ہی نہیں بنا اس میں طلاق بھی نہیں ہے۔''

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں:

((جَعَلَ اللّٰهُ الطَّلَاقَ بَعْدَ النِّكَاحِ)) ②

''اللہ تعالیٰ نے نکاح کے بعد طلاق کو رکھا ہے۔''

فرمان الٰہی ''تو ان پر تمہارا کوئی حق عدت نہیں ہے جسے تم شمار کرو'' یعنی جسے تم طہر کے ساتھ یا مہینوں کے ساتھ شمار کرو۔ اس امر پر علمائے کرام کا اتفاق ہے کہ جب ہاتھ لگانے سے

① [illegible] ② [illegible]

پہلے یعنی صحبت اور مباشرت کرنے سے پہلے ہی طلاق ہو جائے اور قبل از خلوت ہی طلاق ہو جائے تو عدت نہیں ہوگی۔ البتہ امام احمد رحمہ اللہ اس طرف گئے ہیں کہ خلوت سے عدت اور حق مہر واجب ہو جائے گا۔[1]

فرمان الٰہی ''تمہیں کچھ نہ کچھ انہیں دے دینا چاہیے اور بھلے طریق پر انہیں رخصت کرنا چاہیے'' یعنی انہیں کوئی ایسی چیز دے دو جس سے وہ فائدہ حاصل کر سکیں۔ سورۃ البقرہ میں اس موضوع پر گفتگو گزر چکی ہے۔ البتہ بیوہ کو اس آیت مبارکہ سے خاص کیا جائے گا' کیونکہ جب اس کا خاوند نکاح کی گرہ پختہ کرنے کے بعد فوت ہو گا اور اس سے صحبت کرنے سے پہلے ہی فوت ہو جائے گا تو گویا کہ موت ہی دخول کے قائم مقام ہو گا۔ وہ بھی چار ماہ دس دن کی عدت گزارے گی۔ امام ابن کثیر رحمہ اللہ نے اس پر اجماع فرمایا ہے تو تخصیص کرنے والا اجماع ہوا نہ کہ صحبت کرنا۔

فرمان الٰہی ''اور بھلے طریق پر انہیں رخصت کرنا چاہیے'' یعنی انہیں بغیر تکلیف پہنچائے گھروں سے نکالنا' اپنے گھروں میں رہنے کا جو انہیں حق حاصل ہے وہ ختم نہ کرنا۔ ''ان پر کوئی عدت نہ ہوگی جسے تم شمار کر سکو'' اس کے مطلب میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ خاوند اس سے کسی ایسی چیز کا مطالبہ بھی نہ کرے گا جو اس نے اسے دے دی ہو۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اس آیت مبارکہ کے ضمن میں فرماتے ہیں: یہ اس آدمی کے بارے میں ہے جو عورت سے شادی کرتا ہے پھر اسے ہاتھ لگانے سے پہلے ہی طلاق دے دیتا ہے۔ جب وہ اسے صرف ایک طلاق ہی دے دے تو وہ بائنہ ہوگی اور ایسی عورت پر کوئی عدت بھی نہ ہوگی۔ وہ اب جہاں چاہے شادی کر سکتی ہے۔ اگر اس خاوند نے حق مہر کی تعیین کر لی ہو تو ایسی بیوی کو نصف سے زائد نہ ملے گا' اور اگر حق مہر کی تعیین نہ کی گئی ہو تو خاوند اپنی وسعت یا تنگی کے مطابق اسے کچھ نہ کچھ فائدہ بھی دے گا۔

بیوہ کی عدت

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَ الَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَ يَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّ عَشْرًا ۚ فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا فَعَلْنَ فِيْٓ

[1] رواہ ابوداود فی کتاب الطلاق ۷ ورواہ الترمذی فی کتاب الطلاق ۶۔

اَنْفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ﴾ (البقرة : ۲/ ۲۳۴)

''تم میں سے جو لوگ فوت ہو جائیں اور بیویاں چھوڑ جائیں' وہ عورتیں اپنے آپ کو چار مہینے اور دس (دن) عدت میں رکھیں۔ پھر جب مدت ختم کر لیں تو جو اچھائی کے ساتھ وہ اپنے لیے کریں اس میں تم پر کوئی گناہ نہیں۔''

فرمان الٰہی ''تم میں سے جو لوگ فوت ہو جائیں اور بیویاں چھوڑ جائیں وہ عورتیں اپنے آپ کو چار مہینے اور دس (دن) عدت میں رکھیں'' یعنی جو فوت ہو جائیں اور اپنے پیچھے بیویاں چھوڑ جائیں ان کی یہ مدت ہو گی جس میں وہ انتظار کریں گی۔ اس میں حکمت یہ ہے کہ ''نر جنین'' غالباً تین ماہ تک حرکت کرنے لگتا ہے اور ''مادہ جنین'' چارہ ماہ تک۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے دس دن مزید زیادہ رکھ دیے ہیں' کیونکہ بعض اوقات جنین (حمل کا بچہ) کمزوری کے سبب حرکت نہیں کر پاتا' اس کی حرکت کچھ لیٹ ہو سکتی ہے' لیکن اس مدت سے لیٹ نہیں ہو گی۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اس عموم کو مندرجہ ذیل آیت مبارکہ سے خاص کر دیا ہے:

﴿وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ﴾ (الطلاق : ۶۵/ ۴)

''اور حاملہ عورتوں کی عدت ان کے بچے کا پیدا ہونا ہے۔''

اسی طرف جمہور علما گئے ہیں اور یہی حق ہے۔ نبی اکرم ﷺ سے صحیح ثابت ہے کہ آپ نے سبیعہ اسلمیہ رضی اللہ عنہا کو ''وضع حمل'' کے بعد شادی کرنے کی اجازت دے دی تھی۔ ①

آیت مبارکہ کا ظاہر تو یہی بتلا رہا ہے کہ صغیرہ اور کبیرہ' آزاد اور لونڈی' حیض والی اور حیض سے مایوس کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے۔ یعنی سبھی عورتوں کے خاوند فوت ہونے کی صورت میں چار ماہ دس دن ہی عدت ہو گی۔ یہ بھی کہا گیا ہے: لونڈی کی عدت آزاد عورت کی عدت کی نصف ہو گی یعنی دو ماہ اور پانچ دن۔ لیکن پہلا قول زیادہ اولیٰ ہے۔

سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے' فرماتے ہیں:

((عِدَّةَ اُمِّ الْوَلَدِ اِذَا تُوُفِّيَ عَنْهَا سَيِّدُهَا اَرْبَعَةُ اَشْهُرٍ وَعَشْرًا)) ②

''ہم پر ہمارے نبی ﷺ کی سنت کو خلط ملط نہ کرو' بیوہ لونڈی کی عدت چار ماہ اور

---

① رواه البخاری فی کتاب التفسیر سورة الطلاق

② رواه الامام احمد فی مسنده ۴/ ۲۰۳ ورواه ابو داود فی کتاب الطلاق ۴۸ ورواه ابن ماجه فی کتاب الطلاق ۳۳

دس دن ہی ہے۔''

فرمان الٰہی ''پھر جب مدت ختم کر لیں...... تم پر کوئی گناہ نہیں'' اس میں یہ خطاب اولیا سے ہے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ تمام مسلمانوں سے ہے۔ فرمان الٰہی ''وہ اپنے لیے کریں'' یعنی آرائش زیبائش اور پیغام نکاح دینے والوں کے لیے اپنے آپ کو پیش کرنا' اور جس مکان میں عدت کے ایام بسر کیے ہیں اس سے منتقل ہونا وغیرہ۔ فرمان الٰہی ''اچھائی کے ساتھ'' جو کام شریعت کے برعکس نہ ہو اور نہ ہی اچھی عادات کے خلاف ہو۔

یہ آیت مبارکہ بیوہ عورت پر عدت گزارنے کو واجب قرار دے رہی ہے۔ یہ بات تو صحیحین وغیرہ کتب میں کئی طرق بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

((لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ اَنْ تُحِدَّ عَلَى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثٍ اِلَّا عَلَى زَوْجٍ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَّعَشْرًا)) [1]

''کسی ایسی خاتون کے لیے حلال نہیں ہے جو اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتی ہے کہ وہ کسی بھی میت پر تین دنوں سے زائد سوگ منائے' ماسوائے خاوند کے کہ اس پر چار ماہ اور دس دن ہیں۔''

صحیحین وغیرہ میں یہ بھی آتا ہے:

((اَلنَّهْىُ عَنِ الْكُحْلِ فِي عِدَّةِ الْوَفَاةِ)) [2]

''بیوگی کی عدت میں سرمہ لگانا بھی منع ہے۔''

سوگ منانا: اس کا مطلب ہے خوشبو وغیرہ والی زینت ترک کرنا' عمدہ لباس زیب تن کرنا اور زیورات پہننا وغیرہ چھوڑ دینا۔ عدت وفات کے اندر اس کے واجب ہونے میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ طلاق رجعی کی عدت میں بھی اس مسئلہ میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ البتہ عدت ''طلاق بائنہ'' میں دو اقوال ہیں۔ اس کی تفصیل علم الفروع کی کتب میں اپنے مقام پر موجود ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے اصحاب نے اس آیت مبارکہ سے بغیر ولی کے نکاح کرنے کے جواز کا ثبوت لیا ہے' کیونکہ براہ راست فعل کی نسبت فاعل کی جانب کی گئی ہے' تو اس کا

---

[1] رواه البخاری فی کتاب الطلاق ٢٤٦ ورواه مسلم فی کتاب الطلاق ٩

[2] رواه البخاری فی کتاب الطلاق ٤٦'٤٩ وجنائز ٣١ والحيض ١٢ ورواه مسلم فی کتاب الطلاق ٦٦

جواب یہ دیا گیا ہے کہ یہ خطاب عورت کے اولیا ہی کو ہے' کیونکہ اگر ولی کے بغیر نکاح کرنا جائز ہوتا تو ''اولیا خاتون'' کو مخاطب نہ بنایا جاتا۔ واللہ اعلم

سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میں نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے عرض کی: بے شک یہ آیت مبارکہ:

﴿وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا ۖ وَّصِيَّةً لِّاَزْوَاجِهِمْ مَّتَاعًا اِلَى الْحَوْلِ غَيْرَ اِخْرَاجٍ ۚ﴾ (البقرة : ۲/۲۴۰)

''جو لوگ تم میں سے فوت ہو جائیں اور بیویاں چھوڑ جائیں وہ وصیت کر جائیں کہ ان کی بیویاں سال بھر تک فائدہ اٹھائیں' انہیں کوئی نہ نکالے۔''

اس آیت مبارکہ کو دوسری آیت (سورۃ البقرۃ ۲:۲۳۴) نے جب منسوخ کر دیا تو آپ اسے مصحف میں کیوں لکھ رہے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا: اے بھتیجے! ہم اسے یوں ہی لکھ رہے ہیں۔ ہم کسی آیت کو اس کی جگہ سے تبدیل نہیں کریں گے۔ (۱)

مطلقہ عورتوں کی عدت تین طہر یا حیض ہے

اللہ تعالیٰ کا فرمان اقدس ہے:

﴿وَالْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ ۭ وَلَا يَحِلُّ لَهُنَّ اَنْ يَّكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ فِيْٓ اَرْحَامِهِنَّ اِنْ كُنَّ يُؤْمِنَّ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ وَبُعُوْلَتُهُنَّ اَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِيْ ذٰلِكَ اِنْ اَرَادُوْٓا اِصْلَاحًا ۭ وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِيْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۠ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ ۭ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۲۲۸﴾﴾

(البقرة : ۲/۲۲۸)

''طلاق والی عورتیں اپنے آپ کو تین حیض تک روکے رکھیں۔ انہیں حلال نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے رحم میں جو پیدا کیا ہو اسے چھپائیں۔ اگر انہیں اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان ہو۔ ان کے خاوند اس مدت میں انہیں لوٹا لینے کے پورے حق دار ہیں' اگر ان کا ارادہ اصلاح کا ہو۔ عورتوں کے بھی ویسے ہی حق ہیں جیسے ان پر مردوں کے ہیں' اچھائی کے ساتھ۔ ہاں! مردوں کو عورتوں پر فضیلت

ہے اور اللہ تعالیٰ غالب ہے حکمت والا ہے۔''

اللہ تعالیٰ کا فرمان ''طلاق والی عورتیں'' یعنی جو خاوندوں کے عہد و پیمان سے آزاد کر دی گئی ہوں۔ اور طلاق والی ایسی عورت ہوتی ہے جس کو خاوند نے طلاق دے دی ہو۔ فرمان الٰہی ''اپنے آپ کو تین حیض تک روکے رکھیں'' وہ طلاق کے وقت سے مدت کو شروع کرے گی، تو اس حکم میں ایسی عورت بھی داخل تھی جسے قبل از صحبت طلاق ہو گئی ہو، پھر اللہ تعالیٰ کے اس فرمان گرامی سے اسے خاص کر دیا گیا۔

﴿فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّونَهَا﴾ (الاحزاب : ۴۹/۳۳)

''تو ان پر تمہارا کوئی حق عدت نہیں جسے تم شمار کرو۔''

تو عام کی خاص پر بنیاد رکھنا واجب ہے، تو اس خاص حکم سے مطلقہ قبل از دخول خارج ہو گئی۔ اسی طرح حاملہ عورت بھی اللہ تعالیٰ کے درج ذیل فرمان سے خارج ہو گئی:

﴿وَأُولَاتُ الْأَحْمَالِ أَجَلُهُنَّ﴾ (الطلاق : ۴/۶۵)

''اور حاملہ عورتوں کی عدت ان کے بچے کا پیدا ہو جانا ہے۔''

اسی طرح اس آیت مبارکہ سے بھی خارج ہو گئی:

﴿فَعِدَّتُهُنَّ ثَلَاثَةُ أَشْهُرٍ﴾ (الطلاق : ۴/۶۵)

''تو ان کی عدت تین مہینے ہے۔''

التــربص کا معنی انتظار کرنا ہے۔ یہ خبر، امر کے معنی میں ہے، یعنی ان کو انتظار کرنا ہو گا۔ اس صیغہ امر کو لفظ خبر سے بیان کرنے کا مقصد اس حکم کی تاکید منظور ہے، اور پھر مبتدا کی خبر سنا کر اسے مزید مؤکد بیان کر دیا گیا ہے۔ ابن العربی کہتے ہیں: اور یہ باطل ہے، یہ تو صرف شرعی حکم کی خبر ہے، اگر کوئی ایسی مطلقہ خاتون پائی جائے جو انتظار نہ کرتی ہو تو اس کا وہ عمل شریعت میں سے نہ ہو گا، تو اس سے یہ بھی لازم نہیں آئے گا کہ اللہ تعالیٰ کی خبر کسی خبر دینے والے کے برخلاف واقع ہوئی ہے۔

القروء ''قرء'' کی جمع ہے۔ اہل عرب میں سے بعض تو حیض کو ''قرء'' کہتے ہیں اور بعض طہر کو ''قرء'' کہتے ہیں، اور بعض تو دونوں کو ہی کہہ لیتے ہیں۔ وہ طہر کے ساتھ حیض کو قرء کہتے ہیں۔ حاصل کلام یہ ہوا کہ لغت عرب میں ''قرء'' حیض اور طہر دونوں کے لیے مشترک لفظ ہے۔ اسی اشتراک معنی کی وجہ سے اہل علم میں مذکورہ بالا آیت مبارکہ میں ''قرء'' کے معنی کی تعیین

کرنے میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ اہل کوفہ کہتے ہیں: ''یہ حیض ہے'' اور اہل حجاز کہتے ہیں: یہ ''طہر'' ہے اور ہر ایک اپنے اپنے موقف کے دلائل بھی پیش کرتا ہے' اور میرے نزدیک کچھ چیزیں جن سے دونوں اقوال کے حاملین نے دلیل لی ہے' قابل حجت نہیں ہیں۔ یہ کہنا بھی ممکن ہے: ''عدت تین طہر کے ساتھ یا تین حیض کے ساتھ ختم ہو جاتی ہے'' اس بات کو تسلیم کرنے میں کوئی مانع بھی نہیں ہے۔ یقیناً بہت سے علمائے کرام نے مشترک المعنی مراد لینے کو بھی جائز قرار دیا ہے۔ اس طریقے سے دلائل کو جمع کیا جا سکتا ہے' اور اس انداز سے اختلاف رفع اور جھگڑا دفع ہو جاتا ہے۔

فرمان الٰہی ''انہیں حلال نہیں کہ اللہ نے ان کے رحم میں جو پیدا کیا ہوا سے چھپائیں'' کہا گیا ہے کہ اس سے مراد ''حیض'' ہے اور دوسرا مطلب یہ مراد لیا گیا ہے کہ ''حمل'' ہے اور بعض نے اس سے مراد دونوں ہی لیے ہیں۔ اس کو چھپانے سے اس لیے روکا گیا ہے کیونکہ بعض حالتوں میں اس سے خاوند کو نقصان ہوتا ہے اور اس کی حق تلفی ہوتی ہے۔ جب عورت کہے گی: ''وہ حیض والی ہے'' حالانکہ وہ حیض سے نہ ہو تو اس نے خاوند کا ''رجوع'' کرنے والا حق تلف کر دیا' اور جب وہ یوں کہے: ''اسے حیض نہیں آیا'' حالانکہ وہ حیض سے ہو تو اس سے خاوند کو نفقہ لازم آئے گا' جب کہ وہ اسے لازم نہیں آتا تھا' تو اس بات سے اس عورت نے خاوند کو ضرر پہنچایا' اور اسی طرح حمل کی بات ہے۔ بعض اوقات وہ حمل کو اس لیے چھپاتی ہے تاکہ خاوند کا ''حق رجوع'' ختم کر دے' اور بعض اوقات وہ حمل کا اظہار کر دیتی ہے تاکہ خاوند پر نفقہ واجب کر دے۔ اس طرح کے اور بھی کئی مقاصد ہو سکتے ہیں جو خاوند کو ضرر اور تکلیف پہنچا سکتے ہیں۔ علمائے کرام کے اقوال اس مدت کے متعلق بھی مختلف ہیں کہ عورت جب اپنی عدت کے ختم ہونے کی بات کرے تو کب اس کی تصدیق کی جائے؟ اس میں اس امر کی بھی دلیل ہے کہ ان کے اقوال کو نفی و اثبات اور ہاں یا نہ کے معاملے میں قبول کیا جائے گا۔

فرمان الٰہی ''اگر انہیں اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان ہو'' اس فرمان میں چھپانے والیوں کے لیے سخت وعید موجود ہے' اور اس میں یہ بیان ہے کہ جو مطلقہ خاتون اس چیز کو چھپائے گی تو وہ ''ایمان'' کے لفظ کی حقدار نہیں رہے گی۔ یہ شرط بطور قید اور بطور تقیید نہیں ہے بلکہ بطور تغلیظ اور بطور وعید ہے۔ یعنی ''اگر'' کا لفظ اس لیے استعمال نہیں ہوا کہ جو ایمان رکھتی ہے وہی ایسا کرے' بلکہ یہ حکم تو اس خاتون کے لیے بھی ہے جو اگرچہ ایمان نہ بھی رکھتی ہو'

اس کے لیے بھی عدت لازمی ہے۔ فرمان الٰہی "وبعولتهن" یعنی "ان کے خاوند" یہ "بعل" کی جمع ہے، جس کا معنی خاوند ہے اور یہ "بعل" فعل ماضی سے مصدر بھی ہے جس کا معنی شادی شدہ ہونا ہے۔ تو اس اعتبار سے یہ لفظ بھی مصدر اور جمع دونوں میں مشترک ہے۔ فرمان الٰہی "انہیں لوٹا لینے کے پورے حق دار ہیں۔" یعنی ان سے رجوع کر لینے کا مکمل حق رکھتے ہیں، اور یہ صرف اسی خاوند کے لیے خاص ہے جو رجوع کا حق رکھتا ہو، تو یہ حکم خاص ہوگا اور اللہ تعالیٰ کا مندرجہ ذیل حکم عام ہے:

﴿وَالْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ﴾ (البقرة : ٢/٢٢٨)

"طلاق والی عورتیں اپنے آپ کو روکے رکھیں۔"

کیونکہ یہ حکم تین طلاق والیوں اور دوسری سبھی کے لیے عام ہے۔ قرآن پاک میں "احق" زیادہ حق دار یا پورے حق دار کا لفظ اسم تفضیل کا صیغہ لانے میں یہ حکمت ہے کہ جب مرد بیوی کو واپس لانا چاہے اور عورت انکار کر رہی ہو تو اس وقت خاوند کی بات کو عورت کی بات پر ترجیح دی جائے گی۔ اس کا یہ معنی قطعاً نہیں ہے کہ رجوع کرنے میں بیوی کا بھی کوئی حق ہے۔ یہ معنی ابوالسعود نے مراد لیا ہے۔ فرمان الٰہی "في ذلك" (اس مدت میں) سے مراد یہ ہے کہ "اس انتظار کرنے کی مدت میں" اگرچہ یہ انتظار کی مدت گزر جائے تو بیوی اپنے نفس کی زیادہ حق دار ہوگی یعنی بیوی اس کے لیے حلال نہ ہوگی مگر نکاح جدید کے ساتھ، ولی کی اجازت کے ساتھ، نئے گواہوں کے ساتھ اور مہر جدید کے ساتھ، اور اس میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں ہے۔

بیوی سے رجوع "زبان کے الفاظ" کے ساتھ بھی ہو سکتا ہے اور "مباشرت" کرنے کے ساتھ بھی، اور رجوع کرنے والے پر احکامات نکاح میں سے کچھ بھی لازم نہیں آتا اس میں بھی کسی کا کوئی اختلاف نہیں ہے۔ فرمان الٰہی "اگر ان کا ارادہ اصلاح کا ہو" یعنی رجوع کرنے میں، یعنی خاوند کا بیوی کے ساتھ اور بیوی کا خاوند کے ساتھ اصلاح اور خیر کا ارادہ ہو۔ اگر خاوند کا اسے ضرر اور تکلیف پہنچانے کا قصد ہو تو رجوع کرنا حرام ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان گرامی ہے:

﴿وَلَا تُمْسِكُوْهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوْا﴾ (البقرة : ٢/٢٣١)

''اور انہیں تکلیف پہنچانے کی غرض سے ظلم و زیادتی کے لیے نہ روکو۔''

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ جب تکلیف پہنچانے کی نیت سے رجوع کرے گا تو اس صورت میں رجوع تو صحیح ہو گا لیکن وہ حرام کا مرتکب ہو گا اور اپنی جان پر ظلم کرے گا۔ تو اس آیت مبارکہ میں مذکورہ شرط کا مطلب یہ ہو گا کہ خاوندوں کو اصلاح اور بھلائی کی نیت اختیار کرنے کی ترغیب دی جا رہی ہے اور ضرر پہنچانے کی نیت اختیار کرنے سے ڈانٹا جا رہا ہے۔ اس سے مراد یہ نہیں ہے کہ ''اصلاح کے ارادے'' کو ''رجوع کی صحت'' کے لیے شرط قرار دیا جائے۔ (یعنی اگر صلاح اور بھلائی کا ارادہ رکھے تو رجوع کرنا صحیح ہو گا وگرنہ نہیں۔)

فرمان الٰہی ''عورتوں کے بھی ویسے ہی حق ہیں جیسے ان پر مردوں کے ہیں'' یعنی بیویوں کے خاوندوں پر بالکل اسی طرح حقوق ہیں جس طرح خاوندوں کے بیویوں پر حقوق ہیں' لہٰذا خاوند اپنی بیوی کے ساتھ ایسا اچھا سلوک اور برتاؤ رکھے جیسے عرف عام میں لوگ اپنی بیویوں سے رکھتے ہیں' بالکل اسی طرح بیوی بھی اپنے خاوند کے ساتھ ویسے ہی بہترین سلوک اور برتاؤ کرے جیسے دوسری بیویاں اپنے خاوندوں کے ساتھ عرفِ عام میں بطور عادات کرتی ہیں' مثلاً: اطاعت گزاری' اظہار زیبائش اور محبت کے جذبات وغیرہ وغیرہ۔

''تین طلاق والیوں'' سے مراد ایسی عورتیں ہیں جنہیں تین طلاقیں دے دی گئی ہوں۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اس آیت کریمہ کے حوالے سے فرماتے ہیں: میں بھی اپنی بیوی کے لیے بالکل اسی طرح زینت اختیار کرنے کو پسند کرتا ہوں جس طرح میں یہ بات پسند رکھتا ہوں کہ وہ میرے لیے زینت اختیار کرے' کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿وَلَهُنَّ مِثْلُ عَلَيْهِنَّ﴾ (عورتوں کے بھی ویسے ہی حقوق ہیں جیسے ان پر مردوں کے ہیں۔)

امام کرخی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حقوق واجب ہونے کے لحاظ سے ہیں ''جنس'' میں نہیں ہیں یعنی اگر بیوی خاوند کے کپڑے دھوئے یا اس کے لیے روٹی پکائے تو اس سے یہ لازم نہیں آئے گا کہ خاوند بھی اس کے لیے ویسے ہی کرے۔

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ حقوق مطلق طور پر واجب ہیں تعداد میں برابر برابر مراد نہیں ہیں' اور نہ ہی واجب ہونے کی صفت میں۔ فرمان الٰہی ''ہاں مردوں کو عورتوں پر فضیلت ہے'' یعنی انہیں ایسا زائد مرتبہ حاصل ہے جو عورتوں کو نصیب نہیں ہوا' اور وہ اس کا بیوی پر خرچ کرنے کا حق ہے اور ان کا اہل جہاد' اہل عقل اور اہل قوت میں سے ہونا ہے' اسے میراث میں مرد سے اتنا

حق ہے جو عورت کے حصے میں نہیں ہے' اور بیوی پر اس کی اطاعت کرنا لازمی اور واجب ہے' اس کی رضا مندی کی جگہ پر ٹھہرنا ضروری ہے' شہادت اور دیت کا حق مرد کو ہے' امامت اور قضا کی صلاحیت مرد کے پاس ہے' وہ چاہے تو اس بیوی کے ہوتے ہوئے کسی اور سے بھی نکاح کر سکتا ہے بلکہ چار تک کی اسے اجازت ہے' جب کہ یہ اختیار بیوی کو حاصل نہیں ہے' مرد ہی کے ہاتھ میں طلاق اور رجوع کا اختیار ہے' ان کاموں میں سے کچھ بھی عورت کے ہاتھ میں نہیں ہے۔ اگر مردوں کی عورتوں پر فضیلت کے لیے کچھ اور نہ بھی ہو تو اتنا ہی کافی ہے کہ عورتیں مردوں سے پیدا کی گئی ہیں' جیسے کہ ثابت ہے کہ سیدہ حوا علیہا السلام سیدنا آدم علیہ السلام کی پسلی سے پیدا کی گئی ہیں۔

اہل سنن نے سیدنا عمر بن احوص رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

((أَلَا إِنَّ لَكُمْ عَلَى نِسَائِكُمْ حَقًّا وَلِنِسَائِكُمْ عَلَيْكُمْ حَقًّا، أَمَّا حَقُّكُمْ عَلَى نِسَائِكُمْ: أَنْ لَا يُوطِئْنَ فُرُشَكُمْ مَنْ تَكْرَهُونَ، وَلَا يَأْذَنَّ فِي بُيُوتِكُمْ لِمَنْ تَكْرَهُونَ۔ أَلَا وَحَقُّهُنَّ عَلَيْكُمْ: أَنْ تُحْسِنُوا إِلَيْهِنَّ فِي كِسْوَتِهِنَّ وَطَعَامِهِنَّ)) [1]

''خبردار! یقیناً تمہارے عورتوں پر کچھ حقوق ہیں اور تمہاری عورتوں کے تم پر کچھ حقوق ہیں۔ عورتوں پر تمہارے حقوق یہ ہیں: جنہیں تم ناپسند کرتے ہو انہیں تمہارے بستروں پر نہ آنے دیں' جنہیں تم ناپسند کرتے ہو انہیں تمہارے گھروں میں آنے کی اجازت نہ دیں۔ خبردار! اور ان کے تمہارے ذمے یہ حقوق ہیں: تم ان کے لباس میں اور ان کے کھانے پینے میں اور ان کے ساتھ احسان اور نیکی کا معاملہ رکھو۔''

فرمان الٰہی ''اور اللہ تعالیٰ غالب حکمت والا ہے۔'' یعنی جو اس نے اپنی مخلوق کے معاملے میں تدبیر کی ہے۔ ابو ظبیان بیان کرتے ہیں: سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ ایک لشکر میں گئے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بھیجا تھا' تو اس سفر میں انہوں نے کچھ لوگوں کو ایک دوسرے کے

---

[1] رواہ الامام احمد فی مسندہ ۵/۳۷ رواہ مسلم فی کتاب الحج ۱۴۷' ورواہ ابوداود فی کتاب المناسک ۵۶ ورواہ الترمذی فی کتاب تفسیر سورۃ ۹

سامنے سجدہ ریز ہوئے دیکھا۔ واپس پلٹے تو رسول اللہ ﷺ سے یہ بات عرض کی تب آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا:

((لَوْ أَمَرْتُ أَحَدًا أَنْ يَسْجُدَ لِأَحَدٍ لَأَمَرْتُ الْمَرْأَةَ أَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا)) [1]

''اگر میں کسی کو کسی کے لیے سجدہ کا حکم دیتا تو عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔''

طلاق والی اور خلع والی کی عدت

سیدہ یزید بنت سکن انصاریہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ انہیں عہد رسالت مآب ﷺ میں طلاق ہوگئی تھی' اس وقت تک طلاق والی کی عدت مقرر نہ ہوئی تھی' اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے طلاق کی عدت کو نازل فرمایا' اور وہ پہلی خاتون ہیں جن کے بارے میں طلاق کی عدت نازل ہوئی ہے۔ [2]

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿وَ الْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ﴾ (البقرة : ۲/۲۲۸)

''طلاق والی عورتیں اپنے آپ کو تین حیض تک روکے رکھیں۔''

اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان:

﴿وَ الّٰٓئِيْ يَئِسْنَ مِنَ الْمَحِيْضِ مِنْ نِّسَآئِكُمْ اِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلٰثَةُ اَشْهُرٍ﴾ (الطلاق : ۶۵/۴)

''تمہاری عورتوں میں سے جو عورتیں حیض سے ناامید ہوگئی ہوں اگر تمہیں شبہ ہو تو ان کی عدت تین مہینے ہے۔''

ان مذکورہ آیات سے اللہ تعالیٰ نے درج ذیل حکم کو خاص کرلیا ہے:

﴿ثُمَّ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ

---

[1] رواہ الامام احمد فی مسندہ ج۵/۲۲۸ وابوداود بلفظ: ((لو کنت آمرا احدا......)) فی کتاب النکاح ۴۰ والبغوی فی مصابیح السنۃ ج۲/۴۴۷ وصححہ ابن حبان/موارد الظمآن ۳۱۴ رواہ البیھقی فی سننہ ج۷/۲۹۲

[2] رواہ ابوداود فی کتاب الطلاق ۳۶

تَعۡتَدُّوۡنَهَا ﴾ (الاحزاب : ۴۹/۳۳)

''پھر ہاتھ لگانے سے پہلے ہی طلاق دو تو ان پر تمہارا کوئی حق عدت کا نہیں جسے تم شمار کرو۔''①

"التربص" کا معنی ٹھہرنا اور انتظار کرنا ہے''قرء'' جو کہ ''قرء'' کی جمع ہے امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک ''طہر'' کے معنی میں ہے جب کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے ہاں ''حیض'' کے معنی میں۔②

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اللہ تعالیٰ کے اس فرمان گرامی کے متعلق فرماتے ہیں:

﴿وَالۡمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصۡنَ بِاَنۡفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوۡٓءٍ ؕ وَلَا يَحِلُّ لَهُنَّ اَنۡ يَّكۡتُمۡنَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ فِىۡٓ اَرۡحَامِهِنَّ اِنۡ كُنَّ يُؤۡمِنَّ بِاللّٰهِ وَالۡيَوۡمِ الۡاٰخِرِ ؕ وَبُعُوۡلَتُهُنَّ اَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِىۡ ذٰلِكَ اِنۡ اَرَادُوۡٓا اِصۡلَاحًا ؕ﴾ (البقرة : ۲۲۸/۲)

''طلاق والی عورتیں اپنے آپ کو تین حیض تک روکے رکھیں۔ انہیں حلال نہیں کہ اللہ نے ان کے رحم میں جو پیدا کیا ہو اسے چھپائیں، اگر انہیں اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان ہو۔ ان کے خاوند اس مدت میں انہیں لوٹا لینے کے پورے حق دار ہیں، اگر ان کا ارادہ اصلاح کا ہو''۔

یہ حکم اس خاوند کے متعلق ہے جس نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی ہو کہ وہ اس سے رجوع کرنے کا زیادہ حق رکھتا ہے۔ اگر خاوند بیوی کو تین طلاقیں دے دیتا ہے تو اس صورت میں اس کے لیے یہ حکم ہوگا:

﴿اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ ۪ فَاِمۡسَاكٌۢ بِمَعۡرُوۡفٍ اَوۡ تَسۡرِيۡحٌۢ بِاِحۡسَانٍ ؕ﴾

(البقرة : ۲۲۹/۲)

''یہ طلاقیں دو مرتبہ ہیں، پھر یا تو اچھائی سے روکنا یا عمدگی کے ساتھ چھوڑ دینا ہے۔''③

سیدنا سلیمان بن یسار رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ''احوص'' ملک شام میں اس وقت فوت ہوا

---

① اخرجه ابوداود والنسائی

② رواه ابوداود فی کتاب الطلاق ۵_۶ ورواه الترمذی فی کتاب الطلاق ۳۷ ورواه النسائی فی کتاب الطلاق ۵۳_۵۴_۶۹_۷۵

③ رواه النسائی فی کتاب الطلاق ۵۳_۵۴_۶۹_۷۵

تھا جب کہ اس کی بیوی کو طلاق ہونے کے بعد وہ تیسرے حیض میں داخل ہو چکی تھی تو سیدنا زید رضی اللہ عنہ نے اس کی طرف یوں لکھا تھا: ''جب وہ بیوی تیسری بار حیض میں داخل ہو جائے گی تو وہ اس سے لاتعلق ہو گا اور وہ بیوی اس سے بری الذمہ ہو جائے گی۔ نہ خاوند اس کا وارث بنے گا اور نہ ہی بیوی اس کی وارثہ بنے گی۔'' ①

سیدنا ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ''خلع'' کر لیا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حکم دیا کہ وہ صرف ''ایک حیض'' ہی عدت گزاریں۔ ②

''خلع'' فقہی الفاظ میں اس طرح ہے: ''خاوند بیوی کو کسی عوض پر طلاق دے'' اس کا فائدہ یہ ہے کہ اس صورت میں رجوع کا حق ختم ہو جاتا ہے' الا کہ نکاح جدید ہو جائے۔

بیوہ کی عدت

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں: ''ایک عورت جو کہ اسلم قبیلے کی تھی جسے سبیعہ کہا جاتا تھا' اس کا خاوند فوت ہو گیا اور وہ حاملہ تھی' اسی حالت میں اسے ابو السنابل بن بعکک نے پیغام نکاح بھیجا۔ اس نے نکاح کرنے سے انکار کر دیا۔ اس نے کہا: اللہ کی قسم! جب تک تو آخر الاجلین (دونوں عدتوں میں سے آخری عدت) پوری نہ کر لے گی تو نکاح کے لیے مناسب نہ ہو گی۔ پھر وہ تقریباً دس راتیں ہی گزار سکی ہو گی کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر خدمت ہوئی تو آپ نے اسے فرمایا: ''نکاح کر لے'' ③

امام مسلم رحمہ اللہ نے یہ الفاظ بھی ذکر کیے ہیں کہ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے یہ بھی فرمایا: سبیعہ نے اپنے خاوند کی وفات کے چند راتیں بعد ہی بچے کو جنم دے دیا تھا۔ اس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بات کا ذکر کیا تو آپ نے اسے نکاح کرنے کا حکم دے دیا تھا۔

سیدنا ابو سلمہ بن عبد الرحمن رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: میں اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک خاتون آ گئی اور کہنے لگی: میرا خاوند فوت ہو گیا تھا اور میں حاملہ تھی۔ خاوند کی وفات کے بعد چار ماہ بھی نہ گزرنے پائے تھے کہ میرے ہاں بچے

---

① رواه مالك في الموطا في كتاب الطلاق ٥٦۔

② رواه الترمذي في كتاب الطلاق ٣٧ رواه النسائي في كتاب الطلاق ٢

③ رواه الامام احمد بن حنبل في مسنده ج٦/٣٧٥ رواه البخاري مناقب الانصار ٤٥ وتفسير سورة الطلاق ورواه مسلم في كتاب القسامة ٣٧ والطلاق ٧

کی ولادت ہوگئی ہے؟ تو سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: آخر الاجلین (یعنی دونوں عدتوں میں سے آخری بیوہ کی عدت چارہ ماہ اور دس دن گزارو)

سیدنا ابوسلمہ رحمہ اللہ کہنے لگے: مجھے اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں سے ایک صحابی نے بتایا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے معاملے میں ایک بیوہ عورت کو شادی کرنے کی اجازت دے دی تھی تو سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بھی بول اٹھے: ہاں! میں بھی اس موقع پر موجود تھا۔ ①

سیدنا نافع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ایسی بیوہ کے بارے میں سوال کیا گیا جو خاوند کی وفات کے وقت حاملہ ہو؟ تو آپ نے جواب دیا: ''جب وہ بچے کو جنم دے دے تو وہ حلال ہوگئی۔''

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''اگر بیوہ اس وقت بچے کو جنم دے دے کہ خاوند کی میت ابھی چارپائی ہی پر ہو پھر بھی وہ حلال ہو جائے گی۔'' ②

مندرجہ بالا بحث کا خلاصہ بایں الفاظ پیش خدمت ہے:

① حاملہ مطلقہ کی عدت وضع حمل ہے۔
② حیض والی کی عدت تین حیض ہے۔
③ مذکورہ دونوں کے علاوہ عدت تین ماہ ہے۔
④ بیوہ کی عدت چار ماہ اور دس دن ہے' اگر بیوہ حاملہ ہو تو وضع حمل۔
⑤ جس سے خاوند نے مباشرت نہ کی ہو اس کی کوئی عدت نہیں۔
⑥ لونڈی آزاد عورت کی مثل ہے۔
⑦ بیوہ اپنی عدت کے ایام میں زیب وزینت چھوڑ دے گی۔
⑧ بیوہ اسی مکان میں عدت گزارے گی جہاں پر خاوند کی وفات کے وقت موجود تھی یا جہاں پر اسے خاوند کی وفات کی اطلاع ملی تھی۔

---

① رواہ النسائی فی کتاب الطلاق ۵۵-۵۶-۵۷

② رواہ مالك فی الموطا فی کتاب الطلاق' عدۃ المتوفی عنها زوجها ۷۴

بحث : 2

ایام عدت اور نکاح

سیدنا سعید بن میبّب اور سلیمان بن یسار رحمۃ اللہ علیہما بیان کرتے ہیں کہ طلیحہ اسدیہ، رشید ثقفی کی بیوی تھی، خاوند نے اسے طلاق دے دی، اس نے اپنی عدت کے دوران ہی میں نکاح کر لیا، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ان دونوں کو کوڑے مارے، پھر ان میں جدائی اور تفریق کروا دی، پھر فرمایا: جو عورت اپنی عدت کے دوران میں نکاح کرے، اگر تو اس سے نئے خاوند نے صحبت نہ کی ہو تو دونوں کو جدا جدا کر دیا جائے گا اور وہ عورت پہلے خاوند کی بقیہ عدت پورے کرے گی، پھر یہی دوسرا آدمی دوسرے نکاح کے خواہش مند لوگوں کے ساتھ برابر ہوگا۔ لیکن اگر اس نئے خاوند نے اس عورت سے صحبت کر لی ہو پھر بھی ان میں جدائی ڈال دی جائے گی۔ پہلے خاوند کی باقی ماندہ عدت کے ایام پورے کرلے گی پھر دوسرے خاوند سے بھی جدائی کی وجہ سے عدت پوری کرے گی، پھر یہ دونوں کبھی بھی آپس میں اکٹھے نہیں ہوسکیں گے۔

سعید بن میبّب رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس دوسری صورت میں جب کہ خاوند نے اس عورت سے صحبت کر لی ہو تو اس خاتون کو حق مہر پورا دیا جائے گا۔ [1]

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ نے قرآن مجید کی یہ آیت تلاوت فرمائی:

﴿وَالْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ﴾ (البقرۃ : ۲/۲۲۸)

''طلاق والی عورتیں اپنے آپ کو تین حیض تک روکے رکھیں۔''

اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان:

﴿اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ وَاَحْصُوا الْعِدَّةَ﴾

(الطلاق : ۶۵/۱)

''جب تم اپنی بیویوں کو طلاق دینا چاہو تو ان کی عدت میں انہیں طلاق دو اور عدت کا حساب رکھو۔''

---

[1] رواہ مالک فی الموطا فی کتاب الطلاق ٦

اور یہ فرمان الٰہی

﴿وَالّٰٓـِٔيْ يَىِٕسْنَ مِنَ الْمَحِيْضِ مِنْ نِّسَآىِٕكُمْ اِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلٰثَةُ اَشْهُرٍ ۙ وَّالّٰٓـِٔيْ لَمْ يَحِضْنَ ؕ وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ﴾

(الطلاق : ٦٥/٤)

''تمہاری عورتوں میں سے جو عورتیں حیض سے ناامید ہو گئی ہوں' اگر تمہیں شبہ ہو تو ان کی عدت تین مہینے ہے' اور ان کی بھی جنہیں ابھی حیض آنا شروع ہی نہ ہوا ہو۔''

پھر سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ طلاق والیوں کی عدتیں ہیں' پھر اللہ تعالیٰ نے ان میں سے جس کے ساتھ صحبت نہ کی گئی ہو' فرما کر مستثنیٰ قرار دے دیا ہے:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّوْنَهَا ۚ﴾ (الاحزاب :٤٩/٣٣)

''اے مسلمانو! جب تم مسلمان عورتوں سے نکاح کرو' پھر ہاتھ لگانے سے پہلے ہی طلاق دے دو تو ان پر تمہارا کوئی حق عدت کا نہیں جسے تم شمار کرو۔''

اور اللہ تعالیٰ نے اسے بھی مستثنیٰ قرار دیا ہے:

﴿وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا ۚ﴾ (البقرة : ٢٣٤/٢)

''تم میں سے جو لوگ فوت ہو جائیں اور بیویاں چھوڑ جائیں' وہ عورتیں اپنے آپ کو چار مہینے اور دس (دن) عدت میں رکھیں۔''

پھر اللہ تعالیٰ نے ان میں سے حاملہ عورتیں کے لیے یہ رخصت بھی نازل فرما دی:

﴿وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ﴾ (الطلاق : ٦٥/٤)

''اور حاملہ عورتوں کی عدت ان کے بچے کا پیدا ہو جانا ہے۔''

یعنی مطلقہ ہو یا بیوہ ہو۔ [1]

❀❀❀❀

---

[1] اخرجه رزین وبنحوه عن ابی بن کعب' وفتح القدیر للشوکانی ج٥/٢٤٤

بحث: 3

میت پر سوگ کی حد

حمید بن نافع بیان کرتے ہیں: مجھے زینب بنت ابوسلمہ رحمہا اللہ نے یہ تینوں احادیث بیان کی ہیں:

① میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے پاس اس وقت حاضر ہوئی تھی جب کہ ان کے باپ سیدنا ابوسفیان بن حرب رضی اللہ عنہ فوت ہو چکے تھے۔ سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے ایسی خوشبو منگوائی جس میں زعفران کی زردی یا کسی دوسری خوشبو کی آمیزش بھی تھی۔ ایک بچی نے انہیں یہ خوشبو لگائی، پھر اس نے آپ کے رخساروں پر ملی، پھر سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اللہ کی قسم! مجھے خوشبو لگانے کی قطعاً کوئی حاجت نہ تھی، بس اتنی سی بات تھی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ فرما رہے تھے:

((لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ تَحِدَّ عَلَى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ، إِلَّا عَلَى زَوْجٍ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا))

"کسی ایسی عورت کے لیے جو اللہ تعالیٰ اور روز آخرت پر ایمان رکھتی ہو یہ حلال نہیں کہ کسی بھی میت پر تین راتوں سے زائد سوگ منائے، ماسوائے خاوند کے (اس کا سوگ) چار ماہ دس دن ہیں۔"

② زینب رحمہا اللہ کہتی ہیں: پھر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری زوجہ محترمہ سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے پاس اس وقت حاضر خدمت ہوئی جب کہ ان کا بھائی فوت ہوا تھا۔ اس نے بھی خوشبو منگوائی اور اپنے آپ کو لگائی، پھر وہ بھی کہنے لگیں: اللہ کی قسم! مجھے خوشبو کی کوئی ضرورت تو نہ تھی، بس میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا، آپ یوں فرما رہے تھے:

((لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ......))

"کسی بھی ایسی عورت کے لیے حلال نہیں جو اللہ تعالیٰ پر اور روز آخرت پر ایمان رکھتی ہو......"

آگے پوری حدیث ویسے ہی بیان فرمائی جو اوپر موجود ہے۔

③ زینب رحمہا اللہ کہتی ہیں: میں نے اپنی ماں سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: ایک عورت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئی اور کہنے لگی: ''میری بیٹی کا شوہر فوت ہو گیا ہے اور اس کی آنکھ دکھتی ہے' کیا ہم اس میں سرمہ لگا سکتے ہیں؟'' آپ نے فرمایا: ''نہیں'' دو بار یا تین بار آپ نے ارشاد فرمایا: ''نہیں'' آپ نے پھر یوں ارشاد فرمایا: ''یہ تو چار ماہ اور دس دن ہیں' تم میں سے ایک بیوہ خاتون تو جاہلیت کے زمانے میں ایک سال گزارنے کے بعد جانور کی لید کو پھینکا کرتی تھی۔''

زینب رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: زمانہ جاہلیت میں جب کسی عورت کا خاوند فوت ہو جاتا تو وہ کسی پرانے اور معمولی سے گھر میں داخل ہو جاتی تھی' اپنے بدترین کپڑے پہن لیتی' حتیٰ کہ اسی حالت ہی میں اسے ایک سال گزر جاتا' پھر اس کے پاس کوئی حیوان گدھا یا بکری یا کوئی پرندہ لایا جاتا' پھر اس کے ساتھ اپنی جلد کو ملتی۔ کم ہی ایسے ہوتا کہ جس چیز سے وہ اپنی جلد کو ملتی وہ زندہ رہتی' وگرنہ وہ مر جاتی۔ پھر وہ بیوہ اس جگہ سے باہر نکلتی۔ اس کے پاس ایک مینگنی لائی جاتی' اونٹ کی یا بکری کی' جسے وہ پھینکتی' پھر اس کے بعد وہ کسی خوشبو وغیرہ کو استعمال کر سکتی تھی۔

سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں: ہمیں کسی بھی میت پر تین دنوں سے زائد سوگ منانے سے روکا جاتا تھا' خاوند کے سوا کہ اس پر چار ماہ اور دس دن ہیں' اور ہمیں حکم تھا کہ نہ ہم سرمہ لگائیں' نہ خوشبو استعمال کریں' نہ ہی ہم رنگ کیا ہوا کپڑا پہنیں' ماسوائے اس کپڑے کے جس کا دھاگا بناٹو میں ہی رنگا ہوا ہو۔ ہاں! البتہ اتنی سی اجازت ہمیں دی گئی تھی کہ جب ہم میں سے کوئی اپنے حیض سے پاک ہو تو کست یا اظفار (دو خوشبوؤں کے نام ہیں) میں سے روئی کا پھنبہ بھگو کر استعمال کر لیں۔ اور ہمیں جنازوں کے پیچھے چلنے سے بھی روک دیا گیا تھا۔①

---

① رواہ الامام احمد بن حنبل فی مسندہ ج/۳۷۔۱۸۴۔۲۴۹۔۲۸۱ ورواہ البخاری فی الکتاب الجنائز ۳۰۱ والحیض ۱۲ والطلاق ۴۶۔۴۹ ورواہ مسلم فی کتاب الرضاع ۱۲۵۔ ۱۲۶۔ ۱۲۹۔۱۳۳

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((لَا تَلْبَسُ الْمُتَوَفَّى عَنْهَا زَوْجُهَا الْمُعَصْفَرَ مِنَ الثِّيَابِ، وَلَا الْمُمَشَّقَةَ وَلَا الْحَلِيَّ، وَلَا تَكْتَحِلُ، وَلَا تَمْتَشِطُ بِشَيْءٍ إِلَّا بِالسِّدْرِ تُغَلِّفُ بِهِ رَأْسَهَا)) ①

''بیوہ عورت زرد رنگا ہوا کپڑا پہنے اور نہ ہی گیروے سے رنگا کپڑا پہنے اور نہ ہی زیورات پہنے، نہ سرمہ لگائے، نہ کسی چیز سے کنگھی کرے، البتہ بیری کے پتوں سے اپنے سر کو لیپ کر سکتی ہے۔''

''گیرو'' سے رنگے ہوئے کپڑے کو ''ممشقہ'' کہتے ہیں۔ ②

❀❀❀❀

---

① اخرجه الخمسة الا الترمذی وهذا لفظ ابی داود۔

② رواه امام احمد بن حنبل فی مسنده ٦/٣٠٢، ورواه ابوداود فی کتاب الطلاق ٤٦ ورواه النسائی فی کتاب الطلاق والزينة [illegible]

بحث : 4

ایلا کا حکم

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿لِلَّذِيْنَ يُؤْلُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ تَرَبُّصُ اَرْبَعَةِ اَشْهُرٍ ۚ فَاِنْ فَآءُوْ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٢٢٦﴾ وَاِنْ عَزَمُوا الطَّلَاقَ فَاِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿٢٢٧﴾﴾

(البقرة : ٢/٢٢٦'٢٢٧)

''جو لوگ اپنی بیویوں سے قسمیں کھائیں' ان کے لیے چار مہینے کی مدت ہے' پھر اگر وہ لوٹ آئیں تو اللہ تعالیٰ بھی بخشنے والا مہربان ہے' اور اگر طلاق کا ہی قصد کر لیں تو اللہ تعالیٰ سننے والا' جاننے والا ہے۔''

فرمان الٰہی ''جو لوگ اپنی بیویوں سے قسمیں کھائیں' ان کے لیے چار مہینے کی مدت ہے'' میں ''قسمیں کھانے'' سے مراد یہ ہے کہ کوئی خاوند اپنی بیوی سے چار ماہ سے زائد یا کم صحبت نہ کرنے کی قسم کھا لیتا ہے۔ اگر تو وہ خاوند چار ماہ یا اس سے کم مدت کے لیے قسم کھاتا ہے تو وہ ''ایلا'' کرنے والا نہیں بنے گا' بلکہ یہ صرف ایک قسم ہی بنے گی۔ امام مالک' امام شافعی' امام احمد اور امام ابوثور رحمہم اللہ کا یہ کہنا ہے۔

امام ثوری رحمہ اللہ اور اہل کوفہ نے یوں کہا ہے: چار ماہ یا اس سے زائد عرصے کی قسم کھائے تو یہ ''ایلا'' ہے۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ''ایلا کرنے والا تبھی بنے گا جب وہ اس بات پر قسم کھائے کہ وہ اسے کبھی بھی نہ چھوئے گا۔''

فرمان الٰہی میں موجود الفاظ ''من نسائهم'' (اپنی بیویوں) تمام بیویوں کو شامل ہیں' خواہ وہ آزاد ہو یا لونڈیاں۔ اس طرح لفظ ''يُؤْلُوْنَ'' (قسمیں کھائیں) میں غلام بھی شامل ہے جب وہ اپنی بیوی سے قسم کھائے۔ امام احمد' امام شافعی اور امام ابوثور رحمہ اللہ کہتے ہیں: غلام کا ایلا بھی آزاد ہی کی طرح ہے۔ امام مالک اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہما کہتے ہیں: اس کی مدت دو ماہ ہے۔

اور امام شعبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: لونڈی سے ایلا آزاد عورت سے ایلا کے نصف کے برابر ہوگا۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس مدت کو بیوی سے ضرر ہٹانے کے لیے مقرر فرمایا ہے' کیونکہ اہل جاہلیت ایک سال یا دو سال یا اس سے بھی زائد مدت کے لیے اپنی بیویوں سے ایلا کر لیتے تھے جس سے ان کا مقصد بیویوں کو تنگ کرنا ہوتا تھا' اور یہ بھی کہا گیا ہے: چار ماہ اس لیے مقرر کیے گئے ہیں کہ بیوی اپنے خاوند سے اس سے زائد مدت پر صبر کرنے کی طاقت نہیں رکھتی۔

فرمان الٰہی ''پھر اگر وہ لوٹ آئیں'' اس ضمن میں علمائے سلف کے بہت سے اقوال ہیں۔ لغت کے قریب ترین یہ قول ہے: ''اس مدت میں لوٹ آئیں یا اس مدت کے گزرنے پر لوٹ آئیں یعنی قسم کو ختم کر کے صحبت کر لیں۔'' اور یہی معانی مراد لینے زیادہ لائق ہیں۔

فرمان الٰہی ''تو اللہ تعالیٰ بھی بخشنے والا مہربان ہے' اور اگر طلاق ہی کا قصد کر لیں'' یہ اس بات کی واضح دلیل ہے کہ چار ماہ گزرنے کے ساتھ اسے طلاق نہیں ہوگی جیسا کہ امام مالک رحمہ اللہ نے کہا ہے' جب تک مدت ختم ہونے پر طلاق نہ دے گا۔

فرمان الٰہی ''تو اللہ تعالیٰ سننے والا' جاننے والا ہے'' یعنی ان کو کسی تیسری بات کو اختیار کرنے کا کوئی حق نہیں۔ انتظار کی مذکورہ مدت کے بعد رجوع کرے یا طلاق دے۔

آپ پر کوئی پہلو مخفی نہیں رہا کہ اہل مذاہب میں سے ہر کوئی آیت مذکورہ کی تفسیر اپنے مذہب کے مطابق کرنے کی کوشش کر رہا ہے' اور پھر بڑے تکلف سے مطلوبہ معنی مراد لے رہے ہیں' حالانکہ آیت مبارکہ کا کوئی لفظ بھی اور نہ ہی کوئی دوسری دلیل ہی اس پر دلالت کرتی ہے جب کہ اس آیت کریمہ کا معنی بالکل واضح اور ظاہر ہے' اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ''ایلا'' یعنی اپنی بیوی سے چار ماہ کی مدت تک قسم کھا کر دور رہنے کی تعیین کر دی ہے' پھر فرمایا ہے: ''پھر اگر وہ لوٹ آئیں'' یعنی بیوی کو باقی رکھنے اور نکاح کو برقرار رکھنے کی طرف پلٹ آئیں تو اللہ تعالیٰ ان کا اس قسم کی وجہ سے مواخذہ نہیں فرمائے گا' بلکہ ان کو معاف فرما دے گا اور ان پر رحم کرے گا' اور اگر وہ طلاق دینے کا پختہ ارادہ کر لیں تو اللہ تعالیٰ اس کو بھی سننے والا اور اسے جاننے والا ہے۔ یہ تھا آیت کریمہ کا معنی جس میں کوئی بھی شک وشبہ نہیں تھا۔

جو آدمی اپنی بیوی سے صحبت نہ کرنے کی قسم کھائے اور مدت کو مقرر بھی نہ کرے یا چار ماہ

سے زائد کی قسم کھا لے تو ہمارے ذمے ہوگا کہ اس آدمی کو چار ماہ تک مہلت دیں۔ جب چار ماہ کی مدت گزر جائے تو خاوند کو اختیار ہوگا' یا تو بیوی کو اپنے نکاح میں لے آئے اور وہ بیوی جس طرح چار ماہ کی مدت سے قبل تھی اب بھی اسی طرح اس کی بیوی ہی ہوگی' یا پھر اسے طلاق دے دے اور اب سے ہی وہ طلاق دینے والا شمار ہوگا۔

اور اگر کوئی چار ماہ سے کم مدت کے لیے قسم کھاتا ہے اور وہ اپنی قسم کو پورا بھی کرنا چاہتا ہے تو وہ اتنی مقرر شدہ مدت تک کے لیے اپنی بیوی سے دور رہے جس تک اس نے قسم کھائی ہے' جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے کیا تھا' جب آپ نے اپنی ازواج مطہرات سے ایک ماہ تک دور رہنے کی قسم کھائی تھی۔ آپ اپنی ازواج مطہرات سے ایک ماہ گزرنے تک الگ تھلگ رہے تھے۔

اور اگر وہ خاوند اپنی مقرر کردہ مدت سے پہلے ہی' جو کہ چار ماہ سے کم ہو' اپنی بیوی سے صحبت کرنے کا ارادہ کرے تو ایسی صورت میں اس پر کفارۂ قسم لازم آئے گا اور وہ نبی کریم ﷺ کی اس حدیث مبارکہ پر عمل پیرا ہونے والا ہوگا:

((مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ فَرَأَى غَيْرَهُ خَيْرًا مِنْهُ، فَلْيَأْتِ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ وَلْيُكَفِّرْ عَنْ يَمِينِهِ)) [1]

''جس کسی نے کوئی قسم کھائی' پھر اس کے علاوہ دوسرے پہلو کو اس سے بہتر سمجھے تو اس بہتر کام کو اختیار کر لے اور اپنی قسم کا کفارہ ادا کر دے۔''

❀❀❀❀

[1] رواہ مسلم فی کتاب الایمان ۳' عن ابی ھریرۃ و رواہ البخاری فی کتاب الایمان

بحث : 5

مردوں پر حرام کی گئی عورتیں

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿ حُرِّمَتۡ عَلَيۡكُمۡ أُمَّهَٰتُكُمۡ وَبَنَاتُكُمۡ وَأَخَوَٰتُكُمۡ وَعَمَّٰتُكُمۡ وَخَٰلَٰتُكُمۡ وَبَنَاتُ ٱلۡأَخِ وَبَنَاتُ ٱلۡأُخۡتِ وَأُمَّهَٰتُكُمُ ٱلَّٰتِيٓ أَرۡضَعۡنَكُمۡ وَأَخَوَٰتُكُم مِّنَ ٱلرَّضَٰعَةِ وَأُمَّهَٰتُ نِسَآئِكُمۡ وَرَبَٰٓئِبُكُمُ ٱلَّٰتِي فِي حُجُورِكُم مِّن نِّسَآئِكُمُ ٱلَّٰتِي دَخَلۡتُم بِهِنَّ فَإِن لَّمۡ تَكُونُواْ دَخَلۡتُم بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيۡكُمۡ وَحَلَٰٓئِلُ أَبۡنَآئِكُمُ ٱلَّذِينَ مِنۡ أَصۡلَٰبِكُمۡ وَأَن تَجۡمَعُواْ بَيۡنَ ٱلۡأُخۡتَيۡنِ إِلَّا مَا قَدۡ سَلَفَۗ إِنَّ ٱللَّهَ كَانَ غَفُورٗا رَّحِيمٗا ۝٢٣ ﴾ (النساء : ٤/ ٢٣)

''حرام کی گئیں تم پر تمہاری مائیں اور تمہاری لڑکیاں اور تمہاری بہنیں اور تمہاری پھوپھیاں اور تمہاری خالائیں اور بھائی کی لڑکیاں اور بہن کی لڑکیاں اور تمہاری وہ مائیں جنہوں نے تمہیں دودھ پلایا ہو اور تمہاری دودھ شریک بہنیں اور تمہاری ساس اور تمہاری وہ پرورش کردہ لڑکیاں جو تمہاری گود میں ہیں تمہاری ان عورتوں میں سے جن سے تم دخول کر چکے ہو، ہاں! اگر تم نے ان سے جماع نہ کیا ہو تو تم پر کوئی گناہ نہیں اور تمہارے صلبی سگے بیٹوں کی بیویاں اور یہ کہ تم دو بہنوں کو اکٹھا کرو۔ ہاں جو گزر چکا سو گزر چکا۔ یقیناً اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے اس آیت مبارکہ میں عورتوں کے حوالے سے حلال اور حرام رشتے بیان فرمائے ہیں۔ نسب کے اعتبار سے سات رشتوں کو حرام قرار دیا ہے اور رضاعت اور سسرالی رشتوں میں سے چھ رشتوں کو۔ اور سنن متواترہ سے ان کے ساتھ ''بیوی اور اس کی پھوپھی'' اور ''بیوی اور اس کی خالہ'' کو جمع کرنے کی حرمت کو بھی ملایا جائے گا اور پوری امت کے نزدیک اس پر ''اجماع'' ہے۔

نسبت کے اعتبار سے سات حرام رشتے یہ ہیں: مائیں، لڑکیاں، بہنیں، پھوپھیاں، خالائیں،

بھائی کی لڑکیاں اور بہن کی لڑکیاں۔

سسرالی رشتوں اور دودھ پینے کی وجہ سے حرام رشتوں کا بیان: رضاعی مائیں، رضاعی بہنیں، بیوی کی مائیں، پرورش کردہ لڑکیاں، سگے بیٹوں کی بیویاں، دو حقیقی بہنوں کا ایک ساتھ جمع کرنا، تو یہ چھے ہو گئیں، اور ساتواں باپ دادا کی منکوحہ بیویاں (یعنی آدمی کی حقیقی ماں کے علاوہ باپ کی دوسری بیویاں) اور آٹھویں نمبر پر آدمی کا اپنی بیوی اور اس کی پھوپھی یا خالہ کو ایک ساتھ نکاح میں رکھنا۔

امام طحاوی رحمہ اللہ کہتے ہیں: مذکورہ بالا تمام رشتے محکم اور متفق علیہ طور پر حرام ہیں اور ان میں سے کسی کے ساتھ بھی نکاح کرنا بالاجماع ناجائز ہے، ماسوائے ان بیویوں کی ماؤں کے جن سے خاوندوں نے صحبت نہ کی ہو۔ اور میں یہ کہتا ہوں کہ ماؤں کے لفظ میں ان (بیویوں) کی مائیں اور ان کی دادیاں نانیاں سب آ جاتی ہیں اور باپ کی ماں اور باپ کی دادیاں نانیاں اوپر تک، کیونکہ یہ سب کی سب مائیں ہی بنتی ہیں، اس بچے کو انہوں نے ہی جنم دیا ہے یعنی باپ جس کا یہ بیٹا ہے۔ اور بیٹوں کے لفظ میں پوتیاں نیچے تک سبھی آ جاتی ہیں۔ اور بہنوں کا لفظ ہر اس بہن کو شامل ہے جو والدین دونوں کی جانب سے ہو یعنی حقیقی بہن ہو یا کسی ایک کی طرف سے ہو، یعنی علاتی بہن ہو یا اخیافی [1] بہن ہو۔

اور پھوپھی کا نام ہر اس خاتون کو شامل ہوتا ہے جو باپ یا دادا سے نسب میں ملتی ہو، دونوں ماں باپ سے یا صرف کسی ایک سے اصل میں مشترک ہو، اور بعض اوقات پھوپھی کے لفظ میں ماں کی جہت بھی آتی ہے، اور اس سے مراد ماں کے باپ کی بہن یعنی ماں کی پھوپھی۔ اور خالہ کے لفظ میں ہر وہ خاتون آئے گی جو تیری ماں یا تیری نانی کے ساتھ دونوں اصلوں میں یعنی ماں باپ دونوں میں یا کسی ایک کے ساتھ مشترک ہو، اور کبھی کبھی خالہ کا لفظ ایسی عورت پر بھی بولا جاتا ہے جو باپ کی طرف سے ہو اور اس سے مراد تیرے باپ کی ماں کی بہن یعنی تیرے باپ کی خالہ ہے۔ اور بھائی کی لڑکی سے مراد ہر وہ لڑکی ہے جس پر تیرے بھائی کا اس کی ولادت میں بلاواسطہ یا بالواسطہ اثر ہو، اگرچہ دور تک جائے، اور اسی طرح ہی بہن کی بیٹی ہے۔

---

[1] صرف باپ کی طرف سے بہن ہو تو علاتی ہوتی ہے اور اگر صرف ماں کی طرف سے ہو تو اخیافی بہن ہوتی ہے۔ اور اگر ماں باپ دونوں کی طرف سے ہو تو حقیقی بہن ہوتی ہے۔ (مترجم)

اور رضاعی ماؤں سے مراد وہ مائیں ہیں جن کا دو سال کی عمر میں دودھ پیا ہو جیسے کہ سنت مبارکہ میں وارد ہے' الا کہ "سالم مولیٰ ابو حذیفہ"① کی مثل کوئی واقعہ ہو۔②

قرآن کریم کے لفظوں کی ظاہری ترتیب سے یہ ثابت ہو رہا ہے کہ رضاعت کا حکم ہر اس جگہ ثابت ہو جائے گا جہاں بھی لغوی اور شرعی طور پر رضاعت ثابت ہو گی' لیکن اس اصحاب کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی ایک جماعت سے مروی صحیح احادیث کی روشنی میں "پانچ رضعات" یعنی پانچ مرتبہ دودھ پینے سے رضاعت ثابت ہو گی' یعنی اس سے کم مرتبہ کی تعداد سے رضاعت ثابت نہ ہو گی۔ اس مسئلے میں قدرے تفصیل ہے۔

اور رضاعی بہن میں وہ لڑکی آئے گی جسے تیری ماں نے تیرے باپ کا دودھ پلایا ہو۔ اس میں کوئی فرق نہیں خواہ اس نے دودھ تیرے ساتھ ملا کر پلایا ہو یا تجھ سے پہلے یا تیرے بعد تیرے بہن بھائیوں میں سے کسی کے ساتھ ملا کر پلایا ہو۔ اور سنت مبارکہ کی روشنی میں اس کے ساتھ اس کی لڑکیوں کو بھی شامل کیا جائے گا' اور پھر اس سے آگے وہ جسے دودھ پلائے' اس کی پھوپھیاں اور خالائیں اور بہن کی بیٹیاں سب اس میں شامل ہو جائیں گی اس حدیث مبارکہ کی وجہ سے:

((يَحْرُمُ مِنَ الرِّضَاعِ مَا يَحْرُمُ مِنَ النَّسَبِ)) ③

"دودھ پلانے سے بھی وہی رشتے حرام ہو جاتے ہیں جو نسب کی وجہ سے حرام ہوتے ہیں۔"

---

① رواه مسلم فی كتاب الرضاع ۲۷ وهذا خاص بسالم وامراة ابی حذيفة التی سقته من حليبها وهو فی اول سن البلوغ

② یہ واقعہ صحیح مسلم میں کتاب الرضاع میں بالتفصیل موجود ہے خلاصہ اس کا یوں ہے کہ سیدنا ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کے گھر میں "سالم" نامی آزاد کردہ غلام رہتے تھے۔ ان کی بیوی سیدہ سھلہ بنت سہیل رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوئیں اور کہتی ہیں کہ سالم (رضی اللہ عنہ) ہمارے گھر کا ایک فرد بن چکا ہے' لیکن ابو حذیفہ کو ان کا گھر میں آنا جانا ناگوار گزرتا ہے' کیا کروں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے دودھ پلا دے' ابو حذیفہ کے دل سے وہ خدشہ دور ہو جائے گا۔ وہ عرض کرتی ہیں: میں اسے دودھ کس طرح پلاؤں' وہ تو جوان آدمی ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرا دیے اور جواب میں فرمایا: مجھے بھی معلوم ہے کہ وہ جوان آدمی ہے۔ چنانچہ سیدہ سھلہ رضی اللہ عنہا نے نوجوان سالم کو دودھ پلایا تو بعد میں سیدنا ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کے سب اندیشے جاتے رہے۔ (مترجم)

③ رواه الامام احمد فی مسنده ج/۱۳۲-۲۷۵-۳۳۹ ج۶/۱۰۲ ورواه البخاری فی كتاب الشهادات ۷ ومسلم فی كتاب الرضاع ۹

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نسب سے سات رشتے حرام ہوتے ہیں' اور اسی طرح سسرالی رشتے کی وجہ سے بھی سات ہی رشتے حرام ہوتے ہیں۔ پھر آپ نے یہی آیت مبارکہ تلاوت فرمائی: ﴿ حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهٰتُكُمْ ﴾ ①

سیدنا عمرو بن شعیب اپنے باپ سے' اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں' کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((أَيُّمَا رَجُلٍ نَكَحَ امْرَأَةً، فَدَخَلَ بِهَا، فَلَا يَحِلُّ لَهُ نِكَاحُ ابْنَتِهَا، وَأَيُّمَا رَجُلٍ نَكَحَ امْرَأَةً فَلَا يَحِلُّ أَنْ يَنْكِحَ أُمَّهَا، دَخَلَ بِهَا أَمْ لَمْ يَدْخُلْ بِهَا)) ②

''جس کسی آدمی نے کسی خاتون سے نکاح کیا اور اس سے صحبت کر لی' پھر اس کی بیٹی سے (یعنی کسی پہلے خاوند کی بیٹی سے) اس مرد کا نکاح حلال نہیں ہوگا' اور جس آدمی نے کسی خاتون سے نکاح کیا' اس کی ماں سے نکاح کرنا اس کے لیے کسی صورت بھی حلال نہیں ہوگا' اس منکوحہ بیوی سے اس نے صحبت کی ہو یا نہ کی ہو۔''

سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ''بیویوں کی مائیں یعنی ساس بیٹی سے عقد باندھنے کے ساتھ ہی حرام ہو جاتی ہیں' اور بیٹی صرف اسی صورت میں حرام ہوتی ہے کہ اس کی ماں سے صحبت کر لی جائے۔'' ③

اور اخیافی بہن سے مراد ایسی بہن ہے جسے تیری ماں نے کسی دوسرے آدمی سے دودھ پلایا ہو۔ اور بیویوں کی مائیں نسبی ہوں یا رضاعی دونوں ہی مراد ہیں۔

اور ''ربیبہ'' یعنی ''پرورش کردہ لڑکی'' سے مراد وہ لڑکی ہے جو بیوی کی سابقہ شوہر سے ہو۔ اسے ''ربیبہ'' اس لیے کہا جاتا ہے کیونکہ یہ آدمی اپنی گود میں اس کی پرورش کرتا ہے۔ امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس بات پر تمام فقہائے عظام کا اتفاق ہے کہ ایسی ربیبہ لڑکی اپنی ماں کے خاوند پر تب حرام ہوتی ہے جب وہ خاوند اس کی ماں سے دخول کرے' اگرچہ یہ بچی اس کی گود میں نہ بھی آئی ہو۔ البتہ اہل علم کے درمیان اس نکتے پر اختلاف ہے کہ اس صحبت اور دخول سے

---

① رواه البخاري في كتاب تفسير سورة ٣٣ نكاح ٢٧ الادب ٩٣ ورواه مسلم في كتاب الرضاع ٥

② رواه الترمذي في كتاب النكاح ٢٥ وضعف اسناده

③ رواه الترمذي في كتاب النكاح ٢٦ وقال في جامع الاصول: اخرجه رزين۔

جس سے ربیبہ حرام ہو جاتی ہے' کون سا معنی مراد ہے؟ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ اس سے مراد ''جماع'' ہے۔ امام مالک اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہما کہتے ہیں: جب یہ خاوند شہوت کے ساتھ اسے چھو لے تو اس کی بیٹی حرام ہو جائے گی۔

ایسے اختلافات کے موقع پر جو بات قابل اعتماد ہونی چاہیے وہ یہ ہے کہ دخول کے شرعی اور لغوی معنی پر غور کر لیا جائے جو کہ ''جماع'' کے ساتھ ہی خاص ہے' تو اس میں کوئی ایسی وجہ نہیں ہے کہ اسے چھونے یا دیکھنے یا کسی اور معنی مراد سے اسے جماع کے ساتھ الحاق کیا جائے' اور اگر دخول سے مراد ''جماع'' سے ہٹ کر وسیع تر معنی مراد ہو جس میں کسی نوعیت کا بھی لطف اٹھانا شامل ہو تو پھر حرمت کا دارومدار اسی پر ہی ہونا چاہیے۔

اگر کوئی ربیبہ لونڈی ہو تو اس کا حکم بھی مذکورہ ربیبہ جیسا ہی ہوگا۔

علمائے کرام کا اس بات پر بھی اتفاق اور اجماع ہے کہ وہ سب عورتیں بیٹوں پر حرام ہوں گی جن سے باپوں نے عقد باندھ لیا ہے' اور وہ سب عورتیں باپوں پر حرام ہوں گی جن سے بیٹوں نے عقد باندھ رکھا ہے۔ برابر ہے کہ ان سے وطی اور صحبت کی ہو یا نہ کی ہو۔ اس آیت مبارکہ کے عموم کا یہی تقاضا ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ کہتے ہیں اس بات پر [illegible] علمائے امصار کا اجماع ہے جن سے علم یاد کیا جاتا ہے' یعنی معتبر ترین علماء کا اجماع ہے کہ جب کوئی آدمی کسی عورت سے نکاح فاسد کے ساتھ صحبت کر لے تو ایسی عورت اس کے باپ پر اور اس کے بیٹے پر اور اس کے اوپر کے دادوں پر حرام ہو جاتی ہے' اور بالکل اسی طرح جب کوئی آدمی کسی لونڈی کو خرید لے اور اسے چھو لے یا اسے بوسہ دے لے تو وہ لونڈی اس کے باپ پر' اس کے بیٹے پر حرام ہو جائے گی۔ مجھے اس کے متعلق کسی کا اختلاف نظر تک نہیں آیا۔ البتہ رضاعی بیٹے کی بیوی کے متعلق جمہور علما کا موقف ہے کہ وہ اس کے باپ پر حرام ہو جاتی ہے' اور اس کے متعلق یہ بھی کہا گیا ہے کہ بالاجماع حرام ہو جاتی ہے۔

البتہ اہل علم کا اس مسئلے میں اختلاف ہے کہ ''وطی زنا'' سے حرمت ثابت ہوتی ہے یا نہیں؟ تو اکثر اہل علم کا یہ کہنا ہے: جب کوئی آدمی کسی عورت سے زنا کرے تو اس عورت سے

اس مرد کا نکاح حرام نہیں ہوتا۔ اسی طرح اگر کوئی عورت کی ماں یا بیٹی سے زنا کرے تو وہ عورت اس پر حرام نہیں ہوتی۔ بس اس کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ اس پر حد لاگو کر دی جائے۔ اسی طرح ان علمائے کرام کے نزدیک اس آدمی کے لیے یہ بھی جائز ہے کہ جس سے اس نے زنا کیا ہے اس کی ماں یا اس کی بیٹی سے نکاح کرے

اور علمائے کرام کی ایک جماعت نے یہ کہا ہے: زنا بھی حرمت کا تقاضا کرتا ہے۔ امام دار قطنی رحمہ اللہ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت بیان کی ہے' کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسے آدمی کے متعلق سوال کیا گیا جو کسی عورت سے زنا کرتا ہے پھر وہ اسی سے یا اس کی بیٹی سے نکاح کرنے کا ارادہ کر لیتا ہے؟ تو آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا:

''یہ فعل حرام حلال نکاح کو حرام نہیں کر سکتا۔''

حرام کہنے والوں نے قصہ جریج سے بھی دلیل لینے کی کوشش کی ہے' جو کہ صحیح بخاری میں بھی مروی ہے' پوچھا: اے لڑکے! تیرا باپ کون ہے؟ تو اس بچے نے جواب دیا: ''فلاں چرواہا'' تو بچے نے اپنی نسبت اپنے زانی باپ کی طرف کی ہے۔ لیکن یہ دلیل ساقط الدلالت ہے۔

پھر علمائے کرام نے لواطت کے عمل کے متعلق بھی اختلاف کا اظہار کیا ہے کہ کیا یہ بھی حرمت کا تقاضا کرتا ہے یا نہیں؟ امام ثوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں جب کوئی کسی بچے سے اغلام بازی کرے گا تو اس کی ماں اس پر حرام ہو جائے گا' اور یہ ضعیف قول ہے۔

دو بہنوں کو ایک ساتھ جمع کرنے میں نکاح کے ساتھ جمع کرنا یا لونڈی ہونے کی صورت میں وطی کرنے میں جمع کرنا' کیا مراد لیا جائے؟ تمام علمائے کرام اس طرف گئے ہیں کہ دو بہنوں کو لونڈی ہونے کی صورت میں بھی وطی کرنے میں جمع کرنا ناجائز ہے' جب کہ ''ظاہریہ'' نے اسے جائز قرار دیا ہے۔ البتہ اس بات پر سب کا اجماع ہے کہ لونڈی بنانے میں دونوں بہنوں کو جمع کیا جا سکتا ہے۔ ایسی لونڈی جس سے وطی کی جاتی ہو' اس کی بہن سے عقد نکاح باندھنے میں اختلاف ہے' امام اوزاعیؒ نے تو منع لکھا ہے جب کہ امام شافعیؒ اسے جائز قرار دیتے ہیں۔

مندرجہ بالا باتوں کا خلاصہ یہ ہے:

مذکورہ تمام محرمات کا خیال رکھنا واجب ہے۔ مردوں یا عورتوں کی طرف سے کسی لاپروائی اور غفلت کا اظہار برابر درجہ رکھتا ہے۔ مذکورہ محرمات میں سے کسی کی طرف مذکورہ آدمیوں میں سے کوئی بھی نکاح کا پیغام بھیجے اور وہ عورت اس بات کو جانتی ہو تو اس پر خاموش رہنا یا اس پیغام پر راضی ہو جانا جائز نہیں ہوگا۔ اور اگر مرد کو اس بات کا علم ہو تو اسے اس کی طرف اقدام کرنا یا اس پر ڈٹے رہنا کسی طرح بھی جائز نہ ہوگا' اگر اس چیز کا علم عقد نکاح باندھ لینے کے بعد ہو یا صحبت کر لینے کے بھی بعد ہو تو فی الفور علیحدگی کرنی واجب ہوگی۔ اسی طرح پیغام نکاح کے سلسلے میں بھی کرنا ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

10

احکام حجاب

اس کے آداب اور احکام طلب اجازت

- مسلمان خاتون کا حجاب جیسا کہ کتاب وسنت میں ہے۔
- عمر رسیدہ عورتوں کے لیے حکم حجاب۔
- غیر محرموں سے پردہ میں عورت کی رہنمائی۔
- عورتوں کے پاس جانے سے قبل اجازت طلب کرنا (تین اوقات میں)
- عورتوں کا عورتوں کے ساتھ حمام میں داخل ہونا بھی مکروہ ہے۔

بحث : 1

قرآن وسنت والا پردہ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿ يَاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَ بَنٰتِكَ وَ نِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ذٰلِكَ اَدْنٰۤى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ ﴾ (الاحزاب : ۵۹/۳۳)

''اے نبی! اپنی بیویوں سے اور اپنی صاحبزادیوں سے اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دو کہ وہ اپنے اوپر اپنی چادریں لٹکا لیا کریں' اس سے بہت جلد ان کی شناخت ہو جایا کرے گی' پھر نہ ستائی جائیں گی۔''

فرمانِ الٰہی ''اے نبی! اپنی بیویوں سے اور اپنی صاحبزادیوں سے اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دو کہ وہ اپنے اوپر اپنی چادریں لٹکا لیا کریں'' اس میں لفظ ''جلابیب'' ''جلباب'' کی جمع ہے' جو دوپٹے سے بڑے کپڑے پر بولا جاتا ہے۔ اور اس سے مراد ایسا بڑا کپڑا ہے جو عورت اپنی قمیص اور دوپٹے کے اوپر پورے وجود کو ڈھانپنے کے لیے اوڑھتی ہے۔

جوہریؒ نے کہا ہے: جلباب سے مراد ''ملحفه'' یعنی عورت کے اوڑھنے والی بڑی چادر ہے اور شہابؒ نے کہا ہے: اس سے مراد ایسی کھلی اور کشادہ چادر ہے جسے جسم پر لپیٹا جاتا ہے' اور یہ بھی کہا گیا ہے: اس سے مراد ''قناع'' یعنی آنچل اور دوپٹہ ہے' اور یہ بھی کہا گیا ہے: اس سے مراد ہر ایسی اوڑھنی وغیرہ ہے جو عورت کے پورے بدن کو ڈھانپ لے' جس طرح کہ صحیح بخاری وغیرہ میں سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں ثابت شدہ ہے' انہوں نے عرض کی تھی:

((لِتُلْبِسْهَا أُخْتُهَا مِنْ جِلْبَابِهَا)) [1]

''اے اللہ کے رسول! ہم میں سے ہر ایک کے پاس تو جلباب نہیں ہے؟ تب آپ نے ارشاد فرمایا تھا: پھر اس کی بہن کو چاہیے کہ وہ اسے اپنی جلباب میں سے کچھ اوڑھا دے۔''

[1] رواہ الامام احمد فی مسندہ ج۵/۸۴ البخاری فی کتاب الحیض ۲۳ والصلاۃ ۲ والعیدین ۲۰ والحج ۸۱ ورواہ مسلم فی کتاب العیدین ۱۲

واحدی رقمطراز ہیں: ''مفسرین نے لکھا ہے: وہ اپنے چہرے اور اپنے سروں کو ماسوائے ایک آنکھ کے سب کچھ چھپالیں' تاکہ معلوم ہو سکے کہ وہ آزاد عورتیں ہیں' تاکہ ان کے درپے آزار نہ ہوا جائے۔'' اسی طرح ہی عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہے: ''حسن رحمہ اللہ نے فرمایا ہے: عورت اپنے نصف چہرے کو ڈھانپ لے۔ قتادہ رحمہ اللہ نے کہا ہے: اسے اپنی پیشانی پر مضبوطی سے باندھ کر اپنے ناک پر جھکا لے۔ اگرچہ اس سے اس کی آنکھیں تو ظاہر ہو جائیں گی لیکن اس کا سینہ اور چہرے کا زیادہ تر حصہ چھپ جائے گا۔ مبرد رحمہ اللہ نے کہا ہے: اسے اپنے اوپر لٹکا لیں اور اس سے اپنے چہروں' بازوؤں اور کندھوں کو ڈھانپ لیں۔

فرمان الٰہی ''اس سے بہت جلد ان کی شناخت ہو جایا کرے گی'' یہ انہیں لونڈیوں سے ممتاز بنادے گا اور لوگوں پر ظاہر ہو جائے گا کہ یہ آزاد عورتیں ہیں۔

فرمان الٰہی ''پھر نہ ستائی جائیں گی'' یعنی دل کے مریض ان سے تعرض نہ کریں گے۔ یہ ان کے لیے اور ان کے گھر والوں کے لیے حفاظت کا سامان بن جائے گا۔

بعض اہل علم نے اس آیت کریمہ سے یہ استنباط کیا ہے کہ دور حاضر میں علمائے کرام جو اپنے کپڑے کی کھلی کھلی آستینیں' بڑی بڑی پگڑیاں اور خوبصورت شالیں اختیار کیے ہوئے ہیں' یہ بطور شناخت درست ہیں' اگرچہ اسلاف امت نے ایسا نہیں کیا تھا۔ کیونکہ ایسا کرنے سے ان کی شناخت ہو جاتی ہے' وہ لوگوں کے لیے قابل التفات بن جاتے ہیں' پھر لوگ ان سے اپنے مسائل اور فتاویٰ دریافت کر لیتے ہیں سبکی رحمہ اللہ نے کہا ہے: اس آیت مبارکہ کے الفاظ سے جو باتیں اخذ ہوتی ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اس سے معلوم ہوا کہ اشراف اور قابل احترام لوگ کسی جائز امر کو بطور علامت اختیار کر سکتے ہیں۔

اور میں یہ کہتا ہوں: یہ استنباط کتنا ٹھنڈا اور کتنا دور از کار ہے؟ اس کا نفع اور فائدہ کتنا کم تر ہے؟ خاص طور پر یہ معلوم ہو جانے کے بعد کہ سنت مطہرہ میں لباس کے معاملہ میں فضول خرچی کرنے اور اسے طویل ترین بنانے سے روکا بھی گیا ہے' اور علمائے امت اور اسلاف امت نے بھی اس سے منع کیا ہے' تو اس استنباط کا اسلاف امت کے کردار سے کیا تعلق؟ بلکہ یہ تو یقینی طور پر ایک قبیح اور شنیع بدعت ہے جو اپنے ایجاد کرنے والے اور اس پر عمل پیرا ہونے والے پر ہی لوٹائی جائے گی۔ اسے تو صرف علمائے سو اور مشائخ دنیا نے ایجاد کیا ہے۔ اس سلسلے میں ملا علی قاری رحمہ اللہ نے اہل مکہ کی مذمت کرتے ہوئے کہا تھا: ان کے اتنے لمبے لمبے عمامے ہیں جیسے

برج ہوں یا ان کے چوغے ایسے ہیں جیسے جانور پر سامان لادنے کے لیے بورے اور تھیلے ہوں۔ اور جو اس نے موجودہ زمانے میں علماء اور اشراف کے لباس خاص استعمال کرنے کو سنت کہا ہے' ابن الحاج نے کتاب ''المدخل'' میں اس کی اس طرح تردید کی ہے کہ ان کا لباس خاص اختیار کرنا نبی اکرم ﷺ کے زمانہ مبارک' خلفائے راشدین کے عہد بابرکت اور ان کے بعد کے خیر القرون کے ادوار کے بالکل خلاف ہے۔

اگر یہ کہا جائے کہ اس طرح ان کی جان پہچان ہو جاتی ہے' تو جواب اس طرح دیا جا سکتا ہے کہ اگر وہ اپنے سادہ لباس میں رہیں تو پھر بھی پہچان اور شناخت ہو جائے گی' کیونکہ ان کا لباس دوسروں سے مشابہ نہیں ہوتا جو آج کل لوگوں نے اختیار کیا ہوا ہے۔ ابن الحاج نے ان کی تمام کہی ہوئی باتوں کا رد لکھا ہے' اور ان کی لباس کے معاملے میں اختیار کردہ آرا کا تفصیلی پوسٹ مارٹم کیا ہے۔

اس آیت مبارکہ کے شان نزول میں کئی ایک روایات ہیں' ان میں سے ایک رات کے وقت سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا اور دوسری عورتوں کا قضائے حاجت کے لیے باہر آنا اور منافقین کا انہیں ایذا اور تکلیف پہنچانے کی کوشش کرنا بھی ہے۔

لہٰذا ثابت ہوا کہ حجاب تو عورت کے حسن و جمال کے لیے ایک پردہ ہے اور مردوں کو غلط راہ پر چلانے سے ان کے جسمانی فتنہ کے لیے ایک بچاؤ کا ذریعہ ہے۔ اور ہماری شریعت مطہرہ تو اس امت کی طہارت' پاکدامنی اور حلال پسندی کی بنیادوں پر تعمیر سیرت کرنا چاہتی ہے۔ ایک مسلمان خاتون کے حجاب میں طہارت' پاکدامنی اور عزت نفس موجود ہے' بلکہ دوسرے لفظوں میں شہوت پرستوں' بدکرداروں اور معاشرے کے لفنگوں کے ہاتھوں ذلت و رسوائی سے بچانے کے لیے عورت کا بہترین اکرام و احترام ہے۔

تو شکر ہے اس اللہ رحیم و کریم کا جس نے حجاب کا حکم دے کر ہماری خواتین کو طہارت پسند اور پاکباز بنا دیا ہے' اور انہیں پاکدامنی اور حیاداری جیسی صفات سے آراستہ فرمایا ہے!!!

بحث : 2

عمر رسیدہ عورتوں کے لیے پردے کا حکم

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿وَ الْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَآءِ الّٰتِیْ لَا یَرْجُوْنَ نِکَاحًا فَلَیْسَ عَلَیْهِنَّ جُنَاحٌ اَنْ یَّضَعْنَ ثِیَابَهُنَّ غَیْرَ مُتَبَرِّجٰتٍۭ بِزِیْنَةٍ ؕ وَ اَنْ یَّسْتَعْفِفْنَ خَیْرٌ لَّهُنَّ ؕ وَ اللّٰهُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ۝۶۰﴾ (النور: ۲۴/ ۶۰)

''بڑی بوڑھی عورتیں جنہیں نکاح کی امید اور خواہش ہی نہ رہی ہو وہ اگر اپنے کپڑے اتار رکھیں تو ان پر کوئی گناہ نہیں' بشرطیکہ وہ اپنا بناؤ سنگھار ظاہر کرنے والیاں نہ ہوں۔ تاہم اگر اس میں بھی احتیاط رکھیں تو ان کے لیے بہت افضل ہے۔''

فرمان الٰہی ''بڑی بوڑھی عورتیں'' یعنی ایسی عمر رسیدہ عورتیں جو حیض سے فارغ ہو کر بیٹھ جائیں یا لطف اندوزی سے کنارہ کر لیں یا بڑھاپے کی وجہ سے اولاد سے فارغ ہو جائیں' ان کی اولاد کی عمر نہ ہو اور نہ ہی انہیں ایام ماہواری کی فکر دامن گیر ہو۔

فرمان الٰہی ''جنہیں نکاح کی امید اور خواہش ہی نہ رہی ہو'' یعنی اپنی کبرسنی کی وجہ سے انہیں کوئی طمع باقی نہ رہے' اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ایسی عورتیں مراد ہیں جنہیں مرد دیکھیں تو انہیں گندا سمجھیں اور ان سے نفرت کریں۔ البتہ ایسی خاتون جس میں حسن و جمال موجود ہو' چونکہ وہ تو ابھی محل شہوت ہے لہٰذا وہ اس آیت مبارکہ کے حکم میں داخل نہیں ہو گی۔

فرمان الٰہی ''وہ اگر اپنے کپڑے اتار رکھیں تو ان پر کوئی گناہ نہیں'' یعنی جو بدن پر ظاہراً نظر آتے ہیں جیسے کہ جلباب اور ردا (بڑی چادر) اور دوپٹہ وغیرہ جو کپڑوں سے اوپر ہوتے ہیں اور وہ نقاب جو دوپٹے کے اوپر ہوتا ہے یا اسی طرح کے دیگر حجاب کے کپڑے اتار کر رکھ دیں تو ان پر کوئی گناہ نہیں۔ وہ کپڑے مراد نہیں ہیں جو بدن کو چھپانے اور قابل ستر اعضا کی پردہ پوشی کے لیے ہوتے ہیں۔ یہ تو ان کے لیے صرف اس بنا پر جائز کیا گیا ہے کہ مردوں کو ان سے رغبت نہیں رہی اور نفس ان سے پھر چکے ہیں' تو اللہ تعالیٰ نے صرف انہی کے لیے یہ مباح اور

جائز قرار دیا ہے جو کسی دوسری خاتون کے لیے جائز اور مباح نہیں کیا گیا۔

فرمانِ الٰہی ''بشرطیکہ وہ اپنا بناؤ سنگھار ظاہر کرنے والیاں نہ ہو'' یعنی اللہ تعالیٰ نے جو انہیں زینت کو ظاہر کرنے سے منع فرمایا تھا اسے ظاہر کرنے والیاں نہ ہوں' کہ مردان کی طرف دیکھتے رہیں کہ وہ نافرمانی ہے:

﴿وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ﴾ (النور : ٢٤/٣١)

''اور اپنی آرائش کو ظاہر نہ کریں۔''

یا پھر ''زینت کو ظاہر کرنے والیاں نہ ہوں'' سے مراد ان کی مخفی زینت ہے' مثلاً: گلے کا ہار' ہاتھوں کے کنگن اور پاؤں کے پازیب وغیرہ۔ "التبــرج" کا معنی لوگوں کی آنکھوں کے سامنے اپنے آپ کو نمایاں کرنا' اپنے مخفی اور پوشیدہ اعضا کو تکلفاً ظاہر کرنا' عورتوں کا مردوں کے روبرو اپنے محاسن اور اپنے بناؤ سنگھار کو ظاہر کرنا۔ فرمانِ الٰہی ''تاہم اگر اس سے بھی احتیاط رکھیں تو ان کے لیے بہت افضل ہے''، یعنی اگر وہ کپڑا اتارنے والا کام اختیار ہی نہ کریں اور اس عمل سے باز ہی رہیں تو یہ ان کے حق میں زیادہ بہتر ہوگا' اور یہ عمل یعنی حجاب کی پابندی کیے رکھنا تقویٰ کے بھی زیادہ قریب ہے۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اس فرمان ایزدی:

﴿وَقُل لِّلْمُؤْمِنَٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَٰرِهِنَّ﴾ (النور : ٢٤/٣١)

''مسلمان عورتوں سے کہہ دو کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں۔''

کے متعلق فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے درج ذیل حکم سے ان عورتوں کو مستثنیٰ قرار دے دیا ہے اور ان کے لیے یہ حکم منسوخ فرما دیا ہے ﴿وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَاءِ اللَّاتِي لَا يَرْجُونَ نِكَاحًا﴾ یہ حکم ناسخ ہے۔ [1]

مندرجہ بالا بات کا خلاصہ یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے عمر رسیدہ عورت کے لیے مباح اور جائز کیا ہے' باقی کسی دوسری کے لیے مباح اور جائز قرار نہیں دیا' اور آج کل جو ہم دیکھتے ہیں کہ ماں تو حجاب اوڑھے ہوتی ہے جب کہ اس کے ساتھ اس کی جواں سال بیٹی ننگے منہ پردے اور حجاب کی دھجیاں اڑا رہی ہوتی ہے' تو یہ زمانے کے عجائبات میں سے ہے کہ مسلمان اپنی دینی لاعلمی اور مذہبی جہالت اور تقویٰ کی کمی کے باعث اس مصیبت اور پریشانی میں گرفتار ہیں۔

والعیاذ باللہ تعالیٰ

---

[1] رواہ ابو داود فی کتاب اللباس ۴۱۱۱ و رواہ النسائی فی کتاب الطلاق ۳۵۰۲ والترمذی

بحث: 3

غیر محرموں سے پردہ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿وَ قُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَ يَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَ لَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ﴾ (النور: ٢٤/٣١)

''مسلمان عورتوں سے کہو کہ وہ بھی اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی عصمت میں فرق نہ آنے دیں اور اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں، سوائے اس کے جو ظاہر ہے اور اپنے گریبان پر اپنی اوڑھنیوں کے بکل مارے رہیں اور اپنی آرائش کو ظاہر نہ کریں، سوائے اپنے خاوندوں کے یا اپنے والد کے یا اپنے سسر کے یا اپنے لڑکوں کے یا اپنے خاوند کے لڑکوں کے یا اپنے بھائیوں کے یا اپنے بھتیجوں کے یا اپنے بھانجوں کے یا اپنے میل جول کی عورتوں کے یا ایسے نوکر چاکر مردوں کے جو شہوت والے نہ ہوں یا ایسے بچوں کے جو عورتوں کے پردے کی باتوں سے مطلع نہ ہوئے ہوں اور اس طرح زور زور سے پاؤں مار کر نہ چلیں کہ ان کی پوشیدہ زینت معلوم ہو جائے۔''

فرمانِ الٰہی ''مسلمان عورتوں سے کہو کہ وہ بھی اپنی نگاہیں نیچی رکھیں'' اس خطاب کو اللہ تعالیٰ نے خالص عورتوں کے لیے رکھا ہے، صرف بات کو زوردار الفاظ میں سمجھانے کے لیے، ان کو اس حکم کی تاکید کرنے کے لیے۔ ویسے تو عورتیں ایمانداروں کے خطاب میں بھی شامل ہی تھیں جیسا کہ قرآن پاک کے دیگر خطابات میں اکثر طور پر دونوں ہی مراد ہوتے ہیں۔

مقاتل رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ سیدنا جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان فرمائی ہے کہ اسما بنت یزید رضی اللہ عنہا محلے میں واقع اپنے کھجوروں کے باغ میں تھی تو ان کے پاس عورتیں اس حالت میں آنے لگیں کہ انہوں نے چادریں بھی نہیں اوڑھی ہوئی تھیں تو ان کے پاؤں کے پازیب بھی نظر آ رہے تھے'' ان کے سینے اور سر کی زلفیں اور گیسو بھی ظاہر ہو رہے تھے، سیدہ اسماءؓ نے کہا: یہ کتنا بدترین انداز ہے؟ اللہ تعالیٰ نے اس آیت مبارکہ کو اسی سلسلے

میں نازل فرمایا ہے۔

اور بالجملہ عورت کے لیے بھی مرد کی طرف دیکھنا حلال نہیں ہے' کیونکہ عورت کا مرد سے تعلق بھی تو ویسا ہی ہے جس طرح مرد کا عورت سے تعلق ہے' اور عورت کا مرد سے قصد رکھنا بھی ویسے ہی ہے جیسے مرد کا عورت سے قصد رکھنا ہے۔ مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں جب عورت آتی ہے تو ابلیس اس کے سر پر بیٹھ جاتا ہے جو دیکھنے والوں کے لیے اسے آراستہ کرتا رہتا ہے' اور جب وہ عورت پلٹ کر جاتی ہے تو ابلیس اس کے سرین پر بیٹھ جاتا ہے' دیکھنے والے کے لیے اسے مزین کرتا رہتا ہے۔

فرمان الٰہی ''اور اپنی عصمت میں فرق نہ آنے دیں'' یعنی اپنی شرمگاہوں کی ان تمام چیزوں سے حفاظت رکھیں جو ان پر حرام ہیں۔ اس سے مراد شرمگاہوں کی پردہ پوشی ہے۔ یہ اس شخص سے ہے جس کے لیے یہ جگہ دیکھنی حلال نہیں ہے۔ ابوالعالیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں قرآن میں جہاں کہیں بھی شرمگاہوں کی حفاظت کی بات آئی ہے اس سے مقصود شرمگاہ کو زنا سے محفوظ رکھنا ہے' ماسوائے اس مقام کے کہ یہاں پر مقصود صرف یہ ہے کہ اسے غیر کی نظروں سے بھی بچایا جائے اور اسے چھپا کر رکھا جائے۔

امام بخاری' اہل سنن اور دیگر ائمہ نے سیدنا بہز بن حکیم رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے' انہوں نے اپنے باپ اپنے دادا سے ایک روایت بیان کی ہے' کہتے ہیں: میں نے پوچھا: یارسول اللہ! ہماری شرمگاہیں ہم ان میں سے کس قدر ظاہر کریں اور کس قدر انہیں چھپانے کی کوشش کریں؟ آپ نے ارشاد فرمایا:

((اِحۡفَظۡ عَوۡرَتَكَ اِلاَّ مِنۡ زَوۡجَتِكَ أَوۡ مَا مَلَكَتۡ يَمِيۡنُكَ)) قُلۡتُ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ، اِذَا كَانَ الۡقَوۡمُ بَعۡضُهُمۡ فِيۡ بَعۡضٍ؟ قَالَ: ((اِنِ اسۡتَطَعۡتَ أَنۡ لَا يَرَيَنَّهَا أَحَدٌ فَلَا يَرَيَنَّهَا)) قُلۡتُ: اِذَا كَانَ أَحَدُنَا خَالِيًا؟ قَالَ: ((اَللّٰهُ أَحَقُّ أَنۡ يُسۡتَحۡيَا مِنۡهُ مِنَ النَّاسِ)) ①

''اپنی شرمگاہ کی حفاظت کر مگر اپنی بیوی یا لونڈی سے۔'' میں نے پھر عرض کی: یا نبی اللہ! جب لوگ ایک دوسرے میں بوجہ بھیڑ گھلے ملے ہوں؟ تو آپ نے فرمایا: اگر تو طاقت رکھے کہ کوئی اسے نہ دیکھ سکے تو پوری کوشش کر کہ کوئی نہ دیکھ سکے۔ میں

---

① رواہ الامام احمد فی مسندہ ج۵/۳ ورواہ البخاری فی کتاب الصلاۃ ۱۰-۵۸

نے پھر عرض کی: جب ہم میں سے کوئی بالکل تنہائی میں ہو؟ آپ نے فرمایا: تو اللہ تعالیٰ اس بات کا زیادہ حق دار ہے کہ لوگوں سے بڑھ کر اس سے حیا کی جائے۔"

صحیحین وغیرہ میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((كَتَبَ اللّٰهُ عَلَى ابْنِ آدَمَ حَظَّهُ مِنَ الزِّنَا أَدْرَكَ ذٰلِكَ لَا مَحَالَةَ، فَزِنَا الْعَيْنِ النَّظَرُ، وَزِنَا اللِّسَانِ النُّطْقُ، وَزِنَا الْأُذُنَيْنِ السِّمَاعُ، وَزِنَا الْيَدَيْنِ الْبَطْشُ، وَزِنَا الرِّجْلَيْنِ الْخَطْوُ، وَالنَّفْسُ تَتَمَنّٰى، وَالْفَرْجُ يُصَدِّقُ ذٰلِكَ أَوْ يُكَذِّبُهُ)) وَلَفْظُ ابْنُ آدَمَ يَعُمُّ الرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ ①

"اللہ تعالیٰ نے ہر ابن آدم پر زنا میں سے اس کا حصہ لکھ رکھا ہے، وہ اس حصے کو لا محالہ پا لے گا۔ آنکھ کا زنا دیکھنا ہے، زبان کا زنا بولنا ہے، کانوں کا زنا سننا ہے، ہاتھوں کا زنا پکڑنا ہے، ٹانگوں کا زنا چلنا ہے، اور نفس تمنا کرتا ہے اور شرمگاہ اس کی تصدیق کر دیتی ہے یا اس کی تکذیب کر دیتی ہے۔"

اس حدیث مبارکہ میں ابن آدم کے لفظ میں مرد اور عورتیں سبھی شامل ہیں۔ امام حاکم نے سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت نقل کی ہے اور اسے صحیح کہا ہے:

((اَلنَّظْرَةُ سَهْمٌ مِنْ سِهَامِ إِبْلِيسَ مَسْمُومَةٌ، فَمَنْ تَرَكَهَا مِنْ خَوْفِ اللّٰهِ أَثَابَهُ اللّٰهُ إِيمَانًا يَجِدُ حَلَاوَتَهُ فِي قَلْبِهِ)) وَالْأَحَادِيثُ فِي هٰذَا الْبَابِ كَثِيرَةٌ)) ②

"نظر ابلیس کے زہر آلود تیروں میں سے ایک زہریلا تیر ہے۔ جس نے بھی اللہ تعالیٰ کے خوف کی وجہ سے اس کو چھوڑ دیا، اللہ تعالیٰ اسے ایسی کیفیت ایمان عطا فرمائے گا کہ اس کی شیرینی کو اپنے دل میں پائے گا۔"

اس بات میں احادیث مبارکہ بکثرت موجود ہیں۔

فرمان الٰہی "اور اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں۔" یعنی وہ تمام چیزیں جن کے استعمال سے زینت حاصل کی جاتی ہے، مثلاً: پازیب، پاؤں میں مہندی، کلائی میں کنگن، کان میں بالی اور

---

① رواه الامام احمد فی مسنده ج۲/۲۷۶-۳۴۳-۳۷۹-۴۳۱-۵۳٦ رواه البخاری فی کتاب الاستئذان ۱۲ والقدر ۹ رواه مسلم فی کتاب القدر ۲۰ ورواه ابوداود فی کتاب النکاح ۴۳۔

② رواه الحاکم فی المستدرک ج۴/۳۱۴ وصححه ولم یوافقه الذهبی علی التصحیح۔

گردن میں ہار وغیرہ۔ کسی بھی عورت کے لیے ان چیزوں میں سے کسی چیز کو ظاہر کرنا جائز نہیں ہے اور نہ ہی ان چیزوں کی طرف کسی غیر محرم اور اجنبی کا دیکھنا ہی جائز ہے۔

فرمان الٰہی ''سوائے اس کے جو ظاہر ہے'' یعنی جتنا حصہ از روئے عادت ظاہر رہتا ہے۔ لوگوں کا اس ظاہری زینت کے متعلق اختلاف ہے کہ اس سے کیا مراد ہے؟ پس یہ بھی کہا گیا ہے: ''اس سے مراد کپڑے ہیں'' اور یہ بھی کہا گیا ہے: ''اس سے مراد چہرہ ہے'' یہ بھی کہا گیا ہے: ''اس سے مراد چہرہ اور دونوں ہتھیلیاں ہیں'' اور یہ بھی کہا گیا ہے ''اس سے مراد انگوٹھی' کنگن' سرمہ' ہتھیلی میں لگی مہندی ہے'' اور یہ بھی کہا گیا ہے: ''بڑی چادر' دوپٹہ اور اس طرز کی دوسری چیزیں مراد ہیں جو ہاتھوں یا پاؤں میں زیورات کی قسم کی چیزیں پہنی ہوئی ہوں۔'' قرآن مجید کا ظاہری سیاق تو یہی بتا رہا ہے کہ اگر تو اس سے مراد اعضا ہیں تو استثنا ایسی صورت حال کی طرف لوٹ رہا ہے جس کا چھپانا مشکل اور گراں ہے جیسے کہ دونوں ہتھیلیاں اور دونوں قدم وغیرہ۔

ابوداوُد' بیہقی اور ابن مردویہ رحمہ اللہ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت لی ہے کہ سیدہ اسما بنت ابوبکر رضی اللہ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں جب کہ انہوں نے باریک سے کپڑے زیب تن کیے ہوئے تھے' تو آپ نے ان سے رخ انور پھیر لیا اور فرمایا:

((یَا أَسْمَاءُ اِنَّ الْمَرْأَةَ اِذَا بَلَغَتِ الْمَحِیْضَ لَمْ یَصْلُحْ أَنْ یُرٰی مِنْهَا اِلَّا هٰذَا وَأَشَارَ اِلٰی وَجْهِهٖ وَکَفِّهٖ)) [1]

''اے اسما! جب عورت حیض کی عمر کو پہنچ جاتی ہے تو اس کے لیے درست نہیں کہ اس کے جسم کا کوئی حصہ نظر آئے مگر یہ' اس کے ساتھ ہی آپ نے اپنے چہرے اور ہاتھ کی جانب اشارہ فرمایا۔''

یہ روایت مرسل ہے۔ آپ نے بس اسی قدر اجازت عطا فرمائی ہے' کیونکہ عورت کو لازماً اپنے ہاتھوں سے ہی چیزیں پکڑانا پڑتی ہیں۔ اسی طرح جہاں چہرے کو ننگا رکھنے کی حاجت ہو مثلاً: خصوصی طور پر گواہی کے موقع پر' کچہری عدالت میں' نکاح کے موقع پر' اسے راستوں میں بھی مجبوراً چلنا ہوتا ہے' دونوں جگہوں کو ننگا رکھنا پڑتا ہے اور خصوصاً ان میں سے جو فقیر ہیں تو اس کا غیر محرم کی طرف نگاہ اٹھانا جب کہ فتنہ کا اندیشہ نہ ہو تو جائز ہوگا' دو توجیہوں میں سے ایک

[1] رواہ ابوداود فی کتاب اللباس ۳۱۔۳۴

کے اعتبار سے اور دوسری توجیہ کے اعتبار بالکل ہی حرام ہو گا' کیونکہ اس میں فتنہ کا اندیشہ تو موجود ہے۔ اس باب میں قطعی معنی لینے کے لیے یہی دوسرا موقف ہی راجح ہے المجلی نے ایسے ہی فرمایا ہے۔

فرمان الٰہی ''اور اپنے گریبان پر اپنی اوڑھنیوں کی بکل مارے رہیں'' ''خمر'' خمار کی جمع ہے اور اس سے مراد وہ دوپٹہ اور اوڑھنی ہے جس سے عورت اپنے سر کو ڈھانپتی ہے اور ''جیب'' سے مراد وہ جگہ ہے جو قمیص میں کاٹی ہوئی جگہ ہوتی ہے' یعنی گلا اور سر داخل کرنے کے لیے' اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہاں مراد گردن ہے' یعنی گردن کی جگہ مراد ہے۔

مفسرین نے فرمایا ہے: زمانہ جاہلیت کی عورتیں اپنے دوپٹوں کو اپنی پچھلی جانب لٹکایا کرتی تھیں اور سامنے سے ان کے گریبان قدرے وسیع اور کشادہ ہوتے تھے' تو اس طرح ان کے سینے اور ان کے ہاتھ وغیرہ سب عیاں اور نمایاں ہوا کرتے تھے' تو اس آیت مبارکہ میں انہیں حکم دیا گیا کہ اپنے گریبانوں پر دوپٹے ڈال کر رکھا کریں تاکہ جو پہلے ظاہر ہوا کرتا تھا اس پر پردہ رکھیں۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں: اللہ تعالیٰ پہلی ہجرت کرنے والیوں پر رحمت فرمائے' جونہی اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

﴿وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَىٰ جُيُوبِهِنَّ﴾

''اور اپنے گریبانوں پر اپنی اوڑھنیوں کی بکل مارے رہیں۔''

انہوں نے اپنی ریشمی بڑی بڑی چادروں کو درمیان سے پھاڑ لیا اور ان کے دوپٹے بنا کر اپنے اوپر اوڑھ لیا۔ [1]

امام حاکم رحمہ اللہ نے روایت بیان کی ہے اور اسے صحیح قرار دیا ہے اور امام ابن جریج رحمہ اللہ وغیرہ نے بھی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا ہی سے بایں الفاظ حدیث نقل کی ہے:

((أَخَذَ النِّسَاءُ أُزُرَهُنَّ فَشَقَقْنَهَا مِنْ قِبَلِ الْحَوَاشِي فَاخْتَمَرْنَ بِهَا))

''عورتوں نے اپنے تہبند لیے' انہیں کناروں کی جانب سے پھاڑ لیا' اور پھر انہیں اوڑھ لیا۔''

فرمان ایزدی ''اور اپنی آرائش کو ظاہر نہ کریں'' یعنی باطنی اعضائے زینت کو اور زیبائش

---

[1] رواہ البخاری فی کتاب تفسیر سورۃ ٢٤ رواہ ابوداو فی کتاب اللباس ٢٩

کی جگہ کو ظاہر نہ کریں۔ اس سے مراد چہرے' دونوں ہتھیلیاں' سینہ' پنڈلیاں اور سر وغیرہ کے علاوہ چیزیں مراد ہیں۔ فرمان الٰہی ''سوائے اپنے خاوندوں کے یا اپنے والد کے یا اپنے سسر کے یا اپنے لڑکوں کے یا اپنے خاوند کے لڑکوں کے یا اپنے بھائیوں کے یا اپنے بھتیجوں کے یا اپنے بھانجوں کے یا اپنے میل جول کی عورتوں کے۔'' کیونکہ یہ سب ان کے ساتھ ایمان میں مشترک ہیں اور یہ سب خدمت گزاری اور ہم نشینی کے اعتبار سے ان کے ساتھ رہنے والے ہیں' تو اللہ تعالیٰ نے عورتوں کے لیے ان مذکورہ رشتوں کے سامنے اپنی باطنی زینت کو ظاہر کرنے کی اجازت دے دی ہے' کیونکہ ان کے درمیان اور عورتوں کے درمیان ضروری احتیاط رہتی ہے' اور ان کی جانب سے فتنے کا اندیشہ بھی نہیں ہوتا' کیونکہ طبیعتوں میں فطرتی طور پر ان قریبی عورتوں سے زنا اور بدکاری کرنے سے نفرت پائی جاتی ہے۔ سیدنا حسن اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ وہ تو امہات المومنین رضی اللہ عنہن کی جانب بھی نظریں اٹھا کر نہیں دیکھا کرتے تھے' کیونکہ اس آیت مبارکہ میں جو خاص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کے متعلق نازل ہوئی ہے' اس میں ''خاوندوں کے لڑکوں'' کا ذکر نہیں ہے اور وہ آیت مبارکہ یہ ہے:

﴿لَا جُنَاحَ عَلَيْهِنَّ فِيْٓ اٰبَآئِهِنَّ﴾ (الاحزاب : ۳۳/۵۵)

''عورتوں پر کوئی گناہ نہیں کہ وہ اپنے باپوں ...... کے سامنے ہوں''

اور ''خاوندوں کے لڑکوں'' سے مراد مذکر اولاد ہے۔

اور اللہ تعالیٰ کے فرمان گرامی ''یا اپنے لڑکوں کے'' کے تحت پوتے نیچے تک سبھی مراد ہیں اسی طرح ''خاوندوں کے باپ'' یعنی سسر کے ساتھ باپوں کے باپ اور ماؤں کے باپ بھی شامل ہیں' خواہ یہ اوپر تک چلے جائیں۔ اور اس طرح ''خاوندوں کے لڑکے'' خواہ نیچے تک چلتے جائیں اور اسی طرح بھتیجے اور بھانجے بھی۔

جمہور علما اس طرف گئے ہیں کہ چچا اور ماموں بھی دوسرے محرم رشتہ داروں کی طرح ہیں جن کے لیے ''نظر کا جواز'' ہے۔ البتہ شعبیؒ اور عکرمہؒ کا موقف ہے کہ چچا اور ماموں محرم لوگوں میں شامل نہیں ہیں۔ کرخی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: آیت مبارکہ میں چونکہ ''چچا اور ماموں'' کا تذکرہ موجود نہیں' زیادہ احتیاط اسی میں ہے کہ ان سے بھی پردہ کیا جائے' اس اندیشے اور خطرے کے پیش نظر کہ کہیں چچا اور ماموں ان کے اوصاف کو اپنے بیٹوں کے سامنے نہ بیان کریں۔ اور معنی

ماسوائے چچا اور ماموں کے بیٹوں کے۔ لہٰذا یہ چند بلیغ اشارے اور دلیلیں ہیں کہ انہیں اپنے نسب کی لازمی احتیاط کرتے رہنا چاہیے۔

اس آیت مبارکہ میں رضاعت کا ذکر موجود نہیں، لیکن وہ تو نسب کی طرح ہے۔ اس آیت مبارکہ سے کفار کی عورتیں ذمی اور دیگر کفار کی عورتیں نکل جاتی ہیں کہ ان کے سامنے بھی اظہار زینت جائز نہیں ہے، کیونکہ وہ اپنے خاوندوں سے ان کے تذکرے کر سکتی ہیں، ان کی طرف سے کوئی ضمانت نہیں ہے۔ ویسے اس مسئلہ میں اہل علم کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہے: وہ مسلمان عورتیں مراد ہیں، کسی یہودیہ اور نصرانیہ کے سامنے اظہار زینت نہ کریں، اور اس زینت سے مراد، گردن، بالی دولڑیوں کا جوہری ہار اور اس کے علاوہ ہر وہ عضو جسے محرم کے سوا کوئی دیکھ نہیں سکتا۔

سعید بن منصور، بیہقی، اور ابن منذر رحمۃ اللہ علیہم نے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے یہ روایت لی ہے کہ آپ نے سیدنا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کی جانب لکھا: اما بعد! کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ اہل ایمان کی چند خواتین مشرکہ خواتین کے ساتھ حمامات (غسل خانوں) میں داخل ہوتی ہیں۔ انہیں اپنی طرف سے اس سے روک لیں، کیونکہ ایسی عورت جو اللہ تعالیٰ اور آخرت پر ایمان رکھتی ہے اس کے لیے یہ روا اور جائز نہیں ہے کہ اس کی شرمگاہ کی طرف اس کی اہل ملت اور اہل دین کے سوا کوئی اور دیکھے۔

یعنی اس کے گھٹنوں سے لے کر اس کی ناف تک کے بدن کو دیکھے۔

فرمان الٰہی ''یا غلاموں کے'' ان غلاموں کا عورتوں کی طرف دیکھنا جائز ہے ماسوائے ''ناف اور گھٹنوں'' کے درمیان کے۔ اتنے حصے کی طرف خاوندوں کے سوا سب کے لیے دیکھنا حرام ہے۔ آیت کا ظاہر تو یہی بتا رہا ہے کہ اس میں غلام اور لونڈی بلا تفریق ہی شامل ہیں، اور اس میں یہ بھی کوئی فرق نہیں کہ وہ مسلمان ہوں یا کافر۔ اہل علم کی ایک جماعت نے ایسے ہی لکھا ہے۔ امام شعبی رحمہ اللہ غلام کے لیے اپنی مالکہ کے بالوں کی طرف دیکھنے کو مکروہ خیال کرتے ہیں، جب کہ دوسروں نے اسے جائز کہا ہے۔

امام بیہقی اور ابوداوٗد رحمہما اللہ وغیرہ نے سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے ایک روایت لی ہے کہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک غلام لائے جو آپ نے انہیں ہبہ کر دیا تھا۔ اس وقت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے اوپر ایک ایسا کپڑا تھا جس سے اگر سر کو ڈھانپتیں تو قدم نہ ڈھانپ سکتی تھی

اور اگر اس سے قدموں کو ڈھانپتیں تو وہ کپڑا سر تک نہ جاتا تھا۔ جب نبی کریم ﷺ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اس پریشانی کو دیکھا تو فرمایا:

((انَّهُ لَيْسَ عَلَيْكَ بَأْسٌ اِنَّمَا هُوَ اَبُوكِ وَغُلَامُكِ)) ①

''تیرے اوپر کوئی گناہ نہیں ہے' کیونکہ یہ ایک تو تیرا باپ ہے اور ایک تیرا غلام ہے۔''

اور قرآن کریم کا ظاہر بھی یہی ہے۔

فرمان الٰہی ''یا ایسے نوکر چاکر مردوں کے جو شہوت والے نہ ہوں'' ان سے مراد ایسے کم عقل لوگ ہیں جنہیں عورتوں کی کوئی حاجت نہ رہے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے: ''بے وقوف مراد ہیں'' اور یہ بھی کہا گیا ہے: ''نامرد مراد ہیں'' اور یہ بھی کہا گیا ہے: ''خصی لوگ مراد ہیں'' اور یہ بھی کہا گیا ہے: ''مخنث مراد ہیں'' اور یہ بھی کہا گیا ہے: ''انتہائی بوڑھے لوگ مراد ہیں'' اور یہ بھی کہا گیا ہے: ''مقطوع الذکر یعنی آلہ تناسل کٹا ہوا مراد ہے'' اس تخصیص کی کوئی وجہ نہیں ہے بلکہ مقطوع الذکر آدمی کے فوطے تو باقی ہوتے ہیں اور خصی آدمی کا آلہ تناسل باقی رہتا ہے اور نامرد عورتوں کے ساتھ جماع کرنے کی قدرت نہیں رکھتا اور مخنث عورتوں سے مشابہت کرنے والا ہوتا ہے اور انتہائی بوڑھا آدمی سانڈ کی مثل ہے۔ اس طرح اکثر مفسرین نے اسے مطلق ہی رکھا ہے۔

اس آیت سے مراد اس کا ظاہری معنی ہے اور ان سے مراد وہ لوگ ہیں جو اہل خانہ کے باقی ماندہ کھانے کو کھاتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو عورتوں سے کوئی خاص حاجت نہیں ہوتی' ان سے کسی حالت میں بھی ایسی امید نہیں ہوتی۔ تو جس میں بھی یہ وصف پایا جائے وہ اس آیت کریمہ سے مراد ہے اور جس میں یہ وصف نہ پایا جائے وہ اس سے خارج ہو گا۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں: ایک مخنث نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے پاس آیا جایا کرتا تھا تو لوگ اسے ''شہوت سے عاری'' لوگوں میں شمار کرتے تھے۔ ایک روز نبی اکرم ﷺ گھر میں تشریف لائے تو وہ آپ کی ایک بیوی کے پاس موجود تھا اور کسی عورت کے اوصاف اور محاسن بیان کر رہا تھا' اور یوں کہہ رہا تھا: جب وہ آتی ہے تو چار کے ساتھ آتی ہے اور جب جاتی ہے تو آٹھ کے ساتھ جاتی ہے۔ (یعنی جب سامنے سے نظر آتی ہے تو اس کے

پیٹ پر چار شکن پڑتے ہیں اور جب پچھلی جانب سے نظر آتی ہے تو آٹھ بل دکھائی دیتے ہیں۔) تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کیا میں یہ نہیں دیکھ رہا کہ یہ جانتا پہچانتا ہے کہ یہاں پر کیا کچھ ہوا ہے؟ آئندہ یہ تمہارے پاس نہ آیا کرے۔ تو لوگوں نے اسے روک دیا۔ [1]

فرمان الٰہی ''یا ایسے بچوں کے جو عورتوں کے پردے کی باتوں سے مطلع نہیں'' یعنی وہ بچے جو شہوت رانی اور جماع کرنے کی عمر کو نہ پہنچے ہوں' اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ جو اگلے پچھلے اور صغر سنی کی وجہ سے ''قابل ستر'' اعضا کو نہ پہچانتے ہوں۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے: جو وطی اور جماع کرنے کی صلاحیت اور قدرت رکھنے کی عمر کو نہ پہنچے ہوں۔ اور ''قابل ستر'' اعضا وہ ہیں جنہیں انسان اپنے بدن کے اعضا میں سے چھپانا چاہتا ہے' اور یہ لفظ دونوں شرمگاہوں پر غالب آچکا ہے۔ اب انہیں کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ علمائے کرام نے بچوں کے لیے چہرے اور ہاتھوں کے علاوہ دیگر اعضا کو واجبی چھپائے رکھنے کے متعلق اختلاف کیا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ ان پر لازم نہیں ہے' کیونکہ ابھی وہ مکلّف نہیں ہیں اور یہی صحیح ہے۔ اسی طرح ایسے ضعیف العمر اور ساقط الشہوت (شہوت کی حس بالکل ختم پانے والے) بوڑھے کی ''پردہ پوشی'' کے متعلق بھی اختلاف ہے۔ زیادہ بہتر بات یہ ہے کہ اسے پردہ رکھنا چاہیے' جیسا کہ اس کے لیے پہلے پردہ پوشی کا اور ستر عورت کا حکم تھا۔

رہا معاملہ ''ستر عورت'' کا کہ اس کی حد کہاں تک ہے؟ تو تمام مسلمانوں کا اس پر اجماع ہے کہ مرد و عورت کی دونوں شرمگاہیں ''پردہ'' اور ''قابل ستر'' اعضا ہیں' اور اس کے علاوہ عورت کا پورا بدن ہی ماسوائے چہرے اور ہاتھوں کے اختلاف اقوال کے پیش نظر قابل ستر ہے' اور اکثر علمانے یہ کہا ہے کہ مرد کے قابل ستر اعضا ناف سے لے کر گھٹنے تک ہیں۔

فرمان الٰہی ''اور اس طرح زور زور سے پاؤں مار کر نہ چلیں کہ ان کی پوشیدہ زینت معلوم ہو جائے'' کیونکہ یہ ان کاموں میں سے ہے جو مردوں کو عورتوں کی طرف مائل کرتے ہیں اور یہ وہم اور خیال پیدا کرتا ہے کہ ان عورتوں کا بھی مردوں کی طرف میلان ہے۔ اور یہ فرمان الٰہی محرمات کے دروازے کو بند کرنے والا ہے اور زیادہ احتیاط کی تعلیم دینے والا ہے۔ ویسے تو امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک ''عورتوں کی آواز'' قابل ستر چیز نہیں ہے' چہ جائیکہ ان کی پازیبوں کی

---

[1] رواہ الامام احمد فی مسندہ ج۶/۱۵۲ ورواہ البخاری فی کتاب المغازی ۵۶ ورواہ مسلم فی کتاب السلام ۱۳۔۳۲ ورواہ ابو داود فی کتاب اللباس ۳۳۔

آواز کی بابت بات ہو۔ زجاج رحمہ اللہ نے کہا ہے: اس مخفی زینت کی آواز کو سننا زینت کے ظاہر کرنے سے کہیں زیادہ بڑھ کر شہوت کو تحریک دینے والا ہے۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ''اس سے مراد یہ ہے: ایک پازیب کو دوسری پر مردوں کے قریب پہنچ کر مارا جائے۔ عورتوں کو اس حرکت سے روک دیا گیا ہے' کیونکہ یہ شیطانی عمل ہے' اور مخفی زینت کی آواز کو سنانا اس زینت کو ظاہر کرنے کے برابر ہے۔'' امام قرطبی رحمہ اللہ نے کہا ہے: ''جس کسی خاتون نے یہ حرکت اپنے زیورات پر خوش ہوتے ہوئے کی تو یہ مکروہ ہے اور اگر عورت نے اظہار زینت اور مردوں کو سنانے کے لیے کی تو حرام اور پر مذمت عمل ہے۔ اسی طرح اگر کسی مرد نے اپنے جوتے کو زمین پر مارا' اگر اس نے یہ حرکت خود پسندی کے سبب کی ہے تو حرام ہے' کیونکہ خود پسندی کبیرہ گناہ ہے' اور اگر اس نے اظہار زینت اور تبرج کے لیے یہ حرکت کی تو حرام نہیں ہوگی۔

ازواج النبی ﷺ کا حجاب

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ اِلَّاۤ اَنْ يُّؤْذَنَ لَكُمْ اِلٰى طَعَامٍ غَيْرَ نٰظِرِيْنَ اِنٰىهُ ۙ وَلٰكِنْ اِذَا دُعِيْتُمْ فَادْخُلُوْا فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا وَ لَا مُسْتَاْنِسِيْنَ لِحَدِيْثٍ ؕ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيٖ مِنْكُمْ ۫ وَ اللّٰهُ لَا يَسْتَحْيٖ مِنَ الْحَقِّ ؕ وَ اِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْـَٔلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ؕ ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَ قُلُوْبِهِنَّ ؕ وَ مَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَ لَاۤ اَنْ تَنْكِحُوْۤا اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖۤ اَبَدًا ؕ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمًا ۵۳﴾ (الاحزاب: ۵۳/۳۳)

''مسلمانو! جب تک تمہیں اجازت نہ دی جائے تم نبی کے گھروں میں نہ جایا کرو۔ کھانے کے لیے بھی اجازت کے بعد جاؤ' یہ نہیں کہ پہلے سے جا کر بیٹھ گئے اور کھانے کے پکنے کا انتظار کرتے رہے' بلکہ جب بلایا جائے جاؤ اور جب کھا چکو تو نکل کھڑے ہو' وہیں باتوں میں مشغول نہ ہو جایا کرو۔ نبی کو تمہاری یہ حرکت ناگوار گزرتی ہے لیکن وہ لحاظ کر جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ بیان حق میں کسی کا لحاظ نہیں

کرتا۔ جب تم نبی کی بیویوں سے کوئی چیز طلب کرو تو پردے کے پیچھے سے طلب کرو، تمہارے اور ان کے دلوں کی کامل پاکیزگی یہی ہے۔ نہ تمہیں یہ جائز ہے کہ تم رسول اللہ (ﷺ) کو تکلیف دو اور نہ تمہیں یہ حلال ہے کہ آپ کے بعد کسی وقت بھی آپ کی بیویوں سے نکاح کرو۔ یاد رکھو! اللہ کے نزدیک یہ بہت بڑا گناہ ہے۔''

فرمان الٰہی ''مسلمانو! تم نبی کے گھروں میں نہ جایا کرو'' یہ نہی ہر مومن کے لیے عام ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کے گھروں میں داخل نہ ہو، مگر آپ کی اجازت سے۔

اس آیت کا شان نزول اور پس منظر یہ ہے جو سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے ولیمہ کے موقع پر بعض صحابہ کرام سے سرزد ہوا تھا۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں: سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ! بلاشبہ آپ کی ازواج کے پاس نیک و بد ہر طرح کے لوگ آتے ہیں۔ اگر آپ امہات المومنین کو پردہ میں رہنے کا حکم دیں (تو کیا ہی خوب ہو) تب اللہ تعالیٰ نے آیت حجاب کا نزول فرمایا۔[۱]

اس بارے میں اور بھی روایات ہیں جن میں اس آیت کریمہ کے سبب نزول کو بیان کیا گیا ہے۔ بہرحال پردہ کا حکم ذوالقعدہ ۵ ہجری میں اترا تھا، اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ہجری کی بات ہے۔

فرمانِ الٰہی ''جب تک تمہیں اجازت نہ دی جائے'' استثنا مفرغ ہے جو عام حالات سے استثنا ہے یعنی آپ کے گھروں میں کسی بھی حالت میں داخل نہیں ہونا مگر اس حالت میں جب تمہیں اجازت مل جائے۔

فرمانِ الٰہی ''جب تم نبی کی بیویوں سے کوئی چیز طلب کرو تو پردے کے پیچھے سے طلب کرو۔'' اس آیت کریمہ کے بعد کسی کے لیے بھی جائز نہیں کہ ازواج النبی ﷺ میں سے کسی کی جانب بھی نگاہ اٹھائے، خواہ انہوں نے نقاب کیا ہوا ہو یا نقاب نہ کیا ہوا ہو۔ فرمان الٰہی ''تمہارے اور ان کے دلوں کی کامل پاکیزگی یہی ہے'' اس میں تو ہر مومن کے لیے ادب ہے اور اسے ڈرایا جا رہا ہے کہ کسی ایسی عورت کے ساتھ خلوت نشینی نہ کرے جس کے ساتھ اس کا خلوت میں جانا حلال نہیں ہے، بلکہ ایسی عورت کے ساتھ گفتگو بھی پردے کی اوٹ میں ہونی چاہیے،

---

[۱] اخرجه الشیخان

کیونکہ اس سے پہلو تہی کرتے رہنا ہی ہر لحاظ سے بہتر ہے' اس کی حالت کی بہتری ہے اور اس کی جان کی بھی بہتری ہے' بلکہ اس کی عصمت و پاکدامنی کو مکمل کرنے والی ہے۔

فرمان الٰہی ''نہ تمہیں یہ جائز ہے کہ تم رسول اللہ ﷺ کو تکلیف دو'' کسی بھی چیز کے ذریعے' جیسی بھی ہو۔

فرمان الٰہی ''اور نہ تمہیں یہ حلال ہے کہ آپ کے بعد کسی وقت بھی آپ کی بیویوں سے نکاح کرو'' یعنی آپ کی وفات کے بعد یا آپ کے جدا کرنے کے بعد' کیونکہ وہ مائیں ہیں اور بچوں کے لیے کسی بھی صورت میں ماؤں سے نکاح حلال نہیں ہوتا۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: یہ آیت کریمہ اس آدمی کے بارے میں اتری ہے جس نے اس امر کا ارادہ کر لیا تھا کہ نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد آپ کی کسی بیوی سے نکاح کرے گا' تو یہ آیت مبارکہ اس ارادے سے ڈانٹنے اور روکنے والی ہے۔ سفیان رحمہ اللہ نے کہا ہے: لوگوں نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ وہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا ارادہ رکھتا تھا۔ اس بارے میں چند روایات ملتی ہیں۔ فرمان الٰہی ''یاد رکھو! اللہ کے نزدیک یہ بہت بڑا گناہ ہے'' یعنی انتہائی بڑا گناہ اور انتہائی بھیانک غلطی ہے۔

ہم اللہ تعالیٰ سے ہر اس گناہ اور عمل سے سلامتی کی دعا کرتے ہیں جو اس کو محبوب نہیں اور جس پر وہ راضی نہیں ہے' اور ہم اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اپنے دین میں لگائے رکھے اور ہم سے اپنی اطاعت گزاری کے کام کرواتا جائے۔

بحث: 4

مومنات کے پاس جانے سے قبل طلب اجازت کے احکامات

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِيَسْتَاْذِنْكُمُ الَّذِيْنَ مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ وَ الَّذِيْنَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْكُمْ ثَلٰثَ مَرّٰتٍ ؕ مِنْ قَبْلِ صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَ حِيْنَ تَضَعُوْنَ ثِيَابَكُمْ مِّنَ الظَّهِيْرَةِ وَ مِنْۢ بَعْدِ صَلٰوةِ الْعِشَآءِ ؕ ثَلٰثُ عَوْرٰتٍ لَّكُمْ ؕ لَيْسَ عَلَيْكُمْ وَ لَا عَلَيْهِمْ جُنَاحٌۢ بَعْدَهُنَّ ؕ طَوّٰفُوْنَ عَلَيْكُمْ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ ؕ وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ﴾

(النور : ۲۴/ ۵۸)

''ایمان والو! تم سے تمہاری ملکیت کے غلاموں کو اور انہیں بھی جو تم میں سے بلوغت کو نہ پہنچے ہوں اپنے آنے کے تین وقتوں میں اجازت حاصل کرنی ضروری ہے: نماز فجر سے پہلے اور ظہر کے وقت جب کہ تم اپنے کپڑے اتار رکھتے ہو اور عشا کی نماز کے بعد۔ یہ تینوں وقت تمہاری خلوت اور پردہ کے ہیں۔ ان وقتوں کے ماسوا تم پر کوئی گناہ ہے نہ ان پر۔ تم سب آپس میں ایک دوسرے کے پاس بکثرت آنے جانے والے ہو اللہ اس طرح کھول کھول کر اپنے احکام تم سے بیان فرما رہا ہے' اور اللہ تعالیٰ پورے علم اور کامل حکمت والا ہے۔''

فرمان الٰہی ''ایمان والو! تم سے تمہاری ملکیت کے غلاموں کو اجازت حاصل کرنی ضروری ہے'' اس سے مراد غلام اور لونڈی دونوں ہیں۔ مقاتل بن حیان رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ ایک انصاری صحابی اور اس کی بیوی اسماء بنت مرشدہ رضی اللہ عنہما دونوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کھانا تیار کیا۔ سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا: یارسول اللہ! یہ کتنا ہی برا ہے کہ بیوی اور اس کا خاوند دونوں ایک ہی کپڑے میں ہوں اور اس موقع پر ان کا غلام بھی بغیر اجازت اندر

آ جائے۔ تب اللہ تبارک وتعالیٰ نے مذکورہ آیت مبارکہ کو نازل فرمایا تھا۔ اس سے غلاموں اور لونڈیوں دونوں کو ہی مراد لیا گیا ہے۔

سدیؒ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کچھ اصحاب اس بات کو پسند کرتے تھے کہ ان اوقاتِ ثلاثہ میں اپنی بیویوں کے پاس جائیں اور پھر غسل کر کے نماز کے لیے چلے جائیں' تو انہوں نے اپنے غلاموں اور بچوں کو ان اوقات میں بلا اجازت اندر آنے سے روک دیا تھا۔

فرمان الٰہی ''اور انہیں بھی جو تم میں سے بلوغت کو نہ پہنچے ہوں'' یعنی چھوٹے بچوں کو' اور ان سے آزاد بچے بچیاں دونوں ہی مراد ہیں۔ سب علما اور ائمہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اس سے بلوغت مراد ہے۔ البتہ اس بات میں اختلاف کرتے ہیں کہ جب بچہ یا بچی پندرہ برس کا ہو جائے اور اسے احتلام نہ ہو تو اس ضمن میں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: وہ بالغ نہیں ہو گا' حتیٰ کہ وہ اٹھارہ برس کی عمر کو نہ پہنچ جائے اور اسے پورا نہ کرے اور بچی سترہ برس کی نہ ہو جائے۔ امام شافعی اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہما لڑکے اور لڑکی کے متعلق پندرہ برس کی عمر کہتے ہیں۔ وہ اس عمر میں مکلّف بن جائے گا' اس پر شریعت کے تمام احکامات لاگو ہوں جائیں گے' اگرچہ اسے احتلام نہ بھی ہو۔

فرمان الٰہی ''تین وقتوں میں'' یعنی لیل ونہار میں تین وقت مراد ہیں۔

فرمان الٰہی ''نماز فجر سے پہلے اور ظہر کے وقت جب کہ تم اپنے کپڑے اتار رکھتے ہو اور عشا کی نماز کے بعد'' ظہر کے وقت کپڑے اتارنے کا مطلب یہ ہے کہ گرمی کی شدت کی وجہ سے دن کے نصف کے قریب جب تم اپنے کپڑے اتار دیتے ہو اور عشا کی نماز کے بعد' کیونکہ یہی تو بیداری اور کام کاج کے کپڑے اتارنے اور اپنے اہل کے ساتھ خلوت گزینی کرنے اور سونے کا لباس پہننے کا وقت ہوتا ہے۔

فرمان الٰہی ''یہ تینوں وقت تمہاری خلوت اور پردے کے ہیں'' یعنی یہی وہ اوقات ہیں جن میں پردے کا نظام کمزور ہو جاتا ہے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے: یہ تینوں تمہارے اجازت طلب کرنے کے اوقات ہیں۔ لیکن پہلا معنی زیادہ راجح ہے' سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی حدیث کی روشنی میں' کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ سے تین قابلِ ستر اوقات کے متعلق پوچھا تو آپ نے ارشاد فرمایا:

((اِذَا أَنَا وَضَعْتُ ثِيَابِي بَعْدَ الظَّهِيرَةِ لَمْ يَلِجْ عَلَيَّ أَحَدٌ مِنَ الْخُدَمِ مِنَ الَّذِينَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ وَلَا أَحَدٌ لَمْ يَبْلُغِ الْحُلُمَ مِنَ الْأَحْرَارِ إِلَّا بِإِذْنٍ، وَإِذَا وَضَعْتُ ثِيَابِي بَعْدَ صَلَاةِ الْعِشَاءِ وَمِنْ قَبْلِ صَلَاةِ الصُّبْحِ)) [1]

''جب میں دوپہر کے بعد اپنے کپڑے اتارلوں تو میرے ان خادموں میں سے جو ابھی بلوغت اور احتلام کو نہیں پہنچے میرے پاس داخل نہ ہوں' اور نہ ہی ان آزاد نابالغوں میں سے کوئی اندر آئے مگر اجازت کے ساتھ' اور جب میں نماز عشا کے بعد اپنے کپڑے اتارلوں اور نماز صبح سے قبل۔''

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: اس وقت اجازت مانگنے والی آیت پر لوگوں کی اکثریت کا ایمان نہیں رہا' اور بلاشبہ میں تو اپنی اس بچی کو حکم دیتا ہوں جو ننھی سی بچی ان کے پاس ہی کھڑی تھی کہ وہ بھی اجازت لے کر اندر آیا کرے۔

آپ ہی سے روایت ہے' کہتے ہیں: لوگوں نے تین آیتوں پر عمل کرنا چھوڑ دیا ہے: ایک تو یہ آیت اور دوسری آیت جو سورۃ النسا میں ہے: ﴿وَإِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ﴾ (النساء: ٤: ٨) ''اور جب تقسیم کے وقت آجائیں۔'' اور تیسری وہ آیت جو سورۃ الحجرات میں ہے' یعنی ﴿إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ أَتْقٰكُمْ﴾ (الحجرات: ٤٩: ١٣) ''اللہ کے نزدیک تم سب میں سے باعزت وہ ہے جو سب سے زیادہ ڈرنے والا ہے۔''

آپ ہی بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے انہیں تین اوقات میں اجازت طلب کرنے سے متعلق استفسار کیا تو آپ نے فرمایا: یقیناً اللہ تعالیٰ بھی پردہ پوشی کرنے والا اور وہ پردے ہی کو پسند کرتا ہے۔ لوگوں کے دروازوں پر تو پردے لٹکے ہوتے تھے' لیکن ان کے گھروں میں پردہ اور حجاب نہیں ہوتا تھا۔ بسا اوقات اس آدمی کے پاس اس کا خادم یا اس کا لڑکا یا اس کی گود میں پرورش پانے والا یتیم ایسی حالت میں اس کے پاس اچانک آجاتا کہ وہ اپنی بیوی کے پاس ہوتا تو اللہ تعالیٰ نے ان تینوں اوقات میں جن کا اللہ تعالیٰ نے نام لیا ہے انہیں اجازت مانگنے کا حکم دیا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے پردے بھی عطا فرما دیے اور انہیں رزق کی فراوانی اور کشادگی بھی عطا فرما دی ہے' تو تب لوگوں نے پردے اور حجاب دونوں ہی اختیار کر لیے' تو لوگ اب یہ سمجھ بیٹھے کہ جس

---

[1] اخرجه ابن مردويه' تفسير فتح القدير للامام الشوكاني ج٤/٤٥

اجازت مانگنے کا انہیں حکم ملا تھا اس کے بجائے یہ پردے لٹکا لینے ہی انہیں کافی ہو گئے ہیں۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اسی آیت کریمہ کے بارے میں بیان کرتے ہیں: یہ اجازت مانگنے کا حکم صرف مردوں کے لیے ہے عورت کے لیے نہیں۔ جب کہ اس تخصیص کرنے کی کوئی خاص وجہ نظر نہیں آتی۔ سلمیؒ بیان کرتی ہیں: یہ حکم خاص عورتوں کے لیے ہے جب کہ مردوں کے لیے تو شب و روز میں سبھی اوقات میں اجازت مانگنے کا حکم ہے۔

فرمان الٰہی ''ان وقتوں کے ماسوا نہ تم پر کوئی گناہ ہے نہ ان پر'' یعنی تین وقتوں میں سے ہر ایک وقت مراد ہے۔ فرمان الٰہی ''تم سب آپس میں ایک دوسرے کے پاس بکثرت آتے جاتے ہو ہی'' اس سے مراد تمہارے خدام ہیں' یعنی ان اوقات کے علاوہ دوسرے اوقات میں بلا اجازت جب چاہیں آئیں جائیں' کوئی حرج نہیں۔

بحث: 5

عورتوں کا حمام میں جانا

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں:

((أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَهَى الرِّجَالَ وَالنِّسَاءَ عَنْ دُخُولِ الْحَمَّامِ، قَالَتْ: ثُمَّ رَخَّصَ لِلرِّجَالِ أَنْ يَدْخُلُوا فِي الْمَازِرِ)) [1] وَزَادَ ابْنُ مَاجَةُ: ((وَلَمْ يرَخِّصْ لِلنِّسَاءِ)) [2]

''کہ رسول اللہ ﷺ نے مردوں اور عورتوں کو حمام میں داخل ہونے سے منع فرمایا تھا۔ پھر آپ نے مردوں کو ازار بند کے ساتھ داخل ہونے کی رخصت دے دی تھی۔'' ابن ماجہ میں یہ الفاظ زائد ہیں: ''آپ نے عورتوں کو رخصت نہیں دی تھی۔''

آپ ہی سے روایت ہے، کہتی ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے:

((سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((الْحَمَّامُ حَرَامٌ عَلَى نِسَاءِ أُمَّتِي)) [3]

''حمام میری امت کی خواتین پر حرام ہے۔''

سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ ایک طویل حدیث مرفوع بیان کرتے ہیں:

((مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ مِنْ نِسَائِكُمْ فَلَا يَدْخُلِ الْحَمَّامَ)) [4]

''تمہاری عورتوں میں سے جو اللہ تعالیٰ اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتی ہے وہ حمام

---

[1] رواہ ابوداود ولم یضعفه والترمذی وزاد ابن ماجه: ((ولم یرخص للنساء))

[2] رواہ ابوداود فی کتاب الحمام ۳، والاستئذان ۲۳ ورواہ الترمذی فی کتاب الادب ۴۳، وضعفه

[3] رواہ الحاکم، قال: هذا حدیث صحیح الاسناد، رواہ الحاکم فی المستدرك ج۴/ ۲۹۰ واقرہ الذهبی علی التصحیح۔

[4] رواہ ابن حبان فی صحیحه، واللفظ له، والحاکم، وقال: صحیح الاسناد ورواہ الطبرانی فی الکبیر والاوسط ورواہ الحاکم فی المستدرك ج۴/ ۲۸۹ واقرہ الذهبی علی التصحیح، والطبرانی فی الکبیر والاوسط کما فی مجمع الزوائد ۱/ ۲۷۸

میں داخل نہ ہو۔“

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

((مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ فَلَا يَدْخِلْ حَلِيْلَتَهُ الْحَمَّامَ)) ①

”جو اللہ تعالیٰ اور روز آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنی بیوی کو حمام میں داخل نہ کرے۔“

ابو الملیح ہذلی بیان کرتے ہیں: اہل حمص کی یا اہل شام کی چند مستورات سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت عالیہ میں آئیں تو آپ نے فرمایا: کیا تم وہی ہو جو حمامات (غسل خانوں) میں داخل ہوتی ہو؟ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے خود سنا تھا:

((مَا مِنِ امْرَأَةٍ تَضَعُ ثِيَابَهَا فِيْ غَيْرِ بَيْتِ زَوْجِهَا اِلَّا هَتَكَتِ السِّتْرَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ رَبِّهَا)) ②

”نہیں ہے کوئی بھی خاتون جو اپنے خاوند کے گھر کے سوا کہیں اور کپڑے اتارتی ہے مگر وہ اپنے درمیان اور اپنے رب کے درمیان پردے کو پھاڑ دیتی ہے۔“

احمد، ابو یعلی، طبرانی اور حاکم وغیرہ نے روایت کرتے ہیں: سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں چند عورتیں داخل ہوئیں تو آپ نے ان سے پوچھا: تم کون ہے؟ انہوں نے جواب دیا: ہم اہل حمص سے ہیں۔ آپ نے پوچھا: غسل خانوں والوں میں سے؟ وہ بولیں: کیا ان میں کوئی حرج ہے؟ آپ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا تھا:

((أَيُّمَا امْرَأَةٍ نَزَعَتْ ثِيَابَهَا فِيْ غَيْرِ بَيْتِ زَوْجِهَا خَرَقَ اللّٰهُ عَنْهَا سِتْرَهُ)) ③

”جو عورت اپنے خاوند کے گھر کے علاوہ اور کہیں بھی اپنے کپڑے اتارتی ہے تو

---

① رواه احمد بطوله، ورواه الامام احمد فی مسنده ج٣/٣٣٩ رواه الترمذی فی کتاب الادب ٤٣ وقال: حسن غریب۔

② رواه الترمذی، واللفظ له، وقال: حدیث حسن، وابوداود وابن ماجه والحاکم، قال صحیح علی شرطهما، ورواه الامام احمد فی مسنده ج٦/١٧٣۔١٩٩ رواه ابوداود فی کتاب الحمام ١ رواه الترمذی فی کتاب الادب ٤٣ و ورواه ابن ماجه فی کتاب الادب ٣٨ وحسنه الترمذی۔

③ رواه الامام احمد فی مسنده ج١/٤١۔٣٠١ رواه الطبرانی ابو یعلی کما فی مجمع الزوائد ج١/٢٧٧ ورواه الحاکم فی المستدرك ج٤/٢٨٨ وصححه واقره الذهبی علیه

اللہ تعالیٰ اس عورت سے اپنے پردے کو پھاڑ دیتا ہے۔"

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں:

((أَنَّهَا سَأَلَتْ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْحَمَّامِ، فَقَالَ: أَنَّهُ سَيَكُونُ بَعْدِيْ حَمَّامَاتٌ، وَلَا خَيْرَ فِي الْحَمَّامَاتِ لِلنِّسَاءِ، فَقَالَتْ: يَارَسُولَ اللّٰهِ، إِنَّهُنَّ يَدْخُلْنَهُ بَازَارٍ؟! فَقَالَ: لَا، وَإِنْ دَخَلْنَهُ بَازَارٍ، وَدِرْعٍ وَخِمَارٍ، وَمَا مِنِ امْرَأَةٍ تَنْزِعُ خِمَارَهَا فِي غَيْرِ بَيْتِ زَوْجِهَا إِلَّا كَشَفَتِ السِّتْرَ فِيمَا بَيْنَهَا وَبَيْنَ رَبِّهَا)) ①

"کہ آپ نے خود ہی رسول اللہ ﷺ سے حمام کے متعلق سوال کیا تو آپ نے فرمایا: میرے بعد حمامات ہوں گے لیکن ان حماموں میں عورتوں کے لیے کوئی خیر اور بھلائی نہیں ہوگی۔ آپ نے پوچھا: یارسول اللہ! بے شک وہ ان حماموں میں تہبند کے ساتھ داخل ہوسکتی ہیں؟ آپ نے فرمایا: نہیں! اگر چہ وہ تہبند کے ساتھ داخل ہوں، قمیص اور دوپٹے کے ساتھ بھی داخل ہوں۔ جو بھی عورت اپنے خاوند کے گھر کے سوا کسی اور جگہ میں اپنے دوپٹے کو اتارے گی تو اس نے اپنے درمیان اور اپنے پروردگار کے درمیان پردے کو خود ہی پھاڑ دیا۔"

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک طویل مرفوع حدیث میں آتا ہے:

((مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يُدْخِلْ حَلِيلَتَهُ الْحَمَّامَ......)) إِلٰى قوله: ((مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يَخْلُوَنَّ بِامْرَأَةٍ لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا مُحْرِمٌ)) ②

"جو کوئی اللہ تعالیٰ پر اور آخری دن پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنی بیوی کو حمام میں داخل نہ ہونے دے......"

اسی حدیث کے آخر میں یہ بھی ہے: "جو بھی اللہ تعالیٰ پر اور آخری دن پر ایمان

① رواہ الطبرانی فی الاوسط من روایة عبداللہ بن لهیعة، وقد ضعفه الهیثمی فی مجمع الزوائد ج۱/۲۷۸

② رواہ الطبرانی فی الکبیر، وفیه یحیی ابن ابی سلیمان المدنی، قال: الهیثمی فی مجمع الزوائد ج۱/۲۷۹: یحیی بن ابی سلیمان المدنی قال الهیثمی فی مجمع الزوائد ج۱/۲۷۹ یحییٰ ابی سلمان المدنی ضعفه البخاری وابوحاتم، ووثقه ابن حبان۔

رکھتا ہے وہ کسی بھی عورت کے ساتھ خلوت میں نہ جائے کہ اس کے درمیان اور اس عورت کے درمیان کوئی محرم نہ ہو۔‘‘

ایک روایت میں اس طرح ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس اہل شام کی خواتین آئیں تو آپ نے پوچھا: شاید کہ تم ’’کورۃ‘‘ سے تعلق رکھتی ہو کہ جن کی عورتیں حمامات میں داخل ہوتی ہیں؟ انہوں نے جواب دیا: جی ہاں! آپ نے فرمایا:

((مَا مِنِ امْرَأَةٍ تَخْلَعُ ثِيَابَهَا فِي غَيْرِ بَيْتِهَا إِلَّا هَتَكَتْ مَا بَيْنَهَا وَبَيْنَ اللّٰهِ مِنْ حِجَابٍ)) ②

’’جب کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے خود سنا تھا: نہیں ہے کوئی بھی عورت جو اپنے گھر کے علاوہ کسی اور جگہ کپڑے اتارتی ہے مگر اس کے درمیان اور اللہ تعالیٰ کے درمیان جو حجاب اور پردہ ہوتا ہے اسے اس نے خود ہی پھاڑ دیا۔‘‘

"الکورہ" کسی خاص جہت زمین پر بولتے ہیں، مثلاً: شام، عراق، فلسطین وغیرہ۔

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يَدْخُلِ الْحَمَّامَ بِغَيْرِ إِزَارٍ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يُدْخِلْ حَلِيلَتَهُ الْحَمَّامَ مِنْ غَيْرِ عُذْرٍ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يَجْلِسْ عَلَى مَائِدَةٍ يُدَارُ عَلَيْهَا الْخَمْرُ)) ③

’’جو بھی اللہ تعالیٰ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہو وہ بغیر تہبند کے حمام میں داخل نہ ہو، اور جو بھی اللہ تعالیٰ اور روز آخرت پر ایمان رکھتا ہو وہ بلا عذر اپنی بیوی کو حمام میں داخل نہ کرے، اور جو بھی اللہ تعالیٰ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ کسی ایسے دسترخوان پر نہ بیٹھے جس پر شراب کا جام چلتا ہو۔‘‘

---

① اخرجه ابو داود والترمذی۔

② رواه الامام احمد فی مسند ج۶/ ۴۱۔۱۷۳۔۱۹۹۔ ۲۶۷۔۳۶۲ ورواه ابو داود فی کتاب الحمام ورواه الترمذی فی کتاب الادب ۴۳ ورواه ابن ماجه فی کتاب الادب ۳۸ رواه الدارمی فی کتاب الاستئذان ۲۳ وهو صحیح۔

③ رواه الامام احمد فی مسنده ج۱/ ۲۰ ج۲/ ۳۲۱ ورواه الترمذی فی کتاب الادب ۴۳ ورواه النسائی فی کتاب الغسل ۲، ورواه ابن ماجه فی کتاب الادب ۳۸ وقال: الترمذی حسن غریب۔

خاتمہ

اے میری مسلمان بہن!

یہ تھیں چند بحثیں جنہیں اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرآنِ کریم اور سنتِ نبویؐ کی روشنی میں مسلمان خاتون پر حرام شدہ احکامات کی پہچان کرنے کے لیے انہیں بیان کرنے کی اور انہیں جمع کرنے کی مجھے توفیق ارزانی فرمائی تھی۔ اے میری بہن! تاکہ یہ باتیں تیرے لیے زادِ سفر بن جائیں اور ان کی معرفت حاصل کرنے میں یہ میری معاون و مددگار بن جائیں۔ کیونکہ محرمات سے اجتناب کرنے کے لیے ان کی معرفت فرض ہے' جس طرح عبادات' معاملات' آداب اور اخلاق کو بجا لانے کے لیے ان کے واجبات کو جاننا فرض ہے۔ میں اللہ تعالیٰ سے اپنے لیے' تمہارے لیے اور باقی سب مسلم خواتین کے لیے سوال کرتا ہوں کہ وہ اپنی عبادت' بندگی اور اطاعت گزاری میں ہماری مدد فرمائے اور وہ ہمیں ہر گناہ اور نافرمانی سے محفوظ رکھے۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

خواتین سے متعلقہ ہماری چند دیگر مطبوعات

❶ **خواتین اہل بیت!** ...... مصنف: احمد خلیل جمعہ...... اردو قالب: ابوضیا محمود احمد غضنفر
رسالت مآب ﷺ کی ازواج مطہرات' بیٹیوں' بیٹوں اورنواسیوں کی پرنور سیرت کا دل آویز اور ایمان افروز تذکرہ

❷ **بچوں کی تربیت کیسے کریں؟** ...... تالیف: سراج الدین ندوی۔ ...... محمد طاہر نقاش
قرآن و حدیث' طب و حکمت اور جدید میڈیکل سائنس کی روشنی میں بچوں کی اسلامی تربیت کا شاندار پروگرام

❸ **سپنوں کا شہزادہ** ...... تالیف محمد طاہر نقاش
ٹیلی فون کے ذریعہ گمراہ ہونے والی دوشیزاؤں کی عبرتناک داستان اور قرآن و حدیث کی روشنی میں بھرپور راہنمائی۔

❹ **اپنے گھروں کو بربادی سے بچائیں** ...... تالیف: روبینہ نقاش
ہنستے بستے گھرانوں کو برباد کردینے والے امور جن سے اپنے گھر کو شیطانوں لعینوں کے شر سے بچانے کے لیے ہر مسلمان کے لیے اس کا مطالعہ ضروری ہے۔

❺ **عفت و عصمت کا تحفظ** ...... تالیف: ظفیر الدین ندوی...... اضافہ: محمد طاہر نقاش
خاتون اسلام کے لیے عفت و عصمت کے تحفظ کا مکمل لائحہ عمل...... قرآن و حدیث طب و حکمت اور جدید سائنس کی روشنی میں۔

❻ **جہنم میں لے جانے والی مجلسیں** ...... تالیف: عدنان طرشہ ترجمہ: حافظ محمود تبسم
ایسی خوفناک مجلسوں کی نشاندہی جو انجانے میں خواتین اسلام کے جہنم میں جانے کا باعث بن جاتی ہیں۔

❼ **قصص النساء فی القرآن الکریم** ...... تالیف: احمد جاد...... اردو قالب: ابوضیا محمود احمد غضنفر

قرآن مجید میں پاکباز مومنات خواتین کی مہکتی سیرت کے روح پرور اور ایمان افروز قصے' تذکرے' داستانیں۔

⑧ **زیبائش نسواں** ...... تالیف: محمد بن عبدالعزیز المسند ...... ترجمہ: سلیم اللہ زماں

مسلمان عورت کی زیب و زینت' بناؤ سنگھار اور میک اپ کے احکام و آداب قرآن و حدیث اور جدید میڈیکل سائنس کی روشنی میں۔

⑨ **نوجوان لڑکیوں کے نام** ...... تالیف: بنت الاسلام۔ ترجمہ: خاور رشید بٹ

دورِ جوانی میں نوجوان مسلمان لڑکیوں کو کیا کرنا چاہیے اور کیا نہ کرنا چاہیے!!؟؟

⑩ **مومنات کا پردہ اور لباس** ...... شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ

مومنات نماز میں اور گھر سے باہر لباس اور پردہ کا اہتمام کیسے کریں اور جدید فیشن ایبل ملبوسات کے مسائل اور قرآن وسنت کی روشنی میں ان کا حل

⑪ **مومنات کی محبت بھری نماز** ...... تالیف: رقیہ بنت محمد بن محارب۔

ترجمہ: ابوخبیب احمد سلیم

مومنات اللہ کے حضور محبت بھرے انداز میں نماز کیسے ادا کریں؟

⑫ **مجالس خواتین** ...... محمد امین بن مرزا عالم ...... اضافہ: روبینہ نقاش

خواتین اسلام کی موزوں اور غیر موزوں مجالس کا تذکرہ کہ جو ان کے لیے عزت نیک نامی و بدنامی کا باعث بن جاتی ہیں۔

عورتوں پر حرام مگر کیا؟

معزز بہنو اور بھائیو!

آجکل میڈیا کا دور ہے، کفار موجودہ الیکٹرانک میڈیا کو مسلمانوں کے بچوں اور عورتوں کے خلاف خاص طور پر استعمال کر رہے ہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ ماڈرن ازم، روشن خیالی، فیشن، تہذیب، ثقافت، کلچر، اور میک اپ جیسے بکھیڑوں میں پھنس کر وہ حلال وحرام کی تمیز کھو بیٹھیں۔ وہ جدیدیت کے مہلک زہر کو اس طرح اپنی رگوں میں اتار لیں کہ انکو روزمرہ زندگی میں یہ پتا ہی نہ چل پائے کہ وہ جو کام کر رہی ہیں یہ اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ناپسند ہے اور ان کاموں سے منع کر دیا گیا ہے۔ یہ کام حرام کے زمرے میں آتے ہیں اور ان کا مرتکب اللہ عزوجل اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا باغی ونافرمان قرار پاکر دونوں جہانوں میں ناکام ونامراد ہوتا ہے۔ آج ہماری خواتین آخرت کی جوابدہی کو یکسر بھول گئی ہیں اور ان کو زندگی کا لمحہ لمحہ اللہ کریم کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق گزارنا چاہیے، اس لیے کہ وہ مسلمان ہیں۔ اگر انہوں نے حلال وحرام کی تمیز کو ترک کر دیا مادر پدر آزاد زندگی گزاری تو یہ اولاد قبر میں انکے لیے دردناک عذاب کا باعث ثابت ہوگی۔ روز قیامت کی ذلت ورسوائی سے بچنے کیلئے آج ہی حلال وحرام کی پہچان و آگہی کی کوشش تیز کر دیں۔ یہ کتاب آپ کی خدمت میں اسی لیے پیش کی جا رہی ہے تاکہ حجت قائم ہوجائے اور آپ قیامت کے دن یہ نہ کہہ سکیں کہ ہمیں خبر نہیں ہوسکی۔

خواتینِ اسلام کو اگر کوئی چیز پیش کی جاسکتی ہے تو یہ کتاب ایک بہترین تحفہ ہے، جو دینے اور لینے والے دونوں کیلئے عمل کرنے کی صورت میں درجات کی بلندی اور آخرت میں کامیابی کا باعث بنے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

ابوضیاء محمود احمد غضنفر